هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

الحمد للہ کہ تصنیفی از تصانیف جناب مستطاب معلی القاب الفاضل الکامل و الحبر الذی لیس لہ مماثل فی الفضائل التی بلغ صیتہا الی الآفاق و انعقد علیہا الاجماع والاتفاق عارف الحقائق الحکیم الحاذق ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حسب ارشاد رب المشرقین طبیب خاص اعلیحضرت قوی شوکت نواب مستطاب گردون قار فلک اقتدار سرکار اجل اکرم افخم نواب نظم الدولہ ممتاز الملک سعید جعفر علیخان مومن خان بہادر دلاور جنگ نجم ثانی و علی نوشیروان ثانی ریاست ٹھیا بیت مسمی بہ

کہ مشتمل است بر اثبات ایمان حضرت ابوطالب بتصحیح سلالۃ الاسلاف والامجاد فاقد الامثال والانداد جمال الصالحین عین العارفین المستجمع لجوامع الاوصاف المتصف بالعلم والتقی والعفاف عین الانسان و انسان العین جناب الحکیم السید رضا حسین دامت اعلام مناقبہ الدہر منشورہ و ما جرت آیات فضائلہ بین الانام مشہورہ

باہتمام روغہ سید محمد عفا اللہ عنہ

در مطبع نصرت عالم جلیسہ طبع پوشید

لکھنو دکٹوری ۲ عامیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم اما بعد واضح ہو کہ یہ دنیا عالم اسباب اسی سبب سے مشہور ہی کہ مسبب الاسباب نے جو کچھ اس مین پیدا کیا ہی وہ کسی نہ کسی سبب سے پیدا کیا ہی یا یون کہین کہ ایک چیز کے پیدا کرنے مین دوسری چیز کو سبب گردانا ہی اور جو چیز سبب ہوئی ہی اُسکے ہونے پر دوسری چیز کا ہونا موقوف ہی کہ اگر وہ نہ ہو تو یہ ہرگز نہ ہو سکے اسی طرح ایک کا ایک سبب پیدا کرتا چلا جاتا ہی یہ امر ایسا عام فہم ہی جسکو حاجت بیان کی نہین اسی قاعدہ کے موافق مجھ حقیر کی راحت و آرام اور عزت و احترام کا سبب مسبب الاسباب نے جناب معلی القاب سکندر حشمت دارا سطوت عدل گستر رعیت پرور امیر باذل حاکم دریا دل دلنواز خاص و عام کارساز کام و مرام حضور سراپا نور خورشید قباب قمر رکاب جناب نواب مرزا جعفر علی خان صاحب بہادر المخاطب بہ نجم الدولہ ممتاز الملک مومن خان بہادر دلاور جنگ صدر آرائے ریاست کھمبایت دام اقبالہ ومد ظلالہ ولا زالت ملکہ و دولتہ کی مرحمت و مکرمت کو قرار دیا اور اس دربار گہربار کی بدولت دولت ثروت پائی تو جاہ و عزت ہاتھ آئی اور آسائش و آرام ہاتھ آیا تو نام پایا کچھ شک نہین کہ اسی بذل و نوال نے فارغ البال کیا جو بزم اہل قال اہین قیل و قال کیا اور باوجود بے بضاعتی کے ذخائر عاقبت سے مالا مال کیا جسکے شکریہ مین سوا اسکے کیا ہو سکتا ہی کہ اس توشۂ آخرت کو جو اس فارغ دلی کا مآل اور حسن عقیدت پر دال ہی بہ طریق ہدیہ پیشکش کرکے بارگاہ احدیت مین مستدعی ہون کہ خداوندا اس امیر کبیر کو اور اُسکے فرزند ارجمند کو مادامت الایام واللیالی برقرار رکھ اور فوائد دارین سے سرفراز کر بیت

الٰہی تا جہان را نام باشد در جہان باشے
بہ ملک و جاہ و حشمت فیض بخش و جان باشے

احقر الاطبا

السید ذاکر حسین عفی عنہ

નેક નામદાર નવાબ સાહેબ જાફરઅલી ખાનસાહેબ,
સ્વસંસ્થાન-ખંભાત.

تقریظ وتوثیق والاجناب فواضل وفضائل مآب حاوی الفروع والاصول ینبوع المعقول والمنقول جامع کمالات الکلام والاصول تالی آیات فصل الخطاب والخطاب المفصول مجتہد العصر والزمن مولانا سید ابوالحسن صاحب دام ظلہ العالی۔

باسمہ سبحانہ تعالیٰ شانہ

کتاب مستطاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب تالیف وتصنیف صاحب اجل المراتب اعلی المناقب ذو القریحۃ النقادہ والطبیعۃ الوقادہ الحائز من العلوم العقلیۃ والنقلیۃ اوفر نصیب والفائز من الفنون الاصلیۃ والفرعیۃ بالمعلی والرقیب محط رحال ذی العلۃ والمرض موضع امال من لہ السقم عرض الطبیب الماہر بلامین جناب السید ذاکر حسین بلغہ اللہ الی ذروۃ سنام الکمال بمحمد والہ خیر آل۔ میری نظر سے گزری نہایت خوبی وعمدگی سے رد کی ہے اور اسلام حضرت ابوطالب علیہ السلام کا حجج قاطعہ وبراہین ساطعہ ثابت کیا ہے اگر منصف مزاج تارک جدل واعتساف بنظر انصاف دیکھے گا تو اسکو کسی طرح کا شک اسلام آباء کرام سید الانام وحضرت ابوطالب علیہ السلام مین باقی نہ رہے گا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور جزاہ اللہ عنی وعن جمیع المؤمنین جزاء یشرح بہ الصدور حررہ بنمیاہ الوازرہ خادم الشریعۃ الطاہرہ السید ابوالحسن اوتی کتابہ بیمینہ فی الاخرۃ یوم الاثنین لاثنین خلیا من شہر ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۳۱ من ہجرۃ افضل الانبیاء العظام۔

تقریظ وتوثیق چکیدہ قلم ہدایت شیم سرکار شریعت مدار نور الانوار قمر الاقمار قدوۃ الابرار قائد الاخیار المولی الرضی الحبر المتلی المنہل الروی الصراط السوی السراج الوہاج

والماء الثجاج والبحر العجاج النیر اللائح الطیب الفائح السحاب الهاطل الغیث الهاطل البدر المشرق الغدیر المغدق مجتهد العصر والزمن جناب مولانا مولوی السید آقا حسن صاحب انعم اللہ علیہ بجزیل النعم والمواہب۔

باسمہ سبحانہ

لقد اعجبنی واطربنی ما حررہ السید الجلیل والطبیب النبیل ذی الفخر السنی والشرف البہی البری عن الشین الحکیم السید ذاکر حسین حرسہ اللہ ووقاہ من اشرار الناس وحماہ وسلک بہ سبل رضاہ ورضی عنہ وارضاہ من جملتہ جمیلۃ وزبدۃ جلیلۃ وجوہرۃ عزیزۃ فی اثبات ایمان ابیطالب رغما لانوف الجاحدین وقطعا لدابر المخالفین وہی مملوۃ من نکات الشریفہ وحجج منیفہ وحقائق حقیقہ وہی لائقۃ بان تکتب بالنور علی وجنات الحور وشفعہا باخبار معتمدۃ رواہا الفریقان وخرجہا اہل العدوان لتکون اقوی فی الاحتجاج علی من انکر الایمان ونصر بذلک کلہا المذہب الاثنی عشری بامتن برہان واطرف بیان فجزاہ اللہ من حمائتہ الحق حق الجزاء واجزل لہ العطاء واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ الطاہرین المعصومین

حررہ السید اقا حسن بقلمہ

الیس اللہ بکاف عبدہ
السید اقا حسن

توثیق انیق تایق وثیق عالیجناب فضائل آیاب حاوی الفروع والاصول جامع المعقول والمنقول افضل الافاضل الملقب بصدر الافاضل وممتاز الافاضل الفاصل بین الحق والباطل عمدۃ المحدثین وحید الزمن مولانا مولوی سید سبط حسن صاحب دام برکاتہ وعمت افاداتہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لقد اعجبنی واطربنی ما نسجہ بیمناہ المبارکۃ سلافۃ العصر وحکیمہ ومقوّم الاود ومقیمۃ جناب المولوی السید ذاکرحسین حیاہ ربہ ما ققریۃ العین فانہ وفقہ اللہ کما درء الداء وفاق الاطباء کذلک اوھن ما تقوّلہ بہ حلیف الباطل ونادیمہ وا لیف الھزل وحمیمہ ونفی ھذا الداء العضال حیث اتی ببیان شاف یشتفی بہ صریع الرّیب وسقیمہ ورقی بعزائم براھینہ ما نفث بہ صلۃ الضلال من نافع السمّ فسلم وبرء منہ سلیمہ وحمی حمی الاسلام فامتنع جنابہ و حریمہ وسطا سطوۃ البزاۃ الشھب علی البغاث فاصبح الخصم مفحما کان الطیر علی راسہ وطار ظلیمہ وثبت ثبات الکماۃ الحماۃ عند الحفاظ فاحجم ھزیمہ واشرق شموس تحقیقاتہ حتی اضاء الصبح لذی عینین بعد ما سجی الظلام ووقب بھیمہ ولمعت اسرۃ الحق وسبحات الصدق کالنور علی قنۃ الطور حینما کلم کلیمہ وقد ایدہ اللہ بروح القدس حیث نصر ولیّہ اباطالب الذی امن بطھارۃ ذیلہ حدیث الاسلام وقدیمہ ودان واذعن لغرتہ القعساء کریم النسب ولئیمہ وشھد بعلو قدرہ وانارۃ بدرہ لاحج البیت وحطیمہ وباح بکرم صلیہ المعرق صنوہ وسھیمہ واقر المحب والعدوّ بانہ فاقد الضریب وعدیمہ و بیضۃ البلد عظیمۃ فلیت شعری کیف نشک فی دینہ ودرۃ صدف النبوۃ یتیمہ وکیف یرتاب فی دخولہ الخلد وابنہ قسیمہ کلا بل ران علی قلوبھم فلا یفقھون حتی تزفزبراھم جحیمہ ویتزل بساحتھم من العذاب الیمہ واخر دعوننا ان الحمد للہ رب العالمین

کتبہ العبد العاثر

سبط حسن بن السید وارث حسین

اوثقھما ربھما الی ظلال عفوہ

تقریظ وتوثیق سابح بحر تدقیق سند العلما امام الفضلا بقیۃ الاسلاف فخر الاخلاف
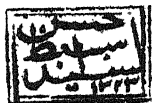
مجمع العلوم والمعارف منبع الحکم والحقائق مستند الفقہا سمیّ خامس اصحاب الکسا مولانا
ومولی الکونین جناب مولوی سید سبط حسین صاحب دام ظلہ بدام الخافقین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی افاض علینا ودقا مدرارا من سحائب رحمۃ واستمطرلنا جودا من فراقا
من شائیب نعمۃ والصلوۃ والسلام علی سیدنا ونبینا نبی الرحمۃ وسراج الامۃ افضل المعادۃ
منبتا واغرّ الارومات مغرسا الطہر المطہرین شیمۃ واجود المستمطرین دیمۃ محمد والہ الطاہرین
وابائہ الطیبین الذین ہم عماد الدین وسناد للمسلمین امابعد فقد رایت بعض
المطالب من کتاب فتح الغالب سلیل الاطائب حاوی المفاخر والمناقب عالی الکعب
فی الفنون العقلیہ طویل الباع فی العلوم النقلیۃ الحری الفایق والطبیب الحاذق
ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حرسہ رب المشرقین فلما استحلیت
عنقردہ والتقدت نقودہ وعرضت علے النار عودہ واستمطرت جودہ وعودہ
وجدتہ حریا بان یکتب بالنور علے وجنات الحور فان خلاف ما انبتہ فیہ اقوی
من جوف العیر واقفر من جوز القفاء کانہ الاستہلال فی اوائل انہار
حررہ بیمناہ الوازرۃ خادم الشریعۃ الطیبۃ الطاہرۃ سبط حسین اولی
کتابیہا فی الاخرۃ فی الثامن والعشرین من ذی القعدۃ سنۃ الف و
ثلثمائۃ واحدی وثلثین من ہجرۃ من لا نبیّ بعدہ

تقریظ وتوثیق چکیدہ کلک فاضل جلیل عالم نبیل العالم العامل والعلم الکامل الصدر
الشہیر والہمام النحریر القارع علے اعلام الرشاد السالک نہج الصدق والسداد
مولانا مولوی سید شبیر حسن صاحب دام ظلہ العالی مادامت النہر واللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اعلی کلمۃ الحق ورفع منار الدّین والصلوۃ والسلام علے نبیہ الذی
دبّی فی حجر عمہ سید الموحدین وبعث رحمۃ للعالمین وعلے الہ الطیبین

الطاهرین المعصومین لا سیما ابن عمہ امیر المومنین امام المتقین صلوٰۃ زاکیۃ من یومنا ھذا الی یوم الدین۔ اما بعد فقد سرحت برید نظری واجلت قداح بصری فیما ھذّبہ وحلاہ وصنّفہ واملاہ ونسّجہ واتقنہ وزبرہ واحسنہ زبدۃ الحکماء الحذاق وصفوۃ الاطباء المنوّھین فی الآفاق ذوالفضل الراسخ والمجد الشامخ الراسی الحکیم العارف الآسی جناب السید ذاکر حسین صین عن کل شین فوجدتہ خیر مصنف واحسن مؤلف فجزاہ اللہ عن الاسلام خیرًا حیث لم یدع من شبہات الخصم الجاحد المتعنّت المتحذلق علمًا الا نکّسہ ولا شاخصًا الا رکسہ ولا سحرًا الا سدّہ ولا بابًا الا ھدّہ فترکہ کھشیم المحتظر وغادرہ کالجذع المنقعر واسئل اللہ ربی ان یخصہ بجلائل آلائہ وعقائل نعمائہ انہ ھو المنعم المفضال والکریم ذوالجلال۔

وانا العبد المذنب

السید شبیر حسن عفی عنہ

تقریظ وتوثیق چکیدہ کلک گہر سلک قدسی سمات ملکی صفات الکوکب الدری الذی یہتدی بہ المستہدی القمر السنی والبدر المضی عمدۃ العلماء مولانا ومولی الزمن سید ظفر حسن صاحب دام ظلہ العالی ابن علامۃ الفہامہ الہادی بمواعظہ سائر الانام مجتہد العصر والزمان جناب مولانا سید محمد حسین صاحب قبلہ الملقب بہ محقق ہندی دام ظلہ العالی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھو فی ارضہ وسمائہ معبود۔ لم یکن ولا یمکن مثلہ موجود تلالأ انوار حکمہ فی صدر کل ممکن موعود وصلی اللہ علٰی خیر خلقہ وسیّد رسلہ المنزہ من دنس الشرک والکفر من لدن آدمؑ الی ابیہ عبد اللہ من

قبل آبائه و امہاته محمد ن المحمود و علی آله و عترته سادة الاسود لا سیما علی ابن عمه و وصیه و وزیره و خلیفة المنصوص فی غدیر خم صاحب المقام المحمود الذی ربّاه علی کتفه حین ازهاق الباطل رقاه بالصعود علی ابن ابیطالب الذی حرس رسول الله و حفظه و وقاه بعد ما امن به سترا من اهل الفسق و الجحود و بعد فقد سرحت النظر فی احد اثنی فتح الغالب فوجدتها کالبستان فیها ازهار البرهان و فیها سر البیان اشرق صدر المصنف بمشارق انواره و یعطر مشام المؤمن بطیب ہاره فلله در مصنفه حیث اتی بتقریرات معجبه و دلائل حقیقه و کیف لا و قد الفه الطبیب الکامل زین المجالس و المحافل و البحر الذی لیس له ساحل النجم الاظہر فی سماء الکمال و العلم و الدر الفاخر لصدف الفضل و الحلم ثالث النیرین جناب الحکیم السید ذاکر حسین صانه الله عن کل شین و مین و ابقاه الی لقاء الملوین و انا المذنب السید ظفر حسن عفی الله عنه و عن آبائه یوم المحشر بمحمد و آله المصطفین۔

تقریظ و توثیق چکیدهٔ خامهٔ فیض شمامه سرکار شریعت مدار الجامع بین رتبتی العلم و العمل المشمر عن ذیله لدفع الزیغ و الزلل الذی لا ینقطع مدراه لا یشق غباره و لا تقتفی آثاره و تجتنی اثماره اللج الذی لا یساحل و النجم الذی لا یحافل الجدیر بان یزم الیه الرکاب و یدور حوله الاقطاب مجتهد العصر ثالث النیرین مولانا السید ظہور الحسین حرسه رب المشرقین عن شر اہل المین بحق الائمه المصطفین۔

بسم الله و له الحمد

و بعد فما نشر الجادی و لا سجع الحمام الشادی و لا انسکاب قطر الغادی باطیب و الطف مما حظر به متوسم نظری الفاتر و رائد فکری العاثر من کتاب سفرهما زهو معانیه و رائقهما حسن محاویه و نطف مبانیه فحسبهما بلطائف ما فیه من بغیة مرتاد الحق و طالبیه من جواهر الفوائد مما اجمل اعجاب الفرائد

وعجب القلائد فی اجیاد الخرائد کیف لا وقد رصفها ترصیف الدر فی نحور الحسان من ملک رقاب الفنون وقادها بعنان وقلد اعناق الدهور عقود ماثره وحلی عواطل الایام بدرر مفاخره وانطق الکون بمنطق احواله فاصبحت لسانه لفصیح لعجزها عن عدفعاله وفرع من طرایف المجد هام تلاعه وجاس من تلید الشرف خلال رباعه وارتشف من زلال التحقیق البارد الهنی وارتضع من افاویق التنقید العذب الروی من قصبه السبق الرقیب والمعلی وناف من قصور الفضل المشرف المعلی۔ القاضی بغرار فکاره بین الحق والباطل۔ والممیز بزرق یراعه الحالی من العاطل کریم العنصرین مہذب الاصلین الحاکی نور بصیرته عن سنا القمرین المقتفی اثار ابائه المصطفین الهادی شعاشع نقده لذی عینین المولی المہذب الحکیم السید ذاکر حسین بارک الله تعالی فی عمره الشریف لحمایة دینه المرضی فلا یزال تفصل بالحق ویقضی فانه قد اودعه ما ابان الحق فتجلی ولا کنصف النهار وازاح الباطل فاجتث من اصله وانهار وترک ما زوره الجاحد الاشد فعل الخصم الالد سلوالاحرالکیه متمزقا وشتت شمله فذهب تحت کل کوکب مبتددا متفرقا ففتح علی یدیه ما اسسه وزهق ما زخرفه من المحال ودنسه فاصبح باحتوائه بامہر المطالب عما یوذن بافول زهر الکواکب ویسوی بین الطالع والغارب فلعمری انه لغمر الخالب حیث اتی علی شرح المطالب مما لفقه ذلک الناصب ازراء لسان مولانا ابی طالب وادار علیه الفلک فلحق بالاساطیر الذاهب فلا یکاد یلفی رسمه فی لابتی المشارق والمغارب علی عن فیه من العلوم والمعارف ما یقر به عین الناظر العارف فجزاه الرحمن خیر ما یجزی اهل الاحسان فانه ولی ذلک

حرره الاحقر السید ظہور الحسین

لا اله الا الله التقوی
سید ظہور الحسین البارہوی
عبده

تقریظ و توثیق چکیدہ قلم افاضت و افادت شیم سرکار شریعت مدار فخر المحققین صدر المدققین قامع اساس الضالین مخاطع اعناق الملحدین المحی لشریعۃ جدہ خاتم المرسلین صاحب المنزلۃ العلیا و المنقبۃ القصوی فقیہ اہل البیت علیہم السلام الدر الفاخر جامع المناقب و المفاخر حضرت باقر العلوم مجتہد العصر مولانا السید محمد باقر ادام اللہ ظل افضالہ علی روس المومنین و الطالبین للعلم و الیقین و اطال لقائہ بحق محمد و آلہ الامجاد المیامین۔

باسمہ سبحانہ و لہ الحمد

کتاب مستطاب ہدایت نصاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب جو مصنفات شریفہ سے جلیل المراتب سلیل الاطائب ناصر عم النبی العاقب بالفتح الغالب علی کتائب النواصب و المستاصل شافتہم بالحجج القاطعہ التی ھی امضی من مرھفات القواضب الکاء لکل عائب و الحمرس شقاقہم بفکرہ الصائب المحلی بکل زین الصاحب ذیل الفخار علی الفرقدین جناب الحکیم السید ذاکر حسین حماہ اللہ بکل ما تقربہ العین کے اور مشتمل ہے اثبات ایمان حضرت ابو طالب صلوۃ اللہ و سلامہ علیہ پر بعض مقامات اسکے نظر قاصر سے گزرے بیانات شافیہ و تقریرات وافیہ کافیہ اسکے مطالعہ کرکے نہایت بہجت و مسرت ہوی الحق جناب مصنف باکمال نے نصرت و حمایت مین ناصر حامی رسول صلے اللہ علیہ و آلہ کے جو خدمت شائستہ کی ہے وہ نہایت لائق تحسین و آفرین و قابل کمال مدح و ثنائے اہل دین و ارباب یقین ہے حقیقت مین حضرت ابو طالب علیہ السلام نے جو حمایت و حفاظت و نصرت رسول صلے اللہ علیہ و آلہ فرماکے احسان اسلام و اہل اسلام پر فرمایا ہے اسکا شکر کسی طرح ادا نہین ہو سکتا اور آنجناب کے جلالت قدر اظہر من الشمس ہے اور قصائد رائقہ غرلفیہ آنجناب کے شاہد صدق ہین کہ وہ جناب اعلے درجات اسلام و ایمان و معرفت یقین پر فائز تھے جسطرح آنجناب کا شکر ہر مسلم پر واجب لازم ہے اسیطرح آنجناب کے ناصر اعنی جناب مصنف عالی مقام کا شکریہ بھی مسلمین و مومنین کو لازم ہے واللہ الموفق۔

لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین علی ولی اللہ محمد باقر بن محمد بن علی الرضوی
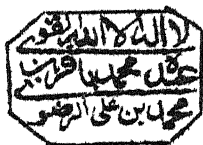
محمد باقر الرضوی عفی عنہ جرائمہ

تقریظ وتوثیق ریختۂ خامہ عنبر شمامہ عالیجناب مستغنی عن الالقاب جلالت مآب نجامت انتساب اعلام تبت والامنزلت العلامۃ الفہامہ راس الجہابذہ الکرام الہادی بمواعظہ سائر الانام آیۃ اللہ فی العالمین وحجۃ علے الجاحدین مولانا مولوی ابو المحاسن سید محمد حسین صاحب الملقب بہ محقق ہندی دام ظلہ العالی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی دل علی ذاتہ بصنع موجوداتہ وعرف البراھین وخلق الدلائل و نصب الحاجۃ علے اثبات وجوب وجودہ وفعل العلاء والاثار لثبوت کرمہ وجودہ تلالأ فی ظلم اللیالی الوار بنجومہ الزاھرۃ وتنور علے صفحات الایام لوامع قدرتہ الباھرۃ لانہ علی کل شئ قدیر والصلوۃ والسلام علے نبینا الذی کان بنورہ فی الاصلاب الطاھرۃ منتقلا منھا الی الارحام النظیفۃ العفیفۃ المطھرۃ الزاھرۃ لم ینجسہ ارجاس الکفرۃ وانجاس الشرک فی صلب من الاصلاب الباطنہ والظاھر وعلی الہ الاطائب الزاکیہ الفاخرہ وعترتہ الذکیہ التقیۃ النقیۃ الطاھرۃ اما بعد فلا شبھۃ ولا ریب فی ذالک الکتاب المسمی بفتح الغالب المولفۃ فی رد ما زعمہ الناصب من کفر مولانا ابیطالب فلعمری ان ذالک لبیان یشفی کل علیل ویروی کل غلیل اذھو کالشمس اللامعہ فی سماء البرھان وکالدرۃ الفاخرۃ فی صدف البیان وکیف لا یکون کذلک وقد الفہ الفاضل البصیر والناقد الخبیر ذوالحسب الباذخ والنسب الشامخ الباسط لوسادۃ الطب علما وعملا والمتکی علی ارائک المعالجۃ لجمیع المرضی فرضا ونفلا فقد کان یعالج الابدان بمثل الادویۃ النباتیہ والاحجار فصار مشتھرا بالطبیب الکامل فی الامصار و لما رای مرض التعصب والفساد لبعض النصاب الحساد فلم یرض الا ان یعالج ذلک المریض مع جمیع من یشارکہ فی العلۃ بترکیب ادویۃ البرھان من اجزاء الایات من القرآن وبعض معاجین الاخبار والآثار والادلۃ العقلیہ والنقلیہ فلعمری انہ معالجۃ قویۃ یزیل الشکوک اذا استعملہ احد من المصنفین

الطبیب المطبب الکامل البری عن الشین جناب الحکیم السید ذاکر حسین وفقہ اللہ تعالیٰ وسددہ وسلمہ لترویج دین جدہ محمد و آلہ المصطفین علیہ وعلیہم صلوات اللہ رب المشرقین ورب المغربین

و انا العبد السید محمد حسین عفی عنہ

تقریظ و توثیق ریختۂ کلک جواہر سلک سرکار شریعت مدار السید الفقیہ والحبر النبیہ وارث علوم اہل البیت علیہم السلام المقتفی آثار اجدادہ البررۃ الکرام محط رحال العلماء الاعلام ومہبط فیوض اللہ الملک المنعام ملاذ الانام معاذ الایتام ظہیر الاسلام مجتہد العصر مولانا مولوی سید محمد ہادی صاحب ادام اللہ برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وعلیہ نتوکل وبہ نستعین

کتاب مستطاب فتح الغالب فی رد شرح المطالب کو حقیر نے بعض مقامات سے دیکھا واقعاً نہایت تقریرات متقنہ اور تحریرات مبرہنہ سے اثبات ایمان حضرت ابو طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا ہے خداوند عالم مصنف کتاب مذکور کو یعنی عالی مراتب جمیل الخصال والضرائب سلیل البہالیل الاطائب ناصر عم النبی الشافع یوم القیام قاطع اعناق النواصب اللئام ومبطل شبہات الملحدین الطغاۃ الطغام مبطل ہفواتہم بالحجج القاطعہ ومرغم انافہم بالبراہین الساطعہ البری عن کل شین مولانا الحکیم سید ذاکر حسین اطال اللہ بقاہ ورزقہ کل ما تقر بہ العین وحشرہ مع محمد کما نصرہ وآلہ المصطفین کو اجر جزیل و ذخر جمیل کرامت کرے اور عوض میں اس نصرت دین کے خیر دنیا و آخرت عطا فرمائے۔ وفقنا اللہ وجمیع المؤمنین للرشاد والارشاد وتحصیل الزاد لیوم المعاد

و انا اقل العباد محمد ہادی الرضوی غفر اللہ لہ

لیوم التناد

تقریظ و توثیق ریختۂ خامہ ہدایت شمامہ سرکار شریعت مدار النسیج وحدہ و فرید عہدہ ظہیر الشیعہ ظہر الشریعہ صاحب الملکات الملکیہ و القوۃ القدسیہ غر المومنین عز ئین الناسخین منار المھتدین خیر اللاحقین ملجأ المومنین مجتہد العصر و الزمن مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب ادام اللہ ظلال افضالہ و اطال بقائہ بمحمدؐ و آلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الحق المبین و الصلوۃ علی محمد و آلہ الطاہرین این رسالہ رائقہ انیقہ و صحیفہ فائقہ رشیقہ کہ حجتے است قاطع و برہانے است لامع مشتمل بر احسن مطالب و تثبت اسلام حضرت ابو طالب علیہ الصلوۃ و السلام بہ کمال خوبی و لطافت و جودت و متانت مرقوم شدہ است خداوند عالم مولف علام اعنی جناب مستطاب عمدۃ الاجلۃ الاطائب حمید الفرائب زبدۃ الحذاق سابق السیاق الطبیب اللبیب و الکامل الاریب جناب الحکیم السید ذاکر حسین حسین عن کل شین را اجر جمیل کرامت فرماید و مومنین را از مطالعۂ آن مستفید و شادکام و برکات رسالہ را عام و تام گرداند

حررہ السید نجم الحسن

مندرجہ ذیل کتب نور المطابع لکھنؤ سے ملینگی۔ فہرست کلان حسب الطلب روانہ ہوگی

الکاظم - یعنی سوانح عمری حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام مصنفہ عالیجناب نواب مولوی علی جواد خان صاحب و تصحیح جناب ممتاز الافاضل مولوی السید سبط حسن صاحب قبلہ صدر الافاضل مدظلہم العالی چھپکر تیار ہے۔ ضخامت ۲۰۶ صفحہ۔ ۲۲/۲۰ تقطیع۔ نہایت خوشخط واضح اور شاندار۔ چھپائی نہایت صاف۔ لوح رنگین بہت خوبصورت جو کئی رنگ سے چھاپی گئی ہے۔ قیمت مجلد عار۔ جلد خریدیے بہت کم نسخہ باقی رہگئے ہین۔

اِحسار یہ کتاب اُس سولہ صفحہ والے سوال کے جواب مین ہی جو ولایت حسین صاحب حنفی گیائی نے تمام علماے شیعہ سے کیا تھا اور جسمین علی مرتضیٰؑ کے ایمان و اسلام کا ثبوت خوارج اور اہلسنت اور پھر شیعون کے ہی اصول پر وہ چاہتے تھے اور زور کے ساتھ دعوے کیا گیا تھا کہ تاقیامت شیعہ جواب نہ دیسکین گے۔ بحمد اللہ کہ بار دوم نہایت عمدگی سے طبع ہوئی اور چونکہ مضامین کے طرز تحریر مین مذاق عالمانہ کے علاوہ لطف فسانہ بھی ہے اسلیے ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئی صرف چند نسخہ باقی ہین۔ قیمت ۴ر

جواہر المصائب حالات اصحاب حضرت سید الشہداؑ مین یہ نو تصنیف کتاب نہایت مستند و صحیح روایات سے انتخاب کرکے چھاپی گئی ہے اسکو حضرات مجتہدین کاملین دام برکاتہم نے اپنی توثیقات و تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔ قیمت علاوہ محصول ۴ر

تہذیب اسلام - یعنی اُردو ترجمہ حلیۃ المتقین مترجمہ جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب قبلہ دام فیضہم۔ قیمت بلحاظ کاغذ قسم اول للعہ۔ قسم دوم ے۔ قسم سوم عار۔ علاوہ محصول

جامع عباسی (پنج بابی) مصنفہ مولانا الشیخ بہاء الدین رح و مختار سرکار شریعتمدار آقا السید محمد باقر صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہم العالی۔ قیمت علاوہ محصول ۴ر

المشتہر۔ سید نور الحسن مالک مطبع نور المطابع۔ بھوسی ٹولہ متصل پاٹا نالہ شہر لکھنؤ۔

صورة ما قرظه العالم العامل الاديب الكامل ذو المناقب الفاخرة والمحاسن الباهرة الزاهرة جناب المستطاب التقي النقي المسمى بحبيب سبحان النجفي سلمه الله ابده وايده بحق النبي الامي العربي

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله المبدي المبدع الازلي القديم - بارئ البرايا ومحيي العظام الرميم الذي خلق الخلق ليعرفوه ويوحدوه ودلهم على ذاته بذاته ليعبدوه وخلق لهم من الآيات في الانفس والارضين والسموات ما فيه عبرة لمعتبر وزاجر لمزدجر وايد واكد ما اقتضته العقول لاولي الالباب بشهادة الانبياء والاوصياء الذين كشف عنهم الحجاب وايدهم بالآيات والبراهين والمعجزات وجعلهم اكمل خلقه خلقا وافصحهم منطقا وافضلهم حسبا واطيبهم مولدا واما رايا لئلا يطعن فيهم جاحدا ويسخر منهم معاندا ويجد فيهم للعيب ولما دعوا اليه مردا ومدفعا والصلوة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين وآله سفن النجاة الذين اتم الله بهم النعمة واكمل بهم الدين وبعد فنعم كتاب العارف الحكيم المسمى ذاكر حسين ابن حكيم ميرا حمد حسين صاحب مرحوم المسمى بفتح الغالب في رد شرح المطالب للناصب فهو لعمري قانون المعارف الحقيقة ومعجون نافع لجميع الامراض القلبية مع ما فيه من الاشارات الى الدقائق والنكات عن سائر المفردات والمركبات وهو تذكرة لمن تذكر وشفاء لما في الصدور وعمى لمن استحب العمى وللمهتدين هدى ونور قد جمع فيه من الآيات المحكمة والاحاديث المعتبرة والبراهين العقلية والشواهد النقلية ما ارغم به انف الجاحد ودمغ به هام المعاند فهو حقيق ان اقول فيه شعر هذا الكتاب لجاهد الراغب يتلى لرد الجاحد الناصب كانه في قمع اهل العمى سيف علي بن ابي طالب انشانشد التحسينا قمع طوبي لنبيه والكاتب

صورۃ تقریظ الفاضل العلامہ من اہل السنۃ والجماعۃ اعنی جناب المستطاب وحی العلوم حامی ناموس احمدی
بدعات الملیا مر قدوۃ النحاریر المتکلمین قاطع اساس الضالین قامع اعناق الجاحدین سید محمد شرف الدین
ابن سید المرتضی المشہدی ثم الاحمد آبادی لازال افاضاتہ وافاداتہ الی یوم الدین فی شہر ۱۳۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدک یا من خلق لکل فرعون موسی والصلوۃ والسلام الاکملان علی
النبی المبعوث من اتبع دینہ فقد اہتدی والہ وعترتہ الذین ہم کسفینۃ نوح من رکبہا نجی فقد
واصحابہ الذین ہم الاحباء الاصدقاء من اہل التقی والنقی اما بعد فیقول العبد المفتقر الی عفو ربہ
المقتدر محمد شرف الدین ابن السید المرتضی المشہدی ثم الاحمد آبادی بصرہ اللہ تعالی بعیوب
نفسہ ... ان عادۃ اللہ قد جرت وسنۃ اللہ قد مضت ان یبعث المحق علی
عقبی المبطل الزاہق فیقذف الحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ہو زاہق نبا علی ذلک ... معالی
لاخوانہ الانجرۃ من حرارۃ سوء الادب فی جانب حبیب الرسول الذی ہو طبیب لدفع اعراض
الکفر واوصاف الجہول الطبیب اللبیب الحاذق الذی ہو فی فنہ علی ابناء قرانہ فاتی جناب حلیم
سیدنا ابو حسین صاحب ابن حلیم السید احمد حسین صاحب مرحوم ادام اللہ تعالی فیضہ علی عبادہ
الی تعاقب الملوین فرکب تریاقا المسمی بفتح الغالب فی رد شرح المطالب لاستیصال ضعف التمسکات
التی ہی اوہن من بیوت العنکبوتیہ من ادویۃ الایات القرانیہ والاحادیث النبویۃ والبراہین
العقلیۃ والنقلیۃ فنسئل اللہ تعالی ان یشفی شفاء کلیا لمصنف شرح المطالب من امراض الفساد
المحترقیۃ فانہ قد احترقت اخلاط عقائدہ بنار التعصب النفسانیۃ وشکر اللہ من استنبط ہذہ
النسخۃ من اشیاء لہامیۃ وقرابادین الاطباء الروحانیۃ فمن استعمل واستفاد منہ وامن
وصدق بالحسنی فامن واما من استکبر واستغنی وادبر وتولی وسعی فی خلافہ وتمہی فقد تعدی
وتعدی وکذب بالحسنی یبعث یوم الرجعی فی طائفۃ ... وقلی ویحشر فی
زمرۃ من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الاخرۃ اعمی وفقنا اللہ سبحانہ تعالی وسائر اخواننا الی ما یقربہ
القرب من امتثال ما امرنا والاجتناب عما نہی وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولانا
محمد والہ وصحبہ اجمعین ابد الابدین۔

محمد مصطفی
المرتضی عن
شرف

صورة ما قرظه الشفيق الرشيد الاديب و خليص السعيد الاريب الطبيب اللبيب الذي فاز من احسن التربيب و غاية التهذيب على الحذاقة باوفر نصيب و هو في فنه جري بالتجريب حكيم سيد محمد حسين سلمه الرب السميع المجيب بحرمة النبي الحبيب صلوات الله و سلامه عليه و آله الاطيب الاطهر النجيب

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي خلق لكل داء دواء و لكل مرض شفاء فسبحان الذي وهب لنا عقلا لادراك الشفاء و درك الشفا و اعطانا احساسا لحسن المواد الفاسدة و نجانا و حمانا من المحمومين المذنبين بقوله للذين امنوا هدى و شفاء و الصلوة و السلام على عدل الاجناس و الانواع و تنوع الاصناف و الاشخاص محمد الذي يداوي بالهداية علل القلوب و يشفي بالشفاعة امراض الذنوب و آله الذين يعالجون سقام الكفر و العناد و يداوون بتنقية مادة الفضلات و الفساد اما بعد قد نشر امراض الشكوك و الشوائب و ظهر الفساد بين الحاضر و الغائب من طبع شرح المطالب في اثبات كفر ابي طالب كما يسير امراض الساري و الوباء في مبادي و مجازي البلاد و القرى حتى سمع و لحظ استاذي و ملاذي الحكيم الحاذق و الطبيب الفائق سيدي و سندي السيد خادم حسين ابن الحكيم السيد احمد حسين صاحب مرحوم اللكهنوي ثم الاميانتي معالج خاص للنواب نجم الدوله ممتاز الملك مرزا جعفر علي خان صاحب ادام الله ملكه و اقباله فتخشن على الهاوي غموضها و توجه بعلاجها و كتب نسخة مسمى بفتح الغالب في رد شرح المطالب و هي لعمري ترياق مركب من ادويات ايات البينات و معجون مولف من اجزاء الاحاديث المحكمات مع الدلائل القاطعات و البراهين الساطعات و هي مفيدة و موثرة في الساعة كمعجون البرء الساعة لانه كتب من مجربات كتب السنة و الجماعة اللهم اشف بها شفاء تاما لامراض القلوب القاسيات و فيها نجاتنا شافيا لما في الصدور من علل الخبائث القاسيات بحرمة النبي و عترته الطاهرات

صورة ما قرظه الاكرم الكريم الخليل الجليل و الصديق الخليص النبيل ثمرة فواد الرسول قرة عين البتول قمر اقمار الفصاحة شمس سماء البلاغة الحسيب و النسيب السيد الاديب سجاد حسين الهمايوني الازال محروسا من الخاطر و الليالي بحق المتقي و سيد ...

بسم الله الرحمن الرحيم

هر آئينه دل اگرچه آئينه فهم و ادراک ست مگر چون بصفائی درون دریائی دیده حیران جلاست

آئین قدرت ایزد پاک است حکیم فہیم عقل کل کجا کہ جلوۂ بیچون چرا دریافتہ قرار ما عرفناک
فرماید و بخود فراموشی منصور انا الحق گوئی منظور نہ نماید بیشک چشم اگرچہ خود آلہ بینش است
مگر چون بچشم بصیرت نگری چشمۂ حیوان نور حکمت آفرینندہ جہان در ظلمات پردۂ آفرینش است نگرندہ
خضر مانند کو کہ لذت شربت زندگانی جاودانی چشد و لاریب گوش اگرچہ خود آلۂ شنوائی است
مگر چون بگوش ہوش شنوی از اندرونش آوازۂ گوناگون چون صدائے و اثر گون از ارغنون قانون
قدرت بیچون در نغمہ سرائی است شنوندۂ سمیع کلیم کو کہ مذاق شرب مدام کلام ملک علام گیرد و بکوری چشمی
دیدار خواہان از فرط بیخودی حیرت و حیرت بیخودی صدمۂ برق عتاب لن ترانی بپذیرد
بلے دل و چشم را آگاہی دیگر است باید و گوش را شنوائی شاید چرا کہ دیدن و شناختن فرقی دارد و شنفتن
و پذیرفتن تفاوتی آرد چنانچہ مؤلف رسالہ ہذا الیہ بعلاء آسمے بشرح المطالب بعوائے لہم قلوب لا یفقہون بہا و لہم
اعین لا یبصرون بہا و لہم اذان لا یسمعون بہا اولٰئک کالانعام بل ہم اضل ہ
اولٰئک ہم الغافلون در اثبات کفر ابیطالب بے انصافی شیرہ چشمہا بکار بردہ و روز را
شب و شب را روز شمردہ یعنی تصدیق قلبی را کہ عین ایمان است با تربیت و حفاظت و دلجوئی رسول
از جان و مال گذشتہ انکار نمود و بگمان کفر بر حمیت عرب محمول کردہ بیکار داشت و ہرچہ اقرار لسانی لا اصل
اسلام است بر صداقت نبی در اشعار اشعار داد و انشا فرمود بخیال تعلق بر محبت فرزندے گمان بردہ
رائگان انگاشت ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاوۃ و لہم عذاب عظیم
مگر آنچنانکہ منتقم حقیقی نار نمرودی را بہ گلزار ابراہیمی مبدل گردانید و جوش فرعونی را بہ اعجاز موسوے
در تنگنائے آبی فرو نشانید و لذت تنگی گور چشانید اینک بمصداق ع مردے از غیب برون آید و کاری بکند
فاضل اکمل و کامل افضل دیار ریب و طبیب لبیب سیدی سندی معاذی ملاذی استادی نور عینین حسنین
حکیم سید ذاکر حسین ادام اللہ ذاتہ و زاد اللہ افاداتہ بسبب جوش خشمی کہ از حرارت شجاعت نسبی و نخوت
حمیت عربی در خون داشت دل و دماغ را ہر گرم گرمجوشی پیچ و تاب عتاب یافت با تیغ و علم دست و قلم
بمیدان مقابلہ شتافت و بتحریر رسالۂ فتح الغالب چون رسالۂ جنگی تمغائے فتح غالب بر سینۂ علم کہ کیفیت آن
دوران رسالہ طعن ہائے تیز تر از طعن شمشیر و سنان و ضرب ہائے شدید تر از ضرب تیر و خنجر بر ان
عومش مرد برد دل و جگر زد ہر دلیل کار تیغ سلیل نمودہ و ہر سبیل و سبیل رائے مخاطب را بر ذیل و ذلیل

نشان داده مطالب مخاطب را آنچنان هم گردانید که معنای از بهست که به هست ظاهر گردید و مقاصد معاند را بدل
سان معکوس فرمود که مفهوم سیهزم الجمع و یولون الدبر آشکارا بود خداوند در این جهاد لسانی هر فقره کتاب
را فقره تیغ آبگاسخته و هر ضرب شمائش را ضرب شمشیر شمرد تا خیر و خوبی کونین کرامت فرمود آنچنانکه حیدر فاتح
بدر و حنین را به نغمات لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار از لسان غیبی بخلعت غیبی ضربة
علی یوم الخندق خیر من عبادة الثقلین از زبان نبی معزز و ممتاز فرمود بجاه محمد خیر المرسلین و عترته
الطیبین الطاهرین المعصومین صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین الی یوم الدین

جملة ما قرظه المکرم الصمیم الامجد و خلیص الاغر الارشد رکن ارکان الفصاحة و عین اعیان البلاغة الصدیق الصادق السعید ذو الرای السدید الحکیم مرزا علی سلمه ربی بحرمة اهل بیت النبی الامی العربی و لا زال محفوظا من شداید الزمان و ملحوظا بعین عنایة الملک المنان

بسم الله الرحمن الرحیم

نخواهی در سخن گر حرف چینی — سخن اینست خاموشی گزینی

سخن غلغلهٔ شهرت صاحب جان است اگر جان سخن باشد و کلام طنطنهٔ شوکت اهل شان اگر شان کلام
دارد سخن نه هر گونه سخن و کلام نه هر نوع کلام بے سخن سخن آنست که از خود گنجایش سخن نه گفته باشد و کلام
کلام همان که جاے کلام از خود بر نداشته باشد الحق که سخن حق و کلام مصدق حقیقت صداقت خود تا قیام قیامت
قیام دارد و چون کلام ملک علام در درون اهل ایمان و اسلام مدام مقام نه آن باطل سخنی که سخن فهمان را
نشاند و نه آن لغو کلامے که در معیت کلام متکلمان را تار و ز اهتمام جاے طعنه نه بینے که شداد بے بنیاد
در عالم ایجاد از دل نه بان و زبان دل سخن باطل ادعا و کلام ادعاے باطل نمود آخر کار منصف عدلت
دثار قضا آن ادعا را چه گونه فیصله فرمود و فرعون با هزاران اداد و عون در اختیار افسون کارے
روزگارے بکامگاری بسر برد الا دریا برد آب خاک از دمارش بر آورد پس چون خدا و رسول
خدا را منکران وافی باعقل و فهم کافی تا کافی در جهان پیدا و هویدا است که پیدا و هویدا مے گردند عجب
نیست اگر منکرے انکار ایمان جناب ابیطالب نماید و اوراقے چند چون بخت خود سیاه نموده کتابے
در این حال از قبیل دقال الفاظ و معانے ناپایدار سریع الزوال ترتیب ابانیجوا ئے والله متم

نوره ولو کره الکافرون کلوخ انداز را پاداش سنگ است آن منتقم حقیقی را شایان که شخصی چنان
صاحب ایمان پیدا فرماید که سرکوبیش را چنانچه باید شاید و بطوریکه شاید باید نام کتاب
شرح المطالب از گوش می شنیدم اما شکر خدا که فتح الغالب را بچشم خود دیدم آن در اثبات بے ثباتی
کفر و این در ثبوت بے سکوت ایمان جناب ابی طالب است ملاحظه فرما که کدام مغلوب و کدام غالب است

در این دو دوران از لسان قول و بیان — همان است فرقے که در کفر و ایمان

آن انوار روز روشن را ظلمت شب تیره و تار و گوهر شب چراغ را بیضه زاغ بنظر مردم کور
چشمان در آورده و این شب را شب و روز را روز به روز داده کالاے بد را بپیش صاحب عقلش
زده فتح الغالب حجتهاے معقول و منقول شرح مطالب را بدلائل منقول و معقول رد فرمود
مایه شرح او را سرمایه شرح مطالب خود ساخته آرے تا عنایات بے غایات جناب باری
مددگارے نه فرماید این گونه کار نمایان درین میدان ز مدعیان به نمود اری نمی آید دلائل
مدعی را مدعاے خود ساختن آسان کارے نیست و شواهدش را گواهان ادعاے خود قرار
دادن سهل نگارے نے اگر بر این عقل و دانش و بر این فهم و بینش که از سیف علم و عمل
قتل و قمع افواج وهم و خلل فرمود مصنفش را هزاران هزار مدح و ستایش نمایم هزار
از یک و یک از هزار شمارم لیکن از ترس آنکه مردم نا انصاف صاف بر زبان آرند که
مرزا در اوصاف اوستاد صاحب اجتهاد خود راه غلو پیموده و قدم خامه رنگین رقم را از جاده
اعتدال آنسوے فرسوده بهتر آن و انسب همان است که مدح و ثناے مصنف را خود بزبان
نیارم و به صاحب نظران انصاف نشان سپارم و دست دعا بر دارم که الٰهی کتاب شرح المطالب
را چنانچه هست تا روز قیامت مغلوب و فتح الغالب را با غلبه که دارد غالب دارد بمحمد و آله الاطهار۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الواجب الواحد القدیم الذی لیس لاولیتہ نہایۃ ولا لآخریتہ غایۃ
دلّ وجوب وجودہ ممکن الوجود حجۃ ودلیل وصنع کل مصنوع الی معرفتہ منہج و
سبیل تبارک الذی تنزہ عن الفحشاء وتقدس عن وسم الاہواء قائما بالقسط
جلیل لیس لہ عدیل عالم غنی بری عن الجہل لیس لہ مثیل فاعل مدبر کل ما فعل من
القضاء والقدر فہو عین خیر لیس فیہ شر وخطر یامر تخییرا بالعدل والاحسان
والبر وینہی تحذیرا من السوء والفحشاء والمنکر ہو الذی ابدع خلقنا بشرا و
وہب لنا عقلا وشرفنا نطقا واولانا من الآلاء احسانا لدفع التلبیسات والتحریفات
الواقعۃ فی اقوال الضال والمضل واعطانا من النعماء اداکا لرفع الشبہات والاغلوطات
المختلطۃ بین الحق والباطل واقدرنا علی طاعتہ فکلفنا بالنواہی والاوامر ولا
یرضی من الکفار بالفواجر وکلما یفعل فہو اصلح لا یظلم فیہ ولا یجور ولا یجبر ولذا
قال سبحانہ تعالی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر سبحان الذی نور قلوبنا بانوار
الکلمات الطیبات واشرق عقولنا بجلایل الحجج الظاہرات وملاء صدورنا بانواع
البراہین الساطعات علی اثبات امامۃ اطہر (۱۲)، واطیب عنصرہم عترۃ خاتم
الانبیاء اشرف المخلوقات الذی نقلہ اللہ تعالی من اصلاب الطاہرین الی ارحام
المطہرات محمد ن المصطفی خاتم النبیین اجود الموجودات لم یدانہ فی الحسب
والنسب ومحاسن الشیم احد من الانبیاء المبعوثین الی المخلوقات عنیا الذی کان
نفس النبی وجسمہ وقلبہ ولسانہ ودمہ فی الکائنات الذی قال خیر المرسلین فی
شانہ سید الاصفیاء والاولیاء والاوصیاء وخیر البریات فافضل الصلوۃ واکمل
التحیات علیہ وآلہ الطیبین المنتقلین من الاصلاب الطاہرۃ والارحام المطہرۃ

[illegible] کتاب طبع ہو جانے کے خطبہ [illegible] ہوا لہذا اس صفحہ سے (۱) سے (۴) تک [illegible] گیا [illegible]

عن دنس الکفر و رجس الشرک و نجس السیئات فنشہد ان لا الہ الا ہو قائم بالقسط
خالق الارض والسموات و نشہد ان محمدا خاتم النبیین خیر المرسلین ارسلہ
اللہ بالایات البینات والمعجزات القاھرات و نشہد ان المنصوص بالولایۃ و
الخلافۃ امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب نفس رسول زوج البتول ابو الحسنین
خیار البریات المبرء والمنزہ من البدایۃ الی النہایۃ عن الخبائث والنجاسات
الذی کانت ضربتہ یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین کاسر الاصنام جاز
اعناق النواصب الاتین بالظلمات و نشہد ان ائمۃ الدین و خلفاء رب
العالمین من عترۃ سید المرسلین و سید الوصیین ہداۃ الانس والجن و سائر
الخلیقات فمن الصلوۃ والسلام والتحیۃ افضلہا واکملہا واجملہا علیہ وعلیہم
بعدد ذرات الارض والسموات وعدد الرمال وقطرات الامطار واوراق
النباتات اللھم صل وسلم زد و بارک علی محمد وال محمد کما صلیت بارکت علی
ابراھیم وال ابراھیم انک مجیب الدعوات **امّا بعد** منصفین اہل اسلام اور
مومنین کرام پر مخفی نہ رہے کہ ایک رسالہ مسمی **بشرح المطالب** مصنفہ مولوی محمد احمد رضا خان
صاحب بعض احباب نے احمد آباد گجرات سے حقیر کے پاس بھیجا دیکھا مین نے کہ پہلے تو
صاحب رسالہ نے ایک مسئلہ ساکنان گجرات کی طرف منسوب کرکے لکھا اور اسکے جواب مین ۃ
مکروزور بڑی بڑی تعلیان اور منھ زوریان اور زبان درازیان کرکے جناب ابوطالبؑ کے
کفر پر فتوی دیا ہے اور در پردہ تمام انبیا و اوصیا علی الخصوص حضرت خاتم المرسلین سید النبیین
کے آبا و اجداد طاہرین کو مشرک و کافر قرار دیا ہے **فسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون**
اگرچہ علماے گجرات خصوصًا قدوۃ المتکلمین زبدۃ المدققین قاطع اعناق الجاحدین قامع اساس
الضالین جناب السید شرف الدین صاحب لازالت افاداتہ الی یوم الدین کہ جو مشہور علماے
سنت وجماعت سے ہین لیکن محب خالص اہل بیت رسالت کے ہین اور کیونکر نہ ہون کہ سلسلہ
نسب مین اُسی خاندان عصمت و طہارت سے ہین انھون نے اس خوبی و خوش اسلوبی سے
جواب ترکی بترکی دیے ہین کہ علماے متعصبین و دشمنان خاندان سید المرسلین و مخاصمین
دین مبین رسول رب العالمین کے ہوش و حواس باختہ میدان مناظرہ مین سپر انداختہ ہوکر
تشیع اور رفض کا الزام لگانے لگے غافل اس سے کہ انھین کے امام شافعی کا قول ہے ان کان
رفضا حب ال محمدؐ فلیشہد الثقلان انی رافضی اور نیز علامہ سیوطی کہ جو حافظ اور
محدث اور امام کے لقب سے مشہور ہین انھون نے چھ رسالے نبوت اسلام و نجات

آباے کرام حضرت خیر الانام وجناب ابو طالب مین لکھے ہان علی قاری نے بعض رسائل علامہ سیوطی کی رد کی ہی تو اُنکو معاوضہ بھی بمقتضاے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ملا ہی اور عاقبت کی خبر خدا جانے کیا حال ہوا ہی محمد بن فضل اللہ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ اگر قاری نے یہ رسالے نہ لکھے ہوتے تو دنیا اُنکی تالیفات سے مملو ہو جاتی محمد بن عرعشی کا مقولہ ہی کہ ہرات کی سردی نے قاری کے سر مین اثر کیا اُسی سبب سے عقل اُنکی مختل ہو گئی کہ اُسنے تکفیر آباے رسالت مآب صلعم مین رسالے لکھے تنبیہ الضلول تاج المکلل مین لکھا ہی کہ بہت سے اولیا و علما نے مطالعۂ کتب قاری کی ممانعت کی ہی کہ اُسنے بعض کتب مین بڑا تعصب کیا ہی اور بہت سے ائمہ پر طعن کیا ہی اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے تعلیق الممجد مین لکھا ہی کہ علی قاری کی کتابین مفید ہین اگر بعض کتابون مین تعصب نہ کرتا تو بہت ہی مفید ہوتین اور قول مستحسن مین تو قاری کی خوب ہی خبر لی ہی پھر آخر مین لکھتے ہین کہ انہ تاب فی اٰخر عمرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مشکوۃ کے ترجمہ مین اور نیز اُس کی شرح مین لکھتے ہین کہ اما آباے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانچہ آنحضرت صلعم فرمود بیرون آمدہ ام از اصلاب طاہرہ بار حام طاہرہ و دلائل دیگر کہ متاخرین علما آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند ولعمری این علمی است کہ حق تعالی مخصوص گردانیدہ است بآن متاخران را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند و از کلام متقدمین لائح میگردد کلمات بر خلاف ان ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و یختص بہ من یشاء پھر لکھتے ہین کہ خدا جزاے خیر دہد علامہ سیوطی را کہ درین باب رسائل تصنیف کردہ و افادہ نمودہ این مدعا را ظاہر و باہر گردانیدہ و حاشا کہ این نور پاک را در جای ظلمانی پلید بنہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آبا و اورا مخزی و مخذول گردانند شیخ عبد الحق دہلوی و امام قرطبی و محب طبری و امام غزالی و علامہ صلاح الدین و علامہ زرقانی و حافظ عبد العزیز پرہاری و محمد بن فضل اللہ و علامہ سیوطی و امام ابو نعیم و سید علی ہمدانی شافعی و بیہقی و سبط ابن جوزی و احمد زینی و امام موصلی و علی اجہوری و تلمسانی و امام شعرانی و امام سبکی و امام سحیمی و سید محمد رسول برزنجی و سلیمان رومی و نیز ابن سعد امام المورخین صاحب طبقات و محمد بن اسحاق و واقدی اور ایک جماعت کثیر ائمہ حدیث و تفسیر وغیرہم کے افادات و مرویات سے بھی ثابت ہی چنانچہ قلبی کے کشف البیان مین اوہ

سلہ [illegible] ۲۱ [illegible] ۴ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

آباے کرام حضرت خیر الانام و جناب ابو طالب مین لکھے ہان علی قاری نے بعض رسائل علامۂ سیوطی کی رو کی ہی تو اُنکو معاوضہ بھی بمقتضاے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ملا ہی اور عاقبت کی خبر خدا جانے کیا حال ہوا ہی محمد بن فضل اللہ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین کہ اگر قاری نے یہ رسالے نہ لکھے ہوتے تو دنیا اُنکی تالیفات سے مملو ہو جاتی محمد بن عرعتی کا مقولہ ہی کہ ہرات کی سردی نے قاری کے سر مین اثر کیا اُسی سبب سے عقل اُنکی مختل ہو گئی کہ اُسنے تکفیر آباے رسالت مآب صلعم مین رسالے لکھے تنبیہ الضلول تاج المکلل مین لکھا ہی کہ بہت سے اولیا و علما نے مطالعۂ کتب قاری کی ممانعت کی ہی کہ اُسنے بعض کتب مین بڑا تعصب کیا ہی اور بہت سے ائمہ پر طعن کیا ہی اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے تعلیق الممجد مین لکھا ہی کہ علی قاری کی کتابین مفید ہین اگر بعض کتابون مین تعصب نہ کرتا تو بہت ہی مفید ہوتین اور قول مستحسن مین تو قاری کی خوب ہی خبر لی ہی پھر آخر مین لکھتے ہین کہ انہ تاب فی آخر عمرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مشکوۃ کے ترجمہ مین اور نیز اُس کی شرح مین لکھتے ہین کہ اما آباے کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس شرک چنانچہ آنحضرت صلعم خبر مودہ بیرون آمدہ ام از اصلاب طاہرہ و ارحام طاہرہ و دلائل دیگر کہ متاخرین علما آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند و لعمری این علمی است کہ حق تعالی مخصوص گردانیدہ است بآن متاخران را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند و از کلام متقدمین لائح میگردد کلمات بر خلاف ان ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و یختص بہ من یشاء پھر لکھتے ہین کہ خدا جزاے خیر دہد علامۂ سیوطی را کہ درین باب رسائل تصنیف کردہ و افادہ نمودہ این مدعا را ظاہر و باہر گردانیدہ و حاشا کہ این نور پاک را در جای ظلمانی پلید بنہند و در عرصات آخرت بتعذیب و تحقیر آبا و اوبا مخزی و مخذول گردانند شیخ عبد الحق دہلوی و امام قرطبی و محب طبری و امام غزالی و علامۂ صلاح الدین و علامۂ زرقانی و حافظ عبد العزیز پرہاری و محمد بن فضل اللہ و علامۂ سیوطی و امام ابو نعیم و سید علی ہمدانی شافعی و بیہقی و سبط ابن جوزی و احمد زینی و امام موصلی و علی اجہوری و تلمسانی و امام شعرانی و امام سبکی و امام سحیمی و سید محمد رسول برزنجی و سلیمان رومی و نیز ابن سعد امام المورخین صاحب طبقات و محمد بن اسحاق و واقدی اور ایک جماعت کثیر ائمہ حدیث و سیر و تفسیر وغیرہم کے افادات و مرویات سے بھی ثابت ہی چنانچہ قلبی نے کشف البیان مین اور

[illegible]

تھے دنس کفر و رجس و خبث شرک سے پس ضرور یہ نفوس زاکیہ طاہرہ یا انبیا تھے یا اوصیاے
انبیا یا اولیاء اللہ پس جو شخص ایسے نفوس مقدسہ کو الزام دے کفر و شرک کا اور انکی شان
مین سوے ادبی کرے اسکے مشرک و بدتر سے بدتر ہونے مین کیا شک رہا اب رہا یہ امر کہ فقہ
اکبر کے بعض نسخون مین جو قول تکفیر آباے آنحضرت منسوب بامام ابو حنیفہ ہے اور یہ مذہب خاص اکثر
حضرات سنت وجماعت کا ہے اور اسی پر دار و مدار ہے صاحب رسالہ کا تو وہ کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا
کہ فقہ اکبر کے متعدد نسخون مین یہ قول مذکور نہین ہے اور جن مین یہ قول ہے وہ انکی طرف منسوب ہے
حقیقۃ وہ فقہ اکبر امام کی نہین ہے ہم اس مقام پر زیادہ بحث کرنا نہین چاہتے فقط سیرۃ النعمان
حصۂ دوم صفحہ ۱۰۹ اکہ جو محمد شبلی نعمانی صاحب کی تالیف ہے ملاحظہ ہو لکھتے ہین کہ فقہ اکبر کو اگرچہ
فخر الاسلام بزدوی و بحر العلوم و شارحین فقہ اکبر نے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے
لیکن ہم مشکل سے اسپر یقین کر سکتے ہین پھر اسی سیرۃ النعمان مین لکھتے ہین کہ امام رازی نے
مناقب شافعی مین تصریح کی ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی تصنیف باقی نہین رہی پھر اس قول کو
منسوب کرنا امام ابو حنیفہ کی طرف کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا باایںہمہ صاحب رسالہ مسمی محمد
احمد رضا خان صاحب کہ حنفی المذہب ہین وہ تکفیر آباے آنحضرت اور جناب ابو طالب
کیا کر سکتے ہین بجز عوام فریبی اور اغواے جہلا کے پہلے وہ اپنا حنفی المذہب ہونا ثابت
فرمالین پھر تالیف و تصنیف کی ہوس کرین سیرۃ النعمان حصۂ دوم کے صفحہ ۱۱۱ مین لکھتے ہین کہ
محدثین کے نزدیک جو بڑے سے بڑے معرکہ آرا مسئلہ ہین ان مین کا یہ پہلا مسئلہ ہے کہ امام صاحب
نے فرائض و اعمال کو جزو ایمان نہین سمجھا پھر لکھتے ہین کہ ایک معمولی سمجھ کا آدمی کہہ سکتا ہے
کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے جو دل سے متعلق ہے اور فرائض و اعمال جوارح کے کام ہین اس لیے
نہ ان دونون سے کوئی حقیقت مرکب ہو سکتی ہے نہ ان مین سے ایک دوسرے کا جزو ہو سکتا
ہے صاحب رسالہ اسی پر جان دیے دیتے ہین کہ جسنے اقرار لسانی نہ کیا وہ کافر ہے پھر حنفیت انکی
کہان رہی حاصل کلام یہ ہے کہ رسالۂ مذکورہ زبان اردو مین ہے اور ابتدا سے انتہا تک تقریرات
مختلۃ النظام مشتمل بر کذب و اتہام و اباطیل و اوہام و بغض و عداوت خاندان رسول انام
و ہیج سراے منافقین طغام و خوارج لیام کہ جو بالاتفاق ذریات و اعقاب اہل کفر و شرک
و بدعت سے تھے مملو ہے اور کوئی دقیقہ اصحاب ضالین و غاصبین و خائنین و ناکثین و قاسطین
و مارقین کی طرفداری و جان نثاری و حمایت کا فروگذاشت نہین کیا اور پردہ پوشی مین انھین
مرتدین اور کفار و مشرکین کہ جو اصلاب و ارحام نجسین و خائبین و خاسرین سے پیدا ہوئی تھی
تمام انبیا و مرسلین علی الخصوص خاتم النبیین حبیب رب العالمین کو اصلاب نجسین و ارحا

خبیثین سے قرار دینے مین بڑی عرقریزی اور جان فشانی کی ہے اور اثبات کفر و شرک آباے کرام خیر الانام اور توہین و تنقیص اہل بیت عظام مین کوئی مکر و فریب اور اتہام اٹھا نہین رکھا کہ جو موجب اختلال حواس ضعفاے دین اور ہیجان وسواس عوام و جہلاے بے صدق و یقین ہو سکتا ہے لہذا حسبۃ للہ و بجہت اکتساب ثواب ضرور ہوا کہ حقیقت حال اور اصلیت ہر مقال ظاہر کر دی جاوے کہ عوام الناس شر خناس اور فریب و اغواے وسواس یوسوس فی صدور الناس سے بچین اور دھوکا نہ کھاوین مصنف رسالہ نے جن تین آیتون اور پندرہ حدیثون اور ڈیڑھ سو گیارہ کتابون اور اسی صحابہ و تابعین اور ڈیڑھ سو راویون کا نام گنوایا ہے اور اپنے گمان باطل مین جناب ابو طالب اور دیگر تمام انبیا و آباے آنحضرت کا فرک و کفر ثابت کیا ہے ہم انھین آیات و احادیث و اقوال اور دیگر روایات و اخبار و آثار و اقوال صحابیان ذوی الاقتدار و الاحترام و علماے اعلام و مفسرین مستندین اعلام و کملاے علم کلام و فقہاے عالی مقام کہ جو مشہور و معروف بمذہب سنت و جماعت ہین ان سب کی تحقیق و تدقیق سے اور نیز دلائل و براہین قاطعہ ساطعہ عقلی و نقلی سے افضل ترین اصحاب اور اوصیاے انبیا اور اولیاء اللہ اور مربی رسول اللہ اور عارف کامل اور مومن باذل ہونا جناب ابو طالب کا اور طاہر ہونا اصلاب و ارحام انبیا اور اوصیا کا علی الخصوص حضرت خاتم المرسلین اور سید الوصیین امام المتقین امیر المومنین کا از آدم تا حضرت عبد اللہ و جناب ابو طالب اس صراحت سے ثابت کیے دیتے ہین کہ کسی کو جاے کلام نہ رہے اور مسمی کیا ہم نے اسکو ساتھ **فتح الغالب فی رد شرح المطالب** کے وھا انا اشرع بتوفیق اللہ و توفیقہ فی المقصود متوکلا علی مفیض الخیر و الجود و بہ نستعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قولہ اس مین شک نہین کہ جناب ابو طالب تمام عمر حضور سید الاولین و الآخرین سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم القرار کی حفظ و حمایت و نصرت مین مصروف رہے **اقول** اس مین بھی معاندین و منافقین جو مصداق امنا باافواھھم و لم تؤمن قلوبھم کے ہین اور جن کی شان مین لھم فی الدنیا خزی و لھم فی الآخرۃ عذاب عظیم حق تعالی نے فرمایا ہے اگر وہ شک کرین تو کیا عجب ہے اور القاب مبارک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم [illegible] از لفظ سید سے آپ کا کیا منشا ہے کہ آپ نے فقط لفظ سید پر اکتفا فرمائی اور وہ [illegible] فصاحت و بلاغت نہ پہلے تو سید المرسلین رقم فرمایا پھر اس پر ترقی فرمائی کہ

سید الاولین و الآخرین اور بعد اسکے جو بلند پروازی کی تو سید الابرار جس سے صاف ظاہر ہو کہ اولین و آخرین مرتبہ مین مرسلین سے بھی افضل ہین پھر سید ابرار فرمایا کہ ابرار اولین و آخرین سے بھی بہتر ہین یعنی مرسلین اولین و آخرین مین شامل ہین اور نیز مرسلین اور اولین و آخرین ابرار نہین ہین سبحان اللہ آپ نے فصحاے زمانہ کا دم بند کر دیا۔ اب کون ایسی عبارت لکھ سکتا ہو اور ایسی مدح جناب رسالت مآب کی کر سکتا ہو **قولہ** اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا **اقول** بے شک اپنی اولاد و جان و مال سے زیادہ عزیز رکھا اور کیونکر عزیز نہ رکھتے کہ عارفین و موحدین و اوصیاے انبیا علیہم السلام سے تھے جناب عبد المطلب کی وصیت تھی کہ یہ مرتبہ عظیم رکھتے ہین یعنی پیغمبر ہین ان کی حمایت مین مصروف رہنا جیسا کہ کتب تواریخ و سیر و حدیث سے ثابت ہو ورنہ اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھنے کا کوئی سبب نہین ہو اور جہان آپ نے اس سبب کو بیان کیا ہو وہان پر ہم آپ کی زبان سے امر حق ثابت کر دینگے **قولہ** اور اس وقت مین ساتھ دیا کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان ہو گیا تھا **اقول** یہ بھی غلط ہو اسواسطے کہ اس عالم مین تمام قریش اور بنی ہاشم اور اعمام آنحضرت کے بھی شامل ہوے جاتے ہین حالانکہ وہ سب دشمن جان نہ تھے اور اگر یہ امر تسلیم بھی کر لیا جاے تو فرمایئے کہ جناب ابو طالب کو کیا تخصیص تھی کہ حفاظت و حمایت و کفالت و نصرت مین تمام عمر مصروف رہے مثل تمام اعمام آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و مثل تمام قوم و قبیلہ کے کیون دشمن جان نہ ہوے اور اپنی اولاد سے زیادہ عزیز رکھنے کا کیا سبب ای حضرت وجہ یہ ہو کہ وہ حامل وصایاے انبیا اور مستودعین سے تھے کہ وصایاے انبیاے سابقین کو تفویض آنحضرت کیا اور تشبیہ ابو طالب کی ساتھ مومن آل فرعون کے ہو کہ جنکے حق مین حق تعالی یکتم ایمانہ فرماتا ہو **قولہ** اپنے تمام عزیزون قریبون سے مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑ دینا قبول کیا کوئی دقیقہ غمگساری جان نثاری کا نا مرعی نہ رکھا **اقول** فی الحقیقت ایسا ہی ہو گیا آپ اسکا بھی انکار کر سکتے ہین اگر آپ سے ہو سکتا تو انکار کیا بلکہ تکذیب و رد کرتے مگر تواریخ و سیر کفار و مشرکین تک ابو طالب کے احوال سے مملو ہین **قولہ** اور یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے سچے رسول ہین اینپر ایمان لانے مین جنت ابدی اور تکذیب مین جہنم دائمی ہو بنی ہاشم کو مرتے وقت وصیت کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو فلاح پاؤگے **اقول** یہی یقیناً جاننا ایمان حقیقی ہو کہ آنحضرت افضل المرسلین سچے رسول ہین انکی تصدیق مین جنت تکذیب مین جہنم ہو اور کیونکر بنی ہاشم کو وصیت نہ کرتے کہ ابو طالب وصی انبیا اور مستودعین سے

تھے جو کچھ خدا کی طرف سے اُنپر فرض تھا مرتے دم تک اُسکو ادا کیا فقط بنی ہاشم کو وصیت نہین کی بلکہ
بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سب کو وصیت اور نصیحت کی اگرچہ بنی ہاشم کو خاص کیا اور قریش کو عام طور
سے اگر آپ بھی بنی ہاشم کے مقام پر قریش فرما دیتے تو ماخذ علم آپ کا مخفی رہتا کیا آپ نے معارج
النبوۃ بھی نہین ملاحظہ فرمائی رکن سوم باب سوم فصل دوم واقعات سال دہم نبوت مین ملاحظہ ہو
لکھتے ہین کہ محمد بن کعب قرظی می گوید کہ چون ابی طالب بیمار شد قریش بعیادت او می آمدند اول ایشانرا
بنواخت و بعد ازان بہ نصیحت آن جماعت پرداخت و ایشان را بہ تعظیم کعبہ و صلہ رحم و رعایت
عامل و عطای سائل دلالت کرد و بصدق حدیث و ادای امانت مبالغت نمود آنگاہ گفت شما
را وصیت می کنم بہ مطابعت و معاونت محمد کہ او امین قریش و صدیق عرب است و بہ امری آمدہ کہ دل
قبول آن کردہ و زبان بصدق آن گواہی دادہ و بخدا سوگند کہ من چنان می بینم کہ اشراف آفاق و
سادات و عظما و اکابر اطراف و اکناف دعوت او را اجابت نمودہ اند و تصدیق قول وی آوردہ اند
و تمامی بلاد عرب و عجم مسلم گشتہ و زمام حل و عقد بدست تدبیر او دادہ و مفاتیح ابواب سعادت در جیب
متابعت او نہادہ ای بنی ہاشم بدو تقرب جوئید بہ نفس و مال معاونت او نمائید حاصل یہ ہی کہ آپ
سچ بولنے کی قسم کھائے ہوے بیٹھے ہین مگر باوجود اسکے دعواے اسلام و مومنیت رکھتے
ہین ایمان سے فرمایئے کہ یہ قول ابوطالب کا جو صاحب معارج نے نقل کیا ہی کہ "دل قبول آن کردہ
و زبان بصدق آن گواہی دادہ" یہ تصدیق جنانی اور اقرار لسانی نہین ہی تو اسکو کیا کہتے ہین کیا
اسلام و ایمان اسی کا نام ہی جو آپ نے اختیار کیا ہی کہ زبان سے اقرار رسالت اور دعواے
سنت جماعت اور دل سے دشمنی آباد و اجداد و اعمام بلکہ تمامی خاندان نبوت یہ تو آن دشمنان رسول خدا
کا شیوہ ہی جو فی الظاہر مسلمان اور فی الباطن کافر تھے **قولہ** نعت شریف مین قصائد اُن سے
منقول ہین اور اُن مین براہ فراست وہ امور مذکور کہ اُسوقت تک واقع نہ ہوے تھے بعد بعثت شریف
ظہور مین آئے ہین سب احوال مطالعۂ احادیث و مراجعت کتب سیر سے ظاہر ہی ایک شعر اُنکا صحیح بخاری
شریف مین بھی مروی ہی **اقول** حفاظت و حراست و نصرت و کفالت و فرمانبرداری و جان نثاری
حضرت ابوطالب کی مشہور ہی اور معروف ہی اور جو وصیتین اور نصیحتین قریش اور بنی ہاشم کو کی ہین اور جو
نثر اور نظم جو مدح و ثنا و پیشینگوئیان فرمائین اور تصدیق رسالت پناہی اور اتمام نور الٰہی پر تقریریان
کی ہین مثل آفتاب کے نمایان ہین اور کیونکر نہ کرتے کہ موحدین عارفین اور وصیاے انبیا یا مرسلین تھے
اور یہ کلمہ جو آپنے رقم فرمایا کہ "اُن مین براہ فراست وہ امور ذکر کیے جو اُسوقت تک واقع نہوے تھے بعد
بعثت شریف اُسکا ظہور ہوا" یہ آپکی فراست ہی اسواسطے کہ فراست کے معنی عرفت فہم و ادراک و زیرکی و دانائی
و علم قیافہ کے ہین اور علم قیافہ اُسے کہتے ہین کہ ہر شخص کی صورت سے اُسکی سیرت کو پہچان جائے فراست کے معنی

پیشین گوئی کے نہیں ہیں کا شکے فراست کے مقام پر کہانت یا شکی سکے فرمایا ہوتا افسوس ہی آپکی عقل و دانائی پر کیونکہ جو جو پیشین گوئیاں حضرت ابوطالب نے فرمائی تھیں بعد آنکا زمانہ کے ہر ایکا ظہور ہوا اور ایسی پیشین گوئی منصب انبیا یا اوصیاے انبیا یا اولیاء اللہ کا ہی کبھی بہ طور رویاے صادقہ اور گاہ بالہام اور گاہی بنزول ملائکہ من اللہ ظہور میں آتی ہین فراست کو پیشین گوئی سے نیا علاقہ ہی ہان کاہن اور نجومی وغیرہ بھی پیشین گوئیان کرتے ہین مگر مشکل تو آپکو یہ ہوئی کہ ابوطالب کو آپ نہ تو کاہن کہہ سکتے ہین نہ نجومی کیونکہ علاوہ اُن دلائل کے جنکا بیان اس مقام پر باعث طول ہی یہی دلیل کافی ہی کہ کسی مورخ یا صاحب سیر نے جناب ابوطالب کو لفظ کاہن یا نجومی سے خطاب نہین کیا اسواسطے آپ نے یہ لفظ فراست گڑھا اور ایک شعر حضرت ابوطالب کے قصیدہ کا اور ایک سو دس بیتین محمد بن اسحٰق مدنی نے بھی نقل کین تو کیا جاے تعجب ہی کہ قصائد جناب ابوطالب کے مدح و ثناے جناب ختمی مآب مین لا تعد و لا تحصیٰ ہین **قولہ** شیخ محقق مولانا عبد الحق دہلوی قدس سرہ شرح صراط مستقیم مین اس قصیدہ کی نسبت فرماتے ہین "دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت" **اقول** ابھی گذارش کر چکا ہون کہ ابوطالب ابتدا سے موحدین عارفین اور اوصیاے انبیا سے یا لنفسہ نبی تھے جیسا کہ آپکے مولانا عبد الحق دہلوی نے جو رقم فرمایا ہے "دلالت دارد بر کمال محبت و نہایت معرفت نبوت" تو آپ نے نہ کمال محبت کو سمجھا نہ نہایت معرفت کو اور فی الحقیقت ان امور کی واقفیت کے واسطے مادہ چاہیے وہ آپ مین معدوم اور یہ حق اُن علماے اعلام اور فضلاے عالی مقام کا ہی جو جمیع علوم مین کامل ہین اور آپ تو مصداق ختم اللہ علی قلوبھم کے ہین آپکو متاثر ہونا دشوار ہی مگر اتماما للحجۃ باتباع اہل حق و عرفان و اقوال علماے عالی شان گذارش کرنا ضرور ہی کہ کلام مولانا عبد الحق مین جو کمال محبت کا لفظ آیا ہی اُسے سمجھیے محبت ماخوذ ہی حب سے بمعنی میلان قلب اہل لغت کہتے ہین کہ محبت امر وجدانی ہی امور قلب سے جسکے معنی میلان نفس کا ایک شے کی طرف ہی اور بعض نے معنی محبت ارادہ قلب کے بیان کیے ہین مثلاً احببت ان افعل ای اردت ان افعل اور بعض نے تعریف کی ہی کہ محبت میل طبع کی جنس سے ہی جیسے احب ولدی بمعنی یمیل قلبی وطبعی الیہ حاصل یہ ہی کہ محبت کو کہ میلان نفس کا نام ہی مضاف کیا طرف قلب کے اور حب القلب کہا تو محبت ایک امر اضافی ہی اور اُسکی چند قسمین ہین محبت[۱] سببی۔ محبت[۲] خلقی۔ محبت[۳] تکلیفی۔ محبت[۴] التزامی پس محبت[۱] سببی بہ سبب اسباب کے ہوتی ہی جیسے قرابتی[۱] کہ بوجود قرابت اصلاب و وصلت رحم طبیعت بصورت ترحم ذوی الاصلاب والارحام کی طرف مائل ہو جاتی ہی شہوانی[۲] کہ وہ ایک امر ہی وجدانی لازم حیوانی کہ بالطبع میلان ہوتا ہی طرف اغذیہ واطعمہ واشربہ وازدواج وغیرہ کے صداقتی[۳] کہ بسبب حصول صداقت کے رغبت کرتا ہی انسان صدیق کی طرف اور تعظیم و تکریم اُسکی پیدا ہوتی ہی غرض کسی سبب سے میلان قلب ہو اُسکو محبت سببی کہتے ہین محبت خلقی کہ بعد استکمال بندہ کے خلائق کے دلون مین حق تعالی پیدا کرتا ہی کہ بغیر تحصیل صداقت و قرابت و صناعت وغیرہ کے

[۱] اقسام محبت از ناصر العترۃ مصنفہ جناب سید ابو القاسم لاہوری صفحہ ۴۳-۶۲ و بعض مقام از لوامع التنزیل جزو ثانی صفحہ ۱۳۰-۱۳۰

میلان انکا اس طرف کو ہوتا ہی اور وہ تعظیم و تکریم اولیا و اصفیا و انبیا وغیرہ کی کرتے ہین اور انکے ادلہ و دلیل
اور حقیر جانتے ہین اور انکی تذلیل و توہین مین مصروف رہتے ہین اور اس قسم خلقی کا مصداق علما نے اس آیۂ کریمہ
کو لکھا ہی ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن ودا یعنی جو لوگ ایمان لائے ہین اور عمل صالح
کرتے ہین جلد خدا اسے مہربان گردانتا ہی انکے واسطے مودت اور محبت کو چنانچہ نیشاپوری و ثعلبی و زمخشری نے کشاف
مین سبب نزول اس آیہ کا اس طرح لکھا ہی ان النبی قال لعلی قل اللہم اجعل لی عندک عہدا واجعل لی فی
صدور المومنین مودۃ فانزل ہذہ الآیۃ یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے علی سے کہ اے علی کہہ تو کہ یارخدایا کر تو اپنی طرف
سے میرے واسطے عہد اور پیدا کر واسطے میرے صدور قلوب مومنین مین مودت و محبت پس یہ آیہ نازل ہوا تیسرے
محبت تکلیفی اور وہ عبارت ہی اس امر سے کہ حق تعالی نے کافہ امت کو تکلیف دی کہ اپنے دلون کو مائل کرین اور
رغبت کرین طرف سید الانام اور انکی آل کرام کے اور اکتساب کرین محبت کو کہ فائق ہو بہ نسبت محبت اقارب و
ذوی الارحام کے کہ بعد تحصیل اس محبت کے جان اور مال اور اولاد فدا انکی کرین اور مصداق اسکا قول حق تعالی
ہی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی چوتھے محبت التزامی ہی اور وہ دو حال سے خالی نہین یا بہ نسبت
معبود ہی یا عباد ہی جو بہ نسبت معبود ہی اس سے مراد یہ ہی کہ حق تعالی کسی کی محبت کو اپنی ذات پر لازم گردانے یعنی
معہود کرے مثلاً واللہ یحب المحسنین یہ محبت خدا کی محبت التزامی ہی اسواسطے کہ محبت کے معنی میلان قلب کے
ہین اور حق سبحانہ تعالی قلب اور جسم سے مبرا ہی نسبت دینا محبت قلبی اور بغض قلبی کا خدا کی طرف ممتنع ہی پس
محبت خدا سے مراد معنی مجازی ہین کہ ایصال خیر اور انعام ہی اور جو بہ نسبت عباد ہی وہ متعلق بلزوم قلب ہی پس محبت
التزامی بہ نسبت عباد کے بحسب تفاوت اشخاص متفاوت ہوتی ہی اور اس محبت کے بھی مدارج ہین عام خاص
اخص اور اخص کے بھی دو درجے ہین درجہ ثانیہ وہ ہی کہ اس سے زیادہ ممکن نہین اسکو درجہ خاتمیت کہتے ہین
محبت[1] عام بندہ بہ نسبت خدا کے عبارت ہی اس امر سے کہ ان العبد بعد تحصیل المعرفۃ یمیل قلبہ میلا تاما
الی الامور الالہیۃ حتی لا یفرط فی اجداہا یعنی بندہ کہ بعد تحصیل کرنے معرفت خدا کے میلان مفرط اسکے قلب مین
پیدا ہوتا ہی کہ امور الہیہ کو ترک نہین کرتا اور ہر وقت مرید اور فاعل اسکا ہوتا ہی محبت[2] عام معبود بہ نسبت عوام
عباد کے جیسا کہ مطالب السول مین ہی ان محبتہ تعالی للمومنین ارادتہ تعالی باثابتہ ودفع عقابہ
عنہ من جہۃ الایمان والاعمال فہذہ الارادۃ بہذا المعنی رحمۃ فالمحبۃ اخص من ذلک خلاصہ یہ ہی
کہ محبت حق تعالی کی عام مومنین کی بہ نسبت ارادۂ الہیہ بعطاء ثواب و دفع عقاب من جہۃ الایمان والاعمال ہی اور
اسی ارادہ کو محبت کہتے ہین اور در اصل محبت اخص ہی ارادہ سے کہ ارادہ فقط میلان ہی محبت[3] خاص بندہ وہ محبت
ہی کہ بندہ بعد حصول کمال معرفت مائل ہوتا ہی بلکہ میلان قوی اسکا عبادت و طاعت الہی پر ہوتا ہی اس طرح
سے کہ ہر فعل صعب کو اسہل و اخف شمار کرتا ہی محبت خاص خدا کی بہ نسبت بندۂ خاص کے عبارت ہی عن
کشف الحجاب عن قلبہ وتمکینہ من ان یطاء علی بساط قربہ لیاخذ ما یوصف سبحانہ بہ مما

یجوز ومما لا یجوز علیه بالایقان فبذلك یتفوق علی کل فائق یعنی خدا انکشف حجاب کرتا ہی اُسکے قلب سے
اور تمکین دیتا ہی اُسکو چلنے پر کہ میرے قرب بساط کی راہ پر چلے واسطے اخذ کرنے اُن اوصاف سے کہ متصف ہیے
ساتھ اُن صفات کے ذات باری اور اُن صفتون سے کہ جائز ہی اور اُن صفتون سے کہ جائز نہین ہی اوپر بندہ
کے یقین کے ساتھ اور بعد حصول اس مرتبہ کے فائق ہوتا ہی تا لقین پر درجۂ محبت اخص بندہ جو درجۂ اخص کا
اول درجہ ہی وھو عبارۃ عن اشد المیلان الموفق للتجافی عن دار الغرور والترقی الی عالم الانس و
الحضور والوحشۃ ممن سواہ فتصیر ھمومہ ھمّا واحدا فیسھل لہ الیہ الوصول یعنی قلب بندہ
مین اشد میلان پیدا ہوتا ہی اور وہ میلان مؤید اور مؤفق ہوتا ہی اور برخواستہ اور آمادہ کرتا ہی کہ ہمیشہ بندہ پا
بہ رکاب رہتا ہی اس دار غرور و فانی سے اور ترقی کرتا ہی اور بلند ہوتا ہی عالم نور اور عالم موانست و حضور کی طرف
اور نفرت کرتا ہی جمیع ما سوی اللہ سے اور ہو جاتے ہین ہموم اُسکے ہم واحد اور وصول اُسکا بقرب و تعالی اسہل
ہوتا ہی اول درجہ محبت اخص الٰہی ھو عبارۃ عن ما ھو احسان مخصوص یلیق بحالہ و یمتاز بہ عن جنسہ
بمزایا زایدۃ والنوائل العالیۃ من رضوانہ واخص انعامہ من ازلافہ فیشمولھا ینقاد لہ کلما
ارادہ بارادتہ تعالی یعنی احسان جو مخصوص خداوندی ہی اور لائق بحال بندہ ہی کہ بسبب اُسکے وہ ممتاز ہوتا
ہی اپنے اجناس سے ساتھ مزیت زائدہ کے اور عطایاے عالیہ کے اور رضوان الٰہیہ کے اور اخص انعام
کبریائیہ کے پس بشمول ان الطاف ربانیہ کے جو کچھ ارادہ کرتا ہی منقاد بارادۂ الٰہیہ ہوتا ہی یعنی جسوقت اُس کی
نزدیکی سے ندا بجا لاتا ہی حق تعالی لبیک عبدی کہتا ہی اور جب دعا کرتا ہی مقبول ہوتی ہی اور جو سوال کرتا
ہی حق تعالی عطا فرماتا ہی اور جسوقت حق تعالی سے پناہ طلب کرتا ہی پناہ اُسکو ملتی ہی چنانچہ غزالی و ابن طلحہ وغیرہ نے
حدیث قدسی روایت کی ہی جو اسی محبت اخص الٰہی پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث قدسی یہ ہی قال تعالی لا یزال عبدی
یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و
یدہ الذی یبطش بھا و لسانہ الذی ینطق بہ و رجلہ التی تمشی بھا وان دعانی اعطیتہ وان استعاذنی
اعذتہ یعنی جو بندہ کہ تقرب میرا بنوافل حاصل کرے اُسکا دوست ہوتا ہون مین اور جسوقت کہ اُسکا دوست
ہوا مین پس سمع اُسکا ہون مین جس سے سماعت کرتا ہی وہ اور بصارت اُسکی ہوتا ہون کہ دیکھتا ہی وہ ساتھ
اُسکے اور لسان اُسکی ہون کہ کلام کرتا ہی وہ ساتھ اُسکے اور ہاتھ اُسکا ہوتا ہون کہ مضبوط پکڑتا ہی وہ ساتھ
اُسکے اور پانوٴن اُسکا ہوتا ہون کہ چلتا ہی وہ ساتھ اُسکے اور اگر دعا کرتا ہی تو عطا کرتا ہون مین اُسکو اور
پناہ مانگتا ہی تو پناہ دیتا ہون مین اُسکو حاصل یہ ہی کہ اس حدیث سے ثابت ہی کہ حق تعالی اپنے دوست کو
اسقدر دوست رکھتا ہی کہ جو فعل کہ جوارح دوست سے صادر ہوتا ہی اُسکو وہ اپنا فعل جانتا ہی یہ مراد نہین ہی
معاذ اللہ کہ حق سبحانہ تعالی اُسکا جوارح ہو جاتا ہی یعنی اُس شخص موصوف کے اعضا مین حلول کر جاتا ہے
جیسا کہ مذہب حلولیہ کا ہی بلکہ مراد اس سے اشارات اضافیہ ہین مثل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اطاعت

یجوز ومما لا یجوز علیه بالایقان فبذلک ینفوق علی کل فائق یعنی خدا انکشف حجاب کرتا ہو اُسکے قلب سے
اور تمکین دیتا ہو اُسکو چلنے پر کہ میرے قرب بساط کی راہ پر چلے واسطے اخذ کرنے اُن اوصاف کے کہ متصف ہو
ساتھ اُن صفات کے ذات باری اور اُن صفتون سے کہ جائز ہو اور اُن صفتون سے کہ جائز نہین ہو اور پر بندہ
کے یقین کے ساتھ اور بعد حصول اس مرتبہ کے فائق ہوتا ہو تا نقین پر درجۂ محبت اخص بندہ جو درجۂ اخص کا
اول درجہ ہو وهو عبارة عن اشد المیلان الموفق للتجافی عن دار الغرور والترقی الی عالم الانس و
الحضور والوحشة ممن سواه فتصیر همومه هما واحدا فیسهل له الیه الوصول یعنی قلب بندہ
مین اشد میلان پیدا ہوتا ہو اور وہ میلان مؤید اور موفق ہوتا ہو اور برخواستہ اور آمادہ کرتا ہو کہ ہمیشہ بندہ پا
بہ رکاب رہتا ہو اس دار غرور و فانی سے اور ترقی کرتا ہو اور بلند ہوتا ہو عالم نور اور عالم موانست و حضور کی طرف
اور توحش کرتا ہو جمیع ما سوی اللہ سے اور ہو جاتے ہین ہموم اُسکے ہم واحد اور وصول اُسکا بقرب و تعالی اسہل
ہوتا ہو اول درجہ محبت اخص الٰہی هو عبارة عن ماهو احسان مخصوص بلیق بحاله و یمتاز به عن جنسه
بمزایا زایدة والنوائل العالیة من رضوانه واخص انعامه من ازلافه فیشمولها ینقاد له کلما
اراده باراد تہ تعالی یعنی احسان جو مخصوص خداوندی ہو اور لائق بحال بندہ ہو کہ بسبب اُسکے وہ ممتاز ہوتا
ہو اپنے اجناس سے ساتھ مزیت زائدہ کے اور عطایا ے عالیہ کے اور رضوان الٰہیہ کے اور اخص انعام
کبریائیہ کے پس بشمول ان الطاف ربانیہ کے جو کچھ ارادہ کرتا ہو منقاد بارادۂ الٰہیہ ہوتا ہو یعنی جسوقت اُس کی
نزدیکی سے ندا بجد اکرتا ہو حق تعالی لبیک عبدی کہتا ہو اور جب دعا کرتا ہو مقبول ہوتی ہو اور جو سوال کرتا
ہو حق تعالی عطا فرماتا ہو اور جسوقت حق تعالی سے پناہ طلب کرتا ہو پناہ اُسکو ملتی ہو چنانچہ غزالی و ابن طلحہ وغیرہ نے
حدیث قدسی روایت کی ہو جو اسی محبت اخص الٰہی پر دلالت کرتی ہو وہ حدیث قدسی یہ ہو قال تعالی لا یزال عبدی
یتقرب الی بالنوافل حتی احبه فاذا احببته کنت سمعه الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به و
یده الذی یبطش بها ولسانه الذی ینطق به ورجله التی تمشی بها وان دعانی اعطیته وان استعاذنی
اعذته یعنی جو بندہ کہ تقرب میرا بنوافل حاصل کرے اُسکا دوست ہوتا ہون مین اور جسوقت کہ اُسکا دوست
ہوا مین پس سمع اُسکا ہون مین جس سے سماعت کرتا ہو وہ اور بصارت اُسکی ہوتا ہون کہ دیکھتا ہو وہ ساتھ
اُسکے اور لسان اُسکی ہون کہ کلام کرتا ہو وہ ساتھ اُسکے اور ہاتھ اُسکا ہوتا ہون کہ مضبوط پکڑتا ہو وہ ساتھ
اُسکے اور پانون اُسکا ہوتا ہون کہ چلتا ہو وہ ساتھ اُسکے اور اگر دعا کرتا ہو تو عطا کرتا ہون مین اُسکو اور
پناہ مانگتا ہو تو پناہ دیتا ہون مین اُسکو حاصل یہ ہو کہ اس حدیث سے ثابت ہو کہ حق تعالی اپنے دوست کو
اسقدر دوست رکھتا ہو کہ جو فعل کہ جوارح دوست سے صادر ہوتا ہو اُسکو وہ اپنا فعل جانتا ہو یہ مراد نہین ہو
معاذ اللہ کہ حق سبحانہ تعالی اُسکا جوارح ہو جاتا ہو یعنی اُس شخص موصوف کے اعضا مین حلول کر جاتا ہے
جیسا کہ مذہب حلولیہ کا ہو بلکہ مراد اس سے اشارات اضافیہ ہین مثل من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اطاعت

فقال رسول الله صلعم انا انتجیته ولکن الله انتجاه اور خود جناب امیر المومنین نے مکرر گروہ مسلمین مین فرمایا سلونی
قبل ان تفقدونی فانی اعلم بطرق السموات فانی اعلم بھا من طرق الارض اور مثل اسکے حالات
انبیا و اوصیا و اولیا داللہ بکثرت ہین کہ نقل کرنا سب کا باعث تطویل ہی الحاصل جناب ابوطالب کو کمال
محبت تھی آنحضرتؐ سے یعنی تمام مدارج محبت کے انکو حاصل تھے چنانچہ محبت سببی تو ظاہر ہی کہ عم رسول مختار تھے
اور اگر فقط محبت سببی ہی ہوتی تو ممکن تھا کہ مثل دیگر اعمام کے ابوطالب بھی مخالفت کرتے جیسا کہ آپکا قول
ہی کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان ہو گیا تھا جن مین قریش و بنی ہاشم اور بعض اعمام بھی شریک تھے اسواسطے
کہ جب ایک سبب پر دوسرا سبب غالب ہو جاتا ہی تو سبب اول مغلوب بلکہ کالعدم ہو جاتا ہی مثلاً برادران حقیقی
کہ محبت سببی فی الظاہر رکھتے ہین مگر کبھی بغلبۂ اغراض نفسانیہ اور حب جاہ و ثروت بلکہ ادنی مال دنیوی کے
واسطے ایک دوسرے کے دشمن جان ہو جاتے ہین حتی کہ نوبت بہ قتل و قمع پہونچتی ہی اور ایک دوسرے کو قتل
کر ڈالتا ہی محبت خلقی بھی ابوطالب کے واسطے ثابت ہی کہ حق تعالی نے انکے دل مین پیدا کر دی تھی جس سبب سے
قلباً حضرت سید النبیین خاتم المرسلین پر نثار تھے اور کوئی دقیقہ تعظیم و تکریم آنحضرت کا فروگذاشت نہین کیا
حالانکہ آنحضرت بھتیجے تھے اور خود ابوطالب پرورش و تربیت مین مصروف تھے مربی آنحضرت کے تھے انکو عظمت
اور اکرام کرنا ضرور نہ تھا پس بالضرور یہ محبت حق تعالی نے حضرت ابوطالب کو عنایت فرمائی تھی اور یہی حال
حضرت عبد المطلب کا تھا اور جس وقت عبد المطلب نے آنحضرتؐ کو سپرد ابوطالب کیا تو دوسرے بھائیون نے
حضرت ابوطالب کی بھی خواہش کی تھی چنانچہ تواریخ و سیر اس احوال سے مملو ہین مگر عبد المطلب نے حضرت
ابوطالب کے سپرد کیا باین شرط کہ مین تو ابوطالب کو لائق اس کام کے جانتا ہون مگر جبکو خود محمدؐ پسند کرے اور
اختیار کرے اور آنحضرتؐ کو عبد المطلب نے طلب کیا اور کہا کہ ان مین سے جسے تم اختیار کرو اسکے سپرد کرون
آنحضرت فوراً اُٹھے اور زانوے ابوطالب پر جا بیٹھے اسوقت عبد المطلب نے فرمایا شکر خدا کہ میرا اختیار
کرنا مطابق اختیار محمدؐ ہوا کیونکہ حضرت آجتک کسی دادا نے اپنے پوتے کا اور پوتا بھی صغیر السن اسکا یہ اعزاز
و اکرام کیا ہی اور یہ قدر و منزلت اسکی کی ہی کہ اسکا اختیار کرنا جو مطابق اختیار جد ہوا تو جد شکر خدا بجالایا
حاصل یہ ہی کہ یہ محبت حق تعالی نے ابوطالب کو آنحضرت کی عطا فرمائی تھی اور آنحضرت کو ابوطالب کی محبت
تکلیفی کے مصداق بھی ابوطالب تھے کہ جان و دل سے راغب بلکہ فریفتۂ رسول انام تھے اور اپنی اولاد و اقارب
و ذوی الارحام سے زیادہ سمجھتے تھے اور اسقدر اپنے دل کو مائل کیا تھا کہ فائق اور زائد ہونا اس سے متخیل
و متصور نہین ہو سکتا بسی کا : م محبت تکلیفی ہی کہ اوپر ہم بیان کر آئے ہین چنانچہ حضرت رسالتمآب فرماتے ہین
اہلبیت کی شان مین کہ اس محبت کا اکتساب کرو والذی نفسی بیدہ لا یدخل فی قلب رجل الایمان حتی
یحبکم لله و لرسوله اور فرمایا احبوا اهل بیتی یعنی کہ دوست رکھو اور محبت کرو میرے اہلبیت کی میری محبت
کے سبب سے اور فرمایا اہلبیت کو واللہ ایمان اسکے دل مین داخل نہین ہوتا جو تم کو دوست نہ رکھے پس محبت

تکلیفی محبت اکتسابی ہی لیکن مخاطب عالی مقام کو دقائق علوم و عرفان سے کیا علاقہ ہی نفاق قلبی نے عقل کو زائل
کر دیا ہی مصداق افلا یعقلون ہین شامل ہین جب کافہ امت محمدؐ کو اکتساب محبت اہل بیت کا حکم محکم بلسان
رسولخدا اور بنص صریح قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ہو کہ بغیر حصول محبت اہل بیت آنحضرت
ایمان مفقود ہی چہ جائیکہ جو شخص اہل بیت اور ذریت ہین سے ہو اور ذوات بابرکات شفیع المذنبین پر جان و دل سے
شیفتہ ہو اور آنحضرتؐ کی رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہے اپنی جان اور مال اور اولاد سے فدا رہے
مصیبتین اور تکلیفین اُٹھائے حتی کہ باتفاق و اجماع اہل سیر و تواریخ تین برس درختون کے پتے کھائے اور خواب و خور
اپنے اوپر حرام کر دیے مگر حمایت اور جان نثاری سے باز نہ آئے تو کیونکر ممکن ہی کہ وہ محبت تکلیفی سے خالی اور
ایمان سے محروم رہے چنانچہ جب بلوا کیا کفار نے تو آنحضرت کو شعب مین لے گئے اور مثل قلب و روح سے
ایک ساعت جدا نہ ہوتے تھے اور آنحضرتؐ کے واسطے فرش بچھاتے تھے اور جب شب ہوتی تھی تو اپنے فرزندون
مین سے ایک کو اُس فرش پر سلاتے تھے اور آنحضرت کو مخفی دوسرے مقام پر پہونچاتے تھے کہ اگر کچھ ضرر پہونچائین
کفار تو میری اولاد کو پہونچائین مگر آنحضرت محفوظ رہین اور تمام عرب کو عامۃً اور قریش و بنی ہاشم کو خاصۃً وعظ و پند
کرتے تھے اور سعی بلیغ فرماتے تھے کہ دیکھو محمدؐ صدیق ہی دین اُسکا خیر الادیان ہی یہ پیغمبر آخر الزمان ہی اسکی اتباع
کرو فلاح پاؤ گے غرض ابوطالب نے کوئی دقیقہ دعوت اسلام اور تصدیق رسالت آنحضرت کا فروگذاشت نہین
کیا باوجود ان سب امرون کے معاذ اللہ وہ کافر رہے اور اُنکے دل مین ایمان داخل نہ ہوا بلکہ مخاطب والا اسکو مسلم
اور مومن خطاب کرتے ہین کہ جو فقط زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے دشمن خاندان نبوت ہو یہ نہین جانتے
کہ ایسے مسلمین کی شان مین حق تعالی فرماتا ہی کہ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ یعنی تم لوگ خواہان
متاع دنیا ہو اور اللہ چاہتا ہی آخرت کو اور ایک مقام پر فرماتا ہی تسرون الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم
وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل یعنی چھپاتے ہو تم لوگ دوستی کفار کی اور مین خوب جانتا
ہون جس چیز کو تم چھپاتے ہو یعنی محبت کفار کو تم چھپاتے ہو اور محبت مسلمین تم ظاہر کرتے ہو اور جو شخص ایسا ہی وہ
گمراہ ہی راہ راست سے پس جس طرح کفار کی دوستی پوشیدہ کرنے والے اور مومنین کی دوستی ظاہر کرنے والے کو خدا
جانتا ہی اور وہ لوگ موصوف بہ گمراہی ہین اسی طرح ابوطالب نے بضرورت مخفی کیا اپنے ایمان کو اور ظاہر کیا کفر
کو عالم الغیب اور رسولؐ اسکا خوب واقف تھا کہ ابوطالب راہ راست پر تھے محبت الٰہی کی تین قسمین ہین
عام خاص اخص کہ بمنزلہ [illegible] اشخاص و [illegible] منقسم باقسام ثلثہ ہوئی محبت عام عباد کی اس قسم کی
محبت سے مصداق تھی ابوطالب [illegible] معرفت [illegible] عقل [illegible]
حد کو پہونچائی کہ میلان مفرط پیدا ہو گیا یہی سبب تھا کہ کیا [illegible] ابلاغ و ایذا احکام
الٰہی و اظہار اوصاف آنحضرتؐ سے [illegible] اور ابتدا تا انتہا [illegible] متوجہ رہے اتمام
نور الٰہی و ابراز دین رسالت پناہی ہین اور ثابت قدمی اور اطاعت و فرمانبرداری مین یکتا تھے کہ مشہور آفاق

تکلیفی محبت اکتسابی ہی لیکن مخاطب عالی مقام کو دقائق علوم و عرفان سے کیا علاقہ ہی نفاق قلبی نے عقل کو زائل
کردیا ہی مصداق افلا یعقلون مین شامل ہین جب کافۂ امت محمدؐ کو اکتساب محبت اہل بیت کا حکم محکم بلسان
رسولؐ اور بنص صریح قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ہو کہ بغیر حصول محبت اہل بیت آنحضرت
ایمان مفقود ہی چہ جائیکہ جو شخص اہل بیت اور ذریت مین سے ہو اور ذات بابرکات شفیع المذنبین پر جان و دل سے
شیفتہ ہو اور آنحضرتؐ کی رضامندی اور خوشنودی کا طالب رہے اپنی جان اور مال اور اولاد سے فدا رہے
مصیبتین اور تکلیفین اٹھائے حتی کہ باتفاق و اجماع اہل سیر و تواریخ تین برس تک پتّے درختون کے کھائے اور خواب و خور
اپنے اوپر حرام کردیے مگر حمایت اور جان نثاری سے باز نہ آئے تو کیونکر ممکن ہی کہ وہ محبت تکلیفی سے خالی اور
ایمان سے محروم رہے چنانچہ جب بلوا کیا کفار نے تو آنحضرت کو شعب مین لے گئے اور مثل قلب و روح کے
ایک ساعت جدا نہ ہوتے تھے اور آنحضرتؐ کے واسطے فرش بچھاتے تھے اور جب شب ہوتی تھی تو اپنے فرزندان
مین سے ایک کو اس فرش پر سلاتے تھے اور آنحضرت کو مخفی دوسرے مقام پر پہونچاتے تھے کہ اگر کچھ ضرر پہونچایَن
کفار تو میری اولاد کو پہونچایَن مگر آنحضرت محفوظ رہین اور تمام عرب کو عامۃً اور قریش و بنی ہاشم کو خاصۃً وعظ و پند
کرتے تھے اور سعی بلیغ فرماتے تھے کہ دیکھو محمدؐ صدیق ہی دین اسکا خیر الادیان ہی یہ پیغمبر آخر الزمان ہی اسکی اتباع
کرو فلاح پاؤ گے غرض ابوطالبؑ نے کوئی دقیقہ دعوت اسلام اور تصدیق رسالت آنحضرت کا فروگذاشت نہین
کیا باوجود ان سب امرون کے معاذ اللہ وہ کافر رہے اور انکے دل مین ایمان داخل نہ ہوا بلکہ مخاطب والا اسکو مسلم
اور مومن خطاب کرتے ہین کہ جو فقط زبان سے لا الہ الا اللہ کہے اور دل سے دشمن خاندان نبوت ہو یہ نہین جانتے
کہ ایسے مسلمین کی شان مین حق تعالی فرماتا ہو کہ تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ یعنی تم لوگ خواہان
متاع دنیا ہو اور اللہ چاہتا ہی آخرت کو اور ایک مقام پر فرماتا ہو تسرون الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم
وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل یعنی چھپاتے ہو تم لوگ دوستی کفار کی اور مین خوب جانتا
ہون جس چیز کو تم چھپاتے ہو یعنی محبت کفار کو تم چھپاتے ہو اور محبت مسلمین تم ظاہر کرتے ہو اور جو شخص ایسا ہی وہ
گمراہ ہی راہ راست سے پس جس طرح کفار کی دوستی پوشیدہ کرنے والے اور مومنین کی دوستی ظاہر کرنے والے کو خدا
جانتا ہی اور وہ لوگ موصوف بہ گمراہی ہین اسی طرح ابوطالب نے بضرورت مخفی کیا اپنے ایمان کو اور ظاہر کیا کفر
کو عالم الغیب اور رسولؐ اسکا خوب واقف تھا کہ ابوطالب راہ راست پر تھے محبت الٰہی کہ جسکی تین قسمین ہین
عام خاص اخص کہ بمفاد اعتقاد اشیاء تحص و انصار ثلٰثہ منقسم باقسام ثلٰثہ ہوئی ہی محبت عام عباد کی یا اس قسم کی
محبت کے مصداق تھی ابوطالبؑ تھے کہ [illegible] معرفت [illegible] عقل [illegible]
حد کو پہونچائی کہ میلان مفرط پیدا ہو گیا یہی سبب تھا کہ کیا [illegible] اتباع و ایراد احکام
الٰہی و اظہار او صداقت آنحضرت سے [illegible] اور ابتدا تا انتہا مرید و فاعل و متوجہ رہے اتمام
نور الٰہی و ابلاغ دین رسالت پناہی ہین اور ثابت قدمی اور اطاعت و فرمانبرداری مین یکتا تھے کہ مشہور آفاق

مستحق ہو کر ممتاز ہو گئے مزید الطاف ربانیہ سے اپنی اجناس میں اور پہونچے اُس درجۂ عالیہ کو کہ جو کچھ حق تعالی سے طلب کریں وہ اُنکو عطا فرمائے چنانچہ بعد عہد نامۂ عرب کے جبرئیل نے جناب آن سرور کو خبر دی کہ صحیفۂ مکتوبہ کو دیمک کھا گئی اور حضرت نے اپنے چچا کو آگاہ کیا جیسا صاحب معارج لکھتے ہیں پس حضرت اران خبر خبیر عم پر غم خود رایاً گاہانید ابو طالب گفت از بیرون کسی بہ امی آید و تو از ینجا بیرون نمی روی و تا غایت بدروغ منسوب نبودی و ہیچکس تو خبر نیاورده این سخن از کجا می گوئی فرمود قادر مطلق و حاکم برحق جل ذکره جبرئیل را فرستاده و مرا خبر داد ابو طالب گفت خدای تو برحق است و گواہی میدہم کہ راست میگوئی بعده ابو طالب نے قریش کو خبر دی کہ محمدؐ کہتے ہیں کہ تم نے جو عہد نامہ درخانۂ کعبہ پر لٹکا دیا ہی دیمک اُسکو کھا گئی فقط اسم الٰہی باقی ہی اگر یہ بات غلط نکلے تو پھر تم کو اختیار ہی جو چاہنا کرنا اور اگر یہ امر محمدؐ نے سچ کہا ہی تو تم لوگ اپنی کم فہمی اور بے عقلی سے باز آؤ اور اس ظلم کو چھوڑ دو اور آپس کے عہد و پیمان کو توڑ دو سب نے یک زبان ہو کر منظور کیا اور صحیفۂ مکتوبہ کو سقف کعبہ سے اُتارا اور مطابق فرمودۂ ابو طالب کے پاکر حیران ہو گئے اور بعض نے کہا کہ یہ سحر محمدیؐ ہی اُسوقت ابو طالب کھڑے ہوئے اور در کعبہ پکڑ کر دعا کرنے لگے اللھم تعلم من ظلم ونحن مظلومون فانصرنا علی من ظلمنا وقطع ارحامنا واخرجنا من دیارنا واستحل ما یحرم علینا حاصل یہ کہ حضرت ابو طالب کو مرتبۂ عبدیت اخص حاصل تھا اور مقربین بارگاہ لم یزلی سے تھے جو کچھ دعا آپ نے فرمائی سب مقبول ہوئی اور نصرت کی حق تعالی نے کہ تا حیات تمام کفار پر غالب رہے کسی کو طاقت نہ رہی باوجود اس کثرت کے کہ کوئی کلمہ خلاف شان آپ کے منھ پر کہہ سکتا بلکہ سب کے سب مغلوب رہے فضل خدا سے دیکھیے اسکو یقین کہتے ہین تصدیق اسکا نام ہی کہ جناب ابو طالب نے فرمایا کہ خدای تو برحق است و گواہی میدہم کہ تو راست میگوئی توحید اور رسالت اور جبرئیل کی تصدیق فرمائی اسی کو ایمان کہتے ہین اب باقی رہا درجۂ دوم اخص کہ اسکو درجہ خاتمیہ بھی کہتے ہین کہ اس سے فوق کوئی درجہ باقی نہین ہی یہی کمال محبت کا درجہ ہی یہ بھی حضرت ابو طالب کو حاصل تھا کہ باطن آپکا کدورت دنیوی سے مبرا ہو گیا تھا اور حجاب قلب سے مرتفع ہو گئے تھے اور بحر وحدت مین غوطہ زنی فرماتے تھے اور جمیع شواغل منقطع ہو گئے تھے اور درجۂ علم الیقین سے اور عین الیقین سے حق الیقین تک فائز ہو چکے تھے اور برگزیدگان خدا اور عارفین باصفا مین شامل تھے اسی کا نام ہی کمال محبت اور یہ درجہ انبیاء اور اوصیاے انبیاء اور اولیاے خدا اور برگزیدگان خدا کا ہی پس ان دلائل قاہرہ اور براہین باہرہ سے ثابت ہی کہ ابو طالب اوصیاے انبیاء بالنفسہ نبی سے تھے اب باقی رہا درجۂ محبت خاتمیہ من اللہ الی العبد جو اوپر مذکور ہوا اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ جب یہ مرتبہ ابو طالب کو ملا تو مستحق ہوے محبت خاتمیہ من اللہ الی العبد کے پس لطاف ربانیہ اور عنایات بے غایات کبریائیہ شریفہ نامہ نے گھیر لیا ابو طالب کو اور وہ مرتبۂ عنایت فرمایا کہ تا قیامت کسی فرد کو افراد بشر سے حاصل نہین ہو سکتا چنانچہ مربی وقت خاتم النبیین حامی حبیب رب العالمین حافظ سید المرسلین ابو طالب کو گردانا کیون حضرت اب کسی فرد بشر کو امید اسکے امکان کی ہی کیا پھر جناب ختمی مآب پیدا ہونگے جنکو کوئی پرورش و تربیت کریگا اور مربی و ناصر و حامی رسول

مدارج [illegible] رکن سوم باب سوم فصل اول [illegible] سطر ۱۶

گرامی مشہور ہوگا اور تمام عمر آنحضرت کی خدمت اور نصرت مین بسر کریگا اور تمام کفار عرب سے تنہا مقابلہ اور مباحثہ
کریگا اپنی جان و مال و اولاد فداے پاے جناب رسالت کریگا جسوقت کفار آنحضرت کو مجنون و ساحر و شاعر
کہین گے تو وہ آنحضرت کو صدیق اور رسول کہوسی باعلان اور آپ کے دین کو خیر الادیان ظاہر کریگا بسا تعجب
ہو اُن بے بصیرتون سے کہ جو برگزیدگان کبریا کو متہم بکفر کرتے ہین او غضب خدا تعالی و رسول سے نہین ڈرتے
توہین و تنقیص نبوی کو ایمان تصور کرتے ہین حالانکہ جس طرح خاتم المرسلین پر نبوت ختم ہوئی اور آپ کو خطاب حبیب اللہ
خاتم المرسلین سے مخاطب فرمایا اسی طرح اللہ جل شانہ نے ابو طالب پر بھی تمام مدارج محبت کو ختم کیا اب نہ کوئی
دوسرا رسول ہوگا جو خاتم المرسلین ہو نہ کوئی ابو طالب ہونگے جو مربی اور ناصر خاتم المرسلین قرار پائین کیا آپ
نہین واقف کہ جب پیغمبر خدا کو حق تعالی نے اظہار نبوت کا حکم عطا فرمایا اُسوقت کفار و مشرکین کا کیا حال تھا
اور کس مرتبہ بغض و حسد و کینہ اُنکے دلون مین پیدا ہوگیا تھا اور کس طرح آنحضرت کی تکذیب مین مصروف تھے اور
کونسی تکلیف ایسی تھی جسکے دینے مین اُن کفار نے کمی کی ہو یہان تک ایذائین دینے کا قصد کیا کہ ابو طالب آنحضرت
کو شعب مین لے گئے آپ بتلائیے تو کونسا مسلم تھا جسنے حمایت کی کونسا مومن تھا جسنے جان اپنی فدا کی کس نے
اپنے عزیز و اقربا دوست و آشنا بلکہ تمام عرب سے مخالفت کر کے ایسے نازک وقت مین ساتھ دیا اور اپنے عیش اور
آرام کو ترک کر کے مصیبتین ایذائین تکلیفین اُٹھائین ترک وطن کر دیا درخت کے پتے کھا کے بسر کی لیکن ترک حمایت
و نصرت نہ کی اور بصیغہ مدح و ثنا مین بہ کرار اول و ل سوا حضرت ابو طالب کے کس نے آپ کے دین کو خیر الادیان
کہا چنانچہ جسوقت قریش نے محاصرہ کا تو ابو طالب نے قصیدہ طولانی انشا فرمایا جسکا ایک شعر یہ بھی ہے
الم تعلموا انا وجدنا محمدا + رسولا کموسی خط فی الکتب ذلک افسوس ہے کہ ایسے مومن موحد برگزیدۂ
خدا حامی و ناصر خاتم الانبیا حبیب رب العالمین کو نسبت کفر دینا اس سے بڑھکر کونسی بدبینی ہوگی کیون جناب
اصحاب مہاجر و انصار رسول مختار سے قبل اُنکے اسلام لانے کے کون شخص ایسا ہے کہ ان صفتون مین سے ایک کا
موصوف نہین یا تو تکذیب اور توہین کرنے والے اور مجنون و شاعر کہنے والے تھے یا ساکت اور شریک اُن
لوگون کے مگر کوئی تصدیق کرنے والا معین و یاور و ناصر نہ تھا بجز ابو طالب کے اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ
جھٹلانے والا توہین کرنے والا مجنون و شاعر و ساحر کہنے والا برابر ہو سکتا ہے مدح کرنے والے تصدیق کرنے والے
حمایت و نصرت کرنے والے مدح و ثنا کرنے والے کے اب لیجیے نہایت معرفت جو قول مولانا عبد الحق دہلوی کا ہے اور
آپ فرماتے ہین کہ معرفت گو کیسی ہی کمال کی ہو ایمان نہین یہ قول آپکا لغو ہے آپ کو مہارت فقہ و حدیث مین بھی نہین
تو علم معقول و منقول مین آپکی دستگاہ معلوم نحاریر علماے ایمان کو کبھی تصدیق و اذعان اور کبھی معرفت سے تعبیر کیا
ہے انشاء اللہ اسکا ذکر آگے آتا ہے بحث ایمان مین معرفت ہر علم و فن مین بلکہ ہر شے مین اُسوقت حاصل ہوتی ہے
کہ درجۂ کمال کو پہونچے اور بغور و خوض و فکر و تامل کر کے اُسکے تمام جزئیات و ذاتیات و ما یتعلق بہا سے واقفیت
حاصل کرے اور کما حقہ اُس سے ماہر ہو جاوے اُسوقت اُسکو نہایت معرفت حاصل ہو سکتی ہے کیا آپنے تو ل

جناب رسالت مآب جو بین الخاص والعام مشہور و معروف ہے نہین سنا کہ فرماتے ہین ما عرفناک حق معرفتک پس حق معرفت بھی نہایت معرفت ہے پس نہایت معرفت نبوت کو آپ نے حق کفار و مشرکین تصور فرمایا ہے یہ آپ کو نہین معلوم کہ بغیر فکر و تامل و بے غور و خوض و بے حصول معرفت کسی امر کا اختیار کرنا دلیل سفاہت ہے حق تعالی فرماتا ہے قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنی وفرادا ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ ترجمہ۔ کہو اے محمد سوا اسکے نہین کہ نصیحت کرتا ہون مین تم کو ایک بات کی وہ یہ ہے کہ قائم ہو تم یعنی اٹھو تم مجلس رسول سے واسطے خدا کے دو دو اور ایک ایک واسطے مشورہ کے پھر فکر کرو تم نہین ہے تمھارے صاحب یعنی پیغمبر پر دیوانگی سے پس فکر و خوض و تامل موجب ایمان تحقیقی ہے کہ زوال پذیر نہین اسی کا نام نہایت معرفت ہے نہ امثال آپ کے کہ جس حدیث یا آیت کو دیکھ لیا بلا تامل و فکر بے تحقیق و تدقیق زبان سے کہنے لگے اسلام و ایمان سے منحرف ہو گئے خاندان نبوت کی تذلیل و توہین کو اپنا شیوہ گردانا اجداد و آباء و اعمام رسول انام کو کافر و مشرک کہنے لگے فقط کلمہ پڑھنے کو ایمان سمجھنے لگے یا حضرت کلمہ پڑھنا چیز دیگر ہے اسلام و ایمان شی دیگر ہے اہل لغت بالاتفاق لکھتے ہین کہ ایمان تصدیق قلبی کو کہتے ہین جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے وما انت بمؤمن لنا یعنی مصدق لنا اور اصطلاح شریعت مین اختلاف کثیر واقع ہوا ہے بعضون کے نزدیک ایمان بمعنی صلوۃ ہے لقولہ تعالی ما کان اللہ لیضیع ایمانکم یہان پر ایمان کے معنی صلوۃ کے ہین اور مومن حق سبحانہ تعالی کا نام بھی ہے اور مومن غیر ذوی العقول کو بھی شباہۃً کہتے ہین جیسے نہر نیل و فرات کو کہ مبداء اسکا جنت ہے اور جنت مقام ہے مومن کا تو ان دونون نہرون کو مومن اسی شباہت سے کہہ سکتے ہین جیسا کہ درمنثور سیوطی مین بروایت ابن عباس مذکور ہے انزلہا اللہ تعالی من عین واحدۃ من عیون الجنۃ من اسفل درجۃ من درجاتہا علی جناحی جبرئیل فاستودعہا الجبال واجراہا فی الارض وجعلہا منافع للناس اور بعضون کے نزدیک ایمان کی دو صفتین ہین الایمان باللہ والایمان علی اللہ ایمان باللہ وہ ہے کہ جو صفتین کہ لائق کبریائی ہین اُنکی تصدیق کرے اور ایمان علی اللہ وہ ہے کہ احکام خدا کو بکمال خشوع و خضوع قبول کرے اور بعضون کے نزدیک ایمان تصدیق کرنا ہے اُنکا اور اُن چیزونکا جو ضروریات دین سے ہین بعضون کے نزدیک محض اقرار لسانی ایمان کا نام ہے معتزلہ کہتے ہین کہ ایمان توحید عدل و نبوت و معاد و امر و نہی ہے مرجیہ کے نزدیک تصدیق مع اقرار شہادتین ہے جبائیان کے نزدیک طاعات مفروضہ و ترک منہیات ہے غلاۃ کہتے ہین کہ ایمان طاعات مفروضہ اور مندوبہ ہے بعضون کے نزدیک محض تصدیق قلبی کا نام ایمان ہے بعضے تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کو ایمان قرار دیتے ہین بعضے اقرار باللسان اور عمل بالارکان کو ایمان تصور کرتے ہین بعضے تصدیق جنان اور عمل بالارکان کو ایمان جانتے ہین بعضون نے تصدیق جنان اور اقرار لسان اور عمل بالارکان ان تینون کو ایمان تصور کیا ہے ماورا اسکے بہت سے معنی مختلف فرقون مین موجود ہین مگر سچ تو یہ ہے کہ اختلافات کثیرہ کا رفع کرنا اور امر حق کا نکالنا بغیر نہایت معرفت ممکن نہین اور آپ بلا تامل و

---

۱ از سیف الفرقان فی تعریف الکفر والایمان مصنفہ جناب سید علی بن سید ابو القاسم لاہوری صفحہ ۳۰۔

فکر جو کچھ چاہتے ہین فرما دیتے ہین انشاء اللہ ہم اس بحث کو اور اختلافات علما کو مع حوالہ کتب اور اسماے علماے
اعلام بتوضیح تمام بیان کر کے ناقصی آپ کی ثابت کر دینگے اور مجملاً یہان بھی گذارش کیئے دیتے ہین کہ فقط اقرار لسانی
کافی نہین ہو حصول ایمان مین جو آپ سمجھے ہوے ہین اور ظاہر ہے کہ یہ آپ کا مذہب ہو حق تعالی ایسون کی شان
مین فرماتا ہو یقولون بافواہہم مالیس فی قلوبہم یعنی اقرار کرتے ہین اپنے منھ سے اس چیز کا کہ قلب اسکی
تصدیق نہین کرتے یا حضرت بنی نوع انسان کی دو حالتین ہین ایک ساتھ خالق کے دوسری ساتھ خلائق کے
حالت اولی مین قلب انسان کا تعلق باطنی خالق کے ساتھ رکھنا ہو اسی واسطے درمیان انسان اور خالق کے تصدیق
قلبی واجب ہو اقرار لسانی کو کوئی علاقہ نہین کہ عالم الغیب عالم ما فی الضمیر ہو اور حالت ثانوی مین نوع بنی انسان
کا فیما بین تعلق ظاہری ہو کہ ایک دوسرے کے باطن سے آگاہی نہین رکھتے فیما بین الناس اقرار لسانی ضرور ہو کہ
ایمان اور کفر ہر ایک کا دوسرے پر واضح ہو جائے تا کہ اجراے احکام شرعیہ مین تعطل واقع نہ ہو پس اعتقاد بالقلب
کامل و اصل ایمان ہو اور اقرار لسانی فرع اسکی ہو عدم فرع مستلزم عدم اصل کی نہین ہو سکتی اور قول حق تعالی اسپر
دال ہو کتب فی قلوبہم الایمان یعنی لکھا انکے دلون مین ایمان دوسرے مقام پر فرماتا ہو ولما یدخل الایمان
فی قلوبکم یعنی داخل نہین ہوا ایمان تمھارے دلون مین پھر ایک مقام پر فرماتا ہو وقلبہ مطمئن بالایمان
یعنی اسکا دل ایمان سے مطمئن ہو پس اس سے ثابت ہو کہ اصل ایمان اور کامل ایمان تصدیق بالقلب ہو اور اقرار باللسان
کاشف اور مبین اس ایمان کا ہو اور عمل بالارکان ثمر اور اثر اسی ایمان کا ہو کہ بعد حصول ایمان خود بخود ظاہر ہو جاتا ہو
جس طرح سے کہ اصل درخت کی جب قائم ہو جاتی ہو تو ضرور خود بخود وہ درخت میوہ یعنی ثمر دیتا ہو اور دلیل نقلی بھی
مصرح اسی کی ہو کہ حق تعالی فرماتا ہو یا ایہا الذین امنوا و عملوا الصالحات اور یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم
الی الصلوۃ حق تعالی نے بعد ذکر فرمانے ایمان کے عبادت اور عمل کو عطف دیا اسی ایمان پر اور معطوف علیہ اور
معطوف مین شرط ہو وحدت حکم اور مغایرت ذات کی ورنہ عطف نفس شی کا اوپر نفس اسی شی کے لازم آئیگا اور وہ محال ہو
اور آپ خود اپنے نفس پر قیاس فرمایئے کہ دعوی لسانی آپ کا یہ ہو کہ مین پکا سنت جماعت اور محب رسول ہون
مگر قلب آپکا منقلب ہو ایمان حقیقی سے پس ثمر اسکا خود بخود ظاہر ہو رہا ہو اور دلالت کر رہا ہو آپ کی خارجیت پر
چنانچہ یہ رسالہ آپکا کہ عمل بالارکان ہو اس سے کہہ سکتے ہین کہ آپ نے تمام آباے آنحضرت اور اعمام آنحضرت
کو متہم بکفر و شرک کر دیا حدیث شریف جو عام طور پر آنحضرت نے فرمائی ہو اسپر بھی آپ توجہ نہین فرماتے علی آفی
سے روایت ہو کہ فرمایا جناب رسالت مآب نے لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات یعنی ایذا ندو زندون کو
بسبب اموات کے نہین کیا حضرت ابوطالب اموات رسالت مآب سے نہین ہین کیا سب و شتم ابوطالب سے اور
انکو متہم بکفر و شرک کرنے سے ایذا آنحضرت کو نہین پہونچتی اور کیا موذی نبی کا ضرور واجب القتل نہین ہو قولہ عمر
مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہین **اقول** نہ ایمان کو آپ جانتے ہین نہ ان امور کو آپ سمجھتے ہین ورنہ یہی امور
تمام تر دلالت کرتے ہین حضرت ابوطالب کے ایمان پر جو آپ ابھی لکھ چکے ہین کہ یقیناً جانتے تھے کہ حضور افضل المرسلین

سچے رسول ہین اُنپر ایمان لانے مین جنت اور تکذیب مین جہنم دائمی ہی یا حضرت اسی کا نام تصدیق قلبی ہی یا اسی سبب سے
تو جناب ابوطالبؑ نے آنحضرت کی تکذیب نہین فرمائی اگر کہین تکذیب کرنا ثابت ہوتا ہو تو بیان فرمائیے اور
اقرار لسانی وصایاے حضرت ابوطالب ہین جو قریش اور بنی ہاشم کو کیے ہین اور قصائد مدح دشنا جو نہایت
معرفت نبوت پر دلالت کرتے ہین وہ کہہ رہے ہین اور قیامت تک کہے جائینگے کہ ہم اقرار لسانی ابوطالب
کے ہین جس شخص کو ادنی مہارت علمی ہوگی وہ بھی انکار نہ کریگا کہ حضرت ابوطالب کا کلام تو کمال محبت اور نہایت
معرفت نبوت پر دلالت کرے اور متکلم اُسی کلام کا متہم بعدم اقرار لسانی ہو از برای خدا آپ ہی فرمائیے کہ اقرار
لسانی کے کیا معنی ہین کتب لغت اگر آپ کی نظر سے نہ گذرے ہون تو غیاث یا منتخب ہی اُٹھا کر دیکھ لیجیے کہ اقرار
کے معنی ثابت کردن بر خود چیزی را کے ہین اقرار لسانی ابوطالبؑ کا اگرچہ نظماً و نثراً بہت کچھ ہی مگر اس مقام پر اسی قدر
کافی ہی کہ اُسی قصیدہ مین فرماتے ہین جناب ابوطالب الم تعلموا انا وجدنا محمدا رسولا + کموسی
خط ذلك في الكتب + وعطيت دينا لا محالة انه + من خير اديان البرية دينا پس نہایت
معرفت نبوت تصدیق قلبی ہی اور خود کلام اقرار لسانی ہی کہ خیر الادیان آنحضرتؐ کے دین کو کہا اور محمد رسول اللہ
مثل موسیٰ کے ہین یہ کتب سماوی سے ثابت ہی اسکا اقرار کیا اب رہا ثمرہ اور اثر اُس تصدیق کا اور اقرار کا وہ
خود بخود مثل آفتاب کے چمک رہا ہی کہ جواب عباس مین آنحضرت نے فرما دیا کل الخیر ارجو من ربی **فرد**
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ **قولہ** کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالت اسلام مین صادر
ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما سے بھی افضل قرار پاتے **اقول** کاش آپ مسلم و مومن ہوتے
اور خلل دماغی آپ کو نہ ہوتا تو آپ سمجھ لیتے کہ سب اقوال و افعال اُسی تصدیق قلبی اور اقرار لسانی کا ثمرہ ہین
جیسے آپ نے اس کلمہ سے "یقیناً جانتے تھے" خطاب فرمایا ہی اور اشعار قصائد کے لکھے ہین اور مولانا عبد الحق
دہلوی نے نہایت معرفت نبوت کا اطلاق فرمایا ہی اور آپ کو ناگوار نہ ہو کہ خلل دماغی کا لفظ آپ کی شان مین
آیا بلکہ خلل دماغی کا ثبوت یہ ہی کلام مختل النظام آپ کا ہی کہ آپ تحریر فرماتے ہین "مجرد ان امور سے ایمان
ثابت نہین ہوتا کاش یہ افعال و اقوال اُن سے حالت اسلام مین صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ
سے بھی افضل قرار پاتے" پہلے تو آپ نے ایمان کی نفی کی اور ضمنی ظاہر فرمائی کہ یہ اقوال و افعال حالت اسلام مین
صادر ہوتے اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ نہ آپ ایمان کو سمجھتے ہین نہ اسلام کو جانتے ہین ایمان کے معنی تو ہم اوپر
مجملا عرض کر آئے ہین اسلام کو بھی عرض کرتے ہین اگرچہ اسلام اور ایمان کے معنی اور فرق بیان کرنے سے کتب مملو ہین جب
اُن کتب سے آپ کو فائدہ نہ بخشا تو ہمارے بیانات کی تحریر کیا فائدہ دیگی لیکن تنبیہاً عرض کرتا ہون کہ اسلام کے معنی
لغت مین گردن نہادن اور فروگذاشتن کے ہین اور ہوسکتا ہی کہ اصل اسلام کی تسلیم ہو اسواسطے کہ تسلیم قبول و
اذعان امر اللہ ہی پھر وہی اہل لغت لکھتے ہین کہ تسلیم سلامت سے ہی اسواسطے کہ اُس مین جمیع فساد ات سے سلامتی
حاصل ہوتی ہی تفسیر کبیر مین معنی اسلام کے تین طور پر لکھے ہین اول اسلام عبارت ہی دخول فی الانقیاد اور متابعت سے

جیسا کہ قولہ تعالی ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا ثانی بمعنی دخل فی السلم ثالث مسلم بمعنی مخلص خدا طاعت مین عبدالرؤف ثناوی صاحب عن القدیر معارج جامع کبیر و کنوز الحقائق مناوی نے بھی مین فرمایا ہی الاسلام ھو التوحید والتدرع بالشرع الذی جاء بہ محمد کما قال اللہ تعالی رضیت لکم الاسلام دینا اور قتادہ نے کہا ہی کہ اسلام شہادت کلمۂ لا الہ الا اللہ واقرار بجمیع ما جاء بہ محمد من عند اللہ ہی بعضے کہتے ہین کہ اسلام محض اقرار بشہادتین ہی پس ایمان جسکے واسطے ثابت ہی اسلام بالضرور ضمناً اُسکے واسطے موجود ہی اور جو شخص کہ مسلم ہی ضرور نہین کہ مومن بھی ہو اب آپ اپنی عبارت کو دیکھیے کہ مجرد ان امور سے ایمان ثابت نہین ہوتا کاش یہ افعال واقوال حالت اسلام مین صادر ہوتے تو سیدنا عباس بلکہ سیدنا حمزہ سے بھی افضل قرار پاتے اب آپ ہی فرمائیے کہ سیدنا عباس و حمزہ آپ کے نزدیک مومن نہ تھے بلکہ فقط مسلم تھے کہ آپ نے اپنی تمنا فقط مسلم ہونے پر ظاہر فرمائی اور ہم مثل ہونا حضرت ابو طالبؑ کا جناب عباسؓ و حمزہ سے بیان فرمایا مگر ہم تو اس مقام پر اتنا ہی عرض کرینگے کہ مجرد تحریر سے اس رسالہ کے آپ کا سنت جماعت ہونا ثابت نہین ہوتا کاش یہ تحریر آپ سے حالت اسلام مین صادر ہوتی تو آپ خارجی اور وہابی سے افضل قرار پاتے **قولہ** اور افضل اعام حضور افضل الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والسلام کہلائے جاتے **اقول** اگرچہ افضل الاعمام حضور افضل الانام کہلائے نہین گئے مگر آنحضرتؐ تو ابو طالبؑ کو افضل اعمام بلکہ افضل انام اُس وقت سے جانتے تھے کہ جب عبد المطلب نے فرمایا اے محمدؐ تم اپنے اعمام مین جسکو اختیار کرو اُسکو سپرد کر دون پس آنحضرتؐ فوراً زانوے مبارک جناب ابو طالبؑ پر آ بیٹھے اور حضرت ابو طالب کے ایمان حقیقی سے بھی واقفیت رکھتے تھے اور مربی و ناصر و حامی اپنا جانتے تھے کہ وصایاے انبیا کو تفویض آنحضرتؐ فرمایا تھا اور خوب واقف تھے کہ ابو طالبؑ اوصیاے انبیا سے ہین اور مرتبہ مین اعلی ہین مومن آل فرعون سے جنکی شان مین بلکہ ایسا نہ حق تعالی نے فرمایا ہی **قولہ** تقدیر الٰہی نے بر بنا اُس حکمت کے جسے وہ جانے یا اُسکا رسول اُنھین گروہ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا فاعتبروا یا اولی الابصار **اقول** اس تقدیر الٰہی سے آپ کی کیا مراد ہی اُس مراد کو بھی کاش آپ نے ظاہر فرمادیا ہوتا ظاہر اسباب تو یہ ہی کہ تقدیر الٰہی سے اسم ذات الٰہی مراد لین یا مراد لین نصیب جو کہ خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا پس معنی اول یعنی تقدیر الٰہی کہنا اور مراد ذات باری لینا خاص آپ کا ایجاد ہی آج تک تو نہین سنا کہ کسی نے تقدیر الٰہی سے مراد ذات باری لی ہو یا اس معنی مین یہ لفظ بولا ہو اور معنی ثانی تقدیر الٰہی کے لینا جو نصیب کہ خدا کی طرف سے مقرر ہوا تھا جسکو تقدیر کہتے ہین درست نہ ہونگے اسلیے کہ پھر آپ رقم فرماتے ہین کہ تقدیر الٰہی نے بر بنا اُس حکمت کے جسے وہ جانے یا اُسکا رسول جب تقدیر الٰہی کے معنی ذات الٰہی نہ ہوے تو اب نصیب کے معنی لین تو مراد یہ ہوئی کہ نصیب الٰہی نے بر بنا اُس حکمت کے کہ ضمیر اُسکا مرجع اور وہ کا مرجع وہی تقدیر الٰہی ہوگا یعنی تقدیر الٰہی جانے یا تقدیر الٰہی کا رسول اُنھین یعنی ابو طالبؑ کو گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا سبحان اللہ کیا فصیح اور پر معنی عبارت ہی کہ المعنی فی بطن الشاعر تو مشہور تھا یہ عبارت

تو اُس سے بھی بڑھ گئے کا شکے دو ایک رسالے قواعد اُردو کے ہی ملاحظہ فرمائے ہوتے کہ مبتدا اور خبر اور صفائر
سے تو آگاہی ہو جاتی اگرچہ تقریر عالمانہ ہی تاریخ صحیح [illegible] آپ [illegible] آگاہی [illegible]
گذرا ہی نہ تھا اور تقدیراً ابو طالب ہی ہین نہ تھا کہ وہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب ہوتے اور یہ بھی
کوئی حکمت ہوگی جسے ہم نہین جانتے خدا تعالی جانتا ہی یا اُسکا رسول ہیں یا حضرت خداتعالی تو عالم الغیب ہی اُسنے
اپنے رسول کو بھی آگاہ کیا ہوگا اور ہم کو عقل عطا فرمائی ہی جو امور کہ عقلی ہین اُنھین عقل سے دیکھنا چاہیے گروہ
مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب نہ ہونے کا سبب معائنہ کتب سیر و تواریخ اور علم عقلی سے اور
نقلی سے ظاہر ہی کہ وصایاے انبیا کو تفویض آنحضرت فرمائین اور پرورش و تربیت و کفالت و نصرت و حمایت کر سکین
صداقت و امانت کو آنحضرت کی مشہور کر سکین تصدیق نبوت و رسالت مین قصائد فرما سکین یہ ایک سبب ہوا
کہ حق تعالی نے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا اگرچہ وہ سید المومنین اور مربی
شفیع المذنبین تھے دوسرا سبب یہ تھا کہ ابو طالب آباے شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے ہین غلامان شفیع
المذنبین مین کیونکر شمار کیے جاتے تیسرا سبب یہ تھا کہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین امثال آپ کے
بھی شمار کیے جاتے ہین کہ جنکی شان مین حق تعالی نے فرمایا ہی یقولون بافواھہم مالیس فی قلوبہم اور
وہ لوگ بھی تھے جنکی شان مین یہ آیہ آیا ہی ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وماھم بمومنین
اور وہ لوگ بھی تھے جو مصداق امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً کے تھے جو راہ دین و ایمان سے پھر گئے
گو بظاہر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے رہے اور وہ لوگ بھی غلامان اور گروہ مسلمین مین تھے اور ہین
جنکی شان مین خود جناب رسالت مآبؐ فرماتے ہین ستحرصون علی الامارۃ وسیکون ندامۃ یوم القیامۃ
کما فی صحیح البخاری یعنی قریب ہی کہ تم لوگ حرص امارت کی کروگے اور یہ امر تمھارے لیے روز قیامت موجب سراسر
ندامت کا ہوگا اور غلامان و مسلمین مین وہ لوگ بھی تھے کہ جنکی شان مین حق تعالی فرماتا ہی فلا تولوھم الادبار
ومن یولہم یومئذ دبرہ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جہنم وبئس المصیر یعنی اے مسلمانو جب
صف جنگ مین کفار سے ملاقات کرو تو اُنکو پشت نہ دو اور جو شخص پشت دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور جگہ
اُسکی جہنم ہی اور کیا بری باز گشت ہی غرض حالات گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین اگر لکھے جائین تو ایک
مطول تیار ہو جائے بس کیونکر جناب ابو طالبؑ گروہ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے اور حق تعالی
اُنکا شمار کیا جانا منظور فرماتا بمقتضاے الحق یعلو ولا یعلی خود آپ کی زبان پر باوجود نفاق کلمۂ حق جاری
ہو گیا ہی کہ شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا بس ممکن ہی کہ کہین کہ حق تعالی اور اُسکے رسول نے شمار کیا مگر بوجوہات
مذکورۂ بالا شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا دیکھیے آپ بھی لسانی اقرار لا الہ الا اللہ کرتے ہین اور دعواے مومنیت بھی ہی
لیکن قلب آپ کا مملو بکفر ہی کہ تکفیر مین حضرت ابو طالب کی تصنیف فرمائی حالانکہ ایک جماعت علماے اعلام اور محققین
عالی مقام اور ائمہ کرام نے مثل امام احمد بن حسین حنفی موصلی مشہور بہ ابن وحشی اور ائمہ مالکیہ سے علی جہوری نے فتاوی مین

تو اُس سے بھی بڑھ گیے کا شکلے دو ایک رسالے قواعد اُردو کے ہی ملاحظہ فرمائے ہوتے کہ مبتدا اور خبر اور ضمائر
سے تو آگاہی ہو جاتی اگرچہ تقریر عالمانہ ہی تیج صحیح نسب بماسق تو ہو جاتی ہیں ان تقریر آپکا بہ ہیئت آگئی ہین
گذرا ہی نہ تھا اور تقدیر ابو طالب ہی مین نہ تھا کہ وہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب ہوتے اور یہ مین
کوئی حکمت ہوگی جسے ہم نہین جانتے خدا تعالی جانتا ہی یا اُسکا رسول پس یا حضرت خدا تعالی تو عالم الغیب ہی اُسنے
اپنے رسول کو بھی آگاہ کیا ہوگا اور ہم کو عقل عطا فرمائی ہی جو امور کہ عقلی ہین اُنھین عقل سے دیکھنا چاہیے گروہ
مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین محسوب نہ ہونے کا سبب معائنہ کتب سیر و تواریخ اور علم عقلی سے اور
نقلی سے ظاہر ہی کہ وصایا ے انبیا کو تفویض آنحضرت فرمائین اور پرورش و تربیت و کفالت و نصرت و حمایت کر سکین
صداقت و امانت کو آنحضرت کی مشہور کر سکین تصدیق نبوت و رسالت مین قصائد فرما سکین یہ ایک سبب ہوا
کہ حق تعالی نے گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا اگرچہ وہ سید المومنین اور مربی
شفیع المذنبین تھے دوسرا سبب یہ تھا کہ ابو طالب آبا ے شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے ہین غلامان شفیع
المذنبین مین کیونکر شمار کیے جاتے تیسرا سبب یہ تھا کہ گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین مین امثال آپ کے
بھی شمار کیے جاتے ہین کہ جنکی شان مین حق تعالی نے فرمایا ہی یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم اور
وہ لوگ بھی تھے جنکی شان مین یہ آیہ آیا ہی ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمومنین
اور وہ لوگ بھی تھے جو مصداق امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا کے تھے جو راہ دین و ایمان سے پھر گئے
گو بظاہر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے رہے اور وہ لوگ بھی غلامان اور گروہ مسلمین مین تھے اور ہین
جنکی شان مین خود جناب رسالت مآبؐ فرماتے ہین ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیامۃ
کما فی صحیح البخاری یعنی قریب ہی کہ تم لوگ حرص امارت کی کروگے اور یہ امر تمھارے لیے روز قیامت موجب سراسر
ندامت کا ہوگا اور غلامان و مسلمین مین وہ لوگ بھی تھے کہ جنکی شان مین حق تعالی فرماتا ہی فلا تولوھم الادبار
ومن یولھم یومئذ دبرہ فقد باء بغضب من اللہ وماواہ جھنم وبئس المصیر یعنی اے مسلمانو جب
صف جنگ مین کفار سے ملاقات کرو تو اُنکو پشت نہ دو اور جو شخص پشت دیگا وہ گرفتار غضب خدا ہوگا اور جگہ
اُسکی جہنم ہی اور کیا بری باز گشت ہی غرض حالات گروہ مسلمین اور غلامان شفیع المذنبین اگر لکھے جائین تو ایک
مطول تیار ہو جائے بس کیونکر جناب ابو طالب گروہ مسلمین و غلامان شفیع المذنبین مین شمار کیے جاتے اور حق تعالی
اُنکا شمار کیا جانا منظور فرماتا بمقتضاے الحق یعلو ولا یعلی خود آپ کی زبان پر باوجود نفاق کلمہ حق جاری
ہو گیا ہی کہ شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا پس ممکن ہی کہ کہین کہ حق تعالی اور اُسکے رسول نے شمار کیا مگر بوجوہات
مذکورہ بالا شمار کیا جانا منظور نہ فرمایا دیکھیے آپ بھی لسانی اقرار لا الہ الا اللہ کرتے ہین اور دعواے مومنیت بھی ہی
لیکن قلب آپ کا مملو بکفر ہی کہ تکفیر مین حضرت ابو طالب کی تصنیف فرمائی حالانکہ ایک جماعت علماے اعلام اور محققین
عالی مقام اور ائمہ کرام نے مثل امام احمد بن حسین حنفی موصلی مشہور بہ ابن وحشی اور ائمہ مالکیہ سے علی اجہوری نے فتاوی مین

[illegible] ۱۳۰۸

بشیرین سے کس کے ساتھ آنحضرت کی تکذیب فرمائی ہو اُسکا نشان دیجیے کوئی دلیل لنگ ہی سہی بیان فرمائیے ثالثاً ذلیس فلیس حاصل یہ ہی کہ حق تعالی نے سب فرعونیون سے خطاب فرمایا اور آپ مقر ہین کہ کم کافر تھے جنھین یقین نہ تھا بان اگر آپ یہ رقم فرماتے کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین تھا اور وہ انکار بھی کرتے تھے اور ساحر و مجنون بھی کہتے تھے تو یہی غنیمت تھا ثانیاً اگر آپ تطبیق کرین اس قصہ کے ساتھ قصہ جناب رسول خدا کے اور کہین کہ جیسا کہ حضرت موسی اور فرعونیون مین واقعہ ہوا ویسا ہی کفار عرب اور آنحضرت مین معاملہ ہوا اور بفرض محال ہم تسلیم بھی کرلین تو بھی آپ کا کلام کلام باری کے مخالف ہی حق سبحانہ تعالی تو فرماتا ہی کہ جب موسی فرعونیون کی طرف گئے اور اُنکو معجزات ظاہرہ اظہار فرمائے تو اُن سب نے کہا ھذا سحر مبین یہان تو حق تعالی نے ضمیر جمع کے ساتھ سب کافرون کو فرمایا اور آپ فرماتے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا یعنی بہت کافرون کو سچے پیغمبر ہونے کا یقین تھا اور کم کو نہ تھا آپ فرمائیے کہ آپکا کلام سچا ہی یا خدا کا ثالثاً عقل ایک ادنی عاقل کی بھی آپ کے کلام کی تصدیق نہ کرے گی کہ آپ نے عموماً کل کافرون کو اپنے کلام مین احاطہ کرلیا ہی کاش کفار عرب ہی فرماتے اگرچہ کفار عرب سب بجمیع الوجوہ لیاقت ہی پہچاننے کی نہ رکھتے تھے بلکہ بعضے دہقانی تو مثل وحوش کے تھے اور بعض دیگر جاہل اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ معرفت نبوت بالاجمال تھی نہ بالتفصیل اگر بالتفصیل ہوتی تو تمام حلیہ اور صورت اور تعین زمان و مکان و خلقت و صفت و نسب و قبیلہ وغیرہ مذکور ہوتا تو محال تھا اہل توراۃ و زبور و انجیل پر اخفا اور انکار علی الدوام کرسکتا کہ اجتماع و تواطو برخلاف معلوم اور تکذیب و انکار محالات سے ہی پس معرفت نبوت بالاجمال تھی نہ بالتفصیل حاصل یہ کہ بشارات سابقہ اور بعض اوصاف مکتوبہ اور معجزات باہرہ سے معرفت حاصل ہوئی تھی نہ نبی کی اور رسول کی صورت سے پس کیونکر ممکن ہی کہ دہقان اور جہلاء کفار عموماً آپ کو پہچانتے تھے بلکہ دہاقین عرب اور جہلاء کو کہ جنکو تمیز رطب و یابس تک نہین تھی وہ کس طرح پہچان سکتے تھے ہان علماے اہل کتاب مین کم ایسے تھے کہ اوصاف اور نعوت اور بشارات مکتوبہ سے آپ کے سچے رسول ہونے کا یقین نہ رکھتے ہون رابعاً اور کیون نہین ممکن ہی کہ آپ جس دلیل سے کم کفار کی عدم معرفت اور عدم یقین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا بیان فرمائین گے ہم اکثر کی نسبت اُسی کا ثبوت دینگے خامساً اگر آپ فرمائینگے کہ بیان آیہ سے ہماری مراد یہ ہی کہ محض ایقان نفس سے ایمان ثابت نہین ہوسکتا تو جواب اُسکا یہ ہی کہ تصدیق قلبی مع کتمان حق بغیر ضرورت لاحقہ شرعیہ یا عقلیہ جبتک آپ ثابت نہ فرمائینگے ایقان نفس عند اللہ مصداق ایمان قرار پائیگا **قولہ** اور علماے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے حتی کہ یہ امر اُنکے نزدیک کالعیان سے بھی زائد تھا معائنہ مین بصر غلطی بھی کرتی تھی اور یہان کسی طرح کا شبہہ و احتمال نہ تھا قال جل علا یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وقال فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین وقال جل ذکرہ یجدونہ مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل **اقول** سبحان اللہ کیا فصاحت اور بلاغت ہی اور کیسے کیسے دلائل و براہین قاطعہ ہین کہ جسے عموماً علماے اہل کتاب کو آپ نے کافر قرار دیدیا اور

ثابت کردیا کہ آیات ثلثہ دلالت کر رہے ہین ان سب کے کفر پر ضرور ہی کہ ابوطالب بھی کافر ہون اب ہم آپکی عبارت
کو اور آیات کو علحدہ علحدہ کرکے آپ کی خوبی تحریر و تقریر اور عقل و دانش اور تحقیق و تدقیق کو کالعیان سے
بھی زیادہ روشن اور ظاہر کیے دیتے ہین اولًا علماے اہل کتاب تو عمومًا جزم کلی رکھتے تھے اور قبل اسکے آپ
فرما چکے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا او لًا تو علماے اہل کتاب ہی
آپ کی پہلی عبارت سے مستثنی ہو گئے تھے کہ کفار عرب مین علماے اہل کتاب ہی کم تھے جب آپ نے توضیح فرمائی علماء
اہل کتاب کی کہ وہ سب جزم کلی رکھتے تھے تو اب اُن کم کی تصریح فرمایئے ثانیًا علماے اہل کتاب کو جب آپ نے
کفار سے الگ بیان فرمایا تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ کفار نہ تھے ثالثًا علماے اہل کتاب کی طرف نسبت عمومًا جزم کلی
کی فرمائی حالانکہ جزم کبھی مطابق واقع نہین ہوتا اُسکو جہل مرکب کہتے ہین اور کبھی مطابق واقع بھی ہوتا ہی مگر
تشکیک مشکک سے زائل ہوجاتا ہی اُسکو تقلید کہتے ہین پس اس تحریر نے آپ کی علماے اہل کتاب کو بری الذمہ
کردیا کہ ان سب کو درجۂ یقین حاصل ہی نہ تھا رابعًا اگر مراد آپ کی یہ ہی کہ علماے اہل کتاب عمومًا جزم کلی رکھتے
تھے یعنی درجۂ یقین کا رکھتے تھے اور سب نے انکار کیا اور جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم اُبر صادق آیا
تو یہ وہم باطل اور خیال خام ہی کیونکہ بکثرت علماے اہل کتاب اسلام سے مشرف ہوے ہین جیسے ہم انشاء اللہ
تحت تفسیر آیۂ ہذا اقوال مفسرین سے ثابت کیے دیتے ہین خامسًا عبارت مذکورۂ بالا کے تحت مین ان آیات
کا رقم فرمانا یہ آپ کا جہل مرکب ہی **قولہ** معائنہ مین بصر غلطی بھی کرتی ہی اور یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال نہ تھا
اقول ہوش وحواس درست فرماکر ہدیۂ سعیدیہ یا ہدایۃ الحکمۃ ہی ملاحظہ فرمایئے کہ تعریف مشاعر خمسہ ظاہری
اور باطنی سے تو آگاہی ہوجائے دیکھیے ہدیۂ سعیدیہ[صلہ] مین مولوی محمد فضل الحق اور ہدایۃ[۵۳] الحکمت مین مولوی
عبدالحق خیرآبادی بعد بیان فرمانے اختلاف اقوال در مذاہب حکما کے لکھتے ہین فالحق ان فی الات الابصار
روحا مضیئۃ اذا قابلہا المرئی مع تحقق الشرائط وارتفاع الموانع ینکشف المرئی عند المدرک
انکشافا شہودیا الخ پس حق یہ ہی کہ آلات ابصار مین ایک روح مضیئہ ہی جسوقت کہ مقابل ہوتی ہی وہ مرئی
سے ساتھ تحقق شرائط کے اور ارتفاع موانع کے تو وقت ادراک مرئی منکشف ہوجاتی ہی انکشاف شہودیا کرکے
و بنو ہم عند الابصار مخروط شعاعی وہمی اور شعاع مخروطی عند الابصار متوہم ہوتے ہین ثم للابصار
شروطا یمتنع الابصار بدونہا ویجب معہا یعنی ابصار کے واسطے شرطین ہین کہ بدون اُن شرطون کے
ابصار ممتنع ہی اور اُن شرطون کے ساتھ واجب ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ امتناع اور وجوب متضاد ہین جمع
نہین ہوسکتے پس معائنہ مین باوجود تحقق شرائط اور ارتفاع موانع کے غلطی کا وجود ہی معدوم ہی اسی طرح
عدم شرائط اور وجود موانع کا مانع ابصار ہی بصر معائنہ مین غلطی بھی کرتی ہی یہ کہنا ہی مہمل و بیکار ہی وہ شروط
یہ ہین منہا مقابلۃ المرئی للرائی او کونہ فی حکم المقابل کما فی رویۃ الانسان وجہہ فی المرآۃ
بعض اُن شرطون مین سے مقابلہ ہی راے کا مرئی سے یا ہونا اُسکا حکم مقابل مین جیسا کہ انسان دیکھتا ہی اپنے

ثابت کردیا کہ آیات ثلثہ دلالت کر رہے ہین ان سب کے کفر پر ضرور ہی کہ ابوطالب بھی کافر ہون اب ہم آپکی عبارت کو اور آیات کو علیحدہ علیحدہ ذکر کرکے آپ کی خوبی تحریر و تقریر اور عقل و دانش اور تحقیق و تدقیق کو کالعیان سے بھی زیادہ روشن اور ظاہر کیے دیتے ہین قولہ علماے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے اور قبل اسکے آپ فرما چکے ہین کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرت کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اولاً تو علماے اہل کتاب ہی آپ کی پہلی عبارت سے مستثنی ہوگئے تھے کہ کفار عرب مین علماے اہل کتاب ہی کم تھے جب آپ نے توضیح فرمائی علماء اہل کتاب کی کہ وہ سب جزم کلی رکھتے تھے تو اب اُن کم کی تصریح فرمائیے ثانیاً علماے اہل کتاب کو جب آپ نے کفار سے الگ بیان فرمایا تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ کفار نہ تھے ثالثاً علماے اہل کتاب کی طرف نسبت عموماً جزم کلی کی فرمائی حالانکہ جزم کبھی مطابق واقع نہین ہوتا اُسکو جہل مرکب کہتے ہین اور کبھی مطابق واقع بھی ہوتا ہی مگر تشکیک مشکک سے زائل ہوجاتا ہی اُسکو تقلید کہتے ہین پس اس تحریر نے آپ کی علماے اہل کتاب کو بری الذمہ کردیا کہ ان سب کو درجۂ یقین حاصل ہی نہ تھا رابعاً اگر مراد آپ کی یہ ہی کہ علماے اہل کتاب عموماً جزم کلی رکھتے تھے یعنی درجۂ یقین کا رکھتے تھے اور سب نے انکار کیا اور جحدوا بها واستيقنتها انفسهم اُنپر صادق آیا تو یہ وہم باطل اور خیال خام ہی کیونکہ بکثرت علماے اہل کتاب اسلام سے مشرف ہوے ہین جیسے ہم انشاء اللہ تحت تفسیر آیۂ ہذا اقوال مفسرین سے ثابت کیے دیتے ہین خامساً عبارت مذکورۂ بالا کے تحت مین ان آیات کا رقم فرمانا یہ آپ کا جہل مرکب ہی قولہ معائنہ مین بصر غلطی بھی کرتی ہی اور یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال نہ تھا اقول ہوش وحواس درست فرماکر ہدیۂ سعیدیہ یا ہدایۃ الحکمۃ ہی ملاحظہ فرمائیے کہ تعریف مشاعر خمسۂ ظاہری اور باطنی سے تو آگاہی ہوجائے دیکھیے ہدیۂ سعیدیہ مین مولوی محمد فضل الحق اور ہدایۃ الحکمت مین مولوی عبدالحق خیرآبادی بعد بیان فرمانے اختلاف اقوال در مذاہب حکماے کے لکھتے ہین فالحق ان فی الات الابصار روحا مضیئة اذا قابلها المرئی مع تحقق الشرائط وارتفاع الموانع ینکشف المرئی عند المدرك انكشافا وقيا الخ پس حق یہ ہی کہ آلات ابصار مین ایک روح مضیئہ ہی جسوقت کہ مقابل ہوتی ہی وہ مری سے ساتھ تحقق شرائط کے اور ارتفاع موانع کے تو وقت ادراک مری منکشف ہوجاتی ہی انکشاف شروقیا کرکے دیتی هم عند الابصار بمخروط شعاعی وهمی اور شعاع مخروطی عند الابصار متوہم ہوتے ہین ثم للابصار شروطا یمتنع الابصار بدونها ویجب معها یعنی ابصار کے واسطے شرطین ہین کہ بدون اُن شرطون کے ابصار ممتنع ہی اور اُن شرطون کے ساتھ واجب ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ امتناع اور وجوب متضاد ہین جمع نہین ہوسکتے پس معائنہ مین باوجود تحقق شرائط اور ارتفاع موانع کے غلطی کا وجود ہی معدوم ہی اسی طرح عدم شرائط اور وجود موانع کا مانع ابصار ہی بصر معائنہ مین غلطی بھی کرتی ہی یہ کہنا ہی مہمل و بیکار ہی وہ شروط یہ ہین منها مقابلة المرئی للرائی او کونه فی حكم المقابل كما فی رؤية الانسان وجهه فی المرآة بعض اُن شرطون مین سے مقابلہ ہی رائے کا مرئی سے یا ہونا اُسکا حکم مقابل مین جیسا کہ انسان دیکھتا ہی اپنے

علی سے کہ نہ تھے ہم بعید جانتے اس بات کو کہ سکینہ جاری ہو زبان پر عمر کی جنکی شان مین لوکان نبی بعدی لکان عمر فرمایا جو ہر وقت صحبت آنحضرتؐ مین موجود رہتے تھے حالانکہ مشیر آنحضرت تھے معجزات باہرہ متواترہ مشاہدہ فرمائے تھے اسلام کو قبول کر چکے تھے روز حدیبیہ فرمایا السنا علی الحق جسکے بعد خود کہتے تھے ما شککت منذ سلمت الایومئذ شارح نووی نے تاویل کی ہے کہ یہ کہنا حضرت عمرؓ کا از راہ ردد دین حالت غیظا و غضب مین تھا نہ براہ شک لیکن خود حضرت عمر کی زبان فیض ترجمان سے لفظ شک تو نکلا جو صریح جب اصحاب خاص آنحضرت کہ آپ کے نزدیک ارکن ایمان اور باعث ترقی اسلام تھے جنکو درجہ عین الیقین اور حق الیقین حاصل تھا جب اُنکو شک عارض ہوا تو علمائے اہل کتاب کہ معرفت اُنکو بالاجمال بعض اوصاف اور نعوت مرقومہ کتب سلف سے حاصل ہوئی تھی بعض کو علم الیقین اور بعض کو شبہہ اور احتمال حاصل ہوا تو کیا عجب ہے پس عموماً کفار کو کہنا کہ کم کافر تھے جنھین آنحضرتؐ کے سچے پیغمبر ہونے کا یقین نہ تھا اور علمائے اہل کتاب تو عموماً جزم کلی رکھتے تھے دلیل سفاہت نہین ہے تو کیا ہے اور زاد علی لتنبو نفسہ کہ یہان کسی طرح کا شبہہ اور احتمال بھی نہ تھا جناب بندہ جن لوگون کو شبہہ اور احتمال نہ تھا اکثر وہی مشرف باسلام ہوئے اور یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم کے مصداق بھی وہی تھے اہل حق کب انکار کرتے ہین آپ نے اس آیہ سے کفر جمیع اہل کتاب تصور فرمایا ہے آپ کی سمجھ کا قصور ہے پوری پوری آیت رقم فرمائیے اور اُسکی تفسیر ملاحظہ فرماکر امر حق کا اظہار فرمائیے لا تقربوا الصلوٰۃ سے ترک صلوٰۃ کا حکم نہ فرمائیے حق سبحانہ تعالی قرآن مجید اور فرقان حمید مین فرماتا ہے الذین اتیناھم الکتب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون ترجمہ وہ لوگ کہ جنکو دی ہین نے کتاب (مراد اہل کتاب سے یہود و نصاری ہین الذین من حیث اللفظ عام ہے اور من حیث المعنی خاص کہ وصف اُنکا یعرفون کے ساتھ فرمایا) یعرفونہ یعنی پہچانتے ہین اُسکو (ضمیرہ سے مراد حکم قبلہ ہے یا قرآن ہے یا محمدؐ حلیہ اور صفات سے) جیساکہ پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو اور تحقیق ایک فریق اُنمین سے چھپاتے ہین حق کو (کہ وہ صفات پیغمبر کے ہین) اور وہ (یعنی فریق مذکور علمائے یہود و نصاری) جانتے ہین بغوی اپنی تفسیر مین الذین اتیناھم الکتب کی تفسیر یون رقم فرماتے ہین یعنی مومنی اھل الکتاب عبد اللہ بن سلام واصحابہ یعرفونہ یعنی یعرفون محمدا کما یعرفون ابناءھم من بین الصبیان یعنی مومنین اہل کتاب عبد اللہ ابن سلام اور اصحاب اُنکے پہچانتے تھے آنحضرت کو جس طرح سے کہ اپنے لڑکونکو دوسرے لڑکون کے درمیان مین پہچانتے ہین بعد اسکے نقل کرتے ہین امام محی السنۃ قال عمر بن الخطاب لعبد اللہ ابن سلام ان اللہ قد انزل علی نبیہ الذین الی ابناءھم فکیف ھذا المعرفۃ یعنی کہا عمر ابن الخطاب نے عبد اللہ ابن سلام سے کہ تحقیق نازل ہوئی ہے یہ آیت پس کس طرح ہے یہ معرفت قال عبد اللہ یا عمر لقد عرفتہ حین رایتہ کما عرفت ابنی عبد اللہ ابن سلام نے کہا کہ اے عمر تحقیق کہ مین پہچانتا ہون اُنکو جیساکہ پہچانتا ہون مین اپنے بیٹے کو ومعرفتی بمحمد اشد من معرفتی بابنی اور معرفت میری ساتھ محمدؐ کے اشد ہے معرفت سے میرے بیٹے کی فقال عمر کیف ذلک کہا عمر نے کس طرح سے یہ پہچان ہے فقال اشھد انہ رسول حق من اللہ تعالی وقد

لہ پارۂ سیقول تفسیر بغوی صفحہ ۵۶ سطر ۲۱ مطبوعہ بمبئی مطبع صالحی ۱۲

نعتہ اللہ تعالی فی کتابنا پس کہا کہ گواہی دیتا ہون کہ بتحقیق کہ وہ رسول برحق ہین حق تعالی کی طرف سے اور تحقیق تعریف کی ہی اللہ نے اُنکی ہماری کتاب مین ولا ادری ماتصنع النساء اور نہین جانتا مین کہ کیا صنعت کی ہی عورتون نے مطلوب یہ ہی کہ اُسکی مان نے درباب حمل خیانت بھی کی ہو اُسوقت کہا عمر نے وفقك اللہ تعالی یا ابن سلام صدقت وان فریقا منہم لیکتمون الحق یعنی صفت محمدؐ اور امر کعبہ کو اور وہ جانتے ہین یا حضرت ملاحظہ فرمایئے کہ حق تعالی نے صاف صاف فرمادیا کہ ایک فرقہ اُن مین کا باوجود علم کتمان حق کرتا تھا نہ سب وہ لوگ کہ جن پر یعرفون صادق آتا ہی پس کتمان حق کرنے والے کافر ہین مثل آپ کے کہ تمام اوصاف اور نعوت اور اقرار لسانی اگرچہ قصیدہ کیون نہ ہون اور تصدیق قلبی ابوطالب کے مقر ہین اور پھر زمرۂ کفار مین ملحق فرماتے ہین اور باعث ایذاے آنحضرتؐ ہوتے ہین اور کچھ خیال نہین کرتے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہی لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات افسوس ہی کہ آجتک اُن حضرت کی ایذادہی سے باز نہین آئے الحاصل حق سبحانہ تعالی نے علماے اہل کتاب کے دو فرقے فرمائے ایک وہ کہ جنکا وصف یعرفون کے ساتھ فرمایا اور پھر فرمایا کہ دوسرا فرقہ اُن مین کا کتمان حق کرتا ہی جان کر پس وہ فرقہ جو کتمان حق نہین کرتا دو حال سے خالی نہین یا وہ مشرف باسلام ہوے یا نہین ہوے منجملہ ایمان لانے والون مین کے عبداللہ ابن سلام اور کعب الاحبار اور لبیث اور احزاب اُنکے تھے کہ یہ لوگ حضرت رسالت کو پہچانتے تھے اور ایمان بھی لائے تھے اور اُنکے ایمان لانے مین اختلاف بھی نہین ہی اور جو لوگ ایمان نہین لائے اور دانستہ کتمان حق کرتے تھے وہ آج تک ضال و مضل موجود ہین حاجت بیان نہین پس یعرفونہ کما یعرفون سے اسلام ابوطالب ثابت ہوتا ہی کہ تحقیق مومن تھے اور کما یعرفون ابناءھم جو حق تعالی نے فرمایا ہی تو آنحضرتؐ فی الحقیقت ابناء ابوطالب مین تھے اور باوجود تنہائی اور کثرت کفار کے ابوطالب اظہار نبوت اور رسالت مین کمی بھی نہ فرماتے تھے کتمان کیسا اور حمایت اور نصرت اور اتمام نور الہی مین سعی بلیغ فرماتے تھے جو معائنۂ کتب سیر و حدیث سے آشکار ہی شبہہ و احتمال ذرا سا پا نہیگا رہی محصل تقریر یہ ہی کہ حق تعالی نے و فریق منہم فرمایا کہ ایک فریق اُن مین کا کتمان حق جانکر کرتا تھا اور آپ علماے اہل کتاب کو عموما کفار مین شامل فرمائین اور کاتمین حق مین شمار کرین اور حضرت ابوطالب کو اُن مین شامل فرماوین حالانکہ آپ خود اور تمام اہل سیر و تواریخ و حدیث رقم فرماتے ہین ابوطالب کے قصائد اور اشعار اور اقوال اور افعال اور اوصاف کہ جن سے بصراحت ثابت ہی کہ ابوطالب نے کوئی دقیقہ جان نثاری اور فرمانبرداری اور اظہار امر حق مین فروگذاشت نہین کیا بعد اسکے آپ رقم فرماتے ہین **قولہ** وقال عز من قائل فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین پس جسوقت آیا وہ یعنی محمدؐ اُنکے پاس یعنی یہودیون کے پاس کہ وہ توریت سے حقیقت آنحضرت کو پہچانتے تھے کفر کیا اُنھون نے عناد و حسد سے پس لعنت خدا کی ہی کافرون پر **اقول** آیۂ اولی مین بیان ہی عارفین کا اور ایمان لانے والون کا اور بعض کتمان کرنے والونکا اور اس مین خطاب ہی یہودیون کی طرف کہ وہ کہتے تھے صفات اور نعوت محمدؐ کو دیکھ کر توراۃ مین کہ ہم نصرت کرینگے پیغمبر آخر الزمان کی پس جب مبعوث ہوے آنحضرتؐ غیر بنی اسرائیل مین سے اور پہچانا اوصاف اور نعوت مرقومۂ توراۃ سے آنحضرتؐ کو

تو کفر کیا اُنھون نے عناد و حسد سے اس آیت سے کوئی تعلق جناب ابوطالب کو نہین ہی نہ وہ بنی اسرائیل سے ہین
نہ اُنمین شامل ہین اگر آپکی مراد یہ ہی کہ الف لام میں کا فرمائے ہین تو یہان عارف ہی سے مراد علماے اہل کتاب ہین
اور یہ آیہ تو خاص واسطے علماء یہود کے ہی کہ بنی اسرائیل سے نہ ہونا آنحضرت کا اُن لوگون پر شاق ور دشوار ہوا
کہ جناب ختمی مآب اولاد اسمعیل سے تھے اب آپ فرمائے کہ ابوطالب کو کس پر عناد و حسد تھا بلکہ باعث فخر تھا کہ
کہ ابوطالب بھی اولاد اسمعیل سے تھے پھر آپ رقم فرماتے ہین تیسری آیہ تو ہی آیہ کلام مجید یجدونہ مکتوبا عندھم
فی التوراۃ والانجیل ترجمہ پاتے ہین وہ یہود و نصاری اُسکی صفت و نام کو لکھا ہوا جو نزدیک اُنکے ہی توراۃ
و انجیل مین اقول آپ آپ ہی فرمائیے کہ یہ آپکی سفاہت ہی یا نہین اور اوصاف یہود مین یحرفون الکلم عن
مواضعہ بھی ہی یا نہین آیہ کلام مجید کو ابتدا و انتہا سے آپنے ترک کرکے اپنے مطلب کے الفاظ چن لیے
یہ عام فریبی نہین ہی تو کیا ہی اور تمام آیہ آپ کیونکر نقل فرماتے کہ وہ الفاظ آیہ دلالت کرتے ہین جناب ابوطالب
کے اوصاف و محامد پر لیجیے وہ آیہ پوری پوری یہ ہی الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا
عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھٰھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم
علیھم الخبائث ویضع عنھم اصرھم والاغلال التی کانت علیھم فالذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ
واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک ھم المفلحون ترجمہ وہ لوگ جو پیروی کرتے ہین رسولؐ کی کہ نبیؐ
امی ہی وہ نبی امی کہ پاتے ہین یہود و نصاری اُسکے نام اور صفت کو لکھا ہوا توریت اور انجیل مین حکم کرتا ہی
مومنین کو نیکی کا اور منع کرتا ہی اُنکو برائی سے اور حلال کرتا ہی اُنکے واسطے پاکیزہ چیزونکو اور حرام کرتا ہی اُنپر
ناپاک چیزون کو اور اُتار لیگا بوجھ کو مراد بوجھ اُتارنے سے یہ ہی کہ اُمت پر سخت احکام جاری نہین کرتا اور اُتار لیگا
طوقون کو کہ تھے اُنپر زمانہ موسیٰ سے یعنے جو احکام کہ زمانہ موسیٰ مین سختی کے تھے اُنکو اُتار لیگا پس علیھم تک تو
اس آیہ سے یہہ بات ثابت نہین ہوئی کہ یجدونہ الخ سے مراد کفار ہین آگے چلے الذین امنوا پس وہ لوگ
کہ ایمان لائے ہین اُسکے ساتھ خواب غفلت سے بیدار ہو جیے الذی سے مراد ابوطالب ہین ایمان سے مراد
ایمان حقیقی ہی نہ ایمان ظاہری جو آپ کا مشرب ہی وعزروہ اور قوت دی ہی اُنھون نے اُس نبیؐ کو ونصروہ اور
مدد و نصرت کی ہی اُنھون نے اُس نبیؐ کی اور پیروی کی ہی اُنھون نے اُس نور کی کہ نازل کیا گیا ہی ہمراہ اُسکے
وہ ہی لوگ رستگاری پانیوالے ہین آپ کو قسم دیتا ہون کہ سچ فرمائیے تصدیق قلبی کی اور اقرار لسانی کی تو
مفسرین اور محدثین بھی قائل ہین اگرچہ آپ ایمان ظاہری کو ایمان تصور کیے ہوئے ہین مگر یہ تو فرمائیے کہ وہ
کون شخص تھا سوائے ابوطالب کے جسنے قوت دی اُسوقت مین کہ کوئی قوت دینے والا سوائے خدا کے نہ تھا
اور کسنے نصرت کی بجز ابوطالب کے کہ تمام کفار سے مقابلہ کیا ابوطالب ایک طرف تھے اور کفار عرب ایکطرف
اور کس نے یہہ کلمہ کہا بجز ابوطالب کے کہ جب تک مین پیوند زمین نکر دیا جاؤنگا اُسوقت تک مین نصرت اور
حمایت کو نہ چھوڑونگا اور کس نے پیروی کی اور جو کچھ کہ آنحضرت پر اُسوقت تک نازل

ہوا تھا اُسکو سچا مانا سوائے ابوطالب کے حتی کہ بعد خدیجہ کبریٰ اور علی مرتضیٰ کی اتباع کی جب جناب ابوطالب
نے نماز پڑھتے دیکھا تو جعفر کو حکم فرمایا کہ تو بھی پیروی کر اور شریک ہو جسطرح سے کہ علیؑ شریک ہی اور کوئی بھی ایسا
تھا سوائے ابوطالب کے جسنے پیغمبر کی پیغمبری کر کے اتمام حجت کیا ہو کفار پر اور کہا ہو کہ دیکھو محمد نے خبر دی ہی
اور اُسکو خدا نے خبر دی ہی کہ تمھارے صحیفہ کو دیمک کھا گئی بجز اسم جلالہ باری عز اسمہ باقی نہین ہی دیکھیے اسکا نام
ہی تصدیق بیقین اسکو کہتے ہین کہ ابوطالب نے بھی اُس صحیفہ کو نہین دیکھا مگر فقط آنحضرت کے فرمانے سے کس
استقلال سے فرمایا کہ اگر یہہ بات سچی ہی تو حق محمد کیطرف ہی تم لوگ کیون ظلم کرتے ہو اور اگر یہہ امر غلط ہی تو تم کو
اختیار ہی جو چاہو کرو پھر حق تعالے فرماتا ہی اولئک هم المفلحون یعنے وہی لوگ رستگاری پانیوالے ہین تمام
ہوا ترجمہ مگر آپ گرداب ضلالت و غوایت مین غوطہ زن ہین افلا ینصرون کے مصداق بنئے عام فریبی
نہ فرمائیے کہ جناب ابوطالب ورا بائے نبوی کو مومن کہنے والے رافضی ہین تا سمجھا آپ کو بڑا عالم اور سچا سنی
سمجھین بغض و عداوت خاندان نبوت سے کرنا دشمنان خدا و رسولؐ کا کام ہی اگر رافضیون نے جناب ابوطالب
اور ابائے نبوی کو مومن کہا تو کیا مضائقہ وہ خدا کو بھی خدائے واحد کہتے ہین اور رسولؐ برحق کو خاتم
المرسلین بھی کہتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُنکا بھی کلمہ ہی یہ ضرور نہین کہ رافضی جو کچھ کہتے ہون وہ آپ
نہ کہین اسیکو ایمان آپ تصور فرماتے ہین تو لاچاری ہی یہہ ایمان آپ کو مبارک ہو اہل حق کا یہہ ایمان نہین ہی
جناب ابوطالب کا بعینہ الفاظ لا الہ الا اللہ کہنا آپ پر ثابت نہین آپ آنکھین بند کر کے کفر فرمائے دیتے ہین
غافل اسے کہ حق تعالے فرماتا ہی ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما هم بمومنین یخادعون
اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسهم وما یشعرون ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ جسنے
حمایت اور نصرت اور اطاعت کی آنحضرت کی اُسنے حمایت اور نصرت اور اطاعت کی خدا کی وہ مومن حقیقی
محب خدا و رسولؐ ہی اور دشمن اُنکا دشمن خدا اور رسولؐ ہی جگہ اُسکی درک اسفل ہی **قولہ** بعض کور چشم بد باطن
وہابیہ عصر کہ اسمین کلام کرتے ہین اور کہتے ہین اگر اہل کتاب کے یہان حضور کا ذکر رسالت ہوتا تو ایمان کیون
نہ لاتے نصوص قاطعہ سے انکار اور خدا اور رسولؐ کی تکذیب اور یہود و نصاریٰ کی حمایت و تصدیق کرنیوالے
ہین اعوذ باللہ من وسواس الشیطان **اقول** جن وہابیہ عصر کا مقولہ آپنے رقم فرمایا فی الحقیقت وہ تو مورد
لعن ہین مگر ہم تو آپ کی عبارت کی تعریف کرتے ہین آپنے وہابیہ کی تعریف مین لفظ بد باطن کیون رقم فرمایا بدباطن
سے آپ کو کیا علاقہ آپ کا مذہب تو نیک بد فی الظاہر ہی اور قصور معاف نصوص قاطعہ سے تو آپ بھی انکار
فرما رہے ہین جیسا کہ ابھی مذکور ہوا اور حامی اور ناصر و مصدق رسولؐ امام کو تو علانیہ آپ کافر فرما رہے ہین پھر
یہود و نصاریٰ کی تصدیق و حمایت کرنیوالے کو کیونکر بد کہہ سکتے ہین جب ابوطالب کو کہ حامی و ناصر و مصدق
رسولؐ تھے آپ باعلان کافر فرما رہے ہین تو حامی و ناصر و مصدق یہود و نصاریٰ بالضرور مومن قرار پائینگے
اعوذ باللہ من وسواس الشیطان مگر ہم تو وہابیہ عصر اور اُن لوگون سے کہ مطلب کے ثابت کرنیکے

واسطے فقرات آیات اور احادیث اور مفسرین کی عبارتون مین تحریف کرتے ہین کہین تحریف لفظی اور کہین تحریف معنوی فرماتے ہین ہم پناہ مانگتے ہین بسا تعجب ہی کہ آپ نصرت اور حمایت اور تصدیق نبوت اور مصائب حمایت وحراست وکفالت واطاعت کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے حالانکہ جناب ابوطالب نے اپنی جان ومال واولاد فدائے پائے آنحضرت فرمائی آپ کے دین کو خیر الادیان فرمایا صدق وامانت کو آنحضرت کے اعلان دیا آنحضرت کی اتباع کی تحریص لوائی حضور کو رسول مثل موسے کے خطاب فرمایا اور قصائد مین اپنی تصدیق قلبی کا اظہار فرمایا کہ تاقیام قیامت یہہ قرار باقی رہے قصائد بیشمار آنحضرت کی مدح مین انشا فرمائے یہہ سب رائیگان اور بیکار ہی فقط لا الہ الا اللہ کو تلفظ نہ فرمایا سامنے کفار کے تو کافر ہوئے اور پھر حمایت وتصدیق یہود ونصاری کو آپ مذموم بھی فرماتے ہین پس صاحبان انصاف اور ماہرین اوضاعت جناب ابوطالب پر مثل شمس ہویدا اور آشکار ہی یہہ کہ ابوطالب ابتدا سے انتہا تک ناصر ومعین وحامی ومصدق رسول رہے بجز رضامندی اور اطاعت کے تکذیب ومخالفت آنحضرت کی نہین فرمائی بلکہ ہر حال مین معین ومددگار رہے پس ان آیات کا بعنوان مذکورہ وارد کرنا آپ کا بجز تحریف اور افترا علی اللہ کیا ہوسکتا ہی بعض آیات کی دلالت عرفان اور ایمان پر ہی بعض کی باوجود معرفت کفر پر اور بعض آیات شان یہود ونصاری مین ہین لیکن آپنے کہین تحریف لفظی فرماکر مطلب برآری کی ہی کہین تحریف معنوی فرماکر اعوذ باللہ من وسواس الشیطان اور اوپر عرض کرچکا ہون کہ مبغض ابوطالب بعینہ مبغض رسول انام ہی اور مبغض رسول مبغض خداوند علام ہی اور مبغض خدا ورسول کافر واجب القتل ہی اور ابوطالب مہاجرین اور انصار سے رسول مختار کے ہین **قولہ** شرح عقائد نسفی مین ہی لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب نسبۃ الصدق الی الخبر او المخبر من غیر اذعان وقبول بل ھو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع علیہ اسم التسلیم علی ما صرح بہا امام الغزالی **اقول** اولاً عقائد نسفی کی عبارت جو آپنے رقم فرمائی آپ کے مفید مطلب نہین ہی کہ یہہ عبارت گویا تصدیق کی تعریف ہی نہ ایمان واسلام کے اور تعریف تصدیق مین اختلاف واقع ہی بین المتقدمین والمتاخرین مع ھذا اگر اسی تعریف کو ہم بھی قبول کرلین تو بھی آپ کو کیا نفع پہنچیگا اسواسطے کہ اس تعریف مین اقرار باللسان اور عمل بالارکان کا ذکر ہی نہین ہی جس سے آپ کفر ثابت کرسکین اور باقی رہا بل ھو اذعان وقبول لذلک بحیث یقع علیہ اسم التسلیم اسمین بھی کوئی شرط ظاہر وباطن کی نہین ہی بلکہ وقوع اسم تسلیم کی قید ہی پس ہم قبول کرتے ہین کہ حقیقت تصدیق کی اذعان اور قبول بھی سہی پھر یہہ تعریف تصدیق کی جناب ابوطالب کو کیا نقصان دیتی ہی کہ تصدیق قلبی جناب ابوطالب کی باتفاق اہل سیر وتواریخ وعلم حدیث وتفسیر ثابت ہی جسکی توضیح عنقریب ہوئی جاتی ہی مگر پہلے ہم تعریف تصدیق اور تصور اور دانستن اور شناختن اور معرفت اور گرویدن کو عرض کردین تا معلوم ہوجائے کہ ان الفاظ کے مفہوم مین کیا فرق ہی اور کس کس معنی پر اطلاق کی جاتی ہین اور ہر ایک کی کیا تعریف ہی تاکہ محصل تقریر آپ کا ہر شخص پر ہویدا اور آشکار ہوجائے اسواسطے کہ کسی مقام پہ آپ کمال معرفت کو تعریف

ایمان سے خارج کیے دیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ معرفت کو ایمان سمجھنے والے بعض قدریہ ہین کہین آپکا قول
ہی کہ دانستن اور شناختن اور چیز ہی اذعان و گرویدن اور کسی مقام پر معنی تصدیق کے شرح عقائد سے نقل
فرماتے ہین کسی مقام پر بعض قدریہ کا مقولہ الایمان ہو المعرفت شرح عقائد سے نقل فرماتے ہین تاکہ عوام جہلا
آپکی تحریر کی قدر کرین اور لاجواب تصور کرین حالانکہ ایسی تحریر مشوش سے بجز تضییع اوقات کوئی فائدہ
نہین متصور ہوتا شناختن اور دانستن اور دریافتن یہہ الفاظ فارسی ہین عربی مین انھین کو معرفت اور
علم اور ادراک کہتے ہین کبھی یہہ الفاظ ایک ہی معنی پر اطلاق کیے جاتے ہین تو ان الفاظ کو مترادف کہتے
ہین کبھی ہر واحد کا معنی جداگانہ پر اطلاق کیا جاتا ہی پس معنی معرفت اور علم اور ادراک کے الصورة
الحاصلة عند العقل ہین یعنے وہ صورت کہ انسان کی عقل کے نزدیک حاصل ہوئے ہی اور عقل ایک
جوہر ہی مجرد مادہ سے ذاتا اور فعلا اور کبھی اطلاق عقل کا ذہن پر ہوتا ہی جو مقابل مین خارج کی ہی اور
ذہن کا اطلاق مشاعر پر ہوتا ہی اعم اس سے کہ عقل مجرد ہو یا حواس خمسہ ہون اور حواس خمسہ ظاہری ہون
یا باطنی حاصل یہہ ہی کہ ذہن ایک قوت مدرکہ ہی کہ جسمین صورتین اشیا کی حاصل ہوتی ہین اور مراد صورت
سے یہہ ہی کہ بعینہ وہ شی نہ ہو لیکن موافق اُسی شی کے ہو جسطرح کہ آئینہ وغیرہ مین صورت ہر شی کی حاصل
ہوتی ہی اور محققین کے نزدیک مطلق موافقت کافی نہین ہی بلکہ موافقت حقیقت اور ذات اور معنی
مین جسوقت پائی جائے وہ معتبر ہی اس وجہ سے تمثیل آئینہ وغیرہ کی بسبیل توضیح قرار پائیگی نہ بسبیل تحقیق اسواسطے
کہ جو صورتین انسان یا حیوان وغیرہ کی آئینہ مین یا مثل آئینہ کے براق چیزون مین پائی جائینگی وہ موافق نہ
ہونگی حقیقت انسانیت اور حیوانیت وغیرہ مین بلکہ ظاہر شکل مین موافقت پائی جائیگی اور صورت حاصلہ
کہ جسکو علم کہتے ہین فقط موافقت ظاہر شکل [illegible] بلکہ حقیقت اور ذات اور معنی مین موافقت رکھتی ہی
اور دلیل اس امر پر یہہ کہ صورتین اشیا کی ذہن مین حاصل ہوتی ہین اور بغیر حقیقت اور ذات اور معنی موافقت
رکھتے ہین یہہ ہی کہ جو اشیا کہ ہم دیکھ چکے ہین اور وہ ہمسے غائب ہین انکو ہم اسی نفس مین شناخت کرتے ہین
حالانکہ وہ عین اشیا ہمارے نفس مین داخل نہین ہین بلکہ کوئی چیز کہ ان اشیا سے [illegible] موافقت رکھتی ہی
وہ ہم مین حاصل ہوگئی ہی اور وہ صورتین اُنھین اشیا کی ہین اور یہہ [illegible] صورتین تنہا ہمارے ذہن مین حاصل
نہین ہوتی ہین بلکہ ساتھ حقیقت اور ماہیت کے انکا حصول ہوا ہی اسواسطے کہ اگر تنہا وہ صورتین حاصل
ہوتی ہوتین جیسے آئینہ وغیرہ مین حاصل ہوتی ہین تو ممکن نہ تھا کہ ہم [illegible] حقیقت اشیا کو معلوم کر سکتے
حالانکہ کنہ اور حقیقت بعض اشیا کی ہمکو بالتعیین ہمکو معلوم ہی مثلاً گرمی و سردی اور روشنی و تاریکی اور مثل
انھین کے بالیقین ہمکو معلوم ہی کہ جسمین احتمال بھی کسیطرح شک کا نہین ہو سکتا بلکہ جو شخص ان امور مذکور کا یقین
نہ کرے تو قابل اعتنا بھی نہ ہوگا یہہ تو مفہوم مشترک ان الفاظ کا ہی اور اطلاق ہر واحد کا معنی مختص پر یہہ ہی
کہ کبھی معرفت اور شناختن بولتے ہین اور اشیا بسیط کا جاننا مراد ہوتا ہی اور دانستن اور علم دریافت جاننے

اشیاء مرکبہ کے بولتے ہین اسیوجہ سے خداشناسی کو شناخت اور معرفت کہتے ہین دانش اور علم کا اطلاق نہین کرتے اور کبھی ایک چیز معلوم شدہ فراموش ہوجاتی ہی اور بار دوم معلوم ہوتی ہی اس بار دوم کے معلوم ہونیکو شناخت اور معرفت کہتے ہین اور کبھی علم و دانش کو شی معلوم پر اطلاق کرتے ہین اعم اس سے کہ ابتدا سے معلوم ہو یا بار دوم بعد فراموش ہونیکے معلوم ہوا اسی سبب سے حق تعالے کو عالم کہتے ہین عارف نہین کہتے اسیطرح ادراک کے تکلم سے جاننا جزئیات کا اور محسوسات کا مطلوب ہوتا ہی اور ادراک کے مقابل مین علم و نطق و عقل ہی کہ کلیات اور مجردات کے جاننے کیواسطے استعمال کرتے ہین اسی وجہ سے حیوانات کو مدرک کہتے ہین اور استعمال لفظ ادراک کا حیوانات پر کیا جاتا ہی لیکن عالم و ناطق و عاقل نہین کہتے اور فرق علم مین اور عقل و نطق مین یہہ ہی کہ علم کو معنی اعم پر اطلاق کرتے ہین یعنے کلیات اور جزئیات پر مگر عقل اور نطق کو غیر معنی مذکورہ مین اطلاق نہین کرتے یہی باعث ہی کہ ناطق فصل ممیز انسان کی ہی سائر حیوانات سے پس یہہ الفاظ مترادفہ یعنی معرفت و علم و ادراک کہ ایک ہی معنی پر اطلاق کیے جاتے ہین انکی حقیقت مین اختلاف واقع ہوا ہی قول مشہور ہی کہ العلم حصول صورۃ الشی فی العقل بعض کا مقولہ ہی هو الصورۃ الحاصلۃ من الشی عند العقل بعض کا قول ہی العلم التصور الحاضر عند المدرک بعض نے کہا ہی هو حصول الصورۃ من الشی عند العقل فیکون العلم من مقولۃ الاضافۃ بعض کا مقولہ ہی العلم قبول النفس لصورۃ بعض کا مقولہ ہی کہ العلم من مقولۃ الکیف فهو اسم الحالۃ الادراکیۃ التی قال بها المحقق الدوانی اما الصورۃ الحاصلۃ من الشی عند العقل یہہ قول محقق دوانی کا ہی کہ علم صورت حاصلہ ہی شی سے عند العقل اور وہ نفس صورت سے اور مقولہ کیف سے ہی [illegible] اور یہہ تعریف علم کی جامع اور مانع [illegible] اور مذہب منصور ہی اور ادراک سے غرض علمی بھی متعلق ہی اور کاسب کسب بھی یہہ ہی معنی ہین انکشاف بھی اسی سے حاصل ہوتا ہی اور ظاہر ہی کہ صورت حاصلہ صورت حاضرہ عند المدرک ہی اعم اس سے کہ تصور اس صورت کا بالذاتیات ہوا ہو یا بالعرضیات اور اعم ہی کہ ہو یہہ صورت حاصلہ نفس صورت خارجیہ یا عین صورت خارجیہ اور اعم ہی کہ یہہ صورت حاصلہ قائم ذات مدرک میں ہو یا آلات مدرک مین کہ حواس خمسہ باطنہ ہین باعانت حواس خمسہ ظاہرہ اور اعم ہی کہ نفس مدرک ہو یا غیر مدرک ایسے معرفت اور علم و ادراک کہ مترادف ہین ایک ہی معنی پر اطلاق کیے جاتے ہین یعنے صورت حاصلہ [illegible] پر اگر وہ صورت حاصلہ اذعان اور حکم ہی برابر ہی کہ ہو حکم اثبات کا یا سلب کا تو اس حکم یعنی صورت کو تصدیق کہتے ہین جیسے زید نویسندہ ہی پس نویسندگی کو زید کیواسطے ثابت کیا یا زید نویسندہ نہین ہی پس نویسندگی کی نفی کی زید سے یا زید نویسندہ ہی یعنی یہہ قضیہ موجبہ صادق ہی یا زید نویسندہ نہین ہی یعنے یہہ قضیہ سالبہ صادق ہی اور حکما نے اتفاق کیا ہی کہ تصدیق بسیط ہی اور وہ اذعان اور حکم ہی اور اختلاف واقع ہوا ہی اس امر مین کہ متعلق اذعان یا نسبت خبریہ ثبوتیہ ہی یا سلبیہ یا وقوع

شرح سلم التعلیق العجیب ص ۳۲۲

ملا جلال ص ۱۶ سطر ۹ مطبوعہ مطبع علوی لکھنؤ

تحفہ شاہجہانی ص [illegible] حاشیہ [illegible] مطبوعہ

نسبت تقیدیہ یا لاوقوع اسکا ہی متقدمین نے قضیہ مین تثلیث اجزا کا اعتبار کیا ہی یعنے محکوم علیہ اور محکوم بہ اور نسبتہ
تامہ خبریہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور متاخرین تربیع اجزا کے قائل ہین یعنے محکوم علیہ و محکوم بہ اور نسبت تامہ خبریہ ثبوتیہ یا سلبیہ و متاخرین
تربیع اجزا کے قائل ہین یعنی محکوم علیہ و محکوم بہ و نسبتہ تقیدیہ ثبوتیہ یا سلبیہ اور اسیکا نام نسبت حکمیہ ہی جو مورد حکم ہی جو تھے حکم
ہی یعنے وقوع نسبتہ خبریہ یا لاوقوع اسکا خلاصہ یہ ہی کہ کبھی تصدیق سے مراد لی جاتی ہی متکیف بکیفیۃ اذعانیہ جو من قبیل ادراک
ہی تو اس حالت مین تقسیم اسطرح کرتے ہین العلم اما تصور او تصــــــــــدیق متکیف بکیفیۃ
اذعانیۃ اور متکیف ہونا بکیفیۃ اذعانیہ من قبیل الادراک ہی اور علامہ تفتازانی نے فرمایا ہی انہ ادراک
ان النسبۃ واقعۃ اولیست بواقعۃ یعنے تحقیق کہ وہ ادراک ہی اسکا کہ تحقیق کہ نسبتہ واقع ہی یا نہین
ہی واقع اور اس تعریف مین تخییل اور شک اور وہم شامل ہوئے جاتے ہین کہ ہر واحد انکا بھی ادراک ہی
وقوع نسبتہ اور لاوقوع نسبتہ کا اسواسطے کہ اگر قضیہ حاصل ہو ذہن مین لا عن وجہ الحکایۃ عن
الواقع اور نہ مطابقت اور عدم مطابقت للواقع کا اعتبار نہو یعنے صورت قضیہ کی ذہن مین حاصل ہو
کہ موضوع قضیہ اور محمول قضیہ اور نسبتہ تامہ خبریہ ہی فقط بغیر تردد اور تجویز کے تو اسکو تخییل کہتے ہین اور اگر
اُس قضیہ مین اعتبار نسبت حکایت عن الواقع کا ہو اور حادث ہو نفس مین ایک حالت کہ جسکو تعبیر کرین ساتھ
انکار کے تو اُسکو تکذیب کہتے ہین اور اگر اُس قضیہ مین حالت تکذیب حادث نہو بلکہ حاصل ہو ذہن
مین ایک کیفیت احتمالیہ کہ تجویز کرے عقل اُس کیفیہ سے مطابقت للواقع اور عدم مطابقت للواقع کی اور یہ تجویز
مساوی ہو یعنے ادراک نسبتہ کا تردد اور تجویز مین مطابقت اور عدم مطابقت للواقع کی مساوی ہو تو
شک ہی اور اگر تجویز کرے عقل اُس کیفیت احتمالیہ سے مطابقت یا لامطابقۃ کو راجح اور غالب پس جانب
مقابل اُسکا کہ مرجوح و مغلوب ہی اُسکو وہم کہتے ہین اور راجح و غالب کو ظن کہتے ہین اور یا حادث
ہوگی ذہن مین وقت حصول قضیہ کے کیفیت خبریہ کہ جسمین احتمال اور تجویز باقی نہ رہے تو اُسکو جزم کہتے
ہین اور وہ جزم اگر مطابق للواقع کے نہین ہی تو جہل مرکب ہی اور اگر مطابق واقع کے ہی مگر ازالہ مزیل سے
اور تشکیک مشکک سے زائل ہو جائے تو تقلید ہی اور اگر ثابت رہے اور زوال پذیر نہ ہو تو یقین ہی پس
فی الحقیقت تخییل و تکذیب و شک و وہم تصورات مین شامل ہین اور ظن و جہل مرکب و تقلید و یقین تصدیقات
مین پس یہہ تعریف تصدیق کہ انہ ادراک ان النسبۃ واقعۃ او لیست بواقعۃ مانع نہین بسبب دخول
تخییل و تکذیب و وہم و شک کے اس تعریف مین اور کبھی مراد لیتے ہین تصدیق سے کیفیت اذعانیہ کہ وہ من
قبیل ادراک نہین ہی بلکہ لواحق ادراک سے ہی پس تقسیم علم اس حال مین اس طرح کی ہی العلم اما تصور ساذج او تصور
معہ تصدیق پس تصدیق سے مراد کیفیت اذعانیہ ہی اور ایسا ہی واقع ہوا ہی شفا مین اور اشارات مین تو تصدیق
لواحق ادراک سے قرار پائیگی اور یہہ ہی قول محقق نصیر الدین طوسی کا ہی کہ وہم و شک اور تمنی و ترجی و استفہام لواحق
ادراک سے ہین اور نیز تصدیق منطقی بعینہ تصدیق لغوی ہی اور کلام شیخ سے بھی یہہ ہی ظاہر ہوتا ہی اور اسکی

میرزاہد ص ۷۵ سطر ۱
ایضاً سطر ۳

نام کتاب میرزا
ص ۵ سطر

تصریح کی ہی بہت سے محققین نے جیسے علامہ شیرازی شیخ قطب الدین نے درۃ التاج مین اور علامہ تفتازانی
نے شرح مقاصد مین جسکا خلاصہ بیان یہ ہی کہ ان للتصدیق فی اللغۃ ثلثۃ معان الاول ماخوذ من الصدق
بمعنی وصف القضیۃ وھو عبارۃ عن الاذعان بصدق القضیۃ ای التصدیق بان معنی القضیۃ
مطابق للواقع و یعبر عنہ بالفارسیۃ براست داشتن و صادق داشتن یعنے تصدیق کے تین معنی
ہین لغت مین اول تصدیق ماخوذ ہی صدق سے کہ جو معنی مین وصف قضیہ کے ہی اور وہ عبارت ہی صدق
قضیہ کے اذعان سے یعنی تصدیق باین طور کہ معنی قضیہ مطابق للواقع ہین اور فارسی مین براست داشتن
اور صادق داشتن سے تعبیر کرتے ہین پس اذعان متعلق ہوا ایک قضیہ سے کہ موضوع اسکا یہ قضیہ ہی اور
محمول اسکا صادقہ ہی مثلاً کہین کہ القضیہ صادقۃ یعنے یہ قضیہ صادق ہی تو موضوع مثلاً زید قایم یہ سارا قضیہ
ہی اور صادقۃ محمول پس صدق قضیہ کا اذعان یہ ہی تصدیق ٹہرا والثانی ماخوذ فی اللغۃ من المعنی
الاول وھو عبارۃ عن الاذعان بمعنی القضیۃ ای التصدیق بان المحمول ثابت للموضوع مثلاً
فی الواقع و یعبر عنہ فی الفارسیۃ بگرویدن و باور کردن اور دوسرے معنے لغت مین ماخوذ ہین
ای بحذف لفظ الوصف ۱۲ ای بدون لفظ الوصف ۱۲
معنی اول سے اور عبارت ہی اذعان سے کہ جو معنی مین قضیہ کے ہی یعنے تصدیق باین طور کہ محمول ثابت
ہی واسطے موضوع کے مثلاً فی الواقع اور فارسی مین گرویدن اور باور کردن کہتے ہین پس اس قسم ثانی مین اذعان
اور تصدیق متعلق ہی نفس قضیہ سے یعنے حکم سے جو قضیہ مین ہی یعنے محمول صادق ہی موضوع پر یعنی اذعان باین
طور کہ محمول ثابت ہی واسطے موضوع کے واقع مین اور اسی کا نام تصدیق منطقی ہی و ھو یحصل قبل حصول
معنی الاول اور وہ حاصل ہوتی ہی قبل حاصل ہونے معنے اول کے اسواسطے کہ اول ماخوذ صدق سے ہی
جو بمعنی وصف قضیہ ہی یعنے قضیہ صادقہ ہی اور یہ ماخوذ ہی صدق سے جو بمعنی ذات قضیہ ہی یعنے حکم جو ذات
قضیہ مین ہی صادق ہی یعنے محمول صادق ہی موضوع پر پس حصول ذات مقدم ہی حصول صفت پر مثلاً زید قایم ہی یعنی زید
قائم ہی پس اگر تصدیق کو متعلق کرین نفس قضیہ سے تو مراد یہ ہوئی کہ اذعان حاصل ہوا ہی قیام زید سے یعنی قیام زید
صادق ہی اے قائم محمول زید موضوع پر صادق ہی اور اگر تصدیق کو متعلق کرین وصف قضیہ سے جو صدق قضیہ
کا ہی تو مراد یہ ہوئی کہ اذعان حاصل ہی وصف قضیہ سے یعنے زید قائم قضیہ ہی اسکو موضوع گردانین اور صادق
کو محمول اور کہین کہ یہہ کل قضیہ صادق ہی پس نفس قضیہ کا صدق پہلے حاصل ہوگا یعنی زید قایم مین حکم قائم
زید پر پہلے صادق ہوگا پس یہہ تصدیق متعلق بہ نفس قضیہ ہی مثلاً قیام زید صادق ہی بعد اسکے اس قضیہ کو
یعنے زید قائم کو موضوع قرار دینگے اور کہینگے زید قائم صادق ہی پس زید قائم موضوع ہی اور صادق اسکا
محمول ہی پس یہ تصدیق حاصل ہوئی وصف قضیہ سے بعد تصدیق حاصل ہونے کے نفس قضیہ سے والثالث
ماخوذ من الصدق بمعنی وصف القائل وھو عبارۃ عن التصدیق بان القائل مخبر عن کلام
مطابق للواقع و یعبر عنہ بالفارسیۃ براست گوئی داشتن و حق گوئی داشتن اور تیسرے معنے

تصدیق کے ماخوذ ہین صدق سے کہ جو معنی ہین وصف قائل کے ہین اور عبارت ہی تصدیق سے اسطرح پر کہ
کہ قایل خبر دینے والا ہی کلام مطابق للواقع سے اور فارسی مین اسکو راست گوئی دانستن اور حق گوئی دانستن
کہتے ہین پس جو تصدیق معتبر ہی ایمان مین وہ دو تصدیقین ہین ایک قسم تصدیق کی بمعنے ثانی یعنی تصدیق نفس حکم
کی ہی ایسا حکم کی خبر دی ہی اُسکی حقیقت لانے اور اُسکے رسول نے اُسکو فارسی مین گرویدن اور باور کردن
کہتے ہین اور دوسری تصدیق تالعنی یعنی جو وصف مخبر اور مخبر اعتبار ہی کہ تو ذاتی ان الیقینیۃ الاذعانیۃ
التی تحصل بعد التصورات علوم یقینیۃ ثابتۃ تحقیق کیفیۃ و انہ علم ہی لمکا تو اسے
مراتب علم ہی پھر بعد ایک سطر کے فرماتے ہین مقام ثانی ہین فہہنا ان التصدیق علوم فیہا ثلث
مذاہب یعنے جب یہ ثابت ہوگیا کہ تصدیق علم ہی پس اسمین تین مذہب ہین مذہب اول صاحب
کشف و مطالع وغیرہ کا ہی وہ کہتے ہین کہ ان التصدیق ہوالتصور بشرط الحکم یعنے تصور بشرط حکم کو
تصدیق کہتے ہین مذہب ثانی مذہب فخر رازی کا ہی وہ کہتے ہین کہ تصدیق مرکب ہی تصورات ثلثہ اور حکم سے مذہب
ثالث مذہب ہی متقدمین کا وہ کہتے ہین کہ تصدیق بمعنی اذعان ہی اور وہ بسیط ہی اور تصورات شروط
ہین اور نہین ہی اذعان کیفیت ملاحظہ سے بلکہ وہ ایک قسم ہی علم کی اور حکم اور اذعان اور اعتقاد اور
تصدیق تعبیرات ہین کہ جنکا معنون واحد ہی تعلیق عجیب مین محمد عبد الحی صاحب نے مقامات مذکورہ کو
نہایت تحقیق اور بسط سے لکھا ہی جسکا خلاصہ گذارش کیا گیا اس مقام پر ہم دفع توہم بھی آپکا کر دین
جس وجہ سے کہ آپکے ذہین مین آیا ہی کہ دانستن و شناختن اور چیز ہی اور گرویدن و اذعان اور شاید اقوال
متقدمین آپکی نظر اقدس سے گذرے ہون اور قریب ہی عوام کے ہر وقت آپ کی مرکوز خاطر ہی یا فہم معانی
سے ادراک آپ کا قاصر ہی اس سبب سے یہ الفاظ مہملہ اپنے فرمائے وہ اقوال متقدمین یہ ہین سمجھیے اور
اور جہل مرکب سے نکلیے وقال المتقدمون التصدیق نوع من العلم متغائر بالذات والحقیقت
یعنے کہا متقدمین نے کہ تصدیق ایک نوع ہی علم کی متغائر بالذات والحقیقت تصور سے پس اس مقام پر
مغائرت ذاتیہ سے مراد مغائرت نوعیہ ہی اسواسطے کہ اتحاد جنسی مابین تصور و تصدیق تو ظاہر ہی کہ علم کے
دو نوع ہین ایک تصور دوسرے تصدیق بلکہ مغائرت نوعی کا اعتبار محققین نے اشد اور اضعف مین بھی
قرار دیا ہی اور کہا ہی کہ الاشد نوع آخر مخالف للاضعف اور اسی بنا پر اقسام تصدیق بھی مثل ظن
اور جہل مرکب اور تقلید اور یقین کے کہ یہ بھی مختلف بالنوع ہو سکتے ہین پس تصور و تصدیق بطریق اولی
لائق اختلاف نوعی کے ہین مگر ایسی مغائرت سے آپ کو کوئی نفع نہین حاصل ہو سکتا اسواسطے کہ آپ تو
معرفت اور علم کو مغائر تصدیق قرار دے رہے ہین حالانکہ معرفت اور علم کو اتحاد ذاتی ہی تصور و تصدیق
دونون سے کہ تمام مشترک ہین دونوں مین اب ہم حقیقت تصور اور اُسکے اقسام بھی مختصراً عرض کر دین کہ
جسطرح علم اور معرفت اور ادراک مترادف ہین اسیطرح تصور بھی مرادف انکا ہی کہ تصور عبارت ہی عن الصورۃ

تعلیق عجیب عبد الحی صفحہ ۲۶ سطر ۲۵

قطبی صفحہ ۶
قطبی صفحہ ۵ سطر ۱۱

الحاصلة من الشئ عند العقل خلاصہ یہ ہی کہ اگر اعتبار کرین تصور کو بشرط شی یعنی بشرط اذعان او رحکم تو تصدیق
ہی اور اگر اعتبار کرین بشرط لاشی یعنی بشرط عدم اذعان او رحکم کے کرین تو تصور ساذج ہی اور اگر اعتبار کرین لا بشرط
شی کا یعنی کوئی شرط اذعان اور حکم کی یا عدم اذعان او رعدم حکم کی نہ لگائین تو مطلق تصور ہی پس وہ تصور کہ مقابل
اور مقابل تصدیق کے ہی تصور بشرط لاشی ہی یعنی وہ تصور کہ جسمین شرط عدم اذعان او رعدم حکم کی ہی جسکو تصور ساذج
کہتے ہین اور مطلق تصور یا شرط تصدیق کی ہی یا شطر ہی تصدیق کی علی اختلاف الرأے پس تصور ساذج کی چند
صورتین ہین ایک یہ کہ ادراک امر واحد کا ہو مثل تصور زید کے یا امور متعددہ کا بدون نسبت کے مثل زید عمر خالد ولید
وغیرہ کے یا ادراک نسبت کا ہو مگر وہ نسبت غیر تامہ ہو جس پر سکوت صحیح نہ ہو مثل غلام زید کے اسکو نسبت تقیدیہ
کہتے ہین یا نسبت تامہ انشائیہ کہ تعلق اذعان قبول نہ کرے مثل تصور اضرب یا ولا تضرب وا ذہب قاتل و
لیت الشباب یعود کے یا تعلق اذعان قبول کرے مگر اذعان حاصل نہ ہو مثل تخییل و تکذیب و شک و
وہم کے اب فرمائیے کہ دانستن و شناختن و دریافتن یہ الفاظ مترادفہ فارسی ہین یا نہین اور عربی ہین انکو
علم و معرفت و ادراک کہتے ہین یا نہین اور اذعان و گرویدن ایک قسم اسی علم و معرفت و ادراک کی ہی یا
نہین اور یہ قول آپکا کہ دانستن اور شناختن اور چیز ہی اور اذعان و گرویدن اور مہمل ہی یا نہین چنانچہ
شارح عقائد نسفی بعد لکھنے تعریف تصدیق اور علی ما صرح بہ الامام الغزالی کے یہ عبارت رقم فرماتے ہین وبالجملة
المعنی الذی یعبر عنہ بالفارسیة بگرویدن ہو معنی التصدیق المقابل للتصور حیث یقال فی
اوائل علم المیزان العلم اما تصور او تصدیق بذلک الرئیس ابن سینا یعنی حاصل کلام یہ جو معنی
کہ تعبیر کیے جاتے ہین فارسی مین بگرویدن وہ تصدیق مقابل تصور ہی جیساکہ اوائل علم میزان مین کہا گیا کہ العلم
اما تصور واما تصدیق اور اسی طرح تصریح کی ہی ابن سینا نے اور ہم اوپر عرض کر آئے ہین کہ علم اور معرفت
مترادفہ ہین پھر معرفت کو کہنا کہ گو کیسی ہی کمال کی ہو ایمان نہین بے ایمانی ہی پھر شارح فرماتے ہین فلو حصل
ہذا المعنی لبعض الکفار کان اطلاق اسم الکافر علیہ من جہة ان علیہ شیئا من امارات التکذیب
والانکار یعنی پس اگر یہ تصدیق حاصل ہو کفار کو تو اسکو کافر اس سبب سے کہینگے کہ امارات تکذیب وانکار سے
کوئی شی اُن مین پائی جاوے اسکی مثال مین شارح فرماتے ہین کہ امارات تکذیب وانکار مثل شد زنار بالاختیار
کے اور سجدہ صنم بالاختیار کے یعنی زنار باندھنا اور بتون کو سجدہ کرنا بالاختیار رہو پھر فرماتے ہین فاعلم ان
الایمان فی الشرع ہو التصدیق بما جاء بہ من عند اللہ ای تصدیق النبی بالقلب یعنی شرع مین ایمان
اسی تصدیق قلبی کا نام ہی کہ جو تصدیق کرے نبی کی ساتھ اُن چیزون کے کہ من عند اللہ لائے ہین اجمالا فانہ
کاف از روے اجمال کے پس وہ کافی ہی ایمان کے لیے اب رہا اقرار باللسان جسکی نسبت شارح فرماتے ہین
ان التصدیق رکن لا یحتمل السقوط اصلا والاقرار قد یحتمل یعنی تصدیق رکن ہی احتمال سقوط اُس مین
نہین ہو سکتا اور اقرار مین احتمال سقوط ہی والاقرار مذہب بعض العلماء یعنی اقرار لسان بعض علما کا

مذہب ہو و مذہب جمہور المحققین الی انہ ہو التصدیق بالقلب وانما الاقرار شرط لاجراء الاحکام
فی الدنیا یعنی جمہور محققین کا یہی مذہب ہو کہ ایمان تصدیق بالقلب ہو اور اقرار شرط اجراے احکام ہے
فمن صدق بقلبہ ولم یقر بلسانہ فہو مومن عند اللہ وان لم یکن مومنا فی احکام الدنیا
ومن اقر بلسانہ ولم یصدق بقلبہ کالمنافق فبالعکس وھذا ھو اختیار الشیخ ابی منصور رح و
النصوص معاضدۃ لذلک پس جس شخص نے تصدیق بالقلب کی اور اقرار بلسان نہ کیا پس وہ مومن ہو عند اللہ اگرچہ
وہ مومن فی احکام الدنیا نہین ہو اور جسنے اقرار باللسان کیا اور تصدیق بالقلب نہ کی مثل منافق کے وہ مومن فی احکام
الدنیا ہو اور عند اللہ کافر ہو اور یہ مذہب مختار شیخ ابی منصور ماتریدی کا ہو اور نصوص اسی کو قوت دیتے ہین بعد چند سطور
کے شارح عقائد فرماتے ہین فظھر ان لیست حقیقۃ الایمان مجرد کلمتی الشہادۃ علی ما زعمت الکرامیۃ
پس ظاہر ہوا کہ مجرد شہادتین حقیقت ایمان نہین ہو جیسا کہ مذہب کرامیہ ہو کہ وہ محض کلمتین کو ایمان جانتے ہین پس ہم
نہین سمجھتے کہ شارح عقائد نے کہان فرمایا کہ معرفت ایمان نہین اور کلمتین شہادتین یعنی اقرار باللسان حقیقۃ ایمان ہی
بلکہ شارح نے تو بدلائل قطعیہ ثابت کر دیا کہ فقط تصدیق قلبی ایمان ہی عند اللہ وہو المطلوب اسی بحث مین شارح
فرماتے ہین والنبی ومن بعدہ کما کانوا یحکمون بایمان من تکلم بکلمۃ الشہادۃ کانوا یحکمون
بکفر المنافق فدل علی انہ لا یکفی فی الایمان فعل اللسان یعنی نبی صلعم اور بعد آنحضرتؐ جس طرح کلمہ پڑھنے
والون کو مومن جانتے تھے اسی طرح حکم کرتے تھے کفر منافق پر بھی پس معلوم ہوگیا کہ فعل لسان کافی نہین ہو ایمان
مین فقط **قولہ** اُسی مین ہو بعض القدریۃ ذھب الی ان الایمان ھو المعرفۃ واطبق علماءنا علی فسادہ
لان اھل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما کانوا یعرفون ابناءھم مع القطع بکفرھم لعدم التصدیق
ولان من الکفار من کان یعرف الحق یقینا وانما کان ینکر عنادا واستکبارا قال اللہ تعالی وجحدوا
بھا واستیقنتھا انفسھم **اقول** سبحان اللہ کیا کہتا ہو آپ کی سمجھ کا تصدیق کی تعریف جو شارح عقائد نسفی
نے بیان کی اس عبارت سے آپ یہ سمجھے کہ بعض قدریہ مطلق معرفت کو ایمان جانتے ہین اور آنکھین بند کرکے آپنے
فرمادیا کہ معرفت کیسے ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہین ہو سکتی اور قول کے معتبر ہونے کے واسطے اُس مین یعنی
شرح عقائد نسفی مین ہی رقم فرمایا اچھا اُسی مین ہو اور وہی صحیح ہو مگر آپ کے مفید مطلب نہین آپ اُنکی عبارت کو سمجھتے
نہین فقط اتنی عبارت آپکے ذہن مین مطابق آپ کی راے کے واقع ہوئی کہ بعض القدریۃ ذھب الی ان
الایمان ھو المعرفۃ آپ بھول گئے کہ معرفت کو ایمان کہنا بعض قدریہ کا مذہب ہی تو معرفت ایمان نہین ہو سکتی
کہان تک آپ کی تحریر کے لیے مغز پاشی کی جائے پھر سن لیجیے کہ معرفت اگر لا بشرط شی ہی تو مطلق تصور ہو اور وہ یا
شرط التصدیق ہی یا جز تصدیق ہو اور اگر بشرط لا شی ہی یعنی لا شی کی شرط لگی ہوئی ہو یعنی عدم حکم کی شرط ہو تو تصور
ساذج ہو کہ مقابل مین تصدیق کے ہو اور اگر معرفت بشرط شی ہی تو تصدیق ہو اب صراحۃ شارح عقائد نے بیان کردیا
کہ قدریہ اُس معرفت کو کہ جس مین لا شی کی شرط لگی ہوئی ہو اُسی کو ایمان جانتے ہین اور ایسی معرفت کافی نہین ہو

نہ یہ کہ شارح نے انکار کیا کہ معرفت کیسے ہی کمال کی ہو ایمان نہین جیسا کہ آپکا مقولہ ہی اگر آپ فرمائین کہ شارح
عقائد نے معرفت کو مقید نہین کیا تو جواب اُسکا یہ ہی کہ شارح نے بسبب فاسد ہونے اس تعریف کے جو بعض قدریہ
کے نزدیک الایمان ہو المعرفۃ ہی دلیل بیان فرمائی کہ ہمارے علما نے اتفاق کیا ہی اس تعریف کے فاسد ہونے
پر بسبب عدم تصدیق کے اس بیان سے صاف معلوم ہو گیا کہ بعض قدریہ معرفت مقید بعدم التصدیق کو ایمان
جانتے ہین اس سبب سے وہ کافر ہین اگر آپکو نہ سوجھے تو اُسکا کیا قصور اب غور سے عبارت کو ملاحظہ فرمایئے کہ
شارح عقائد نسفی رقم فرماتے ہین بعض القدریۃ ذهب الی ان الایمان هو المعرفۃ واطبق علماءنا علی
فسادہ لان اهل الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما یعرفون ابناءهم مع القطع بکفرهم لعدم التصدیق
پس اتفاق علما بسبب عدم تصدیق کے ہی اگر عدم تصدیق کا عدم ہوتا تو معرفت عین ایمان قرار پاتی یہ جواب ہمارا
اُس وقت ہین ہی کہ اس عبارت کو ہم مطابق آپکی تحریر کے قرار دین ورنہ فی الحقیقت شارح نے بعد تعریف تصدیق
کے احترازاً لبعض القدریۃ ذهب الخ کو بیان کیا اور اسی طرح احترازاً ولان من الکفار الخ کو بھی بیان کیا تا واضح
ہو جائے کہ یہ تعریف جو تصدیق کی ہین نے بیان کی ہی یہ جامع اور مانع ہی کہ مذہب بعض قدریہ اور بعض کفار
کہ معرفت حق اُنکو یقیناً حاصل تھی اور انکار اُنکا بسبب عناد و استکبار کے تھا بسبب اس تعریف سے خارج
ہو گی اسپر بھی آپ نہ سمجھین تو شارح کا کیا قصور ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
اور ناگوار خاطر عاطر عالی نہ ہو کہ نسبت نا فہمی کی حقیر نے دی ہی بلکہ جو شخص آپ کی تقریر کو بنظر دقیق دیکھیگا وہ ضرور
کہیگا کہ محرر رسالہ سمجھا نہین شرح عقائد نسفی کی عبارت جو آپ نے رقم فرمائی ہی لیست حقیقۃ التصدیق الخ
مکرم بندہ اس تعریف مین تین امر مذکور ہین ایک تو واقع ہونا نسبت صدق کا قلب مین بغیر اذعان اور قبول
اور وہ تصدیق نہین ہی دوسرے تصدیق اذعان اور قبول ہی تیسرے اذعان اور قبول اس حیثیت سے ہو کہ اُسپر
اسم تسلیم واقع ہو بعد اسکے شارح کا مقصود ہی کہ یہ ایسی تعریف ہی تصدیق کی کہ جس سے مذہب بعض قدریہ کا
نکل جاتا ہی کہ بعض القدریۃ ذهب الی ان الایمان هو المعرفۃ واطبق علماءنا علی فسادہ ولان اهل
الکتاب کانوا یعرفون نبوۃ محمد کما یعرفون ابناءهم مع القطع بکفرهم لعدم التصدیق یعنی بعض
قدریہ وقوع نسبت صدق خبر فی القلب کو جو بغیر اذعان و قبول ہی اُسی کو ایمان کہتے ہین اور یہ مقولہ اُنکا ہمارے
اس کہنے سے خارج ہوتا ہی کہ لیست حقیقۃ التصدیق ان تقع فی القلب نسبۃ الصدق الی الخبر او المخبر من
غیر اذعان و قبول بل هو اذعان و قبول پھر اتفاق علما کو بیان کیا کہ ایسے عقیدہ کرنے والے کا ایمان فاسد ہی اور
احترازاً اہل کتاب کا بھی ذکر کیا کہ ان سب کو معرفت بطور وقوع نسبت صدق خبر فی القلب حاصل تھی اور یہ سب
کافر تھے مومن نہ تھے لعدم التصدیق حاصل یہ ہی کہ جو معرفت مع عدم التصدیق ہی یعنی بغیر اذعان و قبول ہی وہ ایمان
نہین ہی دیکھو ہماری تعریف تصدیق نے بعض قدریہ اور بعض اہل کتاب کو بھی خارج کر دیا پھر دوسرے مقام پر
احترازاً بیان کر دیا کہ بعض کفار ایسے تھے کہ اُنکو اذعان یعنی معرفت حق یقیناً حاصل تھی اور اذعان تصدیق ہے تو

چاہیئے تھا کہ وہ مومن ہوں مگر ہم نے ایسی قیدیں تصدیق کی تعریف میں لگائی ہیں جنکی شان میں جحدوا بھا و
استیقنتھا انفسہم نازل ہوا ہی وہ بھی نکل گئے کہ وہ لوگ انکار رکہتے تھے عناداً و استکباراً اسواسطے ہم نے
تصدیق کو مقید کر دیا بحیثیت یقع علیہ اسم التسلیم اور آپکا رقم فرمانا اُس میں ہی فقط اسواسطے کہ اوپر آپ
کہہ آئے ہیں کہ معرفت کو کیسے ہی کمال کے ساتھ ہو ایمان نہیں اس مطلب سے آپ نے اپنے نزدیک شرح عقائد نسفی
سے ثبوت دیا تا کہ عوام کالانعام اسبات سے کلام کی قدر کریں کہ شرح عقائد جو بہت بڑی معتبر کتاب ہی اُسمیں لکھا ہی
کہ معرفت کو ایمان سمجھنے والے بعض قدریہ ہیں حالانکہ یہ امر وہ شیوہ سبب خیر کہ خود اُنہوں نے جو آپ نے اپنی مطلب برآری
کے واسطے نقل عبارت شرح عقائد کی فرمائی اُسی عبارت سے ثابت ہوتا ہی کہ معرفت جو وقوع نسبت صدق ہو فی القلب
مع اذعان و قبول ہو وہ بھی ایمان نہیں ہی بلکہ مراد ہماری وہ اذعان و قبول ہی کہ جسپر اسم تسلیم کا واقع ہو اور اُسی کا
نام کمال معرفت ہی اور یہی کمال معرفت ایمان ہی محققین کے نزدیک کاش کہ آپ نے بعد اکتساب علوم قصد تالیف
کیا ہوتا آپ کی تحریر دلالت کرتی ہی کہ معرفت علم آپ کو بلا کسب حاصل ہوئی ہی شارح عقائد علامہ تفتازانی بعد
بیان فرمانے معنی تصدیق اور اقوال مختلفہ کے فرماتے ہیں کہ مذہب جمہور اور مذہب حق یہی ہی کہ فقط تصدیق
قلبی ایمان ہی بعد اسکے رقم فرماتے ہیں کہ ہہنا بحث اخر وھو ان بعض القدریہ قد ذہب الخ پھر بعض مشائخ
کے کلام سے فرق معرفت احکام اور استیقان احکام میں اور تصدیق احکام اور اعتقاد احکام میں بیان کر کے
ذکر فرمایا کہ ان التصدیق عبارۃ عن ربط القلب علی ما علم من اخبار المخبر یعنی تصدیق عبارت ہی ربط
قلب سے اُن چیزوں میں جو جانی گئیں اخبار مخبر سے وھو امر کسبی مثبت باختیار المصدق یعنی وہ ایک امر
کسبی ہی کہ ثابت ہوتا ہی مصدق کے اختیار سے بخلاف معرفت کے فانہا ربما تحصل بلا کسب کمن وقع
بصرہ علی جسم فحصل لہ معرفۃ انہ جدار او حجر وھذا ذکرہ بعض المحققین یعنی یہ معرفت کبھی بلا کسب حاصل
ہوتی ہی مثلاً کوئی شخص کسی جسم کو دیکھے تو اُسکو معرفت حاصل ہو گی کہ یہ دیوار ہی یا پتھر اور یہ مقولہ بعض محققین
کا ہی کہ جو نسبت قلب میں باختیار واقع ہو وہ تصدیق ہی اور جو بلا کسب و اختیار ہو وہ معرفت ہی شارح فرماتے
ہیں ھذا مشکل یعنی نسبت کسبیہ اختیاریہ کو تصدیق کہنا اور بلا کسبیہ اور اختیاریہ کو معرفت کہنا نہایت مشکل ہی
لان التصدیق من اقسام العلم وھو من الکیفیات النفسانیۃ دون الاختیاریۃ اسلیے کہ تصدیق اقسام
علم سے ہی اور وہ کیفیت نفسانیہ ہی سوائے افعال اختیاریہ کے اسلیے کہ جب ہم تصور کریں دو شیئوں کے درمیان
میں ایک نسبت کا اور شک کریں کہ یہ نسبت بالاثبات ہی یا بالنفی اور پھر اُسکے ثبوت پر دلیل قائم کریں پس جو چیز
کہ ہم کو دلیل سے حاصل ہو وہ ہی اذعان اور قبول اس نسبت کا ہی اور یہی معنی ہیں تصدیق اور حکم اور اثبات و ایقاع
کے پھر فرماتے ہیں کہ تصدیق تو کیفیات نفسانیہ سے ہی مگر مراد یہ لی جائے کہ حصول اس کیفیت کا بالاختیار ہوتا ہی
پس جو معرفت کہ بلا کسب و اختیار حاصل ہوئی تھی وہ تعریف ایمان میں معتبر نہیں اور جو باکسب و اختیار
حاصل ہوئی وہ معتبر ہی پھر شارح فرماتے ہیں نعم یلزم ان تکون المعرفۃ الیقینیۃ المکتسبۃ بالاختیار

تصدیقا ولا باس بذلک لانہ حینئذ یحصل المعنی الذی یعبر بالفارسیۃ بگرویدن ولیس الایمان الا
التصدیق سوی ذالک یعنی لازم ہی کہ معرفت یقینیہ مکتسبہ باختیار تصدیق ہو کہ معنی گرویدن اسوقت مین حاصل
ہونگے اور ایمان و تصدیق کے یہی معنی ہین شارح تو فرمائین کہ لیس الایمان والتصدیق سوی ذلک اور آپ
فرمائین کہ معرفت گو کیسی ہی کامل ہو ایمان نہین اور یہ ہو کہ ... ہین کی عبارت رقم فرمائی جائے اور اوسکے معنی
سمجھے جائین ع برعکس نہند نام زنگی کافور یہ کیا کہنا آپ سکے علم کا ... کا **قولہ** محقق دوانی شرح عقائد عضدی
مین فرماتے ہین التلفظ بکلمتی الشہادتین مع القدرۃ علیہ شرط فمن اخل بہ فہو کافر مخلد فی النار
ولا تنفعہ المعرفۃ القلبیۃ من غیر اذعان و قبول فان من الکفار کان یعرف الحق یقینا وکان انکارہ
عنادا و استکبارا کما قال اللہ تعالی وجحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا **اقول** یہ ادعا
مکرر فریب آپ فرمائینگے اور اقوال مختلفہ علماے اعلام اور فقہاے کرام کی نقل فرمائینگے مگر حق سبحانہ تعالی آپکو
سر برہونے نہ دیگا اور آپ کے مفید مطلب نہ ہوگا الحق یعلو ولا یعلی مشہور ہی محقق دوانی نے تلفظ کرنے کو کلمہ
شہادتین کے مشروط مع القدرت کہا ہی اذا فات الشرط فات المشروط تو مشہور ہی جبکہ عدم قدرت کا تحقق ہوگا
تلفظ کرنا بالضرور فوت ہو جائیگا بلکہ ممنوع قرار پائیگا ہم مکرر بیان کر چکے ہین تواریخ وسیر و حدیث و تفسیر سے
کہ جناب ابوطالب اگر فی الظاہر ایمان لاتے اور باعلان شہادتین کا تلفظ فرماتے حمایت و حراست و حفاظت
سے آنحضرت کی ہاتھ اوٹھاتے اگر آپ یہان پر فرماوین کہ فی الظاہر اور باعلان تلفظ نہین فرمایا تو فی الباطن اور
باخفا ہی کیا ہوتا تو جواب ہم سکا یہ ہی کہ جناب ابوطالب نے ایسی معجز بیانی سے اقرار و تلفظ فرمایا ہی کہ جس پر فی
الباطن اور باخفا اور فی الظاہر اور باعلان دونون صادق آتے ہین اور حفاظت اور اعانت وغیرہ مین کوئی آپکو
مانع نہ ہو سکا اور کس شد و مد سے نثرا و نظما توحید اور نبوت کا اعلان فرمایا حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کے دین کو خیر الادیان اور آنحضرت کو رسول کموسی خطاب فرمایا نہ کبھی توحید باری عز اسمہ کا انکار کیا نہ نبوت
رسالت مآب کا اور انکار تلفظ شہادتین سے بسبب عدم قدرت کے تھا محقق دوانی کے کلام نے آپکو کیا نفع
بخشا **قولہ** آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ متواترہ متظافرہ سے ابوطالب کا کفر پر مرنا اور دم واپسین ایمان لانے سے
انکار کرنا اور عاقبت کار اصحاب نار سے ہونا ایسے روشن ثبوت سے ثابت ہی جس مین کسی سنی کو مجال دم زدن نہین
اقول آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ متظافرہ جب تک آپ بیان نہ فرمائینگے دعوی بے دلیل مسموع نہ ہوگا اور
کفر پر انتقال کرنا جناب ابوطالب کا ممکن نہین کہ آپ ثابت کر سکین کہ وہ اوصیاے انبیا اور عارفین باخدا مین سے
تھے اور دم واپسین کا ایمان تو ایمان یاس ہی وہ معتبر ہی نہین ہی جناب ابوطالب تو سید المومنین تھے اور موحدین
اور عارفین سے تھے اور ناصر اور حامی رسول رب العالمین تھے مرتبہ مین افضل تھے مومن آل فرعون سے اور اس
کلمہ کے مصداق تو بجمیع الوجوہ آپ خود ہین کہ آپکا عاقبت کار بعد تحریر رسالہ شرح المطالب اصحاب نار سے ہونا
ایسے روشن ثبوت سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی مسلم کو مجال دم زدن نہین کہ آپ معاندین اور مبغضین مین آبا و اعمام آنحضرت

کے خصوصًا مبغضین بین ابو طالب کے محسوب ہو گئے اور مورد لعن اور واجب القتل قرار پائے کہ امام احمد بن حسین حنفی موصلی اور ائمۂ مالکیہ سے علی اجہوری اور تلمسانی وغیرہم نے نقل کیا ہو کہ بغض ابی طالب کفر لانہ حامی النبی و ناصرہ و مربیہ فذمہ ذم النبی و ایذاءہ ایذاء النبی و موذی النبی و من یذمہ فہو کافر و جب قتلہ و عند المالکیۃ وان تاب یجب قتلہ **قولہ** ہم یہان کلام کو سات فصل پر منقسم کرین **اقول** سبحان اللہ کیا طرز بیان ہو آپ کس سے پوچھتے ہین کہ ہم یہان کلام کو سات فصل پر منقسم کرین جناب بندہ پہلے آپ کلمہ کی طرف متوجہ ہو جائیے اور تحقیق کر لیجیے کہ آپ کے حصہ مین بھی آیا ہی یا نہین بجہہ کلام کی تقسیم مین رائے لیجیے ہم کو کیا ضرور ہی کہ آپ کو رائے دین کہ سات فصل پر منقسم کرین باوجودیکہ مگر ہم اپنے اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور چند فصول پر مرتب کرتے ہین

مقدمہ بیان معنی فترت اور معنی ایمان و کفر و ما یتعلق بہا مین

منتخب اور صراح اور قاموس اور منتہی الارب فی لغات العرب مین فترت بالفتح فا بمعنی سستی اور وہ زمانہ کہ درمیان دو پیغمبرون کے ہو تفسیر بیضاوی مین تحت آیۂ علی فترۃ من الرسل مین مرقوم ہوای جاءکم علی حین فتور من الارسال وانقطاع من الوحی یعنی آیا تمھارے پاس پیغمبر فتور ارسال اور انقطاع وحی کے وقت اور حاشیۂ بیضاوی پر لکھتے ہین الفترۃ من فتر الشئی اذا سکنت حدتہ فسمیت الفترۃ النبی بین الانبیاء فترۃ لفتور الدواعی الی العمل بتلک الشرائع اور ابن جریر کا قول ہو انقطاع الرسل بعد مجیئہم یعنی رسولون کے آنے کے بعد انقطاع رسل ہونا فترت ہو پس فترت نہ پائی جائیگی جب تک کسی رسول کی دعوت مقدم نہ پائی جاوے اور اُسپر ایک زمانہ دراز گذرے یہان تک کہ وہ دعوت مفقود ہو جائے اور صاحب سراج الدین لکھتے ہین کہ الفترۃ ماخوذ من الفتور فان کل شئی لہ کمال سورۃ و شدۃ ثم یفتر ذلک الی ان ینقطع یعنی فترت ماخوذ ہو فتور سے پس تحقیق کہ جس شئے کے واسطے کمال و تیزی اور شدت ہو بعد وہ سست ہو جاتی ہو یہان تک کہ منقطع ہو جاتی ہو پس معنی فترت یہ ہو سے کہ سست ہو جائے دین یہان تک کہ معرفت اُسکی باقی نہ رہے اور خبر اُسکی منقطع ہو جائے اور کوئی پہچاننے والا اُس دین کا باقی نہ رہے قال الابی فی شرح المسلم اہل الفترۃ ہم الامم الکائنۃ بین ازمنۃ الرسل الذین لم یرسل الیہم الاول ولا ادرکہا الثانی کالاعراب الذین لم یرسل الیہ عیسی ولا لحقوا محمد والفترۃ بہذا المعنی والتفسیر یشمل ما بین کل رسولین ابی نے شرح صحیح مسلم مین بیان کیا کہ اہل فترت وہ امتین ہین جو درمیان ہین ازمنۂ رسل کے تھین ایسی امتین کہ نہ اُنکی طرف پہلا رسول بھیجا گیا اور نہ اُنھون نے دوسرا رسول پایا جیسے کہ عرب کہ نہ اُنکی طرف عیسی بھیجے گئے اور نہ محمد سے لحق ہوئے فترت باین معنی شامل ہو کل رسولون مین سے دو رسولون کے درمیان کے زمانے کو لیکن عادت فقہا کی ہو کہ جب وہ گفتگو کرتے ہین فترت مین تو حضرت عیسیٰ اور آنحضرت کے درمیان کا زمانہ مراد لیتے ہین اور امالی مین ابن عبد سلام نے بیان کیا کہ ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا سوا ہمارے نبی کے اسی سے ثابت ہوتا ہو کہ ہر نبی کی قوم کے سوا جو لوگ

ہین وہ اہل فترت ہین مگر بزرگ ہمارے نبی کے یعنی آبا و اجداد کہ وہ مخاطب بہ بعثت سابقہ تھے اور چونکہ وہ نابود اور کہنہ ہوگئے تھے اسوجہ سے وہ سب اہل فترت مین شامل ہوگئے اور بعض کا قول ہی کہ اور رسولون کی رسالت اُنکی حیات تک باقی رہی اُنکی وفات کے بعد پھر وہ رسالت منتہی اور منقطع ہوگئی اسی کو برزنجی نے ابن حجر سے نقل کیا ہی اور کہا کہ اگرچہ مین نے اُسکو دوسرے کے کلام سے بصراحت نہین دیکھا مگر بعد جو بات چند جو سداد الدین مین مرقوم ہین توجیہ اُسکی پائی جاتی ہی اہل فترت کی تین قسمین ہین قسم اول وہ لوگ ہین کہ جنھون نے اپنی عقل و بصیرت سے توحید کو حاصل کیا اور پہچانا مگر کسی نبی کی شریعت مین داخل نہ ہوے جیسے قیس بن ساعدہ اور زید بن عمر ابن نفیل اور بعض اُن مین کے شریعت حقہ قائمۃ الرسم مین داخل ہوے مثل تبع اور اُسکی قوم کے قسم ثانی وہ ہین کہ اُن لوگون نے شریعت حقہ کو متغیر کر ڈالا اور توحید کو ترک کر دیا شرک و کفر کرنے لگے خود اپنی عقلون سے شریعت نکالی اور احکام حلال و حرام جاری کیے اور خود اُسپر عمل کرنے لگے مثل عمر ابن لحی کہ اول اول عرب مین اصنام پرستی کو جاری کر دیا اور بتون کے لیے وصیلہ اور سائبہ اور بحیرہ اور حامی قرار دیا کہ یہ سب نذرون کے نام ہین اور بعض نے اسپر زیادتی کر کے جن و ملک کی پرستش کرنا شروع کر دیا حق سبحانہ تعالی کے اولاد اناث قرار دی اور اکثر بت خانہ مقرر کیے اور خدام و حجاب اُنکے لیے معین کیے اور اُنکو رشک کعبہ ٹھہرایا مثل لات و منات و عزی کے قسم ثالث وہ ہین کہ نہ اُنھون نے شریعت مقرر کی نہ شرک کیا نہ توحید جانی نہ کسی پیغمبر کی شریعت مین داخل ہوے نہ کوئی دین اپنے واسطے قرار دیا بلکہ تمام عمر غفلت مین بسر کی اور زمانہ جاہلیت مین اکثر ایسے ہی لوگ تھے پس اقوال علماے محققین اور فضلاے مدققین سے ثابت ہی کہ مستحق عذاب نہین ہین مگر اہل فترت قسم ثانی کے اور سورۂ بنی اسرائیل مین حق تعالی فرماتا ہی وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا کہ نہین ہین ہم عذاب کرنے والے جب تک کہ نہ بھیجین ہم رسول کو یعنی جب تک رسول حجت تمام نہ کرے اُسوقت تک عذاب اُنپر نہ ہوگا پھر حق تعالی فرماتا ہی کلما القی فوج سالہم خزنتہا الم یاتکم نذیر جب ایک جماعت جہنم مین ڈالی جاویگی اُن سے خازن جہنم سوال کرینگے کہ کیا تمھارے پاس کوئی پیغمبر ڈرانے والا نہین آیا اس سے بھی ظاہر ہی کہ اہل فترت کہ جنکے پاس پیغمبر نہین بھیجا وہ لوگ جو صحراؤن مین پہاڑون مین مثل وحشیون کے ہین وہ معذور ہین کہ نہ اُنھون نے کسی پیغمبر کو دیکھا نہ اُن تک کوئی پیغمبر پہونچ سکا جیسے کہ اطفال و مجنون دائمی بھی معذور ہین لیکن شیخ اشعری کا یہ مذہب ہی کہ حق سبحانہ روز جزا ان سب کا امتحان لیگا اور حکم کریگا کہ جہنم مین جاؤ جو اطاعت حکم کریگا ناجی ہوگا جو اطاعت نہ کریگا داخل جہنم ہوگا یہی مقولہ مختار بیہقی اور علماے اعلام ہی اور تفسیر جامع البیان مین علامہ معین الدین نے بھی اسی کو ذکر کیا ہی اور سورۂ فاطر مین وہم یصطرخون فیہا ربنا اخرجنا نعمل صالحا غیر الذی کنا نعمل اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر یعنی وہ فریاد کرینگے دوزخ مین کہ اے پروردگار ہمارے نکال تو ہم کو دوزخ سے اور دنیا مین بھیج کہ نیک عمل کرین ہم سوا اُسکے کہ تھے ہم عمل کرتے دنیا مین حق تعالی اُنکے جواب مین فرماتا ہی کیا نہ عمر دی تھی مین نے دنیا مین تم کو اسقدر کہ نصیحت قبول کرے اور سوچے جسکو کہ نصیحت لینا

اور سوچنا ہوا اور آیا تمھارے پاس ڈرانے والا یعنی پیغمبر اور نصیحت کرنے والا اقوال مفسرین سے اور احکام رب
العالمین سے احتجاج حق سبحانہ تعالی بہ جاءکم النذیر ثابت ہوا اور یہی دلیل ہی کہ اہل فترت معذب نہ ہونگے
جب تک کہ کوئی پیغمبر اُنکی طرف بھیجا نہ جائے اور خلود فی النار کی علت نذیر کا آنا ہی جب نذیر اُنکی طرف بھیجا نہ گیا
تو کیونکر ہمیشہ دوزخ مین رہینگے کذا فی سداد الدین اور سیوطی نے اختلاف اصحاب کی توضیح کی ہی اور کہا کہ احسن
اس مین یہی امر ہی کہ اہل فترۃ ناجی ہین اور سبکی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی اور علما مین سے ایک قوم کا یہی مذہب
ہی بہ نسبت والدین آنحضرت کے اور بعض اصحاب کا قول ہی کہ وہ مسلم ہین اور غزالی نے حکم مسلم مین شمار کیا اور کہا کہ
بہ تحقیق وہ معنی مسلم مین داخل ہین امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ جس طرف علماے محققین گئے ہین وہ یہی مذہب
صحیح ہی اور وہ یہ ہی کہ اطفال مشرکین داخل بہشت ہونگے اور قول حق سبحانہ تعالی سے دلیل لائے ہین وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا کہ جب بالغ معذب نہ ہوے تو اطفال بدرجۂ اولی مستحق عذاب نہ ہونگے اب رہی
قسم ثانی اہل فترت تو وہ البتہ مستحق عذاب ہین کہ صحیح بخاری مین ابوہریرہ سے منقول ہی قال قال رسول اللہ
رایت عمرو ابن عامر خزاعی یجر قصبتہ فی النار کہا فرمایا رسول برحق نے کہ دیکھا مین نے عمر ابن عامر خزاعی کو کہ
کھینچتا تھا انتڑین اُسکی نار مین اہل فترت اور اُسکی اقسام وغیرہ اقوال محققین اور فقہاے مستندین سے للاصغر و
الاتقیہ گوش گذار کیے اب اسلام اور ایمان اور کفر اور بعض احکام اُسکے عرض کیے دیتے ہین تاکہ فرق مراتب
آپ پر واضح ہوجاے اور یہ امر بھی ظاہر ہوجاے کہ فقہا اور علما نے معرفت کو ایمان کہا ہی یا نہین تاکہ جو شخص
معائنہ کرے بے ساختہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین زبان پر جاری کرے قال صاحب سداد الدین ان الایمان
تصدیق الرسول فیما جاء بہ یعنی ایمان تصدیق کرنا ہی رسول کی اُن چیزون مین کہ وہ لائے ہین یعنی جو کچھ خدا
نے رسول کی معرفت بھیجا ہی اُسکی تصدیق کرنا ایمان ہی اور امام عضد الدین کی مواقف مین ہی کہ الایمان هو عندنا
التصدیق الرسول فیما علم مجیئہ بہ ضرورۃ یعنی ایمان ہمارے نزدیک تصدیق رسول ہی اُن چیزون مین کہ
معلوم ہوا ہو لانا اُسکا بالعلم ضروری اور بھی ایسا ہی ذکر ہی اُسکی عبارت آگے مذکور ہو سید شریف شارح مواقف
نے شرح کی کہ مراد عندنا سے اتباع امام ابوالحسن اشعری ہی امام غزالی نے احیاء العلوم مین اسی کو ثابت کیا ہی
یہی قول امام الحرمین کا ہی یہی مقولہ اشاعرہ ہی یہی قول قاضی باقلانی کا ہی اور یہی استاد ابو اسحق اسفرائینی کا
ہی اور تفتازانی نے اسی کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہی یہی تفتازانی شارح ہین عقائد نسفی کے لکھتے ہین کہ ماتن
نے عقائد نسفی مین جو ذکر کیا کہ ایمان تصدیق اور اقرار ہی سو یہ بعض علما کا مذہب ہی کہ جسکو اختیار کیا ہے امام
شمس الائمہ اور فخر الاسلام نے اور محققین کا یہی مذہب ہی کہ ایمان فقط تصدیق قلبی ہی اور اقرار شرط ہی اجراے
احکام کے واسطے دنیا مین محشی شرح عقائد نظم الفرائد مین لکھتے ہین کہ جب شرط ہی اجراے احکام کے لیے تو اظہار
کرنا بعض پر کافی ہو نہ تمام خلق پر اور اگر تمام خلق پر ظاہر کرنا شرط ہوگا تو جو لوگ اقرار کو رکن قرار دیتے ہین اُنکے
نزدیک احکام جاری نہ ہونگے اُس شخص پر جسنے مخفی طور سے اقرار کیا ہو بعض کے نزدیک جمہور نے توجیہ کی ہے

صحیح بخاری صفحہ ...

... الایمان صفحہ ...

عقائد نسفی صفحہ ...

نظم الفرائد صفحہ

عقائد نسفی صفحہ اوسط
شرح مقاصد

کہ اقرار شرط ہی اجراے احکام کے واسطے کہ تصدیق قلب امر باطنی ہو سکے لیے کوئی علامت ہونا شرط ہی پس جس نے
تصدیق کی بقلب اور اقرار نہ کیا عند اللہ وہ مومن ہی اگرچہ دنیا مین اُسپر احکام مومن کے جاری نہ ہون نظم الفرائد
مین محشی لکھتے ہین کہ جمہور محققین سے مراد تمام اشاعرہ [illegible] ماتریدیہ اور ابو منصور [illegible] شرح مقاصد مین مرقوم ہی
تحقیق ایمان مین فی الشرع اختلاف [illegible] ایمان فعل قلب کا نام ہی یا فعل لسان کا یا دونون کا باساتھ تمام
جوارح کے پس اول یعنی ایمان فقط فعل قلب کا نام ہی [illegible] تصدیق کرنا [illegible] بطور ضروری انکا
اتنا معلوم ہوا ہو مثلاً صانع کا واحد ہونا [illegible] شراب کا حرام ہونا و مثل اُسکے پس سوال کے وقت
اگر توحید کا انکار کرے یا وجوب نماز کا یا حرمت شراب کا تو وہ کافر ہی یہی مشہور ہی اور اسی پر جمہور ہین شرح مقاصد کے
محشی ملک اجہر لکھتے ہین کہ تصدیق قلب کا نام ایمان ہونا یہی مشہور ہی اور اسی پر جمہور ہین دوسرے ایمان فعل
لسان کا نام ہو یعنی جو کچھ رسول خدا کی طرف سے لے کر آئے اُسکی حقیقت کا اقرار کرنا ایمان ہی رقاشی کا مذہب
ہی کہ باوجود اقرار لسانی کے معرفت قلب شرط ہی بغیر معرفت قلب فقط اقرار ایمان نہ ہوگا کرامیہ فقط اقرار لسانی
کو ایمان کہتے ہین یہان تک کہ اگر کسی نے پوشیدہ کیا کفر کو اور ظاہر کیا ایمان کو تو مومن کہلائیگا مگر مستحق خلود نار کا ہی
اور اگر ایمان کو پوشیدہ کیا اور اظہار کیا کفر کا تو کافر کہلائیگا مگر مستحق جنت ہی تیسرے ہو ان یکون اسما لفعل
القلب واللسان فھو اسم التصدیق مع الاقرار وعلیہ کثیر من المحققین وھو المحکی عن ابی حنیفۃ و
کثیرا ما یقع فی عبارات الکثیر من العلماء مکان التصدیق تارۃ المعرفۃ وتارۃ العلم وتارۃ الاعتقاد
فعلی ھذا من صدق بقلبہ ولم یتفق لہ الاقرار باللسان فی عمرہ لا یکون مومنا عند اللہ ولا یستحق
دخول الجنۃ ولا النجاۃ من الخلود فی النار تیسرے یہ ہی کہ ایمان نام ہو فعل قلب اور لسان کا یعنی تصدیق مع
الاقرار کا یہی مذہب ہی اکثر محققین کا اور اسی کو بیان کیا ہی امام ابو حنیفہ نے اور بڑے بڑے دانشمند علماء کی
عبارتون مین اکثر تصدیق کے مقام پر کبھی لفظ معرفت اور کبھی لفظ علم اور کبھی لفظ اعتقاد واقع ہوا ہی پس
اسی وجہ سے ثابت ہوتا ہی کہ جسنے تصدیق کی ساتھ قلب کے اور ایک بار بھی اُسکو اتفاق اقرار باللسان نہ ہوا تو
وہ نہ مومن ہی عند اللہ نہ مستحق دخول جنت کا ہی اور نہ نجات ہی خلود فی النار سے محشی ملک اجہر نے خلود فی النار پر حاشیہ
لکھا ہی کہ اس تعریف سے ایمان کے دو رکن قرار پاتے ہین اور فوت ایک رکن کا مستلزم ہی فوت کل کو فقط یعنی ایک رکن
کے فوت سے کل کا فوت لازم آتا ہی شارح مقاصد لکھتے ہین بخلاف ما اذا جعل اسما للتصدیق فقط فان الاقرار
شرط لاجراء الاحکام علیہ یعنی بخلاف اس امر کے کہ جسوقت ٹھہراوین ایمان کو نام فقط واسطے تصدیق کے پس تحقیق
اُسوقت اقرار شرط واقع ہوگا واسطے اجراے احکام کے دنیا مین اُسپر نماز جنازہ پڑھنا اور اُسکے پیچھے نماز پڑھنا
اور مقابر مسلمین مین دفن کرنا اور مثل اُسکے احکام جاری کر سکین اور شرط لاجراء الاحکام پر محشی ملک اجہر نے حاشیہ لکھا
ہی کہ مراد یہان پر شرط سے علامت ہی اور یہ معنی حدیث مین بھی وارد ہوے ہین ومن اشراط القیامۃ یعنی علامات
قیامت فالشرط علامۃ علی وجود العلۃ وانتفاء العلۃ لا یدل علی انتفاء المعلول یعنی شرط ایک علامت ہی

تصدیق پر وجود جنت کے واسطے اور انتفاء سے علت دلالت نہیں کرتی انتفاء معلول پر فمن صدق بالقلب ولم
یتفق منه الاقرار فی العمر مرة یکون مومنا و ینجو من النار و یدخل الجنة لان المومن لا یخلد فیها یعنی جسنے
دل سے تصدیق کی اور تمام عمر میں ایکبار بھی اسکو اتفاق اقرار کا نہ ہوا جب بھی وہ مومن ہوا اور نجات پائیگا جہنم سے
اور داخل ہوگا جنت میں کہ مومن بالتحقیق داخل جہنم ہمیشہ نہ ہوگا واما الرابع فهو ان یکون الایمان اسما لفعل القلب
واللسان والجوارح فقد یجعل تارك العمل خارجا عن الایمان وداخلا فی الکفر والیه ذهب الخوارج
چوتھے یہ ہی کہ ایمان نام ہی تصدیق قلب و اقرار لسان اور عمل بالارکان کا پس کبھی تارک عمل کو خارج کرتے ہین ایمان سے
اور داخل کرتے ہین کفر مین یہ مذہب خوارج کا ہی او غیر داخل فیه وهو القول بالمنزل بین المنزلتین والیه
ذهب المعتزله یا داخل نہین کرتے کفر مین اور یہ ایک منزلت ہی بین المنزلتین یعنی درجہ اوسط ہی درمیان مین
کفر اور ایمان کے اور یہ مذہب ہی معتزلہ کا وقد لا یجعل تارك العمل خارجا عن الایمان بل یقطع بدخول
الجنة وعدم خلوده فی النار وهو مذهب اکثر السلف وجمیع ائمة الحدیث وکثیر من المتکلمین
والمحکی عن المالك والشافعی والاوزاعی اور کبھی تارک عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے بلکہ قطعی حکم کرتے ہین
دخول جنت اور عدم خلود فی النار کا اور یہ مذہب ہی اکثر سلف کا اور جمیع ائمہ حدیث کا اور اکثر متکلمین کا اور اسی کو نقل کیا
ہی امام مالک نے اور امام شافعی نے اور اوزاعی نے تمام ہوا بیان ایمان کا اور اقسام اسکے اب ہم بیان کرتے ہین
تعریف کفر کو اگرچہ اکثر علما نے ایمان و کفر کو ساتھ ہی بیان کیا ہی اور اقوال سے انہین علما کے تعریف کفر کو الگ کرکے
گذارش کرتا ہون واسطے زیادتی توضیح اور بصیرت کے قول سعد الدین ان الکفر هو تکذیب الرسول فی شئی مما
جاء به یعنی کفر تکذیب رسول کی ہی اسکی لائی ہوئی چیزون مین سے کسی چیز مین صاحب مواقف لکھتے ہین کہ کفر
ایمان کا خلاف ہی فهو عندنا عدم تصدیق الرسول فی بعض ما علم مجیئه به ضرورة یعنی کفر ایمان کا خلاف
ہی پس وہ ہمارے نزدیک عدم تصدیق ہی رسول کی بعض ان چیزون مین کہ معلوم ہوا ہی لانا انکا بعلم ضروری اور شارح
مقاصد نے لکھا ہی فاختلف الاراء فی تحقیق الایمان اور بعد اسکے چار طریق ایمان کے بیان کیے اول یہ کہ ایمان
فعل قلب کا نام ہی یعنی تصدیق بالقلب کا تو عدم تصدیق بالقلب کفر ہوئی اور طریق دوم الایمان هو اسم لفعل
اللسان یعنی اقرار باللسان کا نام ایمان ہی تو عدم اقرار کفر قرار پایا بعض لوگون نے معرفت قلب کی شرط لگائی ہی اقرار
باللسان کے ساتھ انکے نزدیک بغیر معرفت قلب فقط اقرار لسان ایمان نہین ہی تو وہ بھی کفر مین شامل ہی با وجود اقرار
کے جن لوگون نے تصدیق اور اقرار دونون کو ایمان قرار دیا ہی اور دونون کو رکن تصور کیا ہی تو ایک رکن کے فوت ہونے
سے کل کا فوت لازم آئیگا وہ بھی کفر ہی اور جن لوگون نے تصدیق قلب اور اقرار لسان اور عمل بالارکان کو ایمان
تصور کیا ہی ان مین سے جو لوگ تارک عمل کو ایمان سے خارج کرتے ہین اور داخل کرتے ہین کفر مین وہ خوارج ہین
اور جو ایمان سے خارج کرکے کفر مین داخل نہین کرتے بلکہ درجہ اوسط بین الکفر والایمان جانتے ہین وہ معتزلہ ہین
اور جو تارک عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے بلکہ قطعی دخول جنت اور عدم خلود فی النار کے قائل ہین وہ جمیع اہلحدیث

اور کثیر متکلمین ہین امام بغوی معالم التنزیل مین زیر آیت ان الذین کفروا سواء علیہم کفر کی چار قسمین بیان فرماتے ہین اور یہ عبارت انکی ہو والکفر علی اربعۃ انحاء کفر انکار وکفر جحود وکفر عناد وکفر نفاق فکفر الانکار هو ان لا یعرف الله اصلا ولا یعترف به وکفر الجحود هو ان یعرف الله بقلبه ولا یقر بلسانه ککفر ابلیس قال الله تعالى فلما جاءهم ما عرفوا کفروا به وکفر العناد هو ان یعرف الله بقلبه ویعترف بلسانه ولا یدین به ککفر ابی طالب حیث یقول ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریة دینا لولا الملامة او حذار مسبة لوجدتنی سمحا بذاک مبینا واما کفر النفاق فهو ان یقر باللسان ولا یعتقد بالقلب وجمیع هذه الانواع سواء فی ان من لقی الله تعالى بواحد منها لا یغفر له ترجمہ یعنی کفر کی چار قسمین ہین کفر انکار کفر جحود کفر عناد کفر نفاق کفر انکار وہ ہو کہ اصلا اللہ کی معرفت نہ رکھتا ہو نہ اسکا معترف ہو کفر جحود وہ ہو کہ دل مین اللہ کی معرفت ہو اور اپنی زبان سے اعتراف نہ کرے مثل کفر ابلیس کے جیسے فرمایا حق سبحانہ تعالی نے پس جس وقت آئے انکے پاس وہ چیز کہ وہ پہچانتے تھے (یعنی محمد) کفر کیا اسکے ساتھ کفر عناد وہ ہو کہ دل سے خدا کو پہچانے اور زبان سے اقرار کرے اور دین پر نہ چلے مثل کفر ابی طالب کے کہ وہ کہتے ہین اور تحقیق کہ جانا مین نے یہ کہ دین محمد خلق کے سب دینون سے بہتر ہے اگر ملامت اور خوف دشنام نہ ہوتا تو پاتا مجکو جوانمرد اس کام مین ظاہر کرنے والا کفر نفاق وہ ہو کہ اقرار زبان سے کرے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے اور یہ تمام قسمین برابر ہین اس امر مین کہ جو شخص جا ملیگا اللہ سے ایک قسم کفر کے ساتھ ان اقسام اربعہ سے تو نہ مغفرت ہوگی اسکی چونکہ امام بغوی کا مذہب شافعی ہی اور انکے نزدیک تصدیق بالقلب و اقرار باللسان اور عمل بالارکان ایمان ہو تو ان تینون رکنون سے کوئی بھی فوت ہوگا مستلزم فوت کل کا ہوگا پس امام بغوی و شافعین کے نزدیک مسلمان صحیح الایمان اگر نماز کو عمدا ترک کرے تو کافر ہی امام شافعی کے دو قول ہین ایک تو یہ کہ عمل بالارکان رکن ایمان ہی دوسرا یہ کہ اصل ایمان کا رکن نہین بلکہ کمال ایمان کا رکن اور جزو ہی لیکن علما نے جس کفر کی تعریف کی ہی وہ کفر دو حال سے خالی نہین یا کفر حقیقی ہی یا کفر شرعی ہی کفر حقیقی وہ ہی کہ وجود حق سبحانہ تعالی اور اسکی توحید اور کل انبیا یا انمین سے ایک کی بھی تصدیق نہ کرے بلکہ تکذیب کرے اور کفر شرعی وہ ہی کہ وجود حق تعالی اور توحید اور کل انبیا کی تصدیق کرے اور زبان سے اقرار بھی کرے اور دین حق کو تمام ہین قبول نہ کرے پس یہ چار قسمین کفر کی جو صاحب معالم التنزیل نے بیان کین ان مین سے کفر انکار مین تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونون مفقود ہین تو کفر حقیقی اور شرعی دونون جمع ہین کفر جحود مین اگرچہ تصدیق قلبی ہی مگر اقرار لسانی نہین بلکہ انکار لسانی موجود ہی تو کفر حقیقی اور کفر شرعی دونون موجود ہین اسلیے کہ تصدیق قلبی بسبب لاحق ہونے انکار کے باطل ہو گئی کفر عناد مین تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونون موجود تو کفر حقیقی اور کفر شرعی دونون مفقود بلکہ اسلام شرعی موجود ہی جو ضد کفر شرعی ہی کفر نفاق مین عدم تصدیق قلبی موجود ہی کہ کفر حقیقی ہی اور کفر شرعی مفقود ہی کہ اقرار لسان ہی اور کفر شرعی کا ضد کہ اسلام شرعی ہی موجود ہی ایمان اور کفر آپس مین متضاد ہین مجتمع نہین ہو سکتے پس کفر عناد مین مطابق ایک قول شافعی کے بسبب

عدم میں کے لفظ کا فر کا صادق آئیگا مگر عدم مغفرت اور ابدی ناری ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کہ ابدی ناری ہونا
مخصوص ہو اُن کفار سے جو کفر حقیقی کے مرتکب ہیں عام اس سے کہ کفر شرعی ہو یا نہ ہو اور کفر عناد میں حقیقی اور شرعی
دونوں مفقود ہیں تو اس کفر والے کے واجب النجات ہونے میں کیا شبہہ ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکملۃ الایمان
میں رقم فرماتے ہیں کہ الایمان تصدیق بالقلب واقرار باللسان ایمان اعتقاد کردن بہ یگانگی خالق و برسالت
پیغمبر بدل و گفتن خالق را بہ یکتائی و برسول او را بحق بزبان و گواہی دادن بدان و حقیقت ایمان ہمان تصدیق قلب
است و اقرار لسانی علامت ست بران تصدیق تا برای اجرای احکام در ظاہر چہ ترجمان دل ست و نیز اگر کسی
گنگ باشد یا کسی را اکراہ کنند بکشتن باو بگفتن کلمہ کفر با وجود تصدیق نیا شد چون تصدیق دارد اگرچہ بیجان داد اقرار در این صورت
شرط نباشد و ایمان گفتہ چنانچہ اہل حدیث اند تصدیق بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان ست ایشان
میگویند کہ الایمان تصدیق بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالارکان و در حقیقت اختلافی درمیان نیست
ایمان کامل ہمین ست کہ ایشان میگویند ایمان بی عمل ناقص است ولیکن اصل ایمان ہمان تصدیق ست ایمان را
بمثابہ درختی دان کہ تنہ وی تصدیق ست و اعمال و طاعات ثمرات و نتائج آن تصدیق اند بمنزلہ شاخ و گل و برگ
و میوہ ہستند پس درخت بی شاخ و برگ و میوہ و گل درخت ست و تام درخت ست اگرچہ بی بر نباشد اما درخت برخوردار
کہ کار آمدنی بود ہمان ست کہ اینہا داشتہ باشد ہم چنین ایمان کامل ہمان ست کہ مقرون بہ عمل صالح باشد چہ ایمان
بے عمل ناقص بود و لیکن اسم ایمان و حقیقت آن از وی بر نیفتد و دلیل برین سخن نص قرآن مجید ست کہ حق تعالی
می فرماید ان الذین امنوا وعملوا الصالحات یعنی آن کسانی کہ ایمان آوردہ اند و با آن عمل صالح نیز کردہ اند
سیاق این کلام دلالت بر آن میکند کہ اصل ایمان تصدیق ست و عمل صالح علاوہ و برای کمال اوست اور سید ابو محمد
ارتضی صاحب نے اسی تکملہ پر حاشیہ لکھا ہے وہ یہ ہے باید دانست کہ ایمان عبارت ست از تصدیق قلبی فقط و اقرار لسانی
شرط اجرای احکام ظاہری ست بر وی و این معنی مروی ست از امام ابو حنیفہ و مختار امام حافظ و شیخ ابو منصور
ماتریدی و توابعین اوست پس درین صورت تصدیق یک رکن شد و دیگر شرط و اما بروایت دیگر از امام ابو حنیفہ
و مختار فخر الاسلام و شمس الائمہ و فقہائے حنیفہ و مذہب شیخ ابو الحسن اشعری و ہم نزد شیعہ اینکہ ایمان نیز دو رکن
میدارد یکی تصدیق بدل و دوم اقرار بزبان و درین صورت اقرار زبانی ہم یک جز شطر ایمان شدہ دران صورت
اگر کسی اعمال بجا نیاورد یعنی نماز و روزہ و زکوۃ و حج با وجود مکلف بودنش با اینہمہ آن کس را ز ایمان بر نیاید بلکہ
او را مومن خواہند گفت غایۃ الامر اینکہ او را مومن ناقص گفتہ شود نہ کافر و اگر با وجود تاکید کسی بر نیاید یا برملا
مخالفت مومنین می کند فاسق ہست اما باید از ین کس انکار و نفرت تامہ کردہ باشند تا ازان باز آید و در عمل کوشد تا آنکہ
در شعائر اہل اسلام داخل شدہ باشد پس صلح اختیار کنند اتفاق است بر آن ست کہ ایمان فرض عین ست لیکن عمل
بالارکان ایمان کامل است یہ عبارت بجروفہ تکملہ اور اسکے محشی کی ہو پھر محشی تکملۃ الایمان نے رقم فرمایا کہ ایمان
در لغت تصدیق ست یعنی اذعان حکم مخبر و قبولش گرداندش صادق در خبر آوردن مشتق از امن ست چون بر

تکملۃ الایمان مطبع ... صفحہ ...

حاشیہ تکملۃ الایمان صفحہ ...

پیغمبر کسی ایمان آمدہ واین داد خود را از تکذیب و مخالفت پس حقیقت تصدیق بنسبت صدق وخبر و مخبر باذعان و قبول آن در دل ثابت کردن ست و آن بتسلیم ہم نام توان نہاد بموجب تصریح امام غزالی رح ادر محشی نے غضب تو یہ کیا ہی کہ ایک حدیث علی بن ابی طالب سے نقل کی ہی کہ فرمایا الایمان معرفۃ والمعرفۃ تسلیم والتسلیم تصدیق پس آپ تو معرفت کو اسلام سے اور ایمان سے خارج کیے ۔ سنتے ہین پھر قول علی ؑ ہو کہ قول رسول ہو آپ ہرگز معرفت کو ایمان نہ کہینگے اور اگر معرفت ہی ایمان ہو تو آپ ضرور ایسے ایمان کو سلام کہینگے اب ہم بعض احکام ایمان و کفر کو اقوال فقہا اور محدثین سے عرض کرتے ہین بگوش دل سنیے سعد الدین مرقوم ہو کہ ابی مطیع نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص زمین شرک مین مجملاً اسلام کا اقرار کرے اور وہ علم نہ رکھتا ہو کسی شی کا فرائض اور شرائع اور کتاب سے اور مرجائے تو اسکا کیا حکم ہو کہا کہ مومن ہو پھر سوال کیا کہ ایک ذرہ کوئی شی نہ جانتا ہو اور نہ عمل کرے فقط مقر ایمان ہو اور مرجائے فرمایا مومن ہو تفسیر کبیر مین طبرانی سے عمران بن حصین سے روایت کی ہو قال قال رسول اللہ من علم ان اللہ ربہ وانی نبیہ صادقا عن قلبہ حرم اللہ لحمہ علی النار کہا فرمایا رسول اللہ نے کہ جو شخص جانتا ہو کہ بتحقیق اللہ رب اسکا ہو اور مین نبی اسکا ہون صادق اپنے قلب سے حرام کیا ہو اللہ نے اسکا گوشت اوپر نار کے یعنی وہ آتش جہنم مین نہ جلیگا علامہ عینی شرح بخاری مین فرماتے ہین کہ اقرار لسانی فقط اجرائے احکام کے لیے ہو جیسے تصدیق کی رسول اللہ کی ان چیزون مین کہ جو خدا نے اپنے رسول کی معرفت بھیجا ہو پس وہ عند اللہ مومن ہو اگرچہ زبان سے اقرار نہ کیا حافظ الدین نسفی فرماتے ہین کہ یہ کل مروی ہو امام ابو حنیفہ سے اور امام ابو حنیفہ کی ان دونون روایتون سے صحیح تر یہ روایت ہے کہ اسنی المطالب مین لکھتے ہین کہ یہی مذہب ہو امام ابو الحسن اشعری کا اور ابو منصور ماتریدی کا سالمی نے کتاب تمہید مین امام ابو حنیفہ سے روایت نقل کی ہو کہ انہ قال ان الموحد اذا لم یظہر منہ الا قرار ولم یعلم کیفیۃ الاقرار او اظہر الکفر تقیۃ فہو مومن عند اللہ وکافر عند الناس سقانے شرح تمہید مین امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہو کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہو سید احمد دحلان لکھتے ہین کہ یہ روایت نہایت صحیح ہو فرمایا جناب رسول مقبول نے الاسلام علانیۃ والایمان فی القلب یعنی اسلام ظاہر ہو اور ایمان فی القلب ہو بعضے کہتے ہین کہ درمیان اسلام اور ایمان کے نسبت عموم خصوص مطلق کی ہو کہ جو شخص ایمان رکھتا ہو بالضرور اسلام اس مین موجود ہی اور جو شخص اسلام رکھتا ہو ضرور نہین کہ مومن بھی ہو اور صاحب سیف الفرقان فی تعریف الکفر والایمان نے صاحب مناوی اور بیضاوی فرماتے ہین کہ الاسلام ھو التوحید والتدیع بالشرع الذی جاء بہ محمد یعنی اسلام توحید اور تدیع اور تلبس شریعت محمدی کا ہو قتادہ کہتا ہو کہ اسلام شہادت بکلمۂ لا الہ الا اللہ ہو اسنی المطالب مین ہو کہ کبھی اسلام و ایمان دونون مجتمع ہوتے ہین جیسے کوئی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار بھی کرے اور کبھی اسلام ایمان سے جدا ہو جاتا ہو یہ اس وقت مین ہو کہ زبان سے اقرار کرے اور ظاہر مین احکام کا پابند بھی ہو مگر دل مین تصدیق نہ کرے اسی کو منافق کہتے ہین اور کبھی ایمان اسلام سے جدا ہو جاتا ہو کہ دل مین

اسنی المطالب صفحہ

اسنی المطالب صفحہ

تصدیق کرتا ہو مگر زبان سے اقرار نہین کرتا اور افعال ظاہر شرع کا پابند نہین ہوتا اگر یہ عدم اقرار اور پابندی
نہ کرنا بسبب بغض وعناد کے ہو جیسے کہ ایک فریق تھا سے یہود و نصاری کہ باوجود معرفت کے تکذیب کرتے
تھے بجہت بغض وعناد ایسا ایمان باطنی انکو کوئی نفع نہین پہونچا سکتا اور اگر یہ عدم اقرار اور عدم پابندی
بسبب کسی عذر شرعی اور عقلی کے ہو نہ از روے بغض وعناد کے تو وہ ایمان باطنی مومن کو عند اللہ دار الآخرۃ
مین نفع پہونچا ئیگا اگرچہ حسب احکام دنیا اسے کافر کہہ سکتے ہین اور وہ عذر کہ اطاعت ظاہری سے مانع ہو سکے
کئی سبب ہو سکتے ہین ازانجملہ خوف ظالم ہو کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر میرا اسلام و ایمان ظاہر ہو جائیگا تو مین قتل کیا
جاؤنگا یا مجھے ایسی ایذا دی جائیگی جسکا مین متحمل نہو سکونگا یا میرے عزیز و اقارب اور اولاد سے کسی کو آزار
پہونچیگا پس ایسی حالتون مین اسلام کا پوشیدہ کرنا جائز ہے چنانچہ عمار یاسر پر کہ معظمہ مین کفار نے جبر کیا اور
کلمات کفر زبان پر جاری کرنے پڑے جیسا کہ سورۂ نحل مین ہے من کفر باللہ بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن
بالایمان تفسیر بغوی مین سبب نزول اس آیت کا یون مرقوم ہی ابن عباس سے کہ پکڑا عمار یاسر کو اور انکی
مان کو کہ نام انکا سمیہ تھا اور صہیب اور بلال اور خباب اور سالم کو پس عذاب کیا انکو اور سمیہ کو دو اونٹون کے
بیچ مین باندھا اور انکی قبل مین ایک نیزہ مارا کہ شہادت پائی سمیہ و یاسر کو شہید کیا چنانچہ مروی ہو کہ اول [illegible]
اسلام مین یہی دو شہادت پر فائض ہوے ہین قتادہ کہتے ہین کہ پکڑا مغیرہ نے عمار کو اور [illegible]
[illegible] ساتھ محمد کے عمار نے دیکھا کہ جان کا بچنا محال ہے [illegible]
بااکراہ و اجبار کلمات کفر زبان پر جاری ہوے جب انکو ان لوگون کی جھوٹی تسبیح اور مدح و ثنا [illegible]
لوگون نے جناب رسالت [illegible] جناب رسالت مآب سے [illegible]
ہو سکتا یہ تحقیق کہ عمار سرتاپا ایمان سے مملو ہین [illegible]
آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے پوچھا آنحضرت نے کیا گذرا تم پر عرض کی کہ یا حضرت کفر کہا [illegible]
آپ کے ساتھ اور انکے معبودون کی تعریف کی جواب دیا آنحضرت نے اے عمار تم اپنے دل کو کیسا [illegible]
جواب دیا عمار نے کہ مطمئن آنحضرت نے آنسو پونچھے اور فرمایا یا عمار ان عادوا فعد لهم بما قلت ای
عمار اگر پھر وہ جبر کرین تم سے تو تم اسی طرح پھر عمل کرنا پس یہ آیہ نازل ہوا دیکھیے یہان آنحضرت نے عمار کو حکم فرمایا
کلمۂ کفر زبان سے ادا کرنے کا اور انکے معبودون کی تصدیق اور مدح کرنے کا اور اپنی مذمت کرنے کا پس کیا مقابلہ
ہے حضرت ابو طالب سے عمار یاسر کو کہ جناب ابو طالب نے بجز مدح و ثناے آنحضرت کبھی مذمت نہین کی اور
اظہار نبوت آنحضرت مین اور آپ کے رسول برحق ہونے مین کیا کیا کوششین کین انکے معبودون کی کبھی تعریف
نہین کی آنحضرت کے دین کو خیر الادیان کہا اگر اخفا کرنا ابو طالب کا ثابت ہوتا ہی تو اسی قدر کہ کلمہ علانیہ سامنے
کفار کے بلفظہ نہین فرمایا ورنہ معنی تو گویا بعینہ اقرار توحید و رسالت کو زبان سے ادا فرمایا اور صحیح بخاری
اور صحیح مسلم مین عثمان بن عفان سے روایت کی ہی کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا نے کہ جو شخص مر گیا اور جانتا تھا کہ سوا

خدا کے کوئی معبود نہین ہی وہ داخل جنت ہوگا طبرانی نے سلمہ ابن نعیم اشجعی سے روایت کی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے
کہ جو شخص ملاقات کریگا اپنے پروردگار سے اس حال مین کہ کبھی شرک نہ کیا ہو وہ داخل جنت ہوگا سلمہ کہتے
ہین کہ مین نے عرض کی یا رسول اللہ اگر اسنے زنا اور چوری کی ہو آپ نے فرمایا کہ گو اسنے زنا اور چوری
بھی کی ہو علامہ برزنجی لکھتے ہین کہ شفاعت کی حدیثوں مین [illegible] بہت سی احادیث ہین یہان تک کہ بیان
کیا گیا ہی کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جس شخص کے دل مین چھوٹی سے چھوٹی رائی کے دانے کے برابر بھی
ایمان ہوگا وہ آتش جہنم سے نکالا جائیگا اور [illegible] ادنی ادنی تین بار فرمایا ابن حجر شرح اربعین مین بیان
کرتے ہین کہ ائمہ اربعہ مین سے ہر ایک کا قول ہی کہ تارک اقرار شہادتین مومن عاصی ہی اور یہ قول اکثر علما کا اور بعض
محققین حنفیہ کا ہی اور محقق کمال ابن ہمام وغیرہ نے بالتصریح بیان کیا کہ اقرار فقط اجراے احکام کے لیے ہی اور علامہ
برزنجی نے اختلاف علما کو دربارہ اقرار الشہادتین بیان کیا ہی کہ انھین الفاظ مقررہ سے اقرار شہادتین شرط ہی
یا غیر الفاظ مقررہ [illegible] بھی کافی ہوسکتا ہی بعض کے نزدیک یہی الفاظ شرط ہین اور غالب اقوال یہ قول ہی
کہ خصوصیت الفاظ معروفہ کی شرط نہین ہی [illegible] لکھا ہی اور اسے سب کی طرف منسوب کیا ہی اور
حلیمی نے اپنی منہاج مین نقل کیا ہی کہ ایمان بغیر ان الفاظ معروفہ کے بھی منعقد ہوسکتا ہی اگر کوئی لا الہ الا اللہ
کے مقام پر لا الہ غیر اللہ یا لا الہ ما عدا اللہ یا لا الہ ما سوی اللہ یا ما من الہ الا اللہ یا لا الہ الا الرحمن
یا لا رحمن الا اللہ یا لا رحمن الا الباری اور مثل اسکے سب لا الہ الا اللہ کے برابر ہین اور اسی طرح اگر کہے
محمد نبی اللہ یا مبعوث یا احمد یا الماحی یا اور اسی طرح کے اسما یا ان الفاظ کو زبان عجمی مین ادا کرے تو
اسلام اسکا صحیح ہی اور حکم مسلم کا اسکے لیے ہوسکتا ہی قال ابو حنیفة عن عطاء ابن ابی رباح یعنی ابو حنیفہ عطا
ابن ابی رباح سے نقل کیا ہی کہ عبد اللہ ابن رواحہ کی بکریان ایک حبشن چراتی تھی ان بکریون مین ایک بکری بہت
فربہ ہوگئی تھی اور اسکی نگہبانی کی نہایت تاکید کی تھی ایک روز اتفاقا بھیڑیا آیا اور اسی بکری کو اٹھا لیگیا اسنے
عبد اللہ کو خبر کی عبد اللہ نے اس حبشن کو ایک طمانچہ مارا بعدہ خود اپنے دل مین نادم ہوے اور یہ ذکر جناب
رسالتمآب کی خدمت مین عرض کیا آنحضرت نے فرمایا تم نے برا کیا کہ ایک مومنہ کو طمانچہ مارا عرض کی عبد اللہ
نے کہ وہ ایک حبشن جاہلہ تھی آنحضرت نے اسکو طلب کیا اور اس سے سوال کیا کہ اللہ کہان ہی اسنے جواب دیا کہ
آسمان مین فرمایا مین کون ہون کہا آپ رسول ہین اسوقت آنحضرت نے فرمایا کہ بتحقیق یہ مومنہ ہی روایت کیا ہی
اس حدیث کو مسلم و ابو داؤد اور نسائی نے معاویہ ابن حکم سے **قولہ (فصل اول)** آیات قرآنیہ (آیت اولی)
قال اللہ تبارک و تعالی انک لا تهدی من احببت ولکن اللہ یهدی من یشاء وهو اعلم بالمهتدین
اے نبی تم ہدایت نہین دیتے جسے دوست رکھو ہان خدا ہدایت دیتا ہی جسے چاہے وہ خوب جانتا ہے جو راہ
پانے والے ہین مفسرین کا اجماع ہی کہ یہ آیہ کریمہ ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی ہی معالم التنزیل مین ہے
نزلت فی ابی طالب جلالین مین نزلت فی حرصه صلی اللہ علیه وسلم علی ایمان عمه ابی طالب مدارک التنزیل

مین ہو قال الزجاج اجمع المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب کشاف زمخشری و تفسیر کبیر مین ہو قال الزجاج
اجمع المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب امام نووی شرح صحیح مسلم شریف کتاب الایمان مین فرماتے ہین اجمع
المفسرون علی انہا نزلت فی ابی طالب وکذا نقل اجماعہم علی ہذا الزجاج وغیرہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف
مین ہو لقولہ تعالی فی حقہ باتفاق المفسرین انک لاتہدی من احببت **اقول** فصل اول مین آپ نے
آیات قرآن کا ذکر فرمایا اور آیۂ اولی ینہون عنہ الخ ہی اس امر کی سب سے اولی ہوئے ہین اور آپ کے ترجمہ مین جو جو خوبیان
ہین بیان نہین کی جاتین کہ مشتے نمونہ از خروارے بیان ہو چکا ہو آپ نے جو جو تحریفین فرمائی ہین کہان تک اسکا
اظہار کیا جائے چنانچہ تفسیر کبیر اور کشاف زمخشری کا نام بھی رقم فرمایا کہ ان دونون مین قال الزجاج اجمع
المفسرون ہو مگر دو لفظون کی تحریف کیون فرمائی اُس مین تو موجود ہو المسئلۃ الاولی ہذہ الآیۃ لا دلالۃ فی
ظاہرہا علی کفر ابی طالب ثم قال الزجاج الخ ہو مگر آپ کیا کرین کہ آپ کے مطلوب کے مخالف ہو اور آپکو
نام کتابون کے گنوانا ہین کہ ہم نے اتنی کتابون سے کفر ثابت کیا ہو شاید اسی سبب سے تحریف فرمائی پھر نوع ہم
آپ کی تحریر کو قبول بھی کرلین کہ شان ابو طالب ہی مین یہ آیت نازل ہوئی تو اس آیہ سے نہ کہین کفر ثابت ہوتا ہو
نہ کسی طرح ذم بلکہ فضیلت اور رفعت مرتبت اور کامل الایمان محب رسول مقبول ہونا ثابت ہوتا ہو اور نص
صریح ہو اسکی وجہ ہم بیان کرینگے انشاء اللہ عنقریب ہم بیان کردینگے تا آپ کی دل نشینی ہوجائے لیکن حدیث صحیح
جو آپ نے سبب نزول بیان فرمائی وہ آپ کے حصول مطلب کے منافی ہو **قولہ** حدیث۔ اول صحیح حدیث مین
ہو جب حضور اقدس سید المرسلین نے ابو طالب سے مرتے وقت کلمہ پڑھنے
کو ارشاد فرمایا تو انہون نے صاف انکار کیا اور کہا مجھے قریش عیب لگائینگے کہ موت کی سختی سے گھبرا کر مسلمان ہوگیا ورنہ حضور
کی خوشی کردیتا اسپر رب العزت تبارک و تعالی نے یہ آیۂ کریمہ اتاری یعنی اے حبیب تم اسکا غم نہ کرو تم اپنا منصب
تبلیغ ادا کرچکے ہدایت دینا اور دل مین نور ایمان پیدا کرنا یہ تمہارا فعل نہین اللہ عز وجل کے اختیار مین ہو اور اسے
خوب معلوم ہو کہ کسے یہ دولت دیگا کسے محروم رکھیگا صحیح مسلم شریف کتاب الایمان و جامع ترمذی کتاب التفسیر مین
سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہو قال قال رسول اللہ وزاد مسلم فی اخری عند الموت قل لا الہ الا اللہ اشہد
لک بہا یوم القیامۃ قال لولا ان تعیرنی قریش یقولون انما حملہ علی ذلک الجزع لاقررت عینک
فانزل اللہ عز وجل انک لاتہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء معالم و مدارک و بیضاوی
و ارشاد العقل السلیم و خازن و فتوحات الٰہیہ وغیرہا تفاسیر مین اسی حدیث کا حاصل اس آیت کے نیچے ذکر کیا
اقول اولا حدیث اول لکھ کر جو آپ نے عبارت رقم فرمائی ہو کہ جب آنحضرت نے کلمہ پڑھنے کو ارشاد فرمایا
تو جناب ابو طالب نے صاف انکار کیا پھر آپ صحیح مسلم اور ترمذی سے حدیث نقل کرکے فرماتے ہین کہ اس حدیث کا
حاصل یعنی انکار کرنا ابو طالب کا نیچے اس آیت کے ذکر کیا اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ مفسرین تو تحت آیت
حاصل اس حدیث کا ذکر فرماتے ہین کہ ابو طالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے صاف انکار کیا اور پھر انھین مفسرین مین سے

تفسیر کبیر جز ۶ صفحہ ۲۱۱ مطبوعہ مصر

سورۂ بقر کی ابتدا مین آیات الذین کفروا سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون کی تفسیر مین
جو کچھ رقم فرماتے ہین وہ بھی نظر اقدس سے گذرا ہی یا نہین صاحب معالم نے الکفر علی اربعۃ انحاء لکھکر
کفر وعناد کی تعریف مین ھو ان یعرف اللہ بقلبہ و یقر بلسانہ ولا یدین بہ ککفر ابی طالب رقم فرمایا
ہی جسکو ہم بیان کفر مین بخوبی بیان کر آئے ہین ایک مقام پر مفسرین نے اعتراف کیا اقرار ابوطالب کا
اور تمثیلاً اُنکے اشعار کا اعلان فرمایا اور دوسرے مقام پر انکار ابوطالب حدیث صحیح سے ثابت فرمایا
اقرار وانکار آپس مین متضاد ہین مجتمع نہین ہوسکتے علی الخصوص وہ ہی مفسرین ایک مرتبہ اقرار کا اقرار کرین
اور وہ ہی مفسرین دوسری مرتبہ اقرار کا انکار کرین تو تفسیر حدیث کے مخالف ہی اور حدیث تفسیر سے
متضاد ھذا لشیء عجاب پس اگر مفسرین کا اعتراف کرنا اقرار ابوطالب پر صحیح ہی تو حدیث صحیح کی صحت
غائب ہوئی جاتی ہی اور اگر حدیث صحیح کی صحت کا یقین کیا جاتا ہی تو مفسرین کا قول پایۂ اعتبار سے ساقط
ہوا جاتا ہی اب آپ کو اختیار ہی یا حدیث صحیح کی صحت کو قبول فرمایئے اور اجماع مفسرین سے دست بردار
ہو جایئے یا اجماع مفسرین کا اقرار فرماکر صحیح حدیث کی صحت سے انکار فرمایئے بہتر تو یہ ہی اذا تعارضا تساقطا پر عمل فرمایئے اور دونون سے ہاتھ اُٹھایئے اور راہ راست پر آیئے ورنہ پھر آپ کو آیات واحادیث
متواترۂ متظافرہ ڈھونڈھنا پڑینگی اور مثل عنقا کہین پتہ نہ لگے گا ثانیاً اجماع مفسرین کو ہم تسلیم بھی کرین
کہ یہ آیت خاص ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی تو بھی منافی ایمان جناب ابوطالب نہین ہوسکتی بلکہ بوجوہات
چند دلالت کرتی ہے تکمیل ایمان جناب ابوطالب پر اور اُنکے ناجی ہونے پر اسواسطے کہ آیت مین کسی
مقام پر نہ کافرین کا ذکر ہی نہ منکرین کا بلکہ مہتدین کا ذکر ہی اور ہدایت کے دو معنی ہین ایک ہدایۃ الطریق ای
آراءۃ الطریق الموصل الی المطلوب اور دوسرے الایصال الی المطلوب اور یہ ہی معنی شیخ عبد الحق دہلوی
نے تکملۃ الایمان مین رقم فرمائے ہین باین عبارت کہ ہدایت دو معنی دارد راہ راست نمودن و براہ راست بردن
و بمقصد رسانیدن واین معنی دوم مخصوص بجناب کبریای الٰہی ست از دیگر نیاید و ہدایت بمعنی اول قرآن رسول
را ثابت باشد کہ بیان طریق مستقیم می کنند و راہ راست می نمایند ولیکن براہ راست بردن و بمقصد رسانیدن از
خدا است پس انک لا تہدی من احببت کے معنی یہ ہوے کہ تحقیق کہ تو اے محمد ہدایت نہین کر سکتا یعنی مقصد
کو نہین پہونچا سکتا تیرا کام راہ نمائی ہی نہ بمقصد رسانی من احببت جسکو دوست رکھتا ہی تو راہ نمائی کرتا ہی
مگر مقصد تک نہین پہونچا سکتا ولکن اللہ یہدی من یشاء لیکن اللہ مقصد تک پہونچا دیتا ہی جسکو چاہتا
ہی وھو اعلم بالمہتدین اور اللہ دانا تر ہی مہتدین کے حال سے نہ کہین ضالین کا ذکر ہی نہ مشرکین کا پس
ابوطالب کا مہتدین سے ہونا ثابت ہوتا ہی اور مولوی عبد الحی لکھنوی نے ہدایت کے معنی حاشیہ ملا جلال پر
بعد بیان کرنے اختلافات کے اور نقض بعض آیات کے رقم فرمایا ہی ان الاراءۃ وان صدرت عنک
بحسب الظاہر لکنہا غیر صادرۃ منک حقیقۃ لخروج اثر ھذا الفعل عن طوق البشر علی طبق قولہ

تعالیٰ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اذ الرمی الی الکفار وان صدر عنہ حسا لکنہ سبحانہ نفی
عنہ باعتبار عدم اقتدارہ علی ترتیب اثرہ فالمنفی ہو الارادۃ المقدورۃ لا الارادۃ الظاہرۃ التی ہی
شان الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام فلا نقض للمعنی الاول بالایۃ الثانیۃ یعنی انک لا
تہدی من احببت الخ ترجمہ تحقیق کہ ارادۃ اگرچہ صادر ہو تجھ سے بحسب ظاہر لیکن غیر صادر ہی تجھ سے حقیقۃً
واسطے خارج ہونے اثر فعل کے طاقت بشر سے موافق قول اللہ تعالیٰ کے اور نہیں پھینکا تو نے جسوقت
پھینکا تو نے ولیکن اللہ نے پھینکا اسلیے کہ پھینکنا طرف کفار کے اگرچہ صادر ہوا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے دیکھنے میں لیکن نفی کی خدا نے اُس سے عدم قدرت کے اعتبار پر اسکے اثر کی ترتیب پر پس منفی وہ ارادۃ
مقدورۂ خدا ہی نہ ارادۃ ظاہرہ جو شان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی پس نہیں نقض واسطے معنی اول کے
ساتھ آیت ثانیہ کے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ ابو طالب کو تصدیق قلبی جو اصل ایمان ہی موافق مذہب حنفیہ کے
حاصل تھی اور اقرار لسانی حضرت ابو طالب کا اُنکے قصائد اور اشعار سے ظاہر ہی کہ آجتک پکار پکار کر
خبر دے رہا ہی کہ اسکا نام تصدیق لسانی ہی جب اشعار کو مفسرین ممدوحین نے مثل صاحب معالم التنزیل
وغیرہ کے بیان کیا ہی اور تصدیق جنانی اور اقرار لسانی کا ثبوت دیا ہی پس حق سبحانہ تعالیٰ عالم ما فی الضمیر ہی
اُسنے اپنے حبیب کو خبر دی کہ اے حبیب جس کام پر تم مامور تھے یعنی اِمارۃ الطریق وہ تم کر چکے تم رنجیدہ نہ ہونا
اللہ عالم بالمہتدین ہی یعنی ابو طالب مہتدین میں ہیں اُنکو ہدایت دے چکا ہوں یعنی ایصال الی المطلوب میرا
کام ہی میں کر چکا ہوں اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جب حبیب رنجیدہ ہوتا ہی تو حبیب کا حبیب دلاسا تشفی دیتا ہی
کہ اُسکا رنج مبدل بخوشی ہو جاوے پس حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو رنجیدہ دیکھکر خوشخبری دی کہ
جس شخص کے لیے تم دوست رکھتے ہو کہ صراط المستقیم کی راہنمائی کرو اُسے میں نے مقصود تک پہونچا دیا
یعنی صراط مستقیم تک اور اگر معنی آپ کے مذاق کے تصور کیا جاوے کہ حبیب رب العالمین تو دوست
رکھتے تھے کہ ابو طالب ایمان لاویں اور حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری اور اُس سے یہ مراد لیں کہ اے حبیب
تم اسکا غم نکرو ابو طالب کبھی ایمان نہ لاوینگے بلکہ کافر رہینگے تو غم آنحضرت کا زیادہ ہوتا یا کم کہ ابو طالب نے
بالفرض لا الہ الا اللہ کہنے سے عذر کیا اور جناب رسالت مآبؐ نے بھی فرمایا قل یا عم لا الہ الا اللہ مگر کسی طرح
ثابت نہیں ہو سکتا کہ حضرت مایوس ہو گئے ایمان ابو طالبؑ سے اسواسطے کہ ومن یقنط من رحمۃ ربہ
الا الضالون یعنی کون شخص نا امید ہو سکتا ہی رحمت سے اپنے پروردگار کی مگر جو لوگ کہ گمراہ ہیں جنھوں نے
خدا کو نہیں پہچانا بلکہ یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہی کہ آنحضرتؐ جب اپنا منصب تبلیغ ادا کر چکے اور دیکھا
کہ ابو طالبؑ نے وہ کلمہ نہ کہا تو فوراً حق تعالیٰ نے اپنے حبیب کو خوشخبری دی کہ تم رنجیدہ نہ ہو تا اس امر سے کہ
تبلیغ رسالت میں تم سے کمی ہوئی بلکہ تم نے اپنا منصب ادا کیا اگرچہ ابو طالبؑ نے ابھی عذر کیا ہی مگر وہ مہتدین
میں سے ہی اُسے ہم ہدایت دے چکے ہیں اور یہ مقولہ تو مشہور و معروف ہی کہ حبیب کا حبیب حبیب ہوتا ہی

ابوطالب حبیب خدا کے حبیب تھے اور محبت ابوطالبؑ کی بہ نسبت جناب رسول خدا کے مشہور اور سیر و تواریخ
مین مسطور ہی مگر محبت رسولؐ خدا کی ابوطالب سے خود حق تعالی نے ظاہر فرما دی اور یہ بھی کلام ناطق مین
وارد ہوا ہی کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور حدیث رسول بھی موجود ہی کہ من احبنی فقد احب اللہ
ابوطالب تو رسولؐ خدا کے حبیب تھے کیونکر خدا کے حبیب نہ ہوتے اور جب حبیب خدا کے حبیب قرار پائے
تو ان سے زیادہ کون صاحب ایمان ہو سکتا ہی حاصل یہ ہی حق تعالی نے خبر دی اپنے حبیب کو کہ تمھارا
حبیب میرا حبیب ہی تم مشقت نہ کرو مین ایصال الی المطلوب کر چکا ہون تم پر بھی ظاہر ہو جائیگا چنانچہ ایسا
ہی ہوا کہ قریب وفات جناب ابوطالب حضرت عباس نے خبر دی کہ یا حضرت آپ کے عم نے وہ کلمہ کہا جسکا
آپ حکم فرماتے تھے ثانیًا حق سبحانہ تعالی اپنی کتاب عزیز مین فرماتا ہی[له] لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم
الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہی[عه] یا ایہا الذین امنوا لا تتخذ والکافرین
اولیاء من دون المومنین اتریدون ان تجعلو اللہ علیکم سلطانا مبینا تیسرے مقام پر فرماتا ہی[سه]
یا ایہا الذین امنوا لا تتخذ والیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ
منہم نہین پائیگا تو کسی قوم کو کہ ایمان لائی ہو خدا پر اور روز قیامت پر دوست رکھنے والی اُس شخص کو
کہ جو مقابلہ کرتا ہی خدا اور اُسکے رسولؐ سے ای لوگو جو ایمان لائے ہو نہ پکڑو کافرون کو دوست سوا مومنین
کے آیا تم چاہتے ہو یہ کہ کردو تم واسطے اللہ کے اوپر تمھارے غلبۂ ظاہر یعنی الزام خدا تم پر اور فرمایا خدا
نے جو دوست رکھیگا اُنکو تم مین سے پس تحقیق وہ اُنھین مین سے ہی پھر کس طرح ممکن ہی کہ رسولؐ برحق دوست
رکھتے اپنے چچا کافر کو بلکہ آیۂ انک لا تہدی من احببت دلالت کرتی ہی فضل و علو مرتبت ابوطالب خصوصًا
ایمان و ہدایت مین اسوجہ سے کہ ابوطالب کو ہدایت حاصل ہوئی اللہ کی طرف سے کہ سوائے خدا کے کسی سے
ہدایت حاصل نہین کی حق تعالی خود متولی ہدایت ابوطالب ہوا باین تقدیر حاصل آیۂ شریفہ یہ ہی کہ ابوطالب
ایسے ہین تو ای محمدؐ اُنکو دوست رکھتا ہی اور بذاتہ اُنکو ہدایت نہین کرتا بلکہ اللہ متولی ہدایت ابوطالب ہوا
ہی اور پہلے ہی سے اُنکو ہدایت ہو چکی ہی اور اللہ مہتدین کے حال سے واقف ہی اور ایسی ہدایت مخصوص ہی
انبیا اور اوصیا اور اولیاء اللہ کو اور جب یہ معنی مراد لین تو معصومیت آنحضرت کی محفوظ رہتی ہی اور متکلمین بھی
انکی نہین شامل بھی نہین ہوتے اور دوست رکھنا اپنے چچا ابوطالب کا کہ جسکا اظہار حق تعالی نے فرما دیا کوئی
نقصان آنحضرت کے مرتبۂ رسالت کو بھی نہین پہونچاتا اور مومن ہونا اور سابق الہدایۃ من اللہ ہونا ابوطالب
کا ثابت ہوتا ہی **رابعًا** یہ تو ثابت ہی کہ موحدین اہل فترت داخل جنت ہونگے معذب نہونگے مگر موحدین
اہل فترت کو باوجود اس امر کے کہ انبیا اور مرسلین سابقین کے قائل مگر پیغمبر زمان کے منکر ہونے کی وجہ سے
حق تعالی عذاب کریگا اور حق تعالی نے اُنکو کفار مین شامل کیا ہی اس سبب سے کہ میرے اس رسول کی تصدیق
نہین کرتے اگرچہ میری توحید اور انبیائے سابقین کی تصدیق کرتے ہین سبحان اللہ حق تعالی تو اپنے نبیؐ

[له] قد سمع اللہ [illegible]
[عه] [illegible]
[سه] [illegible]
[illegible]

اور رسولون کا بہ حفظ مراتب کرے اور اُن منکرین کو جہنم واصل کرے اور خالدین فیہا فرمائے کہ ہمیشہ
آگ مین جلتے رہین گے مگر وہ انبیا اور رسول اپنے خالق اور رب کا کچھ پاس و لحاظ نہ کرین اور دشمنان خدا
یعنی کفار و مشرکین کو دوست رکھین خصوصاً ہمارے پیغمبر کہ حبیب اکرم العالمین ہین اور کفار کو دوست رکھین
کہ جو دشمن خدا ہون باوجود نہی فرمانے حق سبحانہ تعالی کے یہ ممکن نہین اور دوست رکھنا رسول خدا صلعم کا
ابوطالب کو خود حق تعالی نے فرمادیا پس جناب رسالت مآبؐ ابوطالب کو دوست رکھتے تھے بسبب اُنکے
کمال ایمان کے وہ کافر ہو سکتے ہی نہین خامساً برزنجی اور زینی اسکا جواب اس طرح رقم فرماتے ہین
پس اگر مان لین ہم کہ آیت جناب ابوطالبؑ کی شان مین نازل ہوئی ہو پس تحقیق وہ مان لینا نہین منع کرتا
ایمان لانے سے ابی طالبؑ کے اور جز این نیست کہ دلالت کرتی ہو یہ آیت کہ تحقیق تو اے محمدؐ نہین ہدایت
کر سکتا ہو تو اُسکو ولیکن خدا ہدایت کر سکتا ہو جسے چاہے پس برزنجی فرماتے ہین فنقول پس ہم کہتے ہین
کہ تحقیق کہ خدا نے ہدایت دی ہو اُنکو اپنی مہربانی سے اور قبل اسکے مذکور ہوا کہ تحقیق کہ حضرت عباسؓ نے
خبر دی پیغمبرؐ کو کہ تحقیق ابی طالبؑ نے گواہی دی یعنی کلمہ شہادت پڑھا اگرچہ جواب دیا آنحضرتؐ نے اُنکو کہ
مین نے نہین سنا پس جز این نیست کہ کہا آنحضرتؐ نے واسطے عباس کے وہ ظاہر حال پر نظر کرکے اور فرمانا
آنحضرتؐ کا کہ نہ سنا مین نے مانع نہین ہو ابوطالب کے ایمان لانے کو اسلیے کہ تحقیق کہ اللہ نے خبر دی پیغمبرؐ کو
اُنکے ایمان لانے پر بعد اُسکے اور اسی واسطے فرمایا آنحضرتؐ نے بعد ابوطالبؑ کی موت کے عباسؓ کے
جواب مین کل بہتری کی امید رکھتا ہون مین واسطے ابوطالب کے اپنے رب سے روایت کیا ہو اُسکو طبقات
مین اور آنکی امید واجب الحصول ہو پس نہین امید رکھتے آنحضرت کل چیز کی مگر واسطے مومن کے اور نہین
جائز ہو یہ کہ مراد لی جائے اس سے تخفیف ایک جز عذاب کی پس تحقیق کہ وہ نہین خیر بذاتہ چہ جائیکہ ہو وہ کل
خیر اور جز این نیست کہ تخفیف عذاب تخفیف شر کی ہو اور بعض شر اہون ہو بعض سے اور حصول کل خیر کا
جز این نیست کہ ہوتا ہو ساتھ داخل ہونے جنت کے فلو سلمنا فانہ لا یمتنع من ایمانہ وانما دلت
علی انہ لا تہدی بہ ولکن اللہ یہدی من یشاء فنقول ان اللہ قد ہداہ بلطفہ وتقدم ان
العباس خبر النبیؐ بانہ اتی بالشہادۃ وان قال لہ لم اسمعہ فانما قال لہ ذلک نظرا الی ظاہر
الحال وذلک لا یمتنع لان اللہ اطلعہ علی ایمانہ بعدہ ولذلک قال بعد موتہ فی جواب
العباس کل الخیر ارجو لہ من ربی ورواہ فی الطبقات ورجاءہ محقق فلا یرجو کل الخیر الا المومن
ولا یجوز ان یراد بہذا تخفیف جزء من العذاب فانہ لیس خیرا بذاتہ فضلا عن ان یکون
کل الخیر وانما تخفیف العذاب تخفیف الشر وبعض الشر اہون من بعض وحصول کل الخیر
انما یکون بدخول الجنۃ انتہی یعنی اگر تسلیم کر لین ہم کہ یہ آیت شان مین ابوطالبؑ کے نازل ہوئی ہو
پس یہ آیت منع نہین کرتی ہو ایمان لانے کو ابوطالب کے بلکہ دلالت کرتی ہو اس بات پر کہ تو اے محمدؐ ہدایت

حاشیہ
خامساً احقاق الحق شوشتری در جواب دقائق فضل بن روزبہان
علوی امام نسائی جناب سید ابو القاسم لاہوری صاحب جواب ثالث برزنجی ۱۲

نہین کر سکتا لیکن خدا اُسکو ہدایت کر سکتا ہی اور اللہ دانا تر ہی ہدایت پانے والون سے پس حق تعالی نے آخر وقت فرمایا
کہ او یا ہدایت کو کہ زبان سے بھی تلفظ کیا کلمہ کا تھا نہ اور قول آنحضرت کا جواب عباس مین لما سمعہ یتلفظ
ظاہر حال تھا کہ پیغمبر نے اپنے کان سے تلفظ اُس کلمہ کا نہ سنا تھا کہ اور سے شہادت باستماع خود عبد اللہ کی یعنی
پس خالق ہی اور نے اطلاع اُس سے بخشی کہ انک لا تھدی من احببت اسی سبب سے پیغمبر خدا نے عباس
کے جواب مین فرمایا کل الخیر ارجولہ من ربی اور یہی مروی ہی طبقات مین اور رجا سے نبی محقق واجب الحصول
ہی بغیر تاخیر کے پس آنحضرت کی امید حق تعالی سے کل خیر کی نہین ہو سکتی مگر خاص واسطے مومن مخلص کے اسواسطے
کہ کافر مستحق نہین ہی مگر عذاب کا اور یہ گمان کرنا لوگون کا کہ استغفار نبی باعث تخفیف عذاب کا ہوئی یہ جہت
باطل ہی اسواسطے کہ تخفیف عذاب سے مراد تخفیف جزئی ہی پس ایک جزو عذاب اگر باطل کردیا جائے تو آخر اور
حد عذاب سے خارج نہین ہوتا اس تخفیف کا نام خیر تو ہو سکتا نہین کل الخیر کیسا تخفیف عذاب تخفیف بعض شر
کی ہی کہ بعض شرا ہون من البعض ہوتے ہین پس حصول کل خیر ممکن نہین مگر ساتھ نجات پانے کل مضرات کے اور
داخل ہونے جنت کے سادساً احمد بن زینی دحلان سنی المطالب مین رقم فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا وقت وفات
ابوطالب کے پاس تشریف لے گئے وہان ابوجہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ مخزومی بھی موجود تھے فقال رسول اللہ
نعمہ قل لا الہ الا اللہ الخ یعنی حضرت نے فرمایا کہ چچا تم فقط لا الہ الا اللہ کہدو کہ مین خدا کے سامنے گواہی
دون اور حجت گردانون اُسے تو ابوجہل و عبد اللہ بن ابی امیہ بولے کہ ای ابوطالب کیا تم عبد المطلب کی
ملت سے پھرتے ہو اور یہی کہے چلے گئے یہان تک کہ ابوطالب نے تنگ آکر اُن سے گفتگو کرنے مین آخری
بات اپنی زبان سے یہی نکالی کہ مین ملت عبد المطلب پر ثابت قدم ہون اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار
کر دیا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ جب ابوطالب نے دیکھا کہ پیغمبر خدا بہت اصرار کرتے ہین تو کہا کہ ای
بہان عم اگر مجھے قریش سے تیرے بارے مین خیال و خوف نہ ہوتا تو مین یہ کلمہ کہہ دیتا اور ایک روایت مین یون
وارد ہوا کہ بسبب ننگ و عار و ملامت قریش کے نہین کہتا کہ وہ لوگ طعنہ زن ہونگے ورنہ آپ کی تسکین
اس کہنے سے روشن کر دیتا احمد زینی لکھتے ہین کہ اس مین تو کلام ہی نہین ہی کہ اُنکا عذر اقرار شہادتین نہ کرنے
مین ایمان کو اُنکے کوئی ضرر پہونچاتا ہی نہین اور یہ جو زینی نے رقم فرمایا مؤید اُسکے وہ روایات صحیحہ ہین
جو ہم بحث کفر و ایمان مین بیان کر آئے ہین اور جلد اول مسلم مین عثمان بن عفان سے بھی منقول ہی قال قال
رسول اللہ من مات وھو یعلم انہ لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی فرمایا رسول خدا نے کہ جو مر جائے اور یہ
جانتا ہو یعنی مفہوم لا الہ الا اللہ کو تو داخل جنت ہوگا بعد اسکے زینی لکھتے ہین کہ کیا یہ ممکن نہین ہی کہ ابوجہل و عبد اللہ
ابن امیہ کے سامنے حضرت ابوطالب نے محض اس لالچ سے انکار کیا ہو کہ حفاظت نبی مین خلل نہ آئے اور بعد
میرے مر جانے کے آنحضرت کو کوئی آزار نہ پہونچا سکے اُنھین خوب معلوم تھا کہ قریش کے دلون مین قدر و منزلت
بعد وفات بھی اُسی صورت مین رہ سکتی ہی جب وہ لوگ جانے کہ وہ ہمارے دین پر ثابت قدم رہا اسی جہت

تنفر ہو ۔ باعث ممکن ہے کہ نبی کو آزار پہونچے اگر ابوطالب کا قصد یہی تھا تو انکو معذور سمجھا جائے اور بیشک
یہ جواب انھیں دیا تھا بسبب انکی خاطر کے طور پر تھا کہ انھیں نفرت نہ پیدا ہو اور خدشہ یہ بھی لگا ہوا تھا کہ بعد
میری وفات کے آنحضرت کو آزار پہونچے انتہی اور مسلم نے جو زیادہ کیا ہے عند الموت تو یہ سب واقعہ عند الموت
ہوئے اور آخر ما کلمہم بہ جو روایات مین وارد ہوا ہے یعنی آخر بات اُن سے یعنی ابوجہل و اُمکے ساتھیون سے
کہی تھی وہ وہی تھی یعنی علی ملت عبد المطلب مگر آخر ما تکلم بہ نہین ہے کہ آخر کلمہ جو اُنکی زبان سے نکلا وہ وہی
تھا بلکہ آخر کلمہ جو نکلا وہ لا الہ الا اللہ تھا بموجب قول عباس سے ثابت ہے اس بحث کو انشاء اللہ بالتفصیل ہم آگے
بھی بیان کرینگے جن مقامون پر آپ نے تعارض کیا ہے فقط سا لیتا حضرت ابوطالب از آنحضرت کی
خورد سنی سے پرورش و تربیت مین مصروف تھے جیسا کہ آپ بھی معترف ہین اور آپ کا اعتراف کیا بلکہ تمام
کتب تواریخ و سیر و احادیث بلکہ تمام امت کا اجماع ہے کہ ابوطالب نے آنحضرت کی پرورش و تربیت اور
حمایت و نصرت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اپنے فرزندون سے زیادہ حضرت کو دوست رکھتے تھے
اور تا حیات آنحضرت سے جدا نہین ہوے پس کون مانع تھا کہ جناب رسالت مآب نے ابتدا سے وقت
موت تک ابوطالب کو ہدایت ایمان کی نہ فرمائی حالانکہ حق تعالی نے وانذر عشیرتک الاقربین فرما دیا
چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسالت مآب نے بنی ہاشم وغیرہ کو جمع کیا باختلاف روایات چالیس
یا پینتالیس شخص مردون میں سے تھے اور وہ تعداد بین تھے اور طعام قلیل تھا بقول علی بن ابی طالب علیہ السلام
جو معارج النبوۃ رکن سوم باب اول فصل چہارم مین موجود ہے فرمایا علی بن ابی طالب نے کہ قسم ہے خدا کی
کہ جان علی کی اُسکے قبضہ قدرت مین ہے اسقدر وہ مقدار طعام کی تھی کہ ایک شخص اُسکو کھا لیتا اور اسی قدر
دودھ بھی تھا آنحضرت نے ایک پارچہ گوشت اُس مین سے اُٹھا کر کچھ تھوڑا سا تناول فرمایا اور اُس مین رکھدیا
اور فرمایا [illegible] بسم اللہ تعالی بعد ہ تمام مہمانون نے اُس طعام کو کھایا اور سب سیر ہوگئے بعد الفراغ
طعام آنحضرت نے چاہا کہ کچھ فرماوین کہ ابولہب نے کلام مین مبادرت کی اور کہا کہ یہ سحر محمدی ہے الغرض سب کو
اُس لعین نے متفرق کر دیا آنحضرت بہت آزردہ ہوے پھر دوسرے روز اُسی طرح سب کو جمع کیا اور اُسی
مقدار قلیل مین سب کو کھلا دیا کہ وہ سب سیر ہوگئے پھر آنحضرت نے آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کی تلاوت
فرمائی اور کلمات ہدایت فرما کر فرمایا انا ادعوکم الی کلمتین فقام علی بن ابی طالب وقال انا یا رسول اللہ
اور بروایت جعفر ابن عبد اللہ قبل از امیر المومنین علی حضرت ابوطالب نے جواب مین مبادرت کی اور کہا کہ اے محمد
مجکو کوئی امر زیادہ تیری اعانت سے محبوب نہین ہے اور نیز اس صحبت مین واسطے قبول کے آئے ہین اور یہ سب
ابنائے پدری تیرے ہین اور مین ایک اُنمین کا ہون اگر تیرے قول کو قبول اور تیرے احکام رسالت کو تسلیم
کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون اور اگر انکار کرین تو مین دین عبد المطلب پر ہون اور تو جس امر پر مبعوث
اور مامور ہوا ہے قیام کر اور افشائے ملت اور ابلاغ رسالت کو روز بروز ترقی دے واللہ جب تک مین زندہ

فصل چہارم باب اول رکن سوم کتاب معارج النبوۃ صفحہ ۳۲۲

رہونگا تیری محافظت کرونگا اور تیری حمایت مین اپنی جان نثار کرونگا اس طولانی تقریر کا ماحصل یہ ہی کہ
جناب رسالتمآب کو قول جناب ابوطالب سے ثابت ہو چکا تھا کہ اُنھون نے فرمایا کہ مین ایمان یا اعلان
لانے کو موجود ہون اور سب پر سبقت کرتا ہون بشرطیکہ یہ سب قبول کرین ورنہ مین دین عبد المطلب پر
ہون اب آپ یہان یہ فرما دیجئے کہ ابوطالب کا انکار کرنا یہان بھی ثابت ہوتا ہی مگر یہ کہنا آپکا مطابق فہم
اُنھین لوگون کے ہوگا جو ابوطالب کے ساتھ اسی مجلس مین شریک تھے اور تا دم مرگ بعض اُن مین کے بحالت کفر
مین فی النار ہوگئے ورنہ جناب ابوطالب کا فرمانا کہ اس صحبت مین واسطے قبول کے آئے ہین اگرچہ یہ نسبت
سب کے ہی مگر قائل اس قول کا کون ہی جناب ابوطالب ہین اور یہ بھی ثابت ہی کہ اُن مین سے کوئی اس نیت
سے نہ آیا تھا بلکہ جس نیت سے جناب ابوطالب تشریف لائے تھے اُسکا اُنھون نے اظہار فرمایا کہ شاید
اُن مین سے کوئی میرے قول کی تصدیق کرے اور کہے کہ ہم بھی اسی نیت سے آئے ہین پھر فرمایا اگر میرے
قول کو قبول کرین اور تیرے احکام رسالت کو تسلیم کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون ورنہ مین دین عبد
المطلب پر ہون یا حضرت توجہ فرمایئے کہ ابوطالب نے آنحضرت کی رسالت کا بھی اعلان کر دیا کہ یہ رسول
ہین اور خود اقرار کرنا بھی ثابت ہو گیا اور یہ قول جناب ابوطالب کا کہ اگر یہ سب قبول کرین تو مین سب پر
سبقت کرتا ہون ظاہر اس مین بھی شرط سب کے قبول کرنے کی ہی مگر سبقت کا وجود معدوم ہوا جاتا ہی کہ
جب سب نے قبول کر لیا تو پھر سبقت کیسی بلکہ مراد ابوطالب کی یہ تھی کہ اُن مین سے کوئی بھی قبول کریگا
اگرچہ اس وقت قبول نہ کرین تو میرا سابق الاسلام ہونا سب پر صادق آجائیگا پس جناب ابوطالب نے
اپنی نیت اُس صحبت مین آنے کی اور اقرار رسالت اور سب پر سابق الاسلام ہونا ثابت کر دیا اور اگر بفرض
محال قبول کر لیا جائے کہ ابوطالب نہ قبول کرنے کے قصد سے آئے تھے نہ آپ نے اقرار رسالت کیا نہ
اعلان رسالت کیا نہ سبقت کی مگر رجحان طبع تو آپ کا آنحضرت پر ثابت ہو گیا پھر اُس وقت سے تا عند
الموت کہ ایک مدت دراز گذر گئی ابوطالب کے تاخیر فرمانے کا کیا سبب کیا کوئی وقت ایسا نہ ملا آنحضرت کو کہ فرماتے
کہ قل یا عم لا الہ الا اللہ بلکہ ابوطالب موحدین اور اوصیاء انبیا یا النفسہ نبی تھے اور جناب رسالتمآب کی
رسالت کو قبول فرما چکے تھے اور سابق الاسلامی اپنی مجمع عام مین ظاہر فرما چکے تھے ابوطالب مربی اور رازدار آنحضرت
کے تھے اور آنحضرت بھی کمال ایمان ابوطالب سے واقف تھے اور کیا یہ ممکن نہین ہی کہ جن وجہون سے ابوطالب
نے اخفا فرمایا تھا اُنھین سببون سے پیغمبر برحق کو بھی مخفی رکھنا ایمان ابوطالب کا منظور ہو کہ ایمان حضرت عباس
کو بھی آنحضرت نے تا بہ جنگ بدر اسقدر مخفی رہنے دیا کہ اصحاب مین سے بھی کوئی واقف نہ ہوا تھا یہان بھی
ایسا ہی تصور کرنا چاہیے کہ آنحضرت بخوبی واقف تھے کہ اگر ابوجہل وغیرہ کفار قریش پر ثابت ہو گیا کہ ابوطالب
نے ایمان کو قبول کر لیا ہی اور مسلم ہو کر ترک ملت کفر کر کے وفات فرمائی تو اُن سب کے نزدیک قدر و منزلت
ابوطالب کے کلام کی باقی نہ رہیگی اور پاس و لحاظ وصایاے ابوطالب کا باقی نہ رہیگا اور سب کفار یکایک

مجھپر نزع کرینگے اور مصائب عظیم کا سامنا ہوگا اس سبب سے مجمع کفار مین عند الموت فرمایا قل یاعم لا اله
الا الله کہ ابو طالب تو راز دان مصطفوی تھے سمجھ گئے کہ میرے ایمان اور اسلام سے تو جناب ختمی مآب واقف
ہین اسوقت جو ایسا سوال فرمایا ہو مصلحت ہو فورًا ابو طالب نے جواب مین فرمایا یا ابن اخی قد علمت انك
صادق ولکنی اکره ان یقال جزع عند الموت ولولا ان یکون علیك وعلی بنی ابیك ذلت عضاضة
ومسبة بعدی لقلتها ولا قررت بها عینك عند الفراق لما اری من شدة وجدك ونصحك
ولکنی سوف اموت علی ملة الاشیاخ عبد المطلب وهاشم وعبد مناف ۔ الا انکه عند الموت تو ابو طالب
اپنے مراتب کا مشاہدہ فرماتے ہوگے اور یہی سبب ہی کہ آخر ما کلمہ لا اله الا الله ہوا جسکو حضرت عباس
نے ظاہر فرمایا اگرچہ اسکو بھی آنحضرت نے لم اسمع فرماکر سکوت کیا ورنہ عند الموت دعوت اسلام وایمان
فرمانا آنحضرت کا اور انکار کرنا ابو طالب کا دونون امر محالات سے ہین تکملۃ الایمان شیخ عبد الحق دہلوی کو ذرا کھول
ملاحظہ تو فرمائیے کہ کیا رقم فرماتے ہین عبارت تکملہ کی بجروفہا یہ ہی ایمان الیاس غیر مقبول یاس در لغت
بمعنی شدت وعذاب آید ومراد درینجا سکرات موت ومعائنہ احوال آخرت است کہ در وقت حضور موت حاصل
گردد ودر اخبار آمده است کہ ہر یکی در وقت موت جای خود را می بیند مومن در بہشت وکافر در دوزخ پس چون
کافر درین حالت ایمان آرد ایمان وی معتبر نباشد چہ ایمان باید کہ بغیبت وباختیار وقصد امتثال امر مولی وبجا
آوردن حکم صاحب واطاعت فرمان وی تعالی باشد وایمان درین حالت ایمان بغیبت وباختیار نبود اضطراری
بود چنانچہ روز قیامت تمامی کافران فریاد برآرند کہ ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل صالحا انا موقنون
خداوندا دیدۂ ما بینا شد وگوش ما شنوا گشت وبیقین دانستیم کہ آنچہ پیغمبران تو خبر داده بودند وکتابہای تو بدان
ناطق بود حق است ما را بدنیا باز فرست تا عمل صالح کنیم ومستحق ثواب شویم این ایمان واقرار واعتراف بحق در آن
وقت فائده ندارد وتمام اہل حق از اول تا آخر اتفاق دارند کہ ایمان یاس مقبول نیست ودر حدیث آمده است
ان الله یقبل توبة العبد ما لم یغرغر غرغره کنایه از حالت موت وشدت سکرات ورسیدن روح در حلقوم
است ودر قرآن مجید می فرماید فلم یك ینفعهم ایمانهم لما رأوا بأسنا یعنی ایمان در ہنگام دیدن یاس وعذاب
الہی نفع نکند وجای دیگر می فرماید ولیست التوبة للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدهم
الموت قال انی تبت الآن ولا الذین یموتون وهم کفار نیست توبہ مر اوشان را کہ می کنند بدیہا تا آنکہ چون
در آید یکی از ایشان را موت بگوید بدرستی کہ من توبہ میکنم اکنون ونیست اوشان را توبہ کہ بمیرند واوشان کافران اند
الحاصل شاید کہ استدلال باین آیہ صحیح تر وصریح تر باشد چہ احتمال دارد کہ مراد برویت یاس در آیت سابقہ
مشاہدۂ علامات قیامت وطلوع شمس از مغرب باشد چنانچہ بعض مفسرین این آیہ کریمہ را بدین تفسیر کرده اند و
این آیۂ اخیر کہ ما برخواندیم صریح نداء می کند بعدم قبول توبہ وایمان در وقت حضور موت کما لا یخفی وبدانچہ از دلیل
ونصوص ذکر کردیم ظاہر شد کہ توبۂ معاصی نیز در حالت یاس وغرغره مقبول نباشد چنانچہ ایمان ومذہب اکثر

تکملۃ الایمان ...

از اشاعرہ و ماتریدیہ و علما و فقہا نیز ہمی رست و نزد بسیاری از علما توبۂ یاس مقبول است ولیکن ایمان یاس بالاتفاق و اجماع مقبول نیست جب بالاتفاق ثابت ہوا کہ ایمان وقت موت کا مقبول نہین ہی تو کس طرح ممکن ہی کہ ایسے وقت مین جسکو محدثین آخر ما کلمھم اور آخر ما تکلم سے خطاب کرین اسکو اُس وقت مین جناب رسالت مآب فرماتے کہ تم ایمان لاؤ اور ایسے وقت کا ایمان لانا کیا نفع دیتا کہ قصد امتثالی امر مولی و اطاعت فرمان وی تعالی دونون معدوم تھے پس اب جو فرمانا جناب رسالت مآب کا مجمع کفار مین عند الموت جناب ابو طالب کو تھا تو کسی مصلحت سے اور انکار حضرت ابو طالب بھی بمصلحت تھا ورنہ کیا ممکن ہی کہ ابو طالب کافر ہوتے اور اپنی جگہ دوزخ مین دیکھتے اور پھر انکار کرتے اور جگہ بھی وہ جگہ کہ عموماً کفار ربنا ابصرنا وسمعنا فارجعنا نعمل کہینگے ابو طالب اُس مقام کو مشاہدہ کرین اور انکار کرین ایمان سے پس بالضرور ثابت ہوتا ہی کہ انکار جناب ابو طالب کا بمصلحت تھا اور سوال جناب رسالت مآب بھی بمصلحت لیجیے حدیث صحیح کی صحت بھی باقی رہتی ہی اور اسلام و ایمان جناب ابو طالب بھی ثابت کہ مابین حبیب و محبوب کلمات راز واقع ہوے اور جب طرفین سے محبوبیت ثابت ہوئی تو طرفین حبیب خدا قرار پائے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب حبیب خدا تھے اور ابو طالب حبیب رسول تو بالضرور ابو طالب بھی حبیب خدا ہوے اُنکے مومن ہونے مین کسی طرح کا شک و شبہہ باقی نہین رہتا وما علینا الا البلاغ آیۃ ثانیہ قال جل جلالہ ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لھم انھم اصحاب الجحیم روا نہین نبی اور ایمان والون کو کہ استغفار کرین مشرکون کے لیے اگرچہ وہ قرابت والے ہون بعد اسکے کہ اُنپر ظاہر ہو چکا کہ وہ بھڑکتی آگ مین جانے والے ہین یہ آیۂ کریمہ بھی ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی تفسیر امام نسفی مین ہی ھو علیہ الصلوۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ما کان للنبی جلالین مین بھی نزل فی استغفارہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعمہ ابی طالب امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین قال الواحدی سمعت ابا عثمان الحیری سمعت ابا الحسن بن مقسم سمعت ابا اسحق الزجاج یقول فی ھذہ الایۃ اجمع المفسرون انھا نزلت فی ابی طالب یعنی واحدی نے اپنی تفسیر مین بسند خود ابو اسحق زجاج سے روایت کی کہ مفسرین کا اجماع ہی کہ یہ آیۃ ابو طالب کے حق مین اُتری **اقول** آیۂ ثانیہ جو آپ نے رقم فرمائی ما کان للنبی والذین امنوا الخ نہین روا ہی پیغمبر اور مومنین کو یعنی یہ کام پیغمبر اور مومنین کا نہین ہی کہ طلب مغفرت کرین واسطے مشرکین کے اگرچہ وہ رشتہ دار ہون جب اُن مومنین پر ظاہر ہو چکا کہ وہ اصحاب دوزخ ہین بعد اسکے آپ نے اجماع مفسرین کا ذکر فرمایا اول تو اجماع مفسرین حجت نہین ہو سکتا کہ علامہ محمد کہ ملقب بحنفی ہین شرح رسالۂ سید شریف مین جو علم اصول حدیث مین ہی رقم فرماتے ہین وقد اخطأ المفسرون ای وقعوا فی خطاء کالواحدی المفسر وغیرہ بین المفسرین فی ایداعھا ای فی ایراد الاحادیث الموضوعۃ ودرجھا فی تفاسیرھم الا من عصمہ اللہ تعالی کصاحب المدارک مثلاً اور یہ تحقیق

کہ خطا کی ہی مفسرون نے یعنی اُن سے خطا واقع ہوئی مثل واحدی وغیرہ کے کہ وارد کیا اور درج کیا اپنی اپنی تفسیرون مین احادیث موضوعہ کو مگر وہ شخص کہ بچایا اُسکو اللہ تعالی نے مانند صاحب مدارک کے مثلا جب مفسرین کی تفسیرین مملو ہین ساتھ احادیث موضوعہ اور ضعیفہ اور احاد سے تو اُنکا اجماع اگر ثابت بھی ہو جائے تو حجت نہین ہی اور اجماع اہل بیت کو آپ قبول نہ کرین گے کہ حضرت ابوطالب اور تمام آبائے نبوی کا ایمان قبول کرنا پڑیگا قول ابن اثیر از جامع الاصول وغیرہا سے کاشفی از دلائل النبوت اورده نقل کرده نسبت از اہل بیت کہ ایشان اتفاق دارند برآنکہ ابوطالب بایمان رفتہ معارج رکن دوم باب سوم فصل دوم صفحہ ۶۹ ابن اثیر نے اپنی کتاب جامع الاصول مین کہا ہی لم یسلم من اعمام النبی الاحمزۃ وعباس واھل البیت یزعمون ان اباطالب مات مسلما یعنی نہین اسلام لائے اعمام نبی سے مگر حمزہ اور عباس اور اہل بیت گمان کرتے ہین کہ تحقیق ابوطالب نے انتقال کیا درانحالیکہ مسلم تھے دیکھیے اجماع اہل بیت کو اسلام ابوطالب پر ابن اثیر نے بیان کر دیا اور اجماع اہل بیت حجت ہو سکتا ہی بلکہ حجت ہی کہ وہ احد الثقلین ہین جناب رسالت مآب نے اُن سے تمسک کا حکم فرمایا ہی چنانچہ ترمذی وغیرہ مین ابوذر اور ابوسعید خدری اور زید بن ارقم اور حذیفہ بن یمان اور جابر انصاری سے روایت کی ہی کان رسول اللہ فی حجتہ یوم عرفۃ وھو علی ناقۃ القصوی یخطب ویقول یا ایھا الناس انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم او قال اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی خلاصہ یہ ہی کہ رسول خدا نے حج مین روز عرفہ کہ ناقہ قصوی پر سوار تھے خطبہ فرمایا اور فرمایا کہ ای گروہ مردم چھوڑتا ہون مین تم مین وہ چیز کہ اگر تمسک کرو گے تم یا عمل کرو گے تم ساتھ اُسکے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک کتاب خدا ہی دوسری عترت میری ہی صحیح مسلم مین بہت سی سندون کے ساتھ مروی ہی کہ پیغمبر خدا نے روز غدیر خطبہ فرمایا انی تارک فیکم الثقلین اولھما کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ واھل بیتی اذکرکم اللہ یعنی تم مین دو چیزین گرانبہا چھوڑتا ہون مین ایک قرآن مجید کہ اُس مین نور اور ہدایت ہی اُسپر عمل کرو تم دوسرے اہل بیت میرے ہین تم کو خدا کی یاد دلاتا ہون تین مرتبہ تاکیدا اس کلمہ کو فرمایا مشکوۃ مین احمد بن حنبل سے روایت ہی ان مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف ھلک و فی المشکوۃ عن ابی ذر انہ قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی یقول الا ان مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح الخ ہی یعنی بہ تحقیق کہ مثال میرے اہل بیت کی اس امت مین مثال سفینہ نوح کی ہی پس جو شخص کہ سفینہ آل محمد پر سوار ہو انجات پائی اُسنے اور جسنے تخلف کیا دریاء ضلالت اور طوفان اختلاف مین غرق و ہلاک ہوا ترمذی مین روایت ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما فرمایا جناب رسول خدا نے مین تم مین چھوڑتا ہون وہ چیز کہ اگر متمسک ہو گے تم ساتھ اُسکے ہرگز

گمراہ نہ ہوگے تم ایک اُن دونون مین سے بڑی ہو دوسری سے کتاب اللہ ہی جو ایک رسی ہی دراز آسمان سے زمین تک دوسرے اہل بیت میرے ہین اور ہرگز جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس وارد ہون تامل کرو کہ تم کیا سلوک کرتے ہو ان سے بعد میرے پس ثابت ہوا اہل بیت کے سوا اسکا ماحصل یہ ہی کہ اجماع اہل بیت حجت ہی جب کہ اجماع اہل بیت ثابت ہوا اسلام جناب ابوطالب پر تو وہ اجماع حجت ہوسکتا ہی اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ امور بیت کو اہل بیت ہی خوب جانتے ہین اور آپس مین ایک دوسرے کے حال سے جیسا وہ واقف ہوسکتے ہین اور کوئی غیر ہرگز واقف نہین ہوسکتا اور جب تو اتر احادیث سے صرف نظر ثابت ہی تو واجب التمسک اہل بیت قرار پاتے ہین انکا اجماع حجت ہی آپ چاہین قبول فرمائین چاہین نہ فرمائین جب بقول جناب رسالت مآب قرآن اور اہل بیت آپس مین ایک دوسرے سے اعظم ہین تو انکا اجماع بہ نسبت اجماع مفسرین کے بھی اعظم ہی بلکہ واجب التمسک ہی ثانیاً اگر ہم بفرض محال تسلیم بھی کرلین کہ اجماع مفسرین ہی صحیح ہی تو کلام مفسرین مین تعارض و رتضاد واقع ہوا ہی چنانچہ کچھ ہم اوپر بحث آیۂ انک لاتہدی من احببت مین عرض کر آئے ہین پھر بھی گذارش کرتے ہین کہ یہی مفسرین تفسیر آیۂ ان الذین کفروا سواء علیہم مین اقسام کفر رقم فرماگئے ہین کہ جناب ابوطالب کا کفر کفر عناد تھا اور اسکی تعریف مین تصدیق قلبی اور اقرار لسانی لکا اقرار فرماکر عدم تدین سے کفر ثابت کرتے ہین پھر وہی مفسرین اجماع فرماتے ہین کہ انک لاتہدی من احببت الخ شان ابوطالب مین نازل ہوئی اور حدیث صحیح سے حجت لیتے ہین کہ جناب ابوطالب نے لا الہ الا اللہ کہنے سے صاف انکار کیا اسی کا نام اقرار لسانی ہی جیسے پہلے اقرار لسانی کا اقرار تھا اب انکار اسکو ہم اوپر بحث آیۂ مذکورہ مین بیان کرچکے ہین اب پھر یہی مفسرین اجماع فرماتے ہین کہ آیۂ ماکان للنبی بھی جناب ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی سبحان اللہ کیا اجماع ہی مفسرین کا اور کیا سمجھ ہی آپکی دیکھیے تو کہ یہان تصدیق قلبی اور اقرار لسانی دونون بالائے طاق اور شرک کا وجود دست بستہ موجود کبھی تو یہی مفسرین کفر عناد کے قائل ہوتے ہین کبھی انکار لسانی پر اجماع فرماتے ہین کبھی شرک پر اجماع فرماتے ہین آخر بیچارہ ایک جناب ابوطالب اور اوپر تمام اقسام کفر اور شرک کہ آپس مین مغائرت تامہ رکھتے ہین کس طرح ثابت ہو سکتے ہین اور جب اجماع مفسرین ثابت ہے تو اس اجماع کو ہم بھی تسلیم کیے لیتے ہین مگر یہ اجماع واقع ہوا ہی اجتماع ضدین اور تعارض پر کہ یہ محال بالضرورۃ ہی اب ہم اس آیہ کے نزول کو مطابق اجماع مفسرین کے جناب ابوطالب ہی کے باب مین قرار دیتے ہین مگر ان مفسرین نے سبب نزول مین اس آیہ کے جو حدیث رقم فرمائی وہی حدیث سبب نزول آیۂ انک لاتہدی مین وارد کی ہی کہ جس حدیث سے انکار کیا بلکہ اقرار پایا جاتا ہی شرک کا ذکر ہی کیا ہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کرینگے پہلے آپ شرک ابوطالب ثابت فرمائیے پھر اجماع مفسرین سے دلیل لائیے یہ آیۃ تو صریح مشرکین کے حق مین نازل ہوئی ہی اور جناب ابوطالب کے بارہ مین کسی صحیح طریقہ سے یہ بات نقل

نہین کی گئی کہ اُنھون نے کسی بت کو اپنا خدا مانا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا پیغمبر خدا کو عبادت خدا سے منع
کیا ہو یا یہ کہا ہو کہ ای محمدؐ تم ہمارے خداؤن کو برا نہ کہو بلکہ جب کفار قریش نے آکر ظاہر کیا کہ ای ابوطالب ہم نے
آپ سے مکرر التجا کی کہ آپ پیشوا اور سردار ہمارے ہین مگر آپ نے توجہ نہ فرمائی اب ہم مین طاقت باقی نہین
کہ آپ کا بھتیجا محمدؐ سب و شتم ہمارے خداؤن کی کرتا ہی ہمارے بزرگون کی مذمت کرتا ہی ہم کو کافر کہتا ہی ہم
سب نے اتفاق کیا ہی کہ ہم اُسکو ایذا دین اور سب کا یہ قول ہی کہ یا وہ مکہ مین رہے یا ہم جناب ابوطالبؑ نے
پہلے تو سمجھایا اور سختی سے گفتگو کی وہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے اُسوقت جناب ابوطالبؑ نے رسالت مآبؐ کو
طلب کیا اور کہا کہ تمام قوم یکدل ہو گئی اور سب نے دشمنی پر عہد کیا ہی اب وہ اس امر پر راضی ہین کہ تم اُنکے
خداؤن کو بد نہ کہو اور نسبت کفر و ضلالت کی اُنکو نہ دو جناب رسالت مآبؐ کو گمان ہوا کہ ابوطالب میری حمایت
و حراست سے تنگ ہو گئے فرمایا ای عم اگر ایک ہاتھ مین آفتاب اور ایک مین ماہتاب دین اور کہین کہ اس
کام کو ترک کرو تو بھی مین ترک نہ کرونگا اُس وقت تک کہ دین اسلام ظاہر کرون یا اجل میری آجائے یہ فرما کر
اُٹھ کھڑے ہوے اور آب دیدہ ہو کر چلے جناب ابوطالب نہایت پشیمان ہوے اور آنحضرت کو بلایا اور
بہت تسکین دی اور فرمایا کہ جس طرح تم چاہو اظہار حق کرو جب تک مین زندہ ہون تمھاری حمایت اور امداد سے
دست بردار نہ ہونگا اور یہ اشعار فرمائے ؎ واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم + حتی اوسد فی التراب
دفینا + فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ + وابشر وقربذاک منک عیونا خلاصہ یہ ہی کہ جناب
رسولؐ خدا سے ابوطالب نے انکا یعنی قریش وغیرہ کا مقولہ بیان کیا کہ اُنکے خداؤن کو بد نہ کہو یہ بھی نہین کہا کہ ہمارے
خداؤن کو بد نہ کہو اور جب دیکھا کہ آثار آزردگی چہرۂ مبارک آنحضرتؐ پر ظاہر ہوے تو فرمایا کہ ای جان عم تم
آزردہ نہ ہو جس طرح چاہو اظہار حق کرو جب تک مین زندہ ہون تم کو کوئی گزند نہین پہونچا سکتا پھر کسی طرح
ثابت ہو سکتا ہی کہ جناب ابوطالب مشرک تھے جب تک آپ شرک جناب ابوطالبؑ کا ثابت نہ فرمائینگے نزول
آیہ ما کان للنبی جناب ابوطالب کے حق مین ثابت ہونا محال ہی ثنا اللہ پانی پتی فرماتے ہین انی تتبعت اسباب
نزولہا فوجدتہا منقسمۃ الی ثلثۃ اوجہ یعنی پانی پتی فرماتے ہین کہ مین نے بہت تتبع کیا سبب نزول مین
اس آیت کے اور جتنی حدیثین اس آیت کے نزول مین وارد ہوئی ہین سب دیکھین اُنھین تین قسم پر منقسم
پایا وجہ اول یہ آیت حضرت ابوطالب کے بارے مین نازل ہوئی وجہ دوم والدۂ جناب
رسالت مآبؐ کے لیے اُتری وجہ سوم یہ نسبت آبائے مردم کے اُتری کہ وہ حالت کفر مین مر گئے
تھے اُنکی اولاد مسلمین اُنکے لیے استغفار کرتی تھی اما وجہ الثانی ضعیف جدا وجہ ثانی نہایت ضعیف ہی
کہ قبل بعثت نبوی اُنکا انتقال ہوا ومع ہذا وہ مشرکہ نہ تھین بلکہ ملت ابراہیم پر تھین وجہ اول کہ شان ابوطالب
مین نازل ہوئی ہی اسکے راویون نے اسکو پورا نہین بیان کیا اور درمیان رواۃ حذف و اختصار واقع
ہوا ہی وجہ ثالث پس یہی صحیح ہی اور استدلال اسپر چند وجہ سے ہی اول تمام استدلال بہ علی صحتہ ان لایۃ

له مدارج النبوۃ ... باب اول ... سطر ۱۸

عله ... ابی طالب ... صفحہ ... سطر

نزلت بالمدينة والسورة مدنية بعد تبوك وموت ابي طالب كان بمكة قبل نزول الاية بنحو اثنی عشر سنة دلیل ولؔ اُس چیز پر ہی کہ استدلال کیا جاتا ہی صحت وجہ ثالث پر یہ ہی کہ مدینہ مین بعد جنگ تبوک یہ آیت نازل ہوئی اور وفات ابو طالب بارہ برس قبل واقع ہوئی دلیل ثانی لم ینقل عن ابی طالب بطریق صحیح انہ اتخذ صنما الہا او حجرا او نہی النبی عن عبادۃ ربہ فغایتہ انہ ترک النطق بالکلمۃ المخصوصۃ وترک بعض الواجبات ومع ذلک قلبہ مشحون بتصدیق النبی وھذا من اقوالہ وافعالہ بالنبی ظاہر ومثل ھذا ناج فی الاخرۃ علی مقتضی دیننا فلا یلیق بالحکمۃ ولا بمحاسن الشریعۃ ولا بقواعد الائمۃ من اہل الکلام ان یکون ھو وازر عما ابراھیم فی قرن واحد حاشا من کرم اللہ تعالی ومن ھنا قال حسان امن یھجو رسول اللہ منکم ویمدحہ وینصرہ سواء یعنی حضرت ابو طالب کے باب مین کسی صحیح طریقہ سے یہ بات نقل نہین کی گئی کہ اُنھون نے شرک کیا ہو یا کسی بت کو خدا کہا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا اپنی مدۃ العمر مین پیغمبر خدا کو عبادت خدا سے منع کیا ہو غایۃ ما فی الباب اُنسے بڑی سے بڑی جو بات سرزد ہوئی وہ یہی ہوئی کہ بلفظہ کلمہ طیبہ نہین کہا یا بعض واجبات فرعیہ ترک کیے ہون اور باوجود اسکے دل اُنکا توحید خالق اور تصدیق نبی عربی اور اس قسم کی باتون سے بھرا تھا پس وہ بمقتضاے دین مالیصدور آخرت مین نجات پائینگے اور یہ بات لائق نہین ہی حکمت الٰہی اور محاسن شرعی نہ بقواعد ائمہ کلامی کہ ابو طالب اور آزر عم ابراہیم ایک ساتھ ہون یعنی معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت ابو طالب اور آزر کو ایک درجہ مین سمجھا جائے اسی سبب سے حسان فرماتے ہین کیا وہ شخص جو تم سے ہجو کرے رسول کی اور وہ شخص جو حضرت کی مدح و نصرت کرے برابر ہو سکتا ہو مراد ہجو کرنے والے سے ابو سفیان اور اسکے امثال ہین اور مراد نصرت کرنے والے سے حضرت ابو طالب ہین الغرض حضرت ابو طالب نے بچپن مین رسول خدا کو پرورش کیا تربیت کے صغر سن سے کبر سن تک اپنے پاس اپنی حراست و حفاظت مین رکھا ابتدا سے انتہا تک یاری اور مددگاری و عزت و توقیر آنحضرت کی کی اور دفع اعدا مین جد و جہد کی اور مدح و ثنا مین قصائد بے بہا انشا کیے اور اتباع آنحضرت کی تحریص و ترغیب اپنون اور بیگانون کو کیا کیے اپنی اولاد کو حکم اتباع آنحضرت دیا اور جو اتباع آنحضرت کرتا تھا اُس سے بھی نہایت خوش ہوتے تھے پس صاحب مدح و ثنا اور صاحب ہجو برابر نہین ہو سکتے ابن جریر نے بطریق سنبل عمرو ابن دینار سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے چچا کے لیے استغفار کیا درحالیکہ وہ مشرک تھا مین بھی اپنے چچا ابو طالب کے لیے استغفار کیے جاؤنگا تا آنکہ خداوند عالم مجھے منع کر دے اصحاب رسول نے کہا کہ جس طرح پیغمبر اپنے چچا کے لیے مغفرت طلب کرتے ہین ہم بھی اپنے آبا و اجداد کے واسطے مغفرت طلب کرین پس یہ آیت نازل ہوئی اس حدیث سے صاف ظاہر ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار کیا تو مین اپنے چچا ابو طالب کے لیے کیون استغفار نہ کرون کہ وہ تو مشرک نہین تھے ہم کو

خطا ہین سوا ے شرک [illegible] الہی ہو کر حق سبحانہ تعالی نے جناب رسول مختار کو ممانعت بھیجی نہین
فرمائی اگر جناب رسول مختار کو [illegible] توفیق نہ ہوتی تو یون کہا جاتا ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا
للمشرکین وان یستغفر النبی [illegible] مناسب [illegible] ہین کہ مشرکون کے لیے استغفار کرین اور
[illegible] اپنے چچا کے لیے استغفار [illegible] آنحضرت صلعم اس سے بھی ہوتی ہی جو در منثور مین
بطریق ابن حجر [illegible] منقول ہی [illegible] رسول خدا سے اپنے والدین کے بارے مین
استغفار کرنے کے لیے پوچھا [illegible] جناب رسالت مآب نے فرمایا قسم خدا مین اپنے عم کے لیے استغفار کیے جاونگا
جس طرح ابراہیم نے اپنے عم کے لیے استغفار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی ما کان للنبی پھر رسول خدا ﷺ نے
فرمایا میرے پاس ایسے کلمات بذریعہ وحی بھیجے ہین جو میرے کانون مین پڑ کر چھپ گئے ہین کہ مجھے حکم
دیا گیا ہی جو مشرک مرے مین اسکے لیے استغفار نہ کرون پس پہلے تو آنحضرت نے فرمایا کہ مین اپنے چچا
کے لیے استغفار کیے جاونگا اور صحابہ سے یہ نہ فرمایا کہ مجھے ابوطالب کے استغفار سے ممانعت ہوئی ہی بلکہ
یہ فرمایا کہ جو شخص مشرک مرا ہو اسکے استغفار کی ممانعت ہوئی ہی اس مین ایک اشارہ خفی ہی کہ میرے چچا
ابوطالب مشرک نہ تھے اور ایسے اشارات جناب رسول خدا نے اکثر بصورت فرمائے ہین کہ سائل کا جواب
بھی پورا پورا ہو جائے کہ وہ مطمئن اور خوش رہے چنانچہ ابن ماجہ نے ابن عمر سے روایت کی ہی کہ ایک
اعرابی آیا اور جناب رسالت مآب سے عرض کی کہ میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا اور صفات حسنہ رکھتا تھا اور
مشرک مر گیا یوم القیامۃ وہ کہاں ہوگا حضرت نے فرمایا دوزخ مین اس اعرابی کو نہایت ناگوار ہوا
اسنے غصہ مین آکر کہا کہ پھر آپ کے چچا کہان ہونگے حضرت نے جواب دیا کہ تو جس کافر مشرک کی قبر کے پاس
سے ہو کر نکلے اسے بشارت دے آتش جہنم کی وہ اعرابی اسلام لایا اور اسکا قول تھا کہ مین جس مشرک کی
قبر کے پاس سے ہو کر نکلتا ہون اسے بشارت جہنم دیتا ہون پس جناب رسول برحق نے اس اعرابی کو جواب
بھی دیا اور جناب ابوطالب کو مشرک بھی نہ کہا ورنہ صاف صاف جواب تو یہ تھا کہ میرا چچا بھی دوزخ مین
ہوگا یا بہشت مین مگر بہ مصلحت آنحضرت نے دونون امرون سے اعراض کیا اور ایسا جواب دیا کہ جس مین
توریہ اور ابہام تھا اور کلام بھی سچا تھا حقیقت کو صاف صاف بیان بھی نہ کیا کہ اسکے مرتد ہونے کا
خوف تھا اور جبلی اور فطرتی بات ہی کہ نفوس اپنے مخالف سے نفرت کرتے ہین اور عرب کے تو خمیر مین ظلم
اور سختی پڑی ہوئی تھی اسی سبب سے ایسا جواب دیا کہ مطمئن ہو گیا یہ روایت اس قبیل کی دوسری روایتون
سے مقدم ہی جنکو راویون نے معنی اور مطلب کے لحاظ سے بدل ڈالا ہی مثل روایت مسلم کے کہ ایک شخص
نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہی فرمایا جہنم مین وہ منہ پھیر کر چلا حضرت نے اسے بلایا اور کہا
کہ میرا عم اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین یہ روایت منکر ہی اور علما نے اس مین بہت کچھ کلام کیا ہی جسکا خلاصہ
زرقانی نے شرح المواہب مین لکھا ہی کہ یہ امر بہت درست ہی کہ راویون نے اس مین تصرف کیا ہی اور ان کی

اسنی المطالب [illegible]

اسنی المطالب [illegible]

[illegible]

رائین مختلف ہوگئی ہین مگر صحیح وہی پہلی روایت ہو یعنی حیث ما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار راویون نے
یہ سمجھ لیا کہ عم رسولؐ خدا بھی اس مین شامل ہین اور اسے بدل ڈالا اور اس معنی کے مطابق جو اُنکے خیال مین
آیا رکھدیا اور کہدیا ان ابی واباک فی النار اور ابی سے مراد عمی لے لی اور یہ جو آیا ہو کہ آزر عم ابراہیم
تھا اُنکا باپ نہ تھا نہایت صحیح قول ہو **ثالث** دلیل ثالث مین برزنجی فرماتے ہین ثم وا بنا ان علیا رضی
عنہ من طرق صحیحۃ رواہا الائمۃ احمد والترمذی والطیالسی وابن ابی شیبۃ والنسائی و
ابو یعلی وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ والحاکم وصححہ وابن مردویہ والبیہقی
وغیرہم ان السبب فی نزولہا استغفار ناس لا بائہم المشرکین قال علی سمعت رجلا
یستغفر لابویہ وہما مشرکان الخ پس ان سب ائمہ مذکورین نے ساتھ تصحیح کے اس حدیث شریف کو
حضرت امیر المومنین علیؑ سے روایت کی کہ سبب نزول اس آیت کا یہ ہوا کہ لوگ استغفار کرتے تھے اپنے
آباے مشرکین کے لیے چنانچہ فرمایا علیؑ نے کہ ایک شخص کو مین نے سنا کہ اپنے والدین مشرکین کے لیے استغفار
کرتا ہی مین نے پوچھا کہ تو استغفار کرتا ہی اپنے والدین مشرکین کے لیے اُسنے جواب دیا کہ کیا ابراہیمؑ نے اپنے
آباے مشرکین کے لیے استغفار نہین کی مین نے یہ ذکر جناب رسولؐ خدا سے کیا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی
یہی روایت صحیح اور صریح ہو کہ مراد ماکان للنبی سے یہان پر ابراہیم ہین اور والذین امنوا سے مومنین صحابہ
استغفار کرنے والے نہ حضرت خاتم الانبیا ہین وقد وجدنا لہا شاہدا بروایۃ صحیحۃ من حدیث ابن عباس
ایضا رواہا ابن جریر وابن ابی حاتم عن ابن عباس قال کانوا یستغفرون لا بائہم حتی نزلت
ہذہ الآیۃ فلما نزلت امسکوا عن الاستغفار لامواتہم ولم ینہوا ان یستغفروا للاحیاء حتی یموتوا
ثم انزل اللہ وما کان استغفار ابراہیم لابیہ یعنی استغفر لہ ما کان حیا فلما مات آزر امسک
عن الاستغفار لہ ثم قال وہذا شاہد صحیح آخر فحیث کانت ہذہ الروایۃ اصح کان العمل بہا ارجح
(ای برزنجی وزینی ۱۲)
فالارجح انہا نزلت خاصۃ فی استغفار ناس لا بائہم المشرکین لا فی ابی طالب انتہی یعنی تحقیق کہ پایا ہم نے
شاہد واسطے روایت مضمون بالا کے کہ بحدیث صحیح مروی ہو ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن عباس سے کہ
ایک جماعت مردم استغفار کرتی تھی اپنے پدران مشرکین کے لیے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی پس جب یہ
آیت نازل ہوئی وہ لوگ باز رہے اور امساک کیا استغفار سے بہ نسبت آباے اموات مشرکین کے اور
نہی وارد نہ ہوئی اقارب مشرکین زندہ کے لیے تا وقت موت پھر یہ آیت نازل ہوئی وماکان استغفار
ابراہیم لابیہ یعنی استغفار کرنا ابراہیم کا آزر مردہ کے لیے نہ تھا بلکہ زندگی آزر مین تھا اس امید پر کہ شرک و
کفر کو ترک کرے اور مستحق نجات ہو جائے جب آزر مرگیا ابراہیم نے زبان استغفار بند کرلی پس جس مقام پر
اصح الروایات ثابت ہو عمل اصح پر کرنا چاہیے کہ اصح ارجح ہو صحیح سے اور راجح وارجح یہی روایت ہو کہ یہ
آیت دربارہ مستغفرین آباے اموات مشرکین مردم مین نازل ہوئی ہو نہ دربارہ منع پیغمبر ما تنبیہ پس کلام زینی

ص منتہی المطالب مطبوعہ حیدرآباد ۱۲

ص منتہی المطالب مطبوعہ حیدرآباد ۱۲

اور برزنجی سے ثابت ہو گیا کہ مراد ماکان للنبی سے حضرت ابراہیم خلیل ہین اسواسطے کہ سائل نے سوال
کیا تھا کہ آیا ابراہیم نے استغفار نہ کی تھی پس یہ آیت اُسکے جواب مین نازل ہوئی اگر معترض کہے کہ لفظ نبی
مبہم ہی اور اکثر شان رسالت مآب مین اطلاق ہوا ہی تو جواب اُسکا یہ ہی کہ لفظ نبی علی الظاہر مبہم تھا اسی لیے
اُسکی تفسیر دوسری آیت مین کہ ماکان استغفار ابراھیم لابیہ ہو گی اور یہی ثابت ہو گیا اُن دونون
آیتون سے کہ ابو طالب نہ کافر تھے نہ حالت کفر مین انتقال کیا نہ جناب رسول خدا نے اُنکے لیے مغفرت
طلب کی اور جو روایتین کہ استغفار کرنے پر بہ نسبت ابو طالب کے دلالت کرتی ہین مثل روایت واقدی
کے وجعل النبی یستغفر لہ ایاما لایخرج من بیتہ تو اُسکا جواب قول برزنجی اور زینی سے اوپر مذکور
ہوا کہ شاید بعض واجبات فرعیہ ابو طالب سے ترک ہوے ہون اور اُسی کے واسطے آنحضرتؐ نے استغفار
بھی کیا ہو دوسرا جواب اور یہ بھی برزنجی اور زینی کے کلام سے اور اُن حدیثون سے نکلتا ہی جو
دلالت کرتے ہین کہ وقت وفات آنحضرت نے ابو طالب سے قل یا عم لا الہ الا اللہ فرمایا اور ابو طالب نے
بجہت حفاظت وصیانت نبوی قریب موت تک اظہار شہادتین بلفظہا رو بروابو جہل وغیرہ کے نکیا لیکن آخر
وقت جو حدیث عباس سے ثابت ہی پس یہ ممکن ہی کہ استغفار آنحضرت کا واسطے تاخیر اظہار کلمہ طیبہ بلفظہا کے
واقع ہوا ہو اگرچہ اظہار آخر وقت بھی کفارہ سابق ہو سکتا ہی تیسرا جواب یہ ہی کہ یہ دونون جواب مذکورہ
بالا مطابق رائے برزنجی اور زینی ہین کہ اُنکے کلام سے پائے جاتے ہین اور یہ جواب اُس وقت پر منحصر ہے کہ
استغفار کرنا جناب رسالت مآب کا بنظر تاخیر کلمہ طیبہ یا ترک کرنے بعض واجبات فرعیہ کے واقع ہوا ہو
اور اسقدر بھی حضرت ابو طالب کو خاطی تصور کرلین اور یہ بھی ثابت ہو جائے کہ جناب رسول مختار نے اسی
سبب سے استغفار کیا ورنہ استغفار کرنا انبیا علیہم السلام کا اپنے نفسون کے واسطے واقع ہوا وہ کس
غرض سے تھا حالانکہ انبیا معصوم ہین پس جو جواب استغفار انبیا لانفسہم کا واقع ہوگا وہی جواب ہمارا ہے
بہ نسبت استغفار کرنے آنحضرتؐ کے ابو طالب کے واسطے پھر علامہ زینی اور برزنجی فرماتے ہین کہ اس صحیح روایت
مین جو اوپر مذکور ہوئی اور اُس روایت مین کہ حضرت ابو طالب کے بارہ مین نازل ہوئی اجتماع ہو جائے اور
پھر بھی ہمارا مطلب حاصل ہو کہ وہ روایت جو دلالت کرتی ہی کہ یہ ابو طالب کے بارہ مین نازل ہوئی پوری
پوری نہین بیان کی گئی اور اس مین حذف واختصار واقع ہوا ہی کہ راوی نے آخر روایت مین کہا لاستغفرن
لک مالم انہ عنک فنزلت ماکان للنبی اور راوی نے یہ نہ کہا فقال المسلمون ان رسول اللہ یستغفر
لعمہ لنستغفرن لاباءنا فاستغفروا لاباءھم فنزلت فی حقھم کہ مسلمانون نے کہا کہ رسول خدا اپنے چچا
کے لیے استغفار کرتے ہین ہم بھی اپنے آبا و اجداد کے لیے استغفار کرین پس یہ آیت نازل ہوئی چونکہ یہ جملہ محذوف
ہو گیا تھا راوی نے گمان کیا کہ یہ آیت ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی اگر یہ جملہ مذکور ہوتا تو برابر کہتا کہ یہ آیت
اُن لوگون کے بارہ مین نازل ہوئی جو اپنے بزرگون کے لیے استغفار کرتے تھے کیفیت اُس روایت کی یہ ہی کہ

لہ اسنی المطالب [illegible]
صفحہ [illegible] سطر [illegible]

پیغمبر خدا نے ابوطالب سے رو برو ابوجہل و عبد اللہ ابن امیہ کے کہا کہ اے عم کہو لا الہ الا اللہ کہ انھون نے انکا کیا پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین تمھارے لیے استغفار کیے جاؤنگا جہان تک کہ حق تعالی مجھے منع کرے مسلمانون نے دیکھا کہ رسول خدا اپنے چچا کے لیے استغفار کرتے ہین لائق ہمکو بھی استغفار کرین اپنے آباؤ اور اوشرکین کے لیے پس استغفار کرنا شروع کیا انھون نے اسوقت یہ آیت نازل ہوئی یہ آخری جملہ اس مین سے حذف کر دیا گیا یہ امر غور طلب ہی اگر بنظر دقیق دیکھین تو حدیث اور آیت دونون سے پایا جاتا ہی کہ جب جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا لاستغفرن لک مالم انہ عنک اسوقت یہ آیت نازل نہین ہوئی اگر اسوقت نازل ہوئی ہوتی تو دوسرے مومنین آیت مین شامل نہ ہوتے اور یہ ممانعت بدرجۂ اولی مومنین کو بھی شامل رہتی اسی سے بوضاحت ثابت ہی جب مومنین نے استغفار کرنا شروع کیا اسوقت نزول اس آیت کا ہوا ورماکان لنبی والذین امنوا حق تعالی نے فرمایا یعنی شان ابراہیم سے بعید ہی پس نزول آیت حق مین مومنین کے ہوا نہ بہ نسبت جناب ابوطالب کے پھر زینی اور برزنجی کہتے ہین کہ اسی طرح اجتماع پر دلالت کرتی ہی وہ حدیث جو ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور محمد بن کعب قرظی سے روایت ہی کہ جب پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین استغفار کیے جاؤنگا یہان تک کہ خدا مجھے منع کردے مسلمان بولے کہ یہ محمد صلعم اپنے چچا کے لیے استغفار کرتا ہی اور ابراہیم نے اپنے چچا کے لیے استغفار کیا تھا وہ بھی استغفار کرنے لگے حق تعالی نے یہ آیت نازل کی ماکان للنبی پھر یہ نازل فرمائی وماکان استغفار ابراھیم لابیہ ان سب احادیث اور اخبار مذکورہ سے ثابت ہوتا ہی کہ سبب نزول وحی استغفار کرنا مومنین اور مسلمین اور صحابہ کا ہوا اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جس روایت مین سبب نزول ابی طالب کو قرار دیا ہی اس مین بہ سبب اختصار کے شبہہ پڑگیا ہی یہان تک کہ راویون کو گمان ہو گیا کہ یہ آیت ابوطالب ہی کے واسطے نازل ہوئی اور در اصل ایسا نہین ہی اور جب ان حدیثون کے ساتھ حضرت علی عم کی پہلی حدیث صحیح ملائی جائے اور وہ سب دلیلین ملائی جائین جو اسکے گواہ اوپر مذکور رہین اور یہ بھی دیکھا جائے کہ یہ سارا سورہ مدنی ہی بعد جنگ تبوک نازل ہوا ہی اور وفات ابوطالب کی بارہ برس پہلے ہو چکی تھی تو لازم نہین ہی کہ ان دلیلون کو لغو سمجھ لین اور اسی کو ترجیح دین کہ یہ آیت ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی اگرچہ صحیحین مین کیون نہ مذکور ہو اور اصول حدیث مین صراحۃً ثابت ہو چکا ہی کہ حدیث غیر صحیحین کو ترجیح ہو سکتی ہی جب ایسی باتین پائی جائین جو اسکے مقتضی ہین محدثین کا قول ہی کہ حدیث صحیحین کا یا ان مین سے ایک کا تقدم مطلق نہین ہی اس اجتماع کی تائید اس سے بھی ہوتی ہی کہ ابراہیم کے باپ سے مراد انکے چچا ہین اور اسپر اہل مصحف اور اہل توریت اور اہل انجیل کا بھی اجماع ہی کہ حضرت ابراہیم کا چچا وہ آزر تھا جو بتون کو اپنا خدا جانتا تھا اور ان بتون کو مانتا تھا جیسا کہ حق تعالی نے اسکا قصہ بیان کیا ہی کہ وہ حضرت ابراہیم سے کہا کرتا تھا کہ ای ابراہیم کیا تم میرے خداؤنکو برا کہتے ہو اور ان سے متنفر ہو اب دلیل ثانی جو اوپر مذکور ہوئی کہ ابوطالب کے بارہ مین کسی صحیح طریقہ سے ثابت نہین ہوتا کہ انھون نے کسی بت کو خدا کہا ہو یا پتھر کی پرستش کی ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے اسنی المطالب مطبوعہ ۔۔ صفحہ ۔۔

سے اسنی المطالب مطبوعہ ۔۔ صفحہ ۔۔

سے اسنی المطالب صفحہ ۔۔

کو عبادت خدا سے منع کیا ہو اُن سے بڑی سے بڑی بات جو ہوئی وہ یہ ہے کہ اقرار شہادتین [illegible]
کے بخیال حفاظت وحراست آنحضرت نہ کیا اور اُسکے کہنے میں تاخیر کی وہ معاذ اللہ کسی طرح مشرک [illegible]
قرار پا سکتے ہیں کسی طرح یہ امر ثابت نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت ابوطالب کے حق میں نازل ہوئی اور وہ مشرک
تھے بلکہ بجمیع الوجوہ اُنکا مسلم اور مومن ہونا اور یوم القیامۃ ناجی ہونا اور آیت کا آبا سے مومنین کے حق میں
جو مشرک تھے نازل ہونا مثل آفتاب کے روشن ہو فقد بہ تصریح لکھا تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی نے
فرماتے ہیں اعلموا انہ تعالیٰ لما بین من اول ہذہ السورۃ الی ہذا الموضع الخ خلاصہ یہ ہو کہ جاننا تم
حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا اول سورہ سے یہاں تک بجمیع الوجوہ اظہار برات کفار و منافقین سے واجب ہو
اور اس آیت میں ظاہر فرمایا کہ بیزاری کرنا اُنکے اموات سے واجب ہو اگرچہ وہ قرابت میں انتہا سے زیادہ
قریب رکھتے ہوں مثل والد اور باپ کے جیسا کہ واجب ہو بیزاری کرنا اُنکے زندون سے اور مقصود اس سے
بیان کرنا ہو کہ واجب ہو قطع کرنا محبت کا اُن سے انتہا سے غایت کو اور مواصلت اُن سے کسی جہت سے کیون نہو
ممنوع ہو بعدہ رقم فرماتے ہیں وفیہ مسائل اور اس میں کئی مسئلہ ہیں **اول** اس مسئلہ میں وجوہات اسباب نزول
بیان کی وجہ اول یہ بیان کی قال ابن عباس لما فتح اللہ تعالیٰ مکۃ سال النبی ای ابویہ احدث بہ عہدا
قیل امک فذہب الی قبرہا ووقف دونہ ثم قعد عند راسہا وبکی فسالہ عمر وقال نہیتنا عن زیارۃ
القبور والبکاء ثم زرت وبکیت فقال قد اذن لی فیہ فلما علمت ما ہی فیہ من عذاب اللہ وانی
لا اغنی عنہا من اللہ شیئا بکیت رحمۃ لہا کہا ابن عباس نے کہ جب فتح مکہ حق تعالیٰ نے عطا فرمائی تو پوچھا
نبی نے کہ کون ہی میرے دونوں ماں باپ میں سے کہ جسکی وفات متاخر ہوئی ہو جواب دیا گیا کہ آپ کی ماں پس
تشریف لے گئے آپ اُنکی قبر کی طرف اور قریب اُسکے ٹھہرے پھر بیٹھے سرہانے اور روئے اُسوقت پوچھا عمر
نے اور کہا کہ منع کیا آپ نے ہم کو زیارت قبور سے اور رونے سے پھر آپ نے خود زیارت کی اور روئے جواب دیا
آنحضرت نے کہ مجھکو اذن دیا گیا اس امر میں پس جسوقت جانا میں نے اس امر کو کہ جو اُس میں ہی عذاب خدا سے اور
بہ تحقیق کہ میں دور نہیں کر سکتا اُن سے کسی شی کو جو اللہ کی طرف سے ہو یعنی میں اُن سے عذاب خدا کو دور نہیں
کر سکتا رو یا میں از روے رحمت کے واسطے اُنکے ماں کے انتہی ایسی روایت کا ماحصل صاحب معالم نے
ابی ہریرہ اور بریدہ سے نقل کیا ہو **وجہ ثانی** روی عن سعید بن المسیب عن ابیہ قال لما حضرت اباطالب
الوفات قال لہ الرسول یا عم قل لا الہ الا اللہ احاج لک بہا عند اللہ تعالیٰ فقال ابوجہل وعبد اللہ ابن
ابی امیہ اترغب عن ملۃ عبد المطلب فقال انا علی ملۃ عبد المطلب ابدا فقال علیہ الصلوۃ والسلام
لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فنزلت ہذہ الآیۃ وقولہ انک لا تہدی من احببت قال الواحدی و
قد استبعدہ الحسین ابن الفضل لان ہذہ السورۃ من اخر القرآن نزولا ووفات ابی طالب کانت
بمکۃ فی اول الاسلام واقول ہذا الاستبعاد وعندی مستبعد فای باس ان یقال ان النبی علیہ الصلوۃ

والسلام بقی یستغفر لابی طالب من ذلک الوقت الی وقت نزول هذه الایة فان التشدید مع الکفار
انما ظهر فی هذه السورة فلعل المومنین کان یجوز لهم ان یستغفر والابویهم من الکافرین وکان
النبی ایضا یفعل ذلک ثم عند نزول هذه السورة منعهم الله منه فهذا غیر مستبعد فی الجملة فقط
وجہ ثانی مین روایت کی گئی ہی سعید ابن مسیب سے اُسنے اپنے باپ سے کہا جسوقت ابوطالب کا وقت وفات
آیا فرمایا واسطے اُسکے رسول اللہ نے ای عم لا الہ الا اللہ کہو کہ حجت کرون مین واسطے تیرے ساتھ اُس کے
عند اللہ پس کہا ابوجہل ور عبد اللہ ابن ابی امیہ نے روگردانی کرتے ہو تم ملت عبد المطلب سے پس کہا مین ملت
عبد المطلب پر ہون ہمیشہ اُسوقت فرمایا پیغمبر خداؐ نے کہ البتہ مین استغفار کرونگا مین واسطے تیرے جب تک
کہ منع کیا جاؤن مین تجھ سے تو یہ آیت نازل ہوئی قولہ انک لا تهدی من احببت اور کہا واحدی نے
تحقیق استبعاد کیا اُس سے حسین ابن فضل نے اسواسطے کہ بتحقیق یہ سورہ آخر قرآن سے ہی نزولا اور وفات
ابوطالب مکہ مین ہوئی اول اسلام مین اور کہتا ہون مین کہ استبعاد میرے نزدیک مستبعد ہی پس کیا خوف ہی
اگر کہا جاوے کہ تحقیق کہ نبی استغفار کرتے تھے ابوطالب کے لیے اُس وقت سے اس وقت تک کہ نزول اس
آیت کا ہوا پس بتحقیق کہ سختی کا فرون پر نہین ظاہر ہوئی مگر اس سورہ مین پس شاید کہ مومنین کو جائز تھا کہ استغفار
کرین اپنے آباے کفار کے لیے اور تھے نبی بھی ایسا ہی کرتے بعدہ وقت نزول سے اس سورہ کے منع کیا
اُنکو اللہ نے استغفار سے پس یہ غیر مستبعد ہی فی الجملہ تمام ہوا ترجمہ وجہ ثانی کا **اس وجہ ثانی مین**
بحث ہی کہ روایت سعید بن المسیب مین فرمانا پیغمبر خدا کا قل یا عم لا الہ الا اللہ اور اصرار کرنا ابوجہل وغیرہ کا
اور اُنکو جواب دینا جناب ابوطالب کا کہ انا علی ملة عبد المطلب ابیؑ دلالت کرتا ہی اُنکے صدق مقال اور
توحید باکمال اور اُنکے اسلام پر اسواسطے کہ مودۃ رابع عشر مین سید علی ہمدانی فرماتے ہین قال علی بن
ابی طالب قال رسول الله یا علی ان عبد المطلب ما کان مستقسما بالازلام ولا یعبد الاصنام ولا یاکل
ما ذبح علی النصب وکان علی ملة ابراهیم منقول ہی علی بن ابی طالبؑ سے کہ فرمایا رسول خداؐ نے ای علیؑ
بتحقیق کہ عبد المطلب نہ تھے مستقسم بالازلام یعنی عمل عبد المطلب کا تقسیم تیر ہاے قمار پر نہ تھا کہ جو کفار
عرب مین جاری تھا اور کبھی عبادت اصنام نہین کی اور نہ کھاتے تھے اُسکو جو ذبح کیا جاتا تھا نُصُب پر اور
ملت ابراہیم پر تھے نُصُب بضمتین نام ہی بتون کا کہ جاہلیت مین اُنکے واسطے ذبح کرتے تھے اور خون اُنکا اُن
بتون پر ملتے تھے اور اُسکی عبادت کرتے تھے اور اُس گوشت کو آپس مین تقسیم کر لیتے تھے پھر اُسی مودۃ رابع عشر
سید علی ہمدانی مین روایت ہی علی بن ابی طالبؑ سے عن المرتضی عن رسول الله قال یبعث عبد المطلب
یوم القیامة امة واحدة علیه بهاء الملوک وسیماء النبوة علی مرتضی سے منقول ہی کہ فرمایا رسول خداؐ نے
کہ مبعوث ہونگے روز قیامت عبد المطلب امت تنہا بشوکت و شان سلاطین اور آثار و علامات نبوت
رکھتے ہونگے امت کا لفظ لغت اور حدیث مین شخص واحد پر اطلاق کیا جاتا ہی اور یہ امر بھی بین العلما متفق ہی

سورۃ البشری ... المودۃ فی القربیٰ ... جناب سید ابو القاسم صاحب ... جلد ... صفحہ ...

بوقت بعثت آنحضرت بھی ملت ابراہیمی پر تھے سیرۃ حلبیہ مین ابن عباس سے مروی ہی قال صلعم یبعث جدی عبد المطلب یوم القیامۃ فی زی الملوک وابہۃ الاشراف فرمایا جناب رسالت پناہ نے کہ میرے جد عبد المطلب قیامت کے روز ذی بادشاہان اور عظمت شریفان رکھتے ہونگے دوسری خبر مین وارد ہوا ہے عبد المطلب یعطی لہ نور الانبیاء وجمال الملوک ویبعث امۃ واحدۃ یعنی یوم القیامت عبد المطلب کو عطا کیا جائیگا نور انبیا کا اور جمال بادشاہون کا اور مبعوث ہونگے امت واحدہ ان تمام حدیثون سے صاف ظاہر ہی کہ عبد المطلب توحید پر مستقل تھے ملت ابراہیمی پر تھے اوصیاے ابراہیم سے تھے پس فرمانا ابوطالب کا انا علی ملۃ عبد المطلب ابدا دلالت کرتا ہی کہ ابوطالب ملت عبد المطلب پر اور عبد المطلب ملت ابراہیم پر تھے جس طرح عبد المطلب نے پرستش اصنام کی نہین کی مستقسم بالازلام نہین ہوتے ما ذبح علی النصب کو تناول نہین فرمایا جناب ابوطالب نے اسکا ایا فرمایا اور لفظ ابدا دلالت کرتا ہی کہ ہمیشہ سے ملت عبد المطلب پر تھے اور ملت عبد المطلب فی الحقیقت موافق فرمودہ رسول برحق ملت ابراہیمی تھی تو جناب ابوطالب بھی ملت ابراہیمی پر تھے اور دین اسلام دین وملت ابراہیمی کا نام ہی اور اسی ملت کی متابعت پر ہمارے پیغمبر اور کل امت اُنکی تا قیام قیامت مامور ہی چنانچہ حق سبحانہ تعالی فرماتا ہی فاتبع ملۃ ابراہیم حنیفا مسلما پس فرمانا جناب ابوطالب کا کہ مین ملت عبد المطلب پر ہون دلالت کرتا ہی کہ وہ مسلم تھے اور لازم نہین ہی کہ ملت عبد المطلب مخالف اور مغائر ملت رسول بجمیع الوجوہ ہو بخلاف شرک کے کہ وہ بجمیع الوجوہ مخالف اور مغائر ملت نبوی اور ادیان الٰہی ہی اور جب شرک جناب ابوطالب کا ثابت نہ ہوا تو نزول آیہ ما کان للنبی شان ابوطالب مین بعید از قیاس ٹھہرا بس یہ آیہ شریفہ نازل نہین ہوئی مگر آباے مشرکین صحابہ کے حق مین اور اس آیہ کے نزول سے شان ابوطالب مین استبعاد کرنا حسین ابن فضل کا ہی کہ وفات ابوطالب کی مکہ مین ابتداے اسلام مین ہوئی اور سورہ آخر قرآن ہی از روے نزول کے اور امام محمد فخر الدین رازی رقم فرماتے ہین کہ ہذا الاستبعاد عندی مستبعد یہ رقم فرمانا اُنکی جلالت شان سے مستبعد ہی کہ مسئلہ ثانیہ مین خود مقر ہین کہ قول حق سبحانہ تعالی کا ہی ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک یعنی جب حق سبحانہ تعالی نے خبر دی کہ بہ تحقیق اللہ نہ بخشیگا اُن لوگون کو کہ شرک کرتے ہین ساتھ اُس خدا کے اور بخشیگا سوا اُنکے اور بہ تحقیق وہ اصحاب جہنم مین تو طلب غفران قائم مقام ہی طلب خلف وعدہ وعید الٰہی کے یعنی جو وعدہ خدا نے فرمایا ہی اُس وعدہ کے مخالف کا طالب ہوتا ہی اور یہ جائز نہین ہی اور جب وعدہ الٰہی سابق گذر چکا کہ وہ اصحاب جحیم ہین پس طلب غفران کرنے والے صرود دین خدا مین شامل ہونگے یعنی وہ مغفرت مقبول نہ ہوگی اور ظاہر ہی کہ یہ امر باعث نقصان اور گر جانے درجہ نبی کا ہی حاشا کہ آنحضرت نے مشرکین کے لیے یا اپنے چچا مشرک کے لیے طلب مغفرت فرمائی ہو اور اگر آنحضرت طلب مغفرت فرماتے تو بالضرور مقبول بارگاہ ایزدی ہوتے کہ حق سبحانہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہی قال اللہ تعالی ادعونی استجب لکم یعنی دعا کرو قبول کرونگا

بین واسطے تمھارے کس طرح ممکن ہو کہ خود وعدہ فرمائے کہ بین تمھاری دعا قبول کرونگا اور خلف وعدہ فرمائے کہ دعاے رسول مقبول نہ ہوا اگر یہ کہو اور اسکے نزول کو دربارہ جناب ابوطالب قبول کرین تو بالضرور بہ نسبت آنحضرت کے مخالفت وعدہ الٰہی کی لازم آتی ہو اور یہ کسی طرح جائز نہین ہو بین باوجود ان شواہد مذکورہ بالا کے تمام سورہ مدنی ہو بعد غزوہ تبوک نازل ہوا ہو اور وفات ابوطالب مکہ مین ابتداے اسلام مین واقع ہوئی ہو بارہ برس کا فاصلہ وفات ابوطالب اور نزول میں واقع ہوا بعید ہو نبی کی شان سے کہ ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی بارہ برس تک ایک مشرک چچا کے لیے استغفار فرمائی اور ان الله لا یغفر ان یشرك به کا وعدہ خدا فرما چکا ہو اور منزہ ہو ذات حق تعالیٰ کی کہ ادعونی استجب لکم فرما کر اپنے حبیب کی دعا بارہ برس تک سنے اور قبول نہ فرمائے پس استبعاد حسین بن فضل کے جواب مین امام محمد فخر الدین رازی کا فرمانا هذا الاستبعاد عندی مستبعد آنکی جلالت شان سے بعید ہو اور طرہ اسپر یہ فرمایا ہو کان النبی ایضا یفعل ذلك اور تھے نبی بھی ایسا ہی کرتے یعنی جیسا کہ صحابہ اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرتے تھے ایسا ہی نبی بھی کرتے تھے بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی تو کیا جناب رسالتمآب کو مثل دیگر صحابیون کے قیاس کر سکتے ہین یا مدارج آنحضرت کو مثل مدارج صحابہ قرار دے سکتے ہین یا جناب رسالتمآب کو یہ نسبت دے سکتے ہین کہ آنحضرت نے مخالف وعدہ و وعید حق تعالیٰ خواہش فرمائی یا دعاے نبی غیر مقبول ہو سکتی ہو و اذ لیس فلیس اور امام فخر الدین رازی نے یہ جو قید فی الجملہ لگا دی ہو اگر کہا جائے کہ امام فخر الدین رازی نے عندی مستبعد فقط اسی سبب سے کہا کہ حسین ابن فضل نے فقط سورہ کو آخر قرآن سے از روے نزول کے ہونا اور وفات ابوطالب مکہ مین ابتداے اسلام مین واقع ہونا بیان کرکے استبعاد کیا اور اسی کو علت استبعاد قرار دیا اور اپنے استبعاد کو اسی امر مذکور پر منحصر کر دیا اگر حسین بن فضل دیگر وجوہات بیان فرماکر ایک وجہ یہ بھی شامل فرماتے تو ضرور امام فخر الدین رازی اس استبعاد سے استبعاد نہ فرماتے **الثالث** وجہ ثالث یہ ہین امام فخر الدین رازی رقم فرماتے ہین ویروی عن علی انه سمع رجلا یستغفر لابویه المشرکین قال فقلت له اتستغفر لابویك وهما مشرکان فقال الیس قد استغفر ابراهیم لابویه وهما مشرکان فذکرت ذلك لرسول الله فنزلت هذه الآیة روایت کی گئی علیؑ سے کہ تحقیق کہ سنا ایک مرد کو کہ استغفار کرتا تھا اپنے والدین مشرکین کے لیے فرمایا علیؑ نے کہ کہا مین نے اس سے آیا مغفرت طلب کرتا ہو واسطے اپنے ابوین کے اور وہ دونون مشرک تھے پس جواب دیا اُسنے کہ آیا نہین استغفار کیا ابراہیم نے اپنے ابوین کے لیے اور وہ دونون مشرک تھے پس ذکر کیا مین نے اسکا رسول سے پس نزول اس آیت کا ہوا تمام ہوا ترجمہ وجہ ثالث کا **اس وجہ ثالث مین کئی امر لائق شرح ہین امر اول** سماعت فرمانا علیؑ کا کسی شخص کو کہ وہ اپنے ابوین مشرکین کے لیے استغفار کرتا ہو اور پوچھنا آپ کا کہ اتستغفر لابویك وهما مشرکان پس جناب علی بن ابی طالب کا سماعت فرماکر متعجبانہ سوال کرنا کہ آیا تو اپنے ابوین مشرکین

تفسیر کبیر [illegible] مطبوعہ مصر صفحہ [illegible] سطر [illegible]

کے لیے دعا کرتا ہو دلالت کرتا ہو اس امر پر کہ علی بن ابی طالب واقف تھے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک سے یعنی تحقیق کہ اللہ مغفرت مشرکین کی نہ کریگا اور سواے مشرکین کے مغفرت ہوگی پس جب جناب امیر المومنین علیؑ کا واقف ہونا ثابت ہو تو شان حضرت رسالت مآبؐ تو ارفع و اعلی ہو کیونکر ہو سکتا ہو کہ وہ اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار فرماتے امر ثانی یہ ہو کہ خود جناب علی بن ابی طالب تشہد مین اپنے ابوین کے لیے استغفار فرماتے تھے کس طرح ممکن ہو کہ خود اپنے ابوین کے لیے دعا فرمائین اور دوسرے شخص کو استغفار کرتے سن کر متعجبانہ اُس سے فرمائین اتستغفر لابویک وھما مشرکان اور وہ تشہد یہ ہو السلام علی نبی اللہ والسلام علی انبیاء اللہ و رسلہ السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم السلام علی محمد بن عبد اللہ السلام علینا وعلی المومنین والمومنات من غاب منھم ومن شھد اللھم اغفر لمحمد وتقبل شفاعتہ واغفر لاھل بیتہ واغفر لی ولوالدی وما ولدا آقاے عیاض نے اپنی کتاب الشفا فی حقوق المصطفی مین بلفظہ اسی تشہد کو رقم فرمایا ہو اور ملا علی قاری نے اسی کی شرح مین فرمایا ہو اس تشہد کی شرح کا خلاصہ ترجمہ یہ ہو کہ السلام علی نبی اللہ یعنی سلام نازل ہو نبی خدا پر السلام علی انبیاء اللہ و رسلہ سلام خدا کا ہو کل انبیاء اللہ اور رسولون پر اُسکے سب انبیا اور رسولون پر آنحضرت کو مقدم کیا کہ آپ اشرف اور افضل ہین اُن سب سے السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سلام نازل ہو اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخر مین جو آنحضرت کا وصف برسالت فرمایا تو اشارہ یہ ہو کہ رسالت آنحضرت کی مؤخر بحسب الزمان واقع ہوئی کہ آپ خاتم الرسل ہین السلام علی محمد ابن عبد اللہ سلام نازل ہو محمد ابن عبد اللہ پر مکرر فرمایا سلام آنحضرت پر ساتھ آپ کے نام و نسب کے واسطے تاکید کے السلام علینا وعلی المومنین والمومنات من غاب منھم ومن شھد سلام نازل ہو ہم پر اور مومنین اور مومنات غائب و حاضر سب پر اللھم اغفر لمحمد وتقبل شفاعتہ خداوندا بخشدے تو محمد کو اور مقبول کر اُسکی شفاعت کو واغفر لاھل بیتہ اور مغفرت کر واسطے اہل بیت آنحضرتؐ کے واغفر لی ولوالدی وما ولدا اور مغفرت کر میری اور میرے والدین کی اور اُن دونون کی اولاد کی شارح نے ولوالدی کی شرح مین بالتشدید بھی لکھدیا ہو کہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ لفظ والدتی فرمایا تحریر مین غلطی سے (ت) رہ گئی اسوجہ سے بالتشدید لکھدیا کہ والدین مراد ہین اور ما ولدا کی شرح مین یشمل اقاربہ المسلمین و حواشی نسبہ بھی رقم فرما دیا ہو پس اگر والدین جناب علیؑ مین سے ایک بھی کافر یا مشرک ہوتا تو کبھی استغفار نہ فرماتے اور متعجبانہ اُس شخص سے نہ فرماتے کہ اتستغفر لابویک وھما مشرکان امر ثالث جواب دیا اُس شخص نے جو دعا کرتا تھا الیس قد استغفر لابویہ وھما مشرکان کیا نہین استغفار کیا ابراہیمؑ نے اپنے ماں باپ کے لیے اور وہ دونون مشرک تھے لازم تو یہ تھا کہ وہ شخص جواب دیتا کہ کیا آپ نہین اپنے والد مشرک کے لیے دعا کرتے ہین الا کیا پیغمبر خدا نہین اپنے چچا مشرک کے لیے دعا کرتے ہین مگر اُس شخص نے ایک پرانا قصہ سیکڑون

شرح الشفا فی حقوق المصطفی لملا علی القاری

ہے کا یاد کیا اور جواب دیا کہ کیا ابراہیم نے اپنے ابوین مشرکین کے لیے دعا نہین کی پس یہ جواب بھی اُسکا
دلالت کرتا ہی کہ یا جناب ابوطالب مشرک نہ تھے یا پیغمبر خدا نے اُنکے واسطے استغفار نہ فرمایا تھا اور ابن جریر
جناب علی فرماتے ہین کہ فذکرت ذالک لرسول اللہ فنزلت ہذہ الایۃ پس ذکر کیا مین نے جناب رسالتمآب
سے اس سبب کا یعنی اپنے سماعت فرمانے کا اور سوال کرنے کا اور اُسکے جواب کا اُسوقت یہ آیہ نازل ہوئی
کہ مومنین اپنے اقارب مشرکین کے لیے طلب مغفرت نہ کرین اور ابراہیم [illegible] طلب مغفرت کی تھی [illegible]
وعدہ تھا کہ آزر نے وعدہ کیا تھا ایمان لانے کا اسواسطے حضرت ابراہیم استغفار فرماتے تھے جب اُنپر
ظاہر ہوگیا کہ وہ عدو اللہ ہے یعنی دشمن خدا ہے [illegible]
جاتا ہی کہ استغفار کرنا اقارب مشرکین کے لیے [illegible]
آتی ہی اگر اس درجہ ثالث کو آپ قبول فرمائین تو کیسی کیسی [illegible]
رسالتمآب کا مخالف وعدہ وعید حق تعالی طلب استغفار کرنا کہ جو سبب [illegible]
اور آپ کے مرتبہ کے گر جانے کا دوسرے جناب رسالتمآب کی طلب مغفرت شامل ہوئی جاتی ہی طلب
مغفرت آباے مشرکین مین اور وہ بالضرور مردود ہی کہ سابقاً ارادہ خدا اُنکے عذاب دائمی پر قائم ہو چکا
ہی کسی طرح وہ استغفار کرنا مقبول نہین ہوسکتا تیسرے وعدہ خدا جھوٹا نہین قرار پاتا کہ تم نے اپنے پیغمبر
سے وعدہ کیا ہی ادعونی استجب لکم پس بارہ برس تک جناب رسالتمآب کا استغفار کرنا اور خداوند عالم
کا قبول نہ کرنا مخالف وعدہ خدا ہی چوتھے استغفار کرنا آنحضرتؐ کا عبث اور معصیت قرار نہین پاتا اور یہ
دونون امر سبب ہین نقصان منصب آنحضرتؐ کے کہ فعل عبث کے مرتکب ہون یا معصیت کے بلکہ اکابر انبیا کے
لیے بھی جائز نہین ہی پانچوان آباے نبوی اور علوی کو مشرک کافر کہنے سے بچتے ہین اور یہ کہنا سبب ہی ایذاے
نبی کا اور موذی نبی واجب القتل بلا خلاف ہی مگر آپ ان سب کو گوارا فرمائینگے مسلم سے مرتد کافر مشرک بننا
قبول فرمائینگے مگر آباے آنحضرتؐ اور حضرت ابوطالب کو مشرک کہے جائینگے اعوذ باللہ من وسواس الشیطان

المسئلۃ الثانیہ امام فخر الدین رازی نے اس مسئلہ ثانیہ مین معنی آیات اور وجوہ اختلافات واقع ہوکر
ہین اور کس طرح کے معنی بینے مین کیا کیا خوبیان اور کیا کیا برائیان ہین جو اسکو بیان کیا ہی **قولہ** ماکان للنبی والذین آمنوا ان
یستغفروا للمشرکین یحتمل ان یکون المعنی ما ینبغی لہم ذلک فیکون کالوصف وان یکون معناہ
لیس لہم ذلک علی معنی النہی فالاول معناہ ان النبوۃ والایمان یمنع من الاستغفار للمشرکین والثانی
معناہ لا تستغفروا والامران متقاربان مسئلہ ثانیہ مین قول حق تعالی ماکان للنبی الخ احتمال رکھتا ہی کہ ہون
معنی ماکان کے ما ینبغی لہم ذلک یعنی نہین لائق ہی واسطے اُنکے پس ہوگا مثل وصف کے اور یا یہ کہ
ہون معنی ماکان کے لیس لہم ذلک یعنی نہین ہی واسطے اُنکے یہ پس ہوگا اوپر معنی نہی کے پس اول کے
معنی یہ ہوے کہ تحقیق کہ نبوت اور ایمان منع کرتے ہین استغفار کرنے سے واسطے مشرکین کے اور دوسرے

معنی یہ ہونگے کہ طلب مغفرت نہ کرو اور دونون امر قریب قریب ہین اور سبب اس منع کا وہی ہی جو ذکر کیا ہی
حق تعالی نے اپنے قول مین من بعد ما تبین لہم انہم اصحاب الجحیم بعد اسکے کہ ظاہر ہوا اُنکے واسطے
کہ وہ اصحاب جحیم ہین اور نیز فرمایا حق تعالی نے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک کہ تحقیق کہ
اللہ مغفرت نہ کریگا اُسکی جو شرک کرے اور بخشیگا اُسے جو سوا اسکے ہی یعنی سوا شرک کے جسکو چاہیگا
بخشیگا والمعنی انہ تعالی لما اخبر عنہم انہ یعذبہم النار فطلب الغفران لہم جار مجری طلب ان
یخلف اللہ وعدہ ووعیدہ وانہ لا یجوز اور معنی تحقیق کہ حق تعالی نے جب خبر دی اُن لوگون سے کہ تحقیق
داخل کریگا اُنکو نار مین پس طلب کرنا مغفرت کا اُن لوگون کے لیے قائم مقام اس امر کے ہی کہ حق تعالی اپنے
وعدہ وعید کے خلاف عمل کرے اور یہ جائز نہین وایضا لما سبق قضاء اللہ تعالی بانہ یعذبہم فلو طلبوا
غفرانہ لہم لصاروا مردودین وذلک یوجب نقصان درجۃ النبی علیہ الصلوۃ والسلام وحط مرتبتہ
اور نیز جب سابق ہوا ارادہ خدا کہ اُنکو عذاب کرے پس اگر طلب کرین مغفرت اُنکی تو طلب کرنے والے مردود
ہونگے اور یہ موجب نقصان درجۂ نبی کا ہی اور اُنکے مرتبہ کے گر جانے کا ہی وایضا قال ادعونی استجب
لکم وقال عنہم انہم اصحاب الجحیم فہذا الاستغفار یوجب الخلف فی احد ہذین النصین وانہ
لا یجوز اور نیز فرمایا حق تعالی نے دعا کرو مجھ سے قبول کرونگا مین اور کہا اُن سے کہ تحقیق کہ وہ اصحاب جحیم ہین
پس یہ استغفار واجب کرتا ہی خلف احد النصین کا اور یہ تحقیق کہ یہ جائز نہین وقد جوز ابو ہاشم ان یسال
العبد ربہ شیئا بعد ما اخبر اللہ عنہ انہ لا یفعلہ واحتج علیہ بقول اہل النار ربنا اخرجنا منہا
مع علمہم بانہ تعالی لا یفعل ذلک اور جائز رکھا ہی ابو ہاشم نے کہ سوال کرے بندہ اپنے رب سے کسی
شی کا بعد اس امر کے کہ تحقیق کہ خبر دی اللہ نے اُسے کہ تحقیق وہ نہ کریگا اُسکو اور دلیل لایا ابو ہاشم اسپر قول
اہل نار سے کہ ای رب ہمارے نکال تو ہم کو اس جہنم سے باوجود جاننے اہل نار کے کہ حق تعالی نہ کریگا ایسا امام
فخر الدین رازی فرماتے ہین وہذا فی غایۃ البعد من وجوہ اور یہ نہایت ہی بعید ہی کئی وجہون سے **الاول**
ان ہذا مبنی علی مذہبہ ان اہل الآخرۃ لا یجہلون ولا یکذبون وذلک ممنوع بل نص القرآن یبطلہ
وہو قولہ ثم لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ربنا ما کنا مشرکین انظر کیف کذبوا علی انفسہم وجہ اول
یہ تحقیق کہ یہ مبنی ہی اُسکے مذہب پر یعنی ابو ہاشم کے مذہب پر کہ اہل آخرت جاہل نہین اور جھوٹے نہین اور اہل
آخرت کا جھوٹا اور جاہل نہ ہونا ممنوع ہی بلکہ نص قرآن باطل کرتی ہی اسکو اور وہ قول حق تعالی کا ہی ثم
لم تکن فتنتہم الا ان قالوا واللہ ما کنا مشرکین پھر نہ ہوگا بہانا اُنکا مگر یہ کہ کہینگے قسم ہے خدا کی
ہمارے رب کی نہ تھے ہم شرک کرنے والے انظر کیف کذبوا علی انفسہم دیکھ تو کیونکر جھوٹ بولا اُنھون نے
اپنے نفسون پر پس اس وجہ اول سے کذب اور جہل اہل آخرت کا ثابت ہی **والثانی** ان فی حقہم یحسن
ردہم عن ذلک السوال واسکاتہم دوسری وجہ یہ ہی کہ تحقیق اُن لوگون کے حق مین کہ جو سوال کرین رب العزۃ

سے ایسی شی کا کہ جسکی خبر اُسنے دی ہی کہ نہ کریگا اُسکو خواہ وہ سوال از روے جہل کے ہو خواہ از روے کذب کے
رد ہونا اُنکا اُس سوال سے حسن ہی اور چپ کرنا اُنکا اما فی حق الرسول علیہ الصلوۃ والسلام فغیر
جائز لانہ یوجب نقصان منصبہ لیکن حق رسول مین غیر جائز ہی بلکہ موجب نقصان منصب رسول ہی خلاصہ
یہ ہی کہ کافرین اور جاہلین کا سوال کرنا اور رد و اسکات اُسکا اُنکے حق مین حسن ہی مگر رسول کے حق مین
جائز نہین کہ موجب نقصان منصب رسول ہی **والثالث** ان مثل ھذا السوال الذی یعلم انہ لا فائدۃ
فیہ اما ان یکون عبثا او معصیۃ وکلاھما جائزان علی اھل النار وغیر جائزین علی اکابر الانبیاء
علیھم السلام تیسرے مثل ایسے سوال کے کہ بے فائدہ ہونا اُسکا معلوم ہو تو وہ یا عبث ہی یا معصیت
اور یہ دونون امر اہل نار کے لیے جائز ہین اکابر انبیا کے لیے جائز نہین **المسئلۃ الثالثۃ** اس مسئلہ مین
سبب مانع استغفار اور چند مسائل اُس سے متعلق ہین وہ مذکور ہین امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ انہ تعالی
لما بین ان المانع من ھذا الاستغفار ھو تبیین کونھم من اصحاب النار یعنی جب حق تعالی نے
بیان کیا کہ تحقیق کہ مانع استغفار وہی ظاہر ہونا ہی اُنکا اصحاب نار سے یعنی اصحاب نار سے ہونے کا ظہور
مانع استغفار ہی وھذہ العلۃ لا تختلف بان یکونوا من الاقارب او من الاباعد اور یہ علت مختلف نہین ہوتی
باین طور کہ ہون وہ اقارب سے یا اباعد سے فلھذا السبب قال تعالی ولو کانوا اولی قربی پس اسی سبب سے
کہا حق تعالی نے اگرچہ ہون وہ لوگ صاحب قرابت یعنی اقارب ہون کہ اباعد جب اصحاب نار سے ہوم اُنکا نار
ہوا تو یہی علت مانع استغفار ہی وکون سبب النزول ما حکینا یقوی ھذا الذی قلناہ اور ہونا سبب نزول کا
وہ جو حکایت کی ہم نے قوی کرتا ہی اسکو کہ کہا ہم نے اُسکو **اس مسئلہ ثالثہ مین چند امر لائق توضیح**
ہین اول یہ کہ امام فخر الدین رازی نے بعد تحریرات مذکورہ اعلم کہہ کے بیان کیا کہ اول سورہ سے یہانتک
حق سبحانہ تعالی نے بیان کیا کہ اظہار براءت کفار و منافقین سے من جمیع الوجوہ واجب ہی **ثانی** اور اس آیہ
مین بیان فرمایا کہ جس طرح اُنکے زندون سے اظہار براءت واجب ہی اُنکی اموات سے بھی واجب ہی اگرچہ
وہ اموات غایت قرب رکھتی ہون مثل مان اور باپ کے **ثالث** مقصود حق تعالی کا اس بیان سے یہ ہی
کہ قطع محبت کرو اُن سے انتہا سے درجہ پر کہ کوئی درجہ انقطاع محبت مین باقی نہ رہے اور مواصلت اُنسے
کسی وجہ سے کیون نہ ہو ممتنع ہی **رابع** علت مانعہ اقارب اور اباعد مین مختلف نہین بلکہ یہی علت اقارب
اور اباعد دونون کے استغفار سے مانع ہی **خامس** جب حق سبحانہ تعالی کا مقصود قطع محبت اور منع
مواصلت بجمیع الوجوہ ظاہر کرنا قرار پایا تو یہی مقصود حق تعالی سبب نزول بھی ہی اور علت مانعہ استغفار
کی تبیین کونھم من اصحاب النار ہی اور تمام عیوب لاحقہ اور مخالفت نصین کبریا اور منافیات مناصب انبیا
اور اسولہ عبث و معاصی سے عصمت اکابر انبیا علیھم السلام خصوصا شفیع المذنبین حبیب رب العالمین کے
محفوظ اور مصئون رہتی ہی اور مقصود حق تعالی بلا تکلف سبب نزول قرار پاتا ہی اور یہ سبب بجمیع الوجوہ ایسا

تو بھی ہو کہ کوئی سبب اسکے بیان و جواب کا اون میں کہ یہ سبب کسی سبب کا مخالف نہیں اور یہ سب اسباب ایک ہی قصہ سے مخالفت اور منافرت رکھتے ہین اور کلام کے اسباب تو سے مثل کلام باری تعالیٰ ہی اگرچہ بعاندان رسالت سے معاندین مومنین و منافقین کے لیے تجربہ ہی پھر امام فخر الدین رازی فرماتے ہین واما قولہ تعالیٰ وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا ایاہ لیکن قول حق تعالیٰ کا اور نہ تھا استغفار حضرت ابراہیم کا اپنے باپ کے واسطے مگر بسبب وعدہ کے کہ وعدہ دیا تھا خاص کر کے اسکو یعنی حضرت ابراہیم نے مشرک چچا کے لیے استغفار نہین کیا مگر اسوجہ سے کہ یا خود وعدہ استغفار کیا تھا یا آزر نے وعدہ اسلام لانے کا کیا تھا تحت آیۃ ہذا امام فخر الدین نے چند مسائل بیان کیے ہین جنکا خلاصہ یہ ہی کہ یہ آیت اپنے ماقبل کی آیت سے تعلق رکھتی ہی بچند وجہ **وجہ اول** یہ ہی کہ جب یہ ہوا انسان کو ممنوع ہوے استغفار سے مشرکین کے خصوصاً اپنے چچا کی استغفار سے حضرت محمد مصطفیٰ اور ماذون تھے حضرت ابراہیم باوجود اس امر کے کہ جناب رسالتمآب صلعم ارفع و اجل تھے اپنے منصب مین اکابر انبیا سے بجمیع الوجوہ جب ماذون ہونا حضرت ابراہیمؑ کا ثابت ہوا تو آنحضرت بالضرور ماذون قرار پاتے ہین ورنہ منقصت منصب آنحضرت ہوتی **وجہ ثانی** سبب اتصال کا ماقبل سے مبالغہ ہی وجوب انقطاع مین کہ مشرکین زندہ و مردہ سے انقطاع واجب ہی پھر حق تعالیٰ نے بیان کیا ہی کہ یہ حکم مختص بدین محمد صلعم نہین ہی بلکہ مبالغہ ہی اس امر مین کہ وجوب انقطاع کا دین ابراہیم مین بھی مشروع تھا **وجہ ثالث** حق تعالیٰ نے وصف ابراہیمؑ کا اوّاہیت اور حلم کے ساتھ فرمایا اور جو شخص موصوف باین صفات ہوگا میلان قلب اُسکا استغفار پر اشد ہوگا خصوصاً اپنے باپ کے لیے اور باوجود اس صفت کے حضرت ابراہیم ممنوع ہوے تو غیر اُنکا بدرجۂ اولیٰ ممنوع قرار پایا بعد اسکے امام فخر الدین فرماتے ہین کہ قرآن مجید دلالت کرتا ہی کہ ابراہیم نے استغفار کیا اپنے باپ کے واسطے چنانچہ حق تعالیٰ نے حکایۃً بیان کیا کہ کہا ابراہیم واغفر لابی انہ کان من الضالین اور کہا ربنا اغفرلی ولوالدی اور سورۂ مریم مین قال سلام علیک ساستغفر لک ربی وقال ایضا لاستغفرن لک اور ثابت ہو چکا تھا کہ استغفار کفار و مشرکین کے لیے جائز نہین ہی پس یہ استغفار کرنا کہ بعبارت مختلفہ قرآن مجید سے ثابت ہوتا ہی دلالت کرتا ہی کہ حضرت ابراہیم سے صدور ذنب کا ہوا اور وہ عاصی قرار پائے اُسکا جواب حق تعالیٰ دیتا ہی وما کان استغفار ابراہیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدہا ایاہ یعنی نہ تھا استغفار کرنا ابراہیم کا اپنے باپ کے لیے مگر بسبب وعدہ کے کہ وعدہ کیا تھا اُس سے اسمین دو قول ہین **قول اول** یہ ہی کہ واعد آزر تھا تو معنی یہ ہوے کہ آزر نے وعدہ کیا تھا ابراہیمؑ نے ایمان لانے کا اس سبب سے ابراہیمؑ استغفار کرتے تھے اُسکے لیے کہ وہ ایمان لائے یعنی ضمیر ایاہ راجع ہی ابراہیم کی طرف جب یہ خبر ثابت ہو گیا کہ وہ ایمان نہ لائیگا تبرأ منہ بیزار ہوے اُس سے اور ترک کیا ابراہیم نے استغفار کرنا **قول دوم** یہ ہی کہ واعد ابراہیم تھے تو معنی یہ ہوے کہ ابراہیم نے بر جائے اسلام اُس سے وعدہ

گیا تھا اس حال مین ضمیر ایاہ راجع ہوئی طرف باپ کے جب ظاہر ہو گیا کہ وہ عدو اللہ ہی تو بیزاری کی اُس سے
اور دلیل اسپر قرات حسن ہی وعدہا اباہ بالباء فلما تبین لہ انہ عدو اللہ تبرأ منہ یعنی جسوقت ظاہر ہوا
ابراہیمؑ پر کہ وہ عدو اللہ ہی بیزاری کی اُس سے بعضے کہتے ہین بالاصرار والموت ظاہر ہوا کہ وہ دشمن خدا ہی
یعنی آزر کسی کے منع کرنے سے نہ مانتا تھا اور کفر پر بذات خود مصر رہتا تھا اور اُسی حالت میں مرا بعضے
کہتے ہین کہ فقط بالاصرار ظاہر ہوا بعض کا قول ہی کہ بالوحی ظاہر ہوا بعضے کہتے ہین کہ ... جب
جب آزر مر گیا اُسوقت معلوم ہوا امام فخر الدین فرماتے ہین فکانہ تعالی یقول لما تبین لابراہیم انہ عدو للہ
عدو اللہ تبرأ منہ فکونوا کذلک لانی امرتکم بمتابعۃ ابراہیم فی قولہ واتبعوا ملۃ ابراہیم حق تعالی
فرماتا ہی کہ جب ابراہیمؑ پر ظاہر ہوا کہ باپ اُنکا دشمن خدا ہی بیزار ہو گئے اُس سے پس ہو جاؤ تم بھی ایسے
اسلیئے کہ مین نے تم کو حکم دیا ہی متابعت ابراہیمؑ کا اپنے اس قول مین واتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا اس قول
سے یہ بھی ثابت ہی کہ مومنین جمع ہو کر جناب رسول خدا کی خدمت مین آئے اور عرض کی ہمارے باپ دادا
شرک پر مر گئے ہین اور ابراہیمؑ نے اپنے آبائے مشرکین کے لیئے استغفار کیا تو ہم بھی اپنی اموات مشرکین
کے لیے استغفار کرین اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی کہ یہ شان نبی و مومنین نہین ہی کہ مشرکون کے لیے استغفار
کرین اور ابراہیمؑ نے جو استغفار کیا تھا تو بامید اسلام استغفار کیا تھا جب اُنپر دشمن خدا ہونا اُسکا ظاہر ہوا
تو بیزاری کی اُس سے پس تم بھی متابعت ابراہیم کی کرو کہ تم کو اتباع ملۃ ابراہیمؑ کا حکم ہی حق تعالی فرماتا
ہی واتبعوا ملۃ ابراہیم مومنین اُس وقت تک جانتے تھے کہ ہمارا استغفار کرنا اپنے آبائے مشرکین کے لیے
مخالف ملت ابراہیمی نہین ہی کہ ابراہیمؑ نے اپنے چچا مشرک کیلیے استغفار کیا ہی اسکی وجہ سے حق تعالی نے
اُسکی توضیح فرمائی کہ ملت ابراہیم مین بھی استغفار کرنا مشرکین کے لیے مشروع نہ تھا نہ ابراہیمؑ نے مشرکین کے
لیے استغفار کیا بلکہ بر جای اسلام یا بسبب وعدہ اسلام لانے کے استغفار کیا ورنہ مشرکین کے لیے استغفار
کرنا خلاف منصب ابراہیم بھی تھا وہ کیونکر دعا کرتے اور اگر دعا کرتے تو عاصی ہوتے اور مرتبہ مین آپ کے
نقص آ جاتا پھر حق تعالی فرماتا ہی ان ابراہیم لاواہ حلیم اواہ کے معنی باختلاف روایات بہت سے
بیان ہوئے ہین منجملہ اُنکے خاشع و متضرع و رحیم و موقن و بہت آہ کرنے والے ذکر دوزخ پر و کثیر الذکر و کارہ
و خائف من النار و نفس سرد بھرنے والے وقت حزن اور بہت رونے والے اور حلیم یعنی صاحب حلم پس
باوجود ان اوصاف کے ابراہیمؑ پر جب ظاہر ہوا کہ وہ عدو اللہ ہی بیزار ہو گئے اُس سے پس تم اے مومنین باین
معنی اولی ہو کہ بیزاری کرو کہ یہ سب صفتین تم مین جمع نہین ہین بہ نسبت ابراہیم کے تم غلیظ القلب ہو پس
اب دو امرون مین سے ایک امر کو آپ قبول فرمائین یا اقرار کرین کہ یہ آیت شان ابو طالب مین نازل نہین
ہوئی تو آپ کا اسلام و ایمان قائم رہتا ہی اور آنحضرتؐ کی بھی تنقیص شان نہین ہوتی اور اگر کسی طرح قبول
نہ فرمائین اور یہ ہی باصرار کیے چلے جائین کہ یہ آیت شان ابو طالب ہی مین نازل ہوئی اور جناب رسول برحق

اُنکے لیے بارہ برس تک استغفار بھی کیا تو کیا طلب غفران اُن حضرت کا قائم مقام طلب خلف وعد و وعید خدا
قرار نہیں پاتا اور ایسے طالب غفران مردود دین خدا نہیں ہوتے اور عدم استجابت دعاے آنحضرت خصوصاً
بارہ برس تک مخالف وعدۂ الٰہی نہیں ٹھہرتا فعل عبث کرنا صاحب ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی
کا ثابت نہیں ہوتا مرتکب معصیت ہونا آنحضرت کا پایا نہیں جاتا آنحضرت کے منصب کو نقصان نہیں
پہونچاتا اتباع ملت ابراہیمی کے مخالف نہیں ٹھہرتا انحطاط مرتبہ آنحضرت کا سبب نہیں ہوتا عدم واقفیت
شرع ابراہیمی کا الزام نہیں ہوتا باوجود علم ارتکاب معاصی قرار نہیں پاتا اور عدم اتصاف بصفات ابراہیمی
ہوتا آنحضرت کا نہیں نکلتا واے ہو آپ جیسے مسلمانوں پر کہ پردۂ اسلام میں وہابیت اور دہریت کو شائع
کررہے ہیں یہ نہیں جانتے واللہ متم نورہ حق سبحانہ تعالیٰ تو اپنے انبیا و مرسلین کا کیا حفظ مراتب کرتا ہے
اور آپ کیسی کیسی توہینیں اور تذلیلیں انکا برا انبیا خصوصاً سید المرسلین کی کرتے ہیں دیکھیے کہ جب مومنین
نے اپنے زعم باطل میں گمان کیا کہ ابراہیم نے اپنے چچا مشرک کے لیے استغفار کیا تھا اور ہم کو اتباع ملت
ابراہیمی کا حکم ہے لاؤ ہم بھی اپنے آبا و اجداد مشرکین کے لیے استغفار کریں تو فوراً حق تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ
ابراہیم کی شان سے بعید تھا اور نیز جائز بھی نہ تھا کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کرتے مگر اُنھوں نے بامید
اسلام یا بسبب وعدہ کے استغفار کیا اور جب اُنپر ظاہر ہو گیا کہ وہ دشمن خدا ہے تو بیزاری کی باوجود اس امر
کے کہ ابراہیم اوّاہ اور حلیم تھے اگر بصیرت ہو تو دیکھیے کہ کیسا حضرت ابراہیم کو حق تعالیٰ نے اس اتہام سے
محفوظ رکھا اور آپ کیا کیا تہمتیں حضرت رسول خدا کو دیتے ہیں کہ نہ جناب رسالتمآب کو ابو طالب کے
اسلام لانے کی امید باقی تھی کیونکہ وہ رحلت فرما چکے تھے نہ ابو طالب نے اُن سے وعدہ کیا تھا اسلام لانے کا
نہ جناب رسالتمآب نے بامید اسلام اُن سے وعدہ کیا اور معاذ اللہ جناب ابو طالب کو آنحضرت کافر اور
مشرک بھی جانتے تھے اور حق تعالیٰ لا یغفر ان یشرک بہ بھی فرما چکا تھا یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت ابراہیم کے
وقت میں بھی استغفار کرنا مشرکین کے لیے جائز نہ تھا یہ بھی واقف تھے کہ ایسا فعل یا عبث ہے یا معصیت
اور پھر بارہ برس تک استغفار کیا کچھ بیزاری کیسی بلکہ محبت اور دوستی ظاہر فرمائی اب آپ ہی انصاف فرمائیے
کہ حضرت ابراہیم مطیع خدا اور افضل انبیا قرار پاتے ہیں یا جناب ختمی مآب اعوذ باللہ من شر الوسواس
الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنۃ والناس **قولہ** اما توجیہ الزمخشری نزول الآیۃ
فیہ بان موت ابی طالب کان قبل الہجرۃ وہذا اخر ما نزل بالمدینۃ فمردود بما فی ارشاد الساری
عن الطیبی عن التقریب انہ یجوز ان النبی کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا والتشدید
مع الکفار انما ظہر فی ہذہ السورۃ **اقول** اولا استدعا اور استغفار رسول مختار کو مردود سمجھنے والے
اور وعدہ کو اللہ جل شانہ کے جھوٹا قرار دینے والے اور نسبت ارتکاب معصیت کی انبیا و مرسلین معصومین
کو خصوصاً خاتم المرسلین کو دینے والے مردود خدا و رسول ہیں جسکی توضیح اوپر بیان ہو چکی کہ طالب غفران

مشرکین مردود الٰہی ہو اور حق تعالیٰ نے ادعونی استجب لکم کا وعدہ فرمایا تھا وہ صادق الوعد ہی بس یا
جناب ابوطالب مشرک نہ تھے یا آنحضرت نے استغفار نہیں کیا اور کسی حالت میں نزول آیہ بشان ابوطالب میں
ثابت نہیں ہوتا اور جو شخص استغفار آنحضرت کو مردود اور وعدۂ الٰہی کو جھوٹا کہے وہ موذی خدا و رسول
ہو اسکی شان میں حق تعالیٰ فرماتا ہو ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ و
اعد لہم عذابا مہینا اور ارشاد ساری میں تقریب وطیبی سے جو کچھ مذکور ہو اسکو آپ سمجھے نہیں یہ بھی ویسا ہی
ہی جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے حسین بن فضل کے استبعاد سے استبعاد کیا ہو اسکا جواب بھی ہم بیان
کر آئے ہیں کہ استبعاد سے اسی وقت استبعاد فی الجملہ صحیح قرار پا سکتا ہو کہ فقط یہ بھی ایک دلیل عدم
نزول آیہ کی شان ابوطالب میں قرار دیں ورنہ جو دلائل قطعیہ ہم عدم نزول آیہ کے شان ابوطالب میں
بیان کر آئے ہیں ان سب کے ساتھ ایک یہ بھی دلیل قرار دیں تو کسی مسلم کو شک باقی نہیں رہ سکتا اور کوئی
ذی عقل نہیں کہہ سکتا کہ یہ آیت شان ابوطالب میں نازل ہوئی **ثانیا** عبارت ارشاد الساری انہ یجوز ان
النبی الخ اگر کہا جائے کہ آیت شان جناب ابوطالب میں نازل ہوئی اور سبب نزول کا ممنوع ہونا جناب
رسالتمآب کا استغفار سے جناب ابوطالب کے تھا اور امتداد زمانۂ استغفار قریب بارہ برس کے متحقق
ہو اور اس زمانہ دراز تک استغفار کرنے کو انہ یجوز کہا گیا اور ظاہر ہو کہ جواز فائدہ ضرورت کا نہیں دیتا
تو وجود استغفار بارہ برس تک اور عدم استغفار زمانۂ مذکورہ تک یہ دونوں ضروری نہ ہوے بلکہ جائز ہو
تو انہ یجوز ان النبی کان یستغفر لابی طالب الخ وانہ یجوز ان النبی ما کان یستغفر لابی طالب دونوں
امروں کا احتمال ہو والاحتمال لا یقوم مقام الاستدلال اگر آپ فرمائیں کہ دونوں احتمال تو پائے جاتے
ہیں مگر احتمال غالب یہی ہو کہ ان النبی کان یستغفر لابی طالب الی حین نزولہا واقع ہوا تو جواب اسکا
یہ ہو کہ احتمال غالب کو بھی ہم تسلیم کیے لیتے ہیں مگر احتمال غالب کو ظن کہتے ہیں اور نص صریح اسکے بطلان پر
موجود ہو قولہ تعالیٰ وان الظن لا یغنی من الحق شیئا پس ظنیات اور احتمالات سے یقینیات کو رد کرنیوالے
مردود ہیں اور تزییف و استبعاد فقط زمخشری نے نہیں کی ہو بلکہ اور علما نے بھی کی ہو جیسا کہ تفسیر خازن
اور تفسیر کبیر وغیرہ میں موجود ہو اور اسکا جواب بھی بالتصریح ہم بیان کر چکے ہیں اور تشدید مع الکفار اگرچہ
اسی سورہ میں نازل ہوئی ہو مگر ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک قبل اس سورہ کے نازل
ہو چکا تھا اور ادعونی استجب لکم بھی حق تعالیٰ فرما چکا تھا اور اتباع ملت ابراہیمی کا حکم بھی ہو چکا تھا
قبل بعثت جناب رسول مقبول بھی ملت ابراہیمی پر تھے استغفار کرنا مشرکین کے لیے ملت ابراہیم میں بھی جائز
نہ تھا پس کس طرح ممکن ہو کہ آنحضرت نے مشرک چچا کے لیے بارہ برس تک استغفار کیا اور یہ آیت انکی شان
میں نازل ہوئی **قولہ** قال اعنی القسطلانی قال فی فتح الغیب ہذا ہو الحق و روایۃ نزولہا فی ابی طالب
ہی الصحیحۃ الخ و لکن اراد کلام الامام الرازی فی الکبیر قال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی بعد نقل

فظاہر القرب بیب اعتقاد ومن بعد ومن المشرکین ولا ینافیہ ورد فی الحدیث ان نزلت الاستغفار استغفاراً ربہ

الی نزولہا **اقول** لو سلمنا روایۃ نزولہا فی ابی طالب ھی الصحیحۃ اور قول قسطلانی قال فی فتوح الغیب

ھذا ھوالحق یہی حق اور پھر ہمارے مطلب کے مخالف نہیں اور آپ کے مفید مطلب نہیں کر روایت مین

بقول برزنجی اور زینی حذف و اختصار واقع ہوا ہی اور بقول زرقانی کہ شرح مواہب مین مذکور ہی کہ راویون

کی روایتین مختلف ہوگئین بسبب انکے تصرف کرنے کے اگر پوری روایت بیان کی جاتی تو ھوالحق اور ھی

الصحیحۃ کی نوبت نہ آتی اور احتمال مرتفع ہوجاتا اسواسطے کہ جسوقت جناب رسالتمآب نے فرمایا

لاستغفرن لک مالم انہ عنک تو مومنین صحابہ نے گمان کیا کہ ہمارا نبی چچا کے لیے استغفار کرتے ہین ابراہیم نے

اپنے چچا کے لیے استغفار کیا اور ہم بھی استغفار کرین اور یہ نہ سمجھے کہ ابراہیم نے کیون استغفار کیا تھا اور جناب

رسول خدا نے کیون لاستغفرن فرمایا اور لگے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے تو نزول اس

آیت کا ہوا اور حق تعالی نے بیان کردیا کہ حضرت ابراہیم کا استغفار بسبب وعدہ کے تھا کہ بامید اسلام

انکی حیات تک استغفار کیا اور جب انپر ثابت ہوگیا کہ وہ دشمن خدا ہی اور اسی حالت مین مرگیا تو بیزار

ہوگئے ابراہیم پس مومنین کسی طرح مجاز استغفار کرنے کے آباے مشرکین کے لیے نہین ہوسکتے اور دلیل

اسپر خود قول حق تعالی ہی والذین امنوا کہ مومنین کو لازم نہین ہی کہ استغفار کرین مشرکین کے لیے اگر مومنین

استغفار اپنے آباے مشرکین کے لیے نہ کرتے حق سبحانہ تعالی والذین امنوا نہ فرماتا حاصل یہ ہی کہ جناب

رسول خدا کا لاستغفرن لک مالم انہ عنک فرمانا سبب ہوا استغفار کرنے کا مومنین کے لیے اور یہی

قول نے انحضرت کے ان مومنین کو یاد دلایا قصہ حضرت ابراہیم کا پس ان لوگون نے گمان کرلیا کا ابراہیم

کا چچا مشرک تھا اور ابراہیم نے اسکے لیے استغفار کیا اور چونکہ جناب ابوطالب کا ایمان بھی مخفی تھا انکو بھی

مشرک سمجھ لیا اور اپنے واسطے اسکو حجت گردانا اور لگے استغفار کرنے انکا استغفار کرنا سبب نزول کا یہ ہوا

کہ ابراہیم کو اور مومنین کو لائق نہین ہی کہ مشرکین کے لیے استغفار کرین یعنی استغفار کرنا ابراہیم کے وقت مین

بھی جائز نہ تھا نہ مومنین کے لیے جائز ہی اور معنی خفی اس آیت سے یہ بھی نکلتے ہین کہ پیغمبر خدا نے استغفار

مشرکین کے لیے نہین کیا کہ ملت ابراہیم مین بھی ممنوع تھا وہ کس طرح استغفار فرماتے کہ انکی شان ارفع

اور اعلی ہی تمام انبیا اور مرسلین سے اور آنحضرت معصوم ہین بلا خلاف راویون کے حذف و اختصار اور

تصرف اور زعم سے لاستغفرن لک مالم انہ عنک پر روایت ختم ہوگئی جیسے ھی الصحیحۃ اور ھو الحق

سب صحیح اور جناب رسالتمآب کا لاستغفرن الخ فرمانا ابوطالب کی نسبت اور نزول آیت سب برحق ہی

اور صحیح اور آپ مخبوط الفکر اور مطلب ہمارا حاصل کہ نہ جناب رسالتمآب نے اپنے کسی چچا مشرک کے لیے

استغفار کیا نہ یہ ممانعت آنحضرت کو ہوئی نہ یہ آیت بشان ابوطالب مین نازل ہوئی مومنین کے احتمال اور

راویون کے حذف و اختصار و تصرف کو تو آپ نہ سمجھے اور جناب ابوطالب اور جناب رسالتمآب دونوکو

آپنے ٹھیرلیا جناب ابوطالب کو مشرک اور کافر قرار دیا اور جناب رسول خدا خاتم الانبیا کو معاذ اللہ خاطی اور
عاصی اور مردود خدا بنا دیا اور خود ذات اقدس الہی کو مخالف الوعد ٹھہرا دیا لاحول ولا قوۃ الا باللہ آپ کی فکر و
اور خیال کاسد نے جناب ابوطالب اور رسول خدا اور خدا سب کو متہم بقبائح کر دیا اگرچہ حق تعالی نے حضرت ابراہیم
کو تو بالکل بری کر دیا کہ اُنکا استغفار بسبب وعدہ کے تھا اور باوجودیکہ وہ اواہ و حلیم تھے اسپر بھی جب
اُنپر ثابت ہو گیا کہ آزر دشمن خدا ہی تو بیزاری اُنھون نے کی واسطے ہو اسوۂ محمدی یہ کہ آجتک وہ سید المعصومین
خاتم المرسلین کو مرتکب معاصی اور خطا قرار دیتے ہین کہ نہ بسبب وعدہ کے اُن حضرت نے استغفار کیا نہ بامید اسلام
استغفار کیا بلکہ اصرار کیا استغفار مشرکین پر اور حق تعالی نے بھی ادعونی استجب لکم فرما کر دعا سے آنحضرت قبول
نہ کی جب جناب رسول خدا اور خدا کو آپ نے نہ چھوڑا تو جناب ابوطالب کہان سے فی الحقیقت رباعی جو جناب
علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہی اگر بنظر انصاف دیکھیے تو کم از آیت و حدیث نہین وہ یہ ہی قیلان لا لہ
ذو ولد قیلان الرسول قد کہنا + ما نجی اللہ والرسول معا + من لسان الوری فکیف انا ماحصل
یہ ہی کہ آپکی زبان سے نہ خدا بچا نہ اُسکا رسول نہ ابوطالب نے نجات پائی رسالہ شرح المطالب تو آپ نے
رقم فرمایا اگرچہ خسر الدنیا والآخرۃ ہو گئی **قولہ** وکذا رواہ الامام الرازی فی الکبیر وقال العلامۃ الخفاجی
فی عنایۃ القاضی بعد کلام التقریب اعتمدہ من بعدہ من الشراح ولا ینافیہ قولہ فی الحدیث
فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا **اقول** یہ بھی وہ ہی فریب دہی کی اور فطرتی آپ کی چال ہی
کہ ھذا ھو الحق وروایۃ نزولہا فی ابی طالب ھی الصحیحۃ الخ لکھکر رقم فرماتے ہین وکذا رواہ الامام
الرازی فی تفسیر الکبیر تاکہ ہر شخص یہ ہی سمجھے کہ امام رازی کے نزدیک بھی یہ ہی حق اور صحیح ہی تو ہم کو بھی
آپ کی شان مین کلمۂ حق اور صحیح کہنا پڑتا ہی کہ آپ مفتری کذاب ہین کہ امام رازی نے اسباب نزول کو اقوال
مختلفہ سے بیان کیا ہی اُس مین ایک قول یہ بھی بیان کیا ناقل قول کو قول نہین کہتے حق تعالی نے کلام مجید مین
اقوال کفار کو بکثرت نقل کیا ہی تو کیا اُن اقوال کو آپ قول خدا قرار دیجیے گا اور پرانی چال بت پرستی کی نہ چھوڑیے گا
اور دلیل اُسپر قول خدا بیان فرمائیے گا کہ حق تعالی نے کلام مجید مین بھی فرما دیا ہی کہ لا تذرن ودا ولا سواعا و
لا یغوث و یعوق ونسرا کہ ہرگز نہ چھوڑو تم وُدّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو کہ یہ پانچون بت تھے
اگر یہ ہی آپ کا مذہب ہی تو آپ کو مبارک رہے لکم دینکم ولی دین مگر امام فخر الدین رازی نے تو اقوال مختلفہ
اپنے تفسیر مین بیان کیے اور جو فضائح اور قبائح اس روایت سے اور اُس روایت سے جو در بارۂ والدۂ آنحضرت
وارد ہین بوضاحت تمام کس کس طرح بیان فرمائے ہین کہ کسی آیت اور حدیث سے وہ رد نہین ہو سکتے پھر آپ نے
اُنکو بھی تو نقل فرمایا ہوتا مین یہ نہین کہتا کہ آپ نے اپنا مذہب قرار دیا ہوتا بیان فخر الدین رازی کو مگر نقل
قول سے امام فخر الدین کے آپ کی بد دیانتی کا انکشاف نہ ہوتا مگر آپ تو مرید ہین اُس مرید کے جس کا قول
لاغوینہم ہی اگر ہم کو آپ کی فقط رد منظور ہوتی تو جن علما و مفسرین و محدثین کے نام آپ نے رقم فرمائے ہین

[illegible] اقوال [illegible] مفسرین [illegible] کی روایت و کتابون مین نقل کیے ہین ہم بھی انھین کو نقل کر دیتے مثلاً [illegible] تم نزا [illegible] آیۃ [illegible] کہ کشاف زمخشری اور تفسیر کبیر مین [illegible] الا الذجاج اجمع [illegible] انہا نزلت فی ابی طالب [illegible] کا جواب اتنا ہی تھا کہ آپ سکا رہین کذاب ہین تفسیر کبیر مین انتہی [illegible] الاولی ہذہ الآیۃ لا دلالۃ فیہا ظاہرہا علی کفر ابی طالب اور اس آیت کے جواب مین بھی [illegible] [illegible] الامام الرازی فی الکبیر عن علی انہ سمع رجلا یستغفر لابویہ المشرکین الخ فنزلت ہذہ الآیۃ کیجیے جواب تو ہو گیا مگر ہم کو تو اظہار کرنا ہے ان تحریفات اور تکذیبات کا [illegible] اور تدلیسات کا جنکو آپ نے تلویحات و تلبیسات متنوعہ سے آراستہ کیا ہے کہ آپ کا کشف استار ہو جائے اور عوام دھوکا نہ کھائین ورنہ حق تعالیٰ تو اپنے عباد مخلصین سے [illegible] کرچکا ہے الا عبادنا المخلصین فرماکر مستثنیٰ فرما دیا ہے ورنہ تو کبھی آپ کے دھوکے مین نہ آوینگے اور سورۂ [illegible] لئنا اس آپ کی شان مین تلاوت فرمائینگے اور اسی طرح سے آپنے علامہ خفاجی اور عنایت القاضی وغیرہ کا نام رقم فرمایا اس سے مطلوب آپ کا گنوانا ہے کتابون کے نام اور اسماے علماے اعلام قولہ اقول [illegible] علی الاستمرار واستدامۃ الاستغفار قول سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فہذا مقام الجزم دون التجویز والاستظہار **اقول** خیر تو ہے مزاج کیسا ہے آپ کے نظیر جو مشہور ہے نذیر احمد تھے فالج و لقوہ مین مبتلا ہوے بدزبانی اور بغض خاندان نبوت کا دنیا ہی مین مزا چکھا وہان کا حال خدا جانے کس قعر دوزخ مین مقر ہوا اب کیا آپ کو بھی سرسام ہوا ہذیان لاحق ہوا کہ اُردو بولتے بولتے عربی مین مثل بعیر بلبلانے لگے نہین نہین ہذیان نہین ہے یہ بھی وہ ہی عام فریبی مکاری دغا بازی ہے کہ عوام اُردو خوان اس رسالہ کو پڑھین اور ضرور گمان کرین کہ کسی بڑے عالم کا رسالہ ہے جو عربی مین دستگاہ کامل رکھتا ہے اللہ اکبر عربی مین بھی جواب لکھ ڈالا سبحان اللہ سبحان اللہ آپ بھی کیا باریک بین ہین ابلیس کے بھی استاد بلکہ اغوا کے ایسے ایسے راستہ آپ کو یاد ہین کہ شیطان بھی آپ سے فراری ہے اقول کی عبارت سے آپ کا کیا مطلوب ہے آیا آپ نے نزول آیہ شان ابوطالب مین ثابت فرمایا یا توہین و تذلیل جناب ختمی مآب کی فرمائی ہے یا مطلوب آپکا جھٹلانا ہے خدا کو اسواسطے کہ استمرار و استدامت استغفار سید ابرار زمانہ دراز یعنی بارہ برس تک دلالت کرتا ہے کہ آنحضرت کو انتہا کی محبت تھی جناب ابوطالب سے اور حق تعالیٰ نے اپنے حبیب سے وعدہ ادعونی استجب لکم فرمایا تھا ضرور بجہت استغفار وہ مستحق جنت ہوے دعاے آنحضرت بلا تاخیر مقبول ہے اور استمرار و استدامت باعث علو مرتبت جناب ابوطالب کا ہوا اور آپ تو بارہ برس تک استغفار فرمانے کی آنحضرت کے گواہی دیتے ہین مگر جناب ابوطالب کی پرورش و حمایت و سرگرمی افشاے رسالت اور محبت قلبی اُنکی و انتہا درجہ کی مشقتین اور محنتین اور تکلیفین اُٹھانا راہ خدا مین اور محبت رسول مقبول مین مشہور و معروف ہے اور محبت رکھنا خدا کا اور رسول خدا کا جناب ابوطالب کو آپ کی زبان سے اور بیان سے ثابت ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے تومن احببت فرماکر اظہار محبت

رسول مقبول جناب ابوطالب سے بوضاحت آشکار کر دیا پھر کیونکر ممکن ہے کہ رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین اپنے
دوست کے لیے استغفار نہ کریں اور یہ بھی یاد رہے کہ خاصان خدا اولیاء اللہ یا اوصیا اور انبیاء کبار یا
و مرسلین خصوصاً شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین
ممکن نہیں کہ دشمنان خدا و کفار و مشرکین کو دوست رکھیں بیشک اور بے شبہ ابوطالب کو آنحضرت دوست
رکھتے تھے اور بارہ برس تو کیا بلکہ حضرت رسالت مآب نے اپنے وقت وفات تک استغفار فرمایا ہوگا اور کس طرح
ممکن ہے کہ ابوطالب تو مرتے دم تک اپنی جان اور مال و اولاد فدائی پائے آنجناب فرمائیں اور باوجود تمام
کفار قریش و عرب کے ایک دل ہو جانے کے اور اذیتیں اور ایذائیں پہونچانے کے حضرت ابوطالب آنحضرت
کو رسول کموسی اور آپ کے دین کو بخیر الادیان فرماویں و حفاظت و حراست سے ہاتھ نہ اٹھائیں اور
شفیع المذنبین ایسے محب خالص بے ریا کو ایک کلمہ استغفار سے بھول جائیں بلکہ بالضرور جب آنحضرت
بخضوع و خشوع بارگاہ کبریا میں اپنے واسطے دعا فرماتے ہونگے جناب ابوطالب کو بھی اس وقت خاص
پر یاد فرماتے ہونگے حتی کہ وقت وفات تک جب آنحضرت نے اپنے واسطے استغفار فرمایا ہوگا تو ضرور
جناب ابوطالب کے واسطے بھی استغفار کیا ہوگا فہذا مقام للجزم دون التجویز والاستظہار اور آپ تو دشمن
خدا و رسول ہیں کہ استمرار اور استدامت استغفار کو سید ابرار کے بارہ برس تک عبث قرار دیتے ہیں یا معصیت
اور دونوں حالتوں میں نقصان منصب یا انحطاط مرتبۂ نبوت آنحضرت ختمی مرتبت ہوا جاتا ہے یہ توہین اور
تذلیل نہیں ہے تو کیا اختتام درجۂ نبوت و رسالت اسی کا نام ہے پس صاف ظاہر ہے کہ آپ دشمن خاندان
رسالت فی الظاہر اور دشمن رسول برحق فی الباطن ہیں کہ در پردہ دشمنی فرما رہے ہیں یہ تو دشمنی تھی جناب
رسالت مآب صلعم سے جو بیان ہوئی اب دشمن خدا ہونا آپ کا خود ظاہر ہے کہ جو دشمن رسول ہے وہ دشمن خدا ہے
مگر یہ دشمنی بالواسطہ ہے آپ تو بلاواسطہ دشمن خدا ہیں کہ فرماتے ہیں کہ استمرار اور استدامت استغفار سید ابرار
مقبول بارگاہ ایزد غفار نہ ہوئی حالانکہ حق تعالی ادعونی استجب لکم کا وعدہ فرما چکا تھا تو معاذ اللہ خدا
نے ایفائے وعدہ نہ کیا اور مخالف الوعد ٹھہرا قطع ہو زبان ان لعینوں کی جو خدا کو جھوٹا اور مخالف الوعد
قرار دیتے ہیں اور تو کیا کہوں **قولہ** علی ان الامام الجلیل السیوطی فی کتاب الاتقان عقد فصلا
لبیان ما نزل من ایات السورۃ المکیۃ بالمدینۃ و بالعکس وذکر فیہ عن بعضہم ان ایۃ ما کان
للنبی الایۃ مکیۃ نزلت فی قولہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لابی طالب لاستغفرن لک ما لم انہ عنک
واقرہ علیہ فعلی ہذا یزھق الاشکال من راسہ **اقول** امام سیوطی نے کتاب اتقان میں جس فصل
میں بیان کیا ہے نزول آیات کا اس حیثیت سے کہ سورہ مکی ہے اور بعض آیات اسکے مدنی ہیں اور سورہ مدنی
ہے اور بعض آیات اسکے مکی ہیں یہ تو صحیح لیکن وذکر فیہ عن بعضہم یعنی ذکر کیا بیچ اسی کتاب اتقان کے
بعض محققین سے یہ بعضہم کون ہیں کسی وقت تو فریب و خدع و مکر کو ترک فرمائیے ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیں

مطابق فرمائین عن بعضہم ان اٰیۃ ما کان للنبی الاٰیۃ مکیۃ نزلت فی قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام
لابی طالب لاستغفرن لک مالم انہ عنک یہ عبارت خود اس خائن کی ہے یا اسکو عبارت اتقان کہہ سکتے ہین
اب ہم اس تحریف اور تصرف کو بھی واضح کیے دیتے ہین کہ جن لوگون نے استثنی کیا ہے اس آیت کا وہ مذکورہ
بعضہم ہین کہ مجہول الحال ہین جیساکہ اوپر ہم بیان کر آئے ہین کہ جب تک وہ بعض معیّن اور مشخّص نہ کیے
جائین اور عدالت اور راستی اُنکی ثابت نہ ہو اُس وقت تک اُنکا قول پایۂ اعتبار سے ساقط ہے اور لفظ
لما ورد کو عبارت سے تحریف کر دیا حالانکہ اسی لفظ لما ورد نے مشتبہ کر دیا ہے اُن بعض کو کہ نزول آیہ
مکہ مین ہوا سواے اس لفظ ورد کے کوئی دلیل اُنکے پاس نہین تھی اگر کوئی دوسری دلیل اُنکے پاس ہوتی تو
ضرور وہ بیان کرتے پس اس لفظ ورد کو اُنھون نے دلیل گمان کیا اور کہہ دیا لما ورد انہا نزلت فی قولہ
اور یہ کلام بعضہم مستلزم دور ہی اسلیے کہ کفر جناب ابی طالب کو موقوف کرتے ہین اس آیہ کے مکی ہونے پر
اور اس آیت کا مکی ہونا موقوف کرتے ہین قول آنحضرت لاستغفرن پر اور قول آنحضرت لاستغفرن کو موقوف
کرتے ہین کفر ابی طالب پر اور کفر ابی طالب کو موقوف کرتے ہین اس آیت کے مکی ہونے پر اور یہی دور ہی
فقد لم یدفع الاشکال من راسہ صار زھوقا قولہ ثم ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر فانزل
اللہ تعالی بعد ذلک قال الحافظ فی فتح الباری الظاھر نزولہا بعدہ بمدۃ لروایۃ التفسیر الخ
وھذا ایضا یطیح الفہم من راسہا فاد ھذین العلامۃ الزرقانی فی شرح المواھب وبعد
التثبت والتبیان اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فیہ فکیف تردا فصاح بالوسوسات اقول
تفاسیر کا احوال اور اُنکے اختلافات کو ہم بیان کر چکے ہین مگر آپ کو تو کچھ التفات نہین ہوتا اور اسماے علماء کا
مد نظر ہے آنکھین بند کرکے لکھے چلے جائیے کہ انہی تفسیرون اور کتابون سے اور انہی علما کے اقوال سے کفر ابو طالب
ثابت ہے اور اپنی جبلی عادت سے کبھی باز نہ آئیے مکر و فریب سے امر حق کو پوشیدہ کیے جائیے غافل اس سے
کہ الحق یعلو ولا یعلی مشہور ہے امر حق کسی کے پوشیدہ کرنے سے مخفی نہین ہو سکتا اگرچہ آپ نے تو بڑی کوشش
اور عرق ریزی فرمائی ہے عبارات تفاسیر کو منتشر کرکے رقم فرمایا کہ تعارض اور تضاد جو تفسیرون مین ہے وہ مخفی
ہو جائے ہم بھی اُنہین تفاسیر کی عبارت کہ جنکو آپ نے نقل فرمایا ہے جمع کرکے ایک تفسیر کی عبارت دوسری
تفسیر کی عبارت سے مقابل کرکے اُنکا تعارض و تضاد ظاہر کیے دیتے ہین کہ ہر خاص و عام آپ کی تزویر
اور دام مکر سے رہائی پائے آپ کے فریب مین نہ آئے جس تفسیر کو آپ نے تفسیر امام نسفی کا خطاب دیا ہے
اُسی مین یہ عبارت ہے ھم علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستغفر لابی طالب فنزل ما کان للنبی یعنی قصد کیا جناب
رسالتمآب نے کہ استغفار کرین ابی طالب کے واسطے پس نازل ہوئی آیت ما کان للنبی الخ پھر دو صفحون
کے بعد آپ رقم فرماتے ہین قال الحافظ فی فتح الباری الظاھر نزولہا بعدہ بمدۃ بروایۃ التفسیر کہا
حافظ نے فتح الباری مین کہ تحقیق کہ ظاہر ہے نازل ہونا اسی آیت کا بعد ایک مدت کے بسبب روایت تفسیر کے

له [illegible] ۱۲ منه

پس ان دونون تفسیرون کو ملاییے کہ تفسیر امام ثعلبی مین تو قصد کرنا آنحضرت کا استغفار کے لیے اور نازل ہونا آیت
کا ہو اور فتح الباری مین نازل ہونا آیت کا بعد ایک مدت مدید کے ہو آیا ہو ایک دوسرے کی ضد ہو کہ نہین اور
آپس مین ایک دوسرے کا معارض ہو کہ نہین پھر آپ نے رقم فرمایا ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر
فانزل اللہ تعالی بعد ذلک اور قبل اسکے آپ فرما چکے ہین کہ قال العلامۃ الخفاجی فی عنایۃ القاضی
لاینافیہ قولہ فی الحدیث فنزلت لامتداد استغفارہ لہ الی نزولہا ان دونون مین بھی وہی تعارض
اور تضاد موجود ہو اور اذا تعارضا تساقطا مشہور ہو یہ جواب تو اُس وقت مین ہماری طرف سے
ہو جب ہم آپ کی تحریر کو قابل اعتنا سمجھین لیکن حال آپ کی دیانتداری کا تو معلوم ہو کہ آپ نقل اقوال بھی بغیر
کاٹ چھانٹ اور تغیر و تبدل کے نہین کرتے چنانچہ یہی عبارت ان لفظ البخاری فی کتاب التفسیر
فانزل اللہ بعد ذلک دلالت کرتی ہو آپ کی نیک نیتی پر اسواسطے کہ صحیح بخاری شریف مین کتاب التفسیر مین
تو اسطرح لکھا ہو باب قولہ تعالی ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین حدثنا اسحق
بن ابراھیم قال اخبرنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر عن الزھری عن سعید بن المسیب عن
ابیہ قال لما حضرت ابا طالب الوفاۃ دخل علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ابو جہل وعبد اللہ
بن ابی امیۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای عم قل لا الہ الا اللہ احاج لک بہا عند اللہ فقال
ابو جہل وعبد اللہ بن ابی امیۃ یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لاستغفرن لک ما لم انہ عنک فنزلت ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین الایۃ پھر
آپ یہ عبارت فانزل اللہ بعد ذلک کہان سے اٹھا لائے کیا کوئی صحیح بخاری بھی تصنیف فرمائی ہو یا اس صحیح بخاری
کی اصلاح فرمائی ہو تو سوال آپ کی دیانت وامانت پر ہو ذرا ہوش وحواس درست فرما کر حدیث مندرج صحیح بخاری
شریف کو بغور ملاحظہ فرمائیے کہ قول آنحضرت قل یا عم کے بعد انکار کرنا جناب ابوطالب کا ثابت نہین ہوتا بلکہ
جناب رسالتمآب کا قریب وفات ابوطالب تشریف لانا اور سامنے ابو جہل و عبد اللہ ابن ابی امیہ کے قل یا عم
لا الہ الا اللہ فرمانا اور ان دونون کا یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب کہنا پس فرمانا آنحضرت کا
لاستغفرن اور نزول آیہ یہ سب تو موجود ہو مگر انکار کرنا ابوطالب کا مذکور نہین اور نہ ذکر کرنا امام ہمام بخاری کا
انکار ابوطالب کو بے وجہ نہین اسواسطے کہ جب فرمانا رسول مقبول کا قل یا عم لا الہ الا اللہ ثابت ہو تو دو
حال سے خالی نہین یا اقرار کیا ابوطالب نے یا انکار اور جب دونون امرون کو امام بخاری نے ذکر نہ فرمایا تو قل
یا عم کے جواب مین سکوت پایا گیا اور سکوت مین دونون احتمال ہو سکتے ہین کہ سکوت کیا ابوطالب نے قل
یا عم لا الہ الا اللہ پر یا سکوت کیا یا ابا طالب اترغب عن ملۃ عبد المطلب پر دونون صورتون مین سکوت
اقرار اور انکار دونون پر دلالت کرتا ہو اور دلیل اسپر خود قول آنحضرت ہو کہ فرمایا لاستغفرن لک ما لم انہ عنک
مراد آنحضرت کی یہ ہوئی کہ سکوت ابوطالب اگر اقرار ہو تو منع نہ کیا جاؤنگا اور اگر انکار ہو تو ممانعت ہوگی اسواسطے

کہ مشرکین کے باب مین تو ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما دون ذلک وارد ہو چکا تھا پس جان بوجھ کر آنحضرتؐ کس طرح مشرک کے لیے استغفار فرماتے اسی سے ثابت ہو گیا کہ سکوت ابوطالبؑ کو آنحضرتؐ نے کفر قیاس نہین فرمایا اور بارہ برس تک مطابق مقولہ بعض مفسرین الی حین نزولہا استغفار کیا تھا اور اس قول لاستغفرن کو آنحضرتؐ کے مومنین نے سنا اور اپنے نزدیک جناب ابوطالبؑ کو کافر ٹھہرا دیا اور جناب رسالتمآبؐ کو استغفار کرنے والا مشرک کا قرار دیا اور مشابہ کر دیا اس امر کو قصہ حضرت ابراہیمؑ سے اور ان دونون امر کو اپنے واسطے حجت گردانا اور لگے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ما کان للنبی الخ کہ نہین لائق ہی نبی اور مومنین یعنی نبی کے منصب کے خلاف ہی کہ مشرکین کے لیے استغفار کرین اگرچہ وہ قرابت مین اقرب ہون یعنی مان باپ کیون نہ ہون اب ہم یہان پر عرض کرتے ہین کہ ما کان کے معنی تو ما ینبغی کے ہین جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے تصریح فرمائی ہی پس مومنین نے تو بسبب عدم واقفیت اور عدم عصمت کے نالائق کام کیا کہ اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے لگے مگر معصوم صاحب ان هو الا وحی یوحی کو کون نسبت نالائق کام کرنے کی دیسکتا یہ ہی امر اس آیت سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ لائق شان نبی نہین ہی کہ مشرکین کے لیے استغفار کرین یعنی مومنین گمان نہ کرین کہ جناب رسالتمآبؐ نے مشرک کے لیے استغفار کیا کہ یہ امر انکے منصب کے مخالف ہی اور ظاہر ہی کہ مشرکین دشمن خدا ہین پس حبیب خدا دشمن خدا کا حبیب نہین ہو سکتا اسی وجہ سے متنبہ کیا مومنین کو کہ تمھارا گمان حضرت ابراہیمؑ کی طرف بھی حق نہین ہی کہ انھون نے بھی بسبب وعدہ کے استغفار کیا تھا بامید ایمان اور جب انپر ثابت ہو گیا کہ وہ عدو اللہ تھا اور مر گیا تو بیزار ہوے اس سے باوجودیکہ ابراہیمؑ اواہ اور حلیم تھے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ نزول آیہ شان مومنین مین ہوا اور آنحضرتؐ کو ممانعت بھی نہ ہوئی اور اقرار کرنا ابوطالبؑ کا بھی ثابت ہو گیا اور یہ سب ثبوت اسی حدیث سعید ابن المسیب سے ہی کہ جو مذکور ہے صحیح بخاری شریف مین اگرچہ اسی حدیث کو دوسرے محدثین اور مفسرین نے لکھا ہی اور اس مین انکار ابی طالب بھی ذکر کیا ہی مگر ان احادیث اور تفاسیر مین احتمال زیادتی اور کمی کا ممکن ہی بخلاف حدیث مندرج صحیح بخاری کے کہ اس مین زیادتی اور کمی کا احتمال بھی نہین ہو سکتا کہ اسکی صحت پر اتفاق ہی اب فانزل اللہ بعد ذلک رقم فرمانا آپکا مکر و فریب ہوا اور بالفرض فانزل اللہ بعد ذلک کو تسلیم بھی کر لین تو بعد ذلک کا مشار الیہ کون ہی کہ حدیث مین صحیح بخاری کی تو انکار کرنا جناب ابوطالب کا مذکور نہین بلکہ قول ابوجہل ترغب عن ملۃ عبد المطلب ہی اور فرمودہ حضرت کہ لاستغفرن ہی اسکے بعد فنزلت ما کان ہی پس یہ ف تعقیب کی ہی یا سببیۃ کی جواب فرمائین وہ سنی لیکن مگر نزول آیہ شان ابوطالب مین قرار نہین پاتا فہذہ البراہین القاطعۃ طوالج لقولک ویلجم الخصم من راسہا اور یہ جو آپ رقم فرماتے ہین اذ قد افصح الحدیث الصحیح بنزولہا فکیف نزد الصحاح بالہوسات یہ بھی ایک دلیل ہی آپ کی عدم ممارست کی علم کلام و حدیث سے اور نہ افصاح الحدیث کی رد افلاح البراہین

عقلی و نقلی سے بأحسن الوجوہ ممکن ہی یہ راز بھی آپ پر منکشف ہوا جاتا ہی کہ جسکو آپ نے لفظ ہوسات سے خطاب
کیا ہی وہ ہی مصدر افصاح قرار پاتے ہین اور جنکو آپ صحیح سمجھ رہے ہین ہوسات ہوے جاتے ہین اور آپکا
کلام مردود کا مردود رہتا ہی بعد آیت ثالثہ فصل دوم مین جو آپ نے رقم فرمایا ہی اُسی کے جواب مین پہلے
ہم کیفیت روایات صحیحہ اور راویان احادیث وغیرہ سے بحث کر کے آپ کی خوش فہمی وغیرہ واضح کیے دیتے ہین
خاطر مطمئن رکھیے **قولہ** آیت ثالثہ قال عز جدہ وھم ینھون عنہ و ینأون عنہ وان یھلکون الا انفسھم
وما یشعرون وہ اوروں کو اس سے روکتے اور باز رکھتے ہین اور خود اُس پر ایمان لانے سے بچتے ہین
اور اُسکے باعث خود اپنی ہی جانون کو ہلاک کرتے ہین اور انھین شعور نہین یعنی جان بوجھ کر بے شعورون کے
سے کام کرے اس سے بڑھ کر بے شعور کون سلطان المفسرین سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنھما اور اُنکے تلمیذ رشید سیدنا امام اعظم کے اُستاد مجید امام عطا ابن ابی رباح و مقاتل وغیرہم مفسرین فرماتے
ہین یہ آیت ابوطالب کے باب مین اُتری ہی تفسیر امام بغوی محی السنۃ مین ہی قال ابن عباس و مقاتل
نزلت فی ابی طالب کان ینھی الناس عن اذی النبی و یمنعھم و ینأی عن الایمان بہ ای یبعد انوار تنزیل
مین ہی ینھون عن التعرض لرسول اللہ و ینأون عنہ فلا یؤمنون بہ کابی طالب **اقول** جواب اول
امر اول یہ نسبت اقوال مفسرین کے پہلے ہی کلام علماے اعلام و ثقات کرام و محققین ذوی الاحتشام سے
ثابت ہو چکا ہی کہ تفسیرین مفسرون کی احادیث موضوعہ و ضعیفہ و آحاد سے مملو ہین اور بعض ہی اُن مین کی
ایسی ہونگی جنھین حق تعالی نے محفوظ رکھا ہو کہ اُنھون نے احادیث موضوعہ اور ضعیفہ اور احاد سے اجتناب
کیا ہو اور اپنی تفسیرون کو بچایا ہو امر ثانی اُنکا قول حجت نہین جیسا کہ بوضاحت یہ بھی مذکور ہو چکا ہی
امر ثالث حافظ سیوطی نوع تاسع مسئلہ خامسہ مین اتقان کے فرماتے ہین کثیرا ما یذکر المفسرون
لنزول الایۃ اسبابا متعددۃ فان عبر احدھم بقولہ نزلت فی کذا والاخر نزلت فی کذا وذکر امرا
اخر فقد تقدم ان ھذا یراد بہ التفسیر لا ذکر اسباب النزول فلا منافاۃ بینھما اذ کان اللفظ یتناولھما
یعنی اکثر مفسرین نے اسباب نزول متعدد ذکر کیے ہین پس ایک تعبیر کرتا ہی اپنے قول مین کہ نازل ہوئی آیت
اس طرح اور دوسرا بیان کرتا ہی کہ نازل ہوئی اس طرح اور وہ ایک دوسرا ہی امر ذکر کرتا ہی پس بہتر او مقدم
سب پہ یہی ہی کہ مراد لی جاے اُن بیانات مختلفہ سے تفسیر نہ ذکر اسباب نزول پس منافات اُن دو قولون مختلف
مین نہ ہوگی اسواسطے کہ ہوگا وہ لفظ تفسیر شامل اُن دونون مختلف قولون کو یعنی مفسرون نے جو اسباب
مختلفہ نزول آیہ کے بیان فرمائے وہ اسباب نزول ہی نہین قرار پاتے بلکہ وہ سب تفسیر مین شامل ہین نہ
اسباب نزول مین امر رابع جو آپ نے رقم فرمایا کہ تفسیر امام بغوی مین ہی قال ابن عباس و مقاتل نزلت
فی ابی طالب یہ آپ کی پرانی چال ہی اور قدیمی فریب دہی ہی کہ آپ نے صاحب تفسیر کی اصلی راے کا اخفا
کیا ہی اور عبارت پوری نہین لکھی عجب شیوہ ہی آپ کی تحریر کا کسی مقام پر اقوال قائلین کا اخفا اگر کسی مقام پہ

ذکر بھی ہو تو اس اخفا کے ساتھ اور اس ڈھب سے کہ ہر شخص یہ بھی سمجھے کہ یہ مذہب صاحب تفسیر کا ہو جیسا کہ
ابھی آپ نے رقم فرمایا کہ تفسیر امام بغوی محی السنۃ میں ہو قال ابن عباس ومقاتل نزلت فی ابی طالب
حالانکہ تفسیر امام بغوی میں یہ قول ابن عباس و مقاتل سے نقلاً جملہ اقوال دیگر میں مذکور ہو ضرور یہ کہ امام بغوی کے
نزدیک یہی قول نزول آیہ میں معتبر ہو اب فرمائیے کہ امام بغوی بھی جو ناقل قول عبد اللہ بن عباس اور
مقاتل ہین اور قائل نہین تو آپ کو کیا فائدہ پہونچتا ہو آپ کو تو اسوقت فائدہ پہونچتا کہ آپ اُنکا مذہب
مختار بیان کرتے اب جو آپ نے اُنکا نام اور اُنکی تفسیر کا نام رقم فرمایا تو بجز خدع اور مکر کے کیا آپ کے
ہاتھ آیا آپکا خصم اگر جواب دے کہ تفسیر امام بغوی میں تو یہ ہو وھم ینھون الناس عن اتباع محمد
وینئون عنہ ای یتباعدون بانفسھم نزلت فی کفار مکۃ قال محمد ابن الحنفیۃ والسدی و
الضحاک وقال قتادۃ ینھون عن القراٰن وعن النبی ویتباعدون عنہ تو آپ کیا کہینگے لیجیے آپکا جواب
بھی ہو گیا اور آپ کا خدع بھی ظاہر ہو گیا اور ذاتی دشمنی بھی جناب ابوطالب سے ثابت ہو گئی کہ زبردستی ہر
مفسر اور محدث کو کھینچ تان کر مقابلہ جناب ابوطالب لاتے ہین اور اُنکے اقوال سے جناب ابوطالب کو
کافر ٹھہراتے ہین اور آخر نتیجہ اُسکا یہ ہوتا ہو کہ آپ ہر مقام پر منھ کی کھاتے ہین اگر آپ رقم فرما دیتے
کہ قول ابن عباس اور مقاتل کو امام بغوی نے بھی نقل کیا ہو اگرچہ خود امام بغوی کا مذہب مختار نہین ہی بلکہ
اُنکا قول مختار نزلت فی کفار مکۃ ہی تو آپ کاذب مفتری کذاب نہ ٹھہرتے ناقل اقوال قرار پاتے مگر وقت تو یہ تھی
کہ مطابق قول حافظ سیوطی یقول احدھم نزلت فی کذا ولاٰخر نزلت فی کذا قرار پاکر درجۂ اسباب نزول
سے ساقط ہو جاتا پھر بعد ذکر امام بغوی آپ رقم فرماتے ہین انوار التنزیل مین ہی ینھون عن التعرض لرسول
اللہ وینئون عنہ فلا یومنون بہ کابی طالب یہ بھی وہی فریب دہی ہی جو ہم مکرر ظاہر کر چکے ہین اور
آپ عبارت انوار التنزیل کو سمجھے نہین ورنہ آپ اُسکو دلیل نزول آیہ کی شان جناب ابوطالب مین نہ گردانتے
اب سنیے کہ مطلب صاحب انوار التنزیل کا یہ ہی کہ وہ کفار لوگون کو آنحضرت صلعم سے متعرض ہونے کو تو منع کرتے
ہین مگر خود آنحضرت صلعم سے بعید رہتے ہین اور اُنکے دین کو اختیار کرکے ایمان نہین لاتے جیسے حضرت
ابوطالب ایمان لائے یہ اصل مطلب ہی صاحب انوار التنزیل کا نہ یہ کہ مراد اُنکی یہ ہو کہ یہ آیہ نازل ہوا اُن
لوگون کے باب مین جو آنحضرت صلعم کے تعرض سے منع کرتے تھے اور خود آنحضرت سے بعید رہتے تھے اور
ایمان نہین لاتے تھے جیسے حضرت ابوطالب کہ وہ تعرض سے آنحضرت کے تو لوگون کو منع کرتے تھے اور
خود معاذ اللہ اُن حضرت سے بعید رہتے تھے اور اُنکا دین قبول کرکے ایمان نہین لاتے تھے کیونکہ اگر یہ
مراد ہو تو لازم آتا ہو کہ مصداق آیہ کے متعدد اشخاص ہون جو امثال حضرت ابوطالب ہون اور امثال جناب
ابوطالب بجمیع اوصاف جناب ابوطالب نہ کسی تفسیر سے ثابت ہو سکتا ہو نہ حدیث سے نہ مورخین نے
کہین ذکر کیا ہو پہلے آپ امثال جناب ابوطالب بجمیع صفات جناب ابوطالب معین فرمائیے پھر نزول آیہ

لے معالم التنزیل بغوی مطبوعہ
سورۂ انعام

شان مین اُن کفار کے ثابت کیے ہیں اور جناب ابوطالب کو بھی اُن مین شامل فرماتے ہیں اور یہ امر محال ہے جسکو
ذی فہم سمجھ سکتا ہے کہ عبارت انوار التنزیل دلالت کرتی ہے کہ مراد اس آیت سے وہ کفار ہین جو بعض مثل جناب
ابوطالب اُنکے منع کرنے مین مصروف حفاظت و حراست مین آنحضرت کی لیکن چونکہ تم انکا ظاہر و باطن کفر سمجھتے ہو
کہ وہ لوگ ایمان نہ لاتے تھے لیکن بالیاری شریک جناب ابوطالب رہتے تھے لہذا وہ مثل حضرت ابوطالب
مومن تھے اور اس سے ظاہر ہوا کہ یہ عبارت انوار التنزیل کی دلیل ایمان حضرت ابوطالب ہے نہ دلیل
عدم ایمان لیکن ہم تو آپ کی عقل و دانائی کے قائل ہین کہ ایسے صریح امر کو آپ نہ سمجھے یا تجاہل عارفانہ
فرماکر ہٹ دھرمی سے مرتکب اکبر معاصی ہوے حالانکہ آپ کا ہی قول ہے کہ فان الذنب بعد العلم اشد
عندی من الجہل اور فان العلم حجۃ اللہ بہر حیثیت دو حال سے یہ امر خالی نہین یا تو عبارت انوار التنزیل
آپ سمجھے نہین تو آپ کا جہل ثابت ہوتا ہے یا آپ جان بوجھ کر بے شعورونکے سے کام کرتے ہین تو آپ سے
بڑھکر بے شعور کون ہوگا کہ روگردانی کی آپ نے حجت خدا سے اور موذی نبی ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ
ہوے **جواب ثانی** امام فخر الدین رازی کی تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ آیہ وہم ینہون عنہ الخ اُن
لوگون کے باب مین ہے جنکے لیے اس سے ماقبل کا آیہ ہے اور ماقبل کا آیہ یہ ہے ومنہم من یستمع الیک
وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی آذانہم وقرا وان یروا کل آیۃ لا یومنوا بہا حتی اذا جاؤک
یجادلونک یقول الذین کفروا ان ہذا الا اساطیر الاولین اور بعض اُن کفار مکہ سے وہ لوگ ہین کہ کان
رکھتے ہین وہ طرف تیرے یعنی تو اے محمد جسوقت قرآن پڑھتا ہے تو وہ سنتے ہین اور ڈال دیے ہم نے
اُنکے دلون پر پردے اس بات کے کہ سمجھین وہ اُسکو یعنی ہم نے اُنکے دلون پر پردے ڈال دیے ہین
بسبب اُنکے عناد اور حسد اور تکبر کے کہ وہ غور اور تامل معنون مین نہین کرتے اور گردانا ہے اُنکے کانون مین
گرانی اور ثقل کو کہ وہ حق کو نہ سنین اور اگر مشاہدہ کرین وہ تجھ سے ہر ایک معجزہ کو کہ طلب کرین تو نہ ایمان لاوین
اُسپر بسبب عناد و حسد کے یعنی زیادتی اُنکے انکار اور جھٹلانے کی انتہا سے درجہ کو پہونچی ہے یہانتک کہ جسوقت
آتے ہین وہ تیرے پاس تو مجادلہ کرتے ہین تجھ سے اور کہتے ہین وہ لوگ جو کافر ہین کہ یہ قرآن نہین ہے مگر قصے
کہانیان اگلے پہلون کی الحاصل آیہ وہم ینہون متصل ہے اپنے ماقبل سے اور بغوی معالم التنزیل مین اور خود امام
فخر الدین رازی مسئلہ اولی مین تحت آیہ مذکورہ لکھتے ہین قال ابن عباس حضر عند رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ابو سفیان والولید بن المغیرۃ والنضر بن الحرث وعتبۃ وشیبۃ ابنا ربیعۃ
وامیۃ وابی ابنا خلف والحرث بن عامر وابو جہل واستمعوا الی حدیث الرسول فقالوا للنضر ما
یقول محمد فقال لا ادری ما یقول لکنی اراہ یحرک شفتیہ ویتکلم باساطیر الاولین کہا ابن عباس
[illegible] ابوسفیان اور ولید بن مغیرہ اور نضر بن الحرث اور عتبہ و شیبہ دو بیٹے ربیعہ
[illegible] اُنہون نے [illegible] رسول کی [illegible] سے کہا [illegible]

تفسیر کبیر [illegible]

معالم التنزیل [illegible]

السبب اختلف المفسرون یعنی امام فخر الدین بعد نقل آیہ وھم ینھون عنہ الخ رقم فرماتے ہین کہ آیت
مین چند مسائل ہین پہلا مسئلہ یہ ہی کہ جان تو تحقیق کہ حق تعالی نے جسوقت بیان کیا کہ وہ لوگ طعن
کرتے ہین قرآن کے معجزہ ہونے مین اس طرح کی وہ جنس اساطیر اولین اور اقاصیص اولین سے ہی یعنی جیسے
پہلے لوگون کے قصہ لکھے ہین ویساہی یہ قرآن ہی تو ظاہر کیا حق تعالی نے اس آیت مین کہ تحقیق وہ لوگ منع
کرتے تھے اس سے اور دوری کرتے تھے اس سے اور یہ تحقیق کہ سابق ہوا ذکر قرآن کا اور محمدؐ کا پس ضمیر عنہ
کی محتمل ہی کہ ہو عائد طرف قرآن کے یا طرف محمدؐ کے اور اسی سبب سے اختلاف کیا مفسرون نے
فقال بعضھم وھم ینھون عنہ وینئون عنہ ای عن القرآن وتدبرہ والاستماع لہ پس کہا بعضون نے
اور وہ لوگ منع کرتے ہین قرآن سے اور اسکے تامل و رسوچنے سے اور اسکے سننے سے وقال آخرون بل
المراد ینھون عن الرسول اور کہا دوسرون نے بلکہ مراد ینھون عن الرسول ہی یعنی منع کرتے تھے
رسول سے واعلم ان النھی عن الرسول محال بل لابد وان یکون المراد النھی عن فعل یتعلق بہ علیہ
الصلوۃ والسلام وھو غیر مذکور فلاجرم حصل فیہ قولان پھر امام فخر الدین فرماتے ہین کہ جان تو
تحقیق نہی عن الرسول محال ہی تو ضرور ہی کہ ہو مراد نہی کی اس فعل سے کہ متعلق ہی ساتھ اسی رسول کے اور وہ
فعل مذکور نہین ہی پس بالضرور حاصل ہوے اس مین دو قول منھم من قال المراد انھم ینھون عن التصدیق
بنبوتہ والاقرار برسالتہ لبعض ان آخرون کے وہ ہین کہ کہا مراد انھم ینھون سے نہی کرنا ہی تصدیق نبوت
اور اقرار رسالت سے وقال عطا ومقاتل نزلت فی ابی طالب کان ینھی قریشا عن ایذاء النبی
ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ اور دوسرا قول عطا اور مقاتل کا ہی کہ تھے ابو طالبؑ کہ منع کرتے تھے
قریش کو ایذاء دینے سے نبی کے بعدہ دوری کرتے تھے ان حضرت سے اور نہ متابعت کرتے تھے انکے
دین کی والقول الاول اشبہ لوجھین اور قول اول اشبہ ہی بسبب دو وجہون کے الاول ان جمیع
الآیات المتقدمۃ علی ھذہ الآیۃ تقتضی ذم طریقتھم فکذلک قولہ وھم ینھون عنہ ینبغی ان یکون
محمولا علی امر مذموم فلو حملناہ علی ان اباطالب کان ینھی عن ایذائہ لما حصل ھذا النظم وجہ
اول یہ ہی کہ جمیع آیات متقدمہ اس آیت کے مقتضی ہین مذمت طریقہ کفار کی پس ایسا ہی قول خدا وھم
ینھون عنہ بھی محمول ہی طریقہ مذموم پر پس اگر حمل کرین ہم اسکو اوپر اس امر کے کہ بہ تحقیق ابو طالب منع کرتے تھے
کفار کو ایذا پہونچانے سے نبی کے تو نہ حاصل ہوگا یہ نظم والثانی انہ تعالی قال بعد ذلک وان یھلکون
الا انفسھم یعنی بہ ما تقدم ذکرہ ولا یلیق ذلک ان یکون المراد من قولہ وھم ینھون عنہ النھی عن
اذیتہ لان ذلک حسن لا یوجب الھلاک وجہ دوسری یہ ہی کہ حق تعالی نے کہا بعد اسکے وان یھلکون الا
انفسھم یعنی نہین ہلاک کرتے وہ لوگ مگر نفسون اپنے کو ساتھ اس چیز کے کہ مقدم ہوا ذکر اسکا اور نہین لائق
ہی کہ ہو مراد قول حق تعالی وھم ینھون سے کہ منع کرتے تھے اذیت دینے سے نبی کو اسواسطے کہ یہ حسن ہی

موجب ہلاک نہین ہی شان قبل ان قولہ وان یہلکون الا انفسہم یرجع الی قولہ وینئون عنہ لا الی قولہ ینہون عنہ لان المراد بذلک انہم یبعدون عنہ بمفارقۃ دینہ وترک الموافقۃ لہ وذلک ذم فلا یصح ان یحمل قولہ وینئون عنہ علی النہی عن المصاحبۃ ... رجحتم بہذا القول پس اگر اعتراض کیا جاے کہ قول حق تعالی وان یہلکون الا انفسہم راجع ہی طرف ینئون عنہ کے نہ ینہون عنہ کی طرف اسواسطے کہ تحقیق کہ مراد اس سے یہ ہی کہ وہ دوری کرتے تھے نبی سے ساتھ مفارقت دین کے اور ترک کرنے موافقت کے اسی واسطے نہین صحیح ہی وہ چیز کہ ترجیح دی تم نے اسکے ساتھ اس قول کو قلنا ان ظاہر قولہ وان یہلکون الا انفسہم یرجع الی کل ما تقدم ذکرہ لانہ بمنزلۃ ان یقال ان فلانا یبعد عن الشئ بالطلاق وینفر عنہ ولا یضر بذلک الا نفسہ فلا یکون ہذا الضرر متعلقا باحد الامرین دون الآخر جواب دینگے ہم کہ ظاہر قول خدا کا وان یہلکون الا انفسہم راجع ہوتا ہی طرف کل اس چیز کے کہ مقدم ہوا ذکر اسکا اسواسطے کہ وہ قول بمنزلہ اس قول کے ہی کہ کہا جائے بتحقیق فلان شخص دوری کرتا ہی فلان شئ سے اور تنفر کرتا ہی اس شئ سے اور نہین ضرر دیتا ہی وہ بسبب اسکے مگر اپنے نفس کو پس نہ ہوگا یہ ضرر متعلق باحد الامرین دون الآخر یعنی یہ ضرر دو امرون مین سے ایک کے متعلق ہو اور دوسرے کے ساتھ نہ ہو یہ نہین ہو سکتا المسئلۃ الثانیۃ اعلم ان اولئک الکفار کانوا یعاملون رسول اللہ بنوعین من القبیح جان تو کہ تحقیق کہ وہی کفار تھے کہ عمل کرتے تھے رسول اللہ کے ساتھ دو قسم کی بدی سے الاول انہم کانوا ینہون الناس عن قبول دینہ والاقرار بنبوتہ اول تحقیق کہ وہ کفار منع کرتے تھے آدمیون کو قبول کرنے سے دین کے اور اقرار کرنے سے نبوت کے والثانی کانوا ینئون عنہ اور دوسرے یہ کہ وہ خود دوری کرتے تھے اسی سے والنائی البعد یقال نای ینای اذا بعد اور نائی بعد کو کہتے ہین کہا جاتا ہی نای ینای جسوقت کہ دور ہو ثم قال وان یہلکون الا انفسہم بسبب تمادیہم فی الکفر وغلوہم فیہ وما یشعرون انہم یہلکون الا انفسہم ویذہبونہا الی النار بما یرتکبون من الکفر والمعصیۃ واللہ اعلم بعد اسکے کہا حق تعالی نے وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون کہا ابن عباسؓ نے اور نہین ہلاک کرتے تھے وہ مگر اپنے نفسون کو بسبب انتہا کے کفر اور غلو کے اسی کفر مین اور نہین سمجھتے ہین کہ تحقیق کہ وہ ہلاک کرتے ہین اپنے نفسون کو اور لے جاتے ہین وہ اپنے نفسون کو نار مین بسبب ارتکاب کفر و معصیت کے واللہ اعلم یعنی امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین اسباب اختلاف مفسرین اور سبب نزول کو بدلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کس شد و مد سے بیان فرمایا ہی کہ اسپر بھی کسی بے بصیرت کو نہ سوجھے تو مستحق ہوا اسی آیہ کا جو حق تعالی فرماتا ہی کہ وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ لیکن ہم اتماما للحجہ وتوضیحا للمرام خلاصہ انکی تفسیر کا چند امور ضرور یہ عرض کیے دیتے ہین شاید وہ شخص جو بسبب غلبہ کفر و نفاق کے گرداب ضلالت وغوایت مین غوطہ زن ہی نجات پائے **امر اول** یہ ہی کہ سابقا حق سبحانہ وتعالی نے ذکر فرمایا قرآن کا اور محمد کا اور کفار کے طعن کرنے کا کہ قرآن معجزہ نہین ہی بلکہ

جنس اساطیر الاولین اور اقتاسنہ فی قدیمین سے ہو اور ان کفار نے نہ سمجھی روایت ابن عباس سے اور معالم میں کلبی سے
معلوم ہو چکا اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ ان کفار میں ابوطالب شریک بھی نہ تھے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیۂ وہم
ینہون مرتبط ہے آیۂ سابق کا تو یہ آیہ انھیں کفار کی شان میں نازل ہوا نہ جناب ابوطالب کی شان میں امر
دوسرا یہ ہے کہ جب یہ آیہ وہم ینہون مرتبط ہے آیۂ سابق کا اور آیۂ سابق میں ذکر قرآن کا اور آنحضرت کا اور
کفار کے طعن کا ہے تو مفسرون کو بسبب سابق الذکر ہونے قرآن اور محمد کے ارجاع ضمائر میں احتمالات
پیدا ہو گئے اور یہ مشہور ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پس بطلان ایمان ابوطالب پر استدلال
کرنا خود باطل ہو گیا امر ثالث احتمالات مفسرین یہ ہیں کہ بعضون نے کہا ضمیر عنہ کی قرآن کی طرف عائد ہے
تو معنی یہ ہوئے کہ وہ کفار منع کرتے تھے اور لوگون کو قرآن کے سننے سے اور خود بھی بھاگتے تھے اور بعض دیگر
نے کہا کہ ضمیر عنہ عائد ہے محمد کی طرف تو معنی یہ ہوئے کہ منع کرتے تھے رسول سے اور نہی عن الرسول محال ہے تو
مراد نہی عن الرسول سے وہ فعل ہوا کہ جو متعلق ہو رسول سے اور وہ فعل بھی مذکور نہیں تھا تو اس میں بھی دو احتمال
پیدا ہوئے ایک یہ کہ نہی کرتے تھے تصدیق نبوت اور اقرار رسالت سے آنحضرت کی دوسرا یہ کہ منع کرتے
تھے کفار کو ایذاے نبی سے اور اسی کو منسوب کیا جناب ابوطالب کی طرف بسبب مخفی ہونے انکے ایمان کے
اس بیان سے ظاہر ہو گیا کہ یہ وجوہات متعدد جو احتمالات مفسرین سے پیدا ہوے انکو اسباب نزول کہنا دلیل
بے وقوفی ہے [illegible] امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ قول اول یعنی نہی کرنا تصدیق نبوت اور اقرار رسالت
سے [illegible] دو وجہون سے وجہ اول تمام آیات متقدمہ دلالت کرتی ہیں امر مذموم پر
[illegible] دلالت کرے امر مذموم پر اور مانع ہونا ایذاے نبی سے امر مذموم نہیں ہے بلکہ احسن
[illegible] ثانی نہی کرنا ابوطالب کا ایذاے نبی سے موجب ہلاک نہیں ہے جو آخر آیہ
[illegible] اگر کہا جاوے کہ یہلکون متعلق ہے ینئون سے کہ دوری کرنا امر
[illegible] جس سبب سے مخصوص کر دین یہلکون الا انفسہم کو ینئون سے بلکہ
[illegible] ذکر مقدم ہوا یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ صرف ایک امر سے متعلق ہو اور دوسرے
امر سے [illegible] آیت نازل ہوئی ہے انھیں کفار کی شان میں کہ جو منع کرتے تھے آدمیون کو کہ
دین کو آنحضرت سے قبول نہ کرین اور اقرار رسالت نہ کرین اور خود بھی دوری کرتے تھے اسی سے اور وہی
مستحق تھے وان یہلکون الا انفسہم کے نہ جناب ابوطالب کہ خود بھی آنحضرت کی حفظ و حمایت اور نصرت
میں اپنی جان و مال و اولاد سے مصروف تھے اور دوسرون کو بھی وعظ و پند و نصائح سے ترغیب دلواتے
تھے اور بار بار فرماتے تھے کہ دین محمد تمام دنیا کے دینون سے بہتر ہے اور محمد رسول ہیں مثل موسی کے انکی
متابعت میں فلاح ہے امر خامس راجع ہونا ضمیر مرفوع بارز کا جناب ابوطالب کی طرف بغیر تقدم ذکر
ابوطالب صریحاً یا ضمناً بموجودگی ذکر کفار صریحاً باطل ہے پس ثابت ہوا کہ یہ ضمیر اور ضمیرین مستترین صریح میں متحد ہیں

اور مراد کفار مکہ ہین اور جب یہ امر ثابت ہوگیا تو معلوم ہوا کہ نہی اور نائی وہ لوگ نہین ہو سکتے
امرون کو نسبت دینا جناب ابوطالب کے ساتھ عقلاً اور نقلاً ممنوع ہوا مویداسکے
حق سبحانہ تعالی نے وان یہلکون الا انفسہم بسبب تمادیہم فی الکفر وغلوہم فیہ
یہلکون انفسہم ویذہبونہا الی النار بما یرتکبون من الکفر والمعصیۃ یعنی نہین ہلاک کرتے ہین وہ
لوگ مگر اپنے نفسون کو بسبب انتہاے کفر کے اور غلو کرنے کے آپس مین اور نہین ہلاک کرتے وہ
لوگ ہلاک کرتے ہین اپنے نفسون کو اور لے جاتے ہین نار مین بسبب ارتکاب کفر اور معصیت کے انتہاے
کفر اور غلو فی الکفر یہ نہین ہو سکتا کہ محمدؐ کو ایذا دینے سے بچاے اور دوسرون کو منع کرے بلکہ انتہاے کفر
وہی ہو کہ دوسرون کو بھی آمادہ کرے ایذا دینے پر اور خود بھی ایذا دے پس ان سب امرون سے ظاہر
ہوگیا کہ احتمالات مفسرین سے اختلاف پیدا ہوے اور اُس نے اصلی سبب نزول کو مخفی کر دیا پس ایسے اختلاف
مفسرین سبب نزول نہین ہو سکتے بلکہ ایسے اقوال متضادہ کو اگر تفسیر کہین تو ہو سکتا ہے اور سبب نزول
فی الحقیقت یہ ہو کہ حق تعالی نے سابقاً ذکر کفار اور قرآن اور محمدؐ کر کے اُسکا جواب اس آیہ مین اُن کفار کو دیا
معنی بھی درست ہو گئے اختلاف بھی برطرف ہو گیا نظم قرآن کے موافق بھی رہا سبب نزول بھی مثل آفتاب
نمایان ہو گیا وھم یعنی وہ مشرکین جنکا ذکر سابق مین گذرا ینہون عنہ منع کرتے تھے وہ ہی مشرکین دوسرے
آدمیون کو ایمان لانے سے اور اقرار کرنے سے رسالت کے اور قرآن کو معجزہ سمجھنے سے اور کہتے تھے کہ یہ
قرآن قصہ ہے اولین کا وینئون عنہ اور خود بھی دوری کرتے تھے ایمان لانے سے اور اقرار کرنے سے رسالت
کے اور قرآن کو معجزہ سمجھنے سے وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون اور نہین ہلاک کرتے ہین وہ لوگ مگر
اپنے نفسون کو بسبب انتہاے کفر اور غلو کے اور وہ بے شعور ہین اور تفسیر مدارک التنزیل[1] مین بھی ایسا ہی فرمایا
ہے علامہ ابو البرکات عبداللہ ابن احمد ابن محمود نسفی نے وھم ای المشرکون ینہون عن الناس عن القرآن
او عن الرسول واتباعہ والایمان بہ وینئون بذالک یعنی مشرکین منع کرتے تھے آدمیون کو قرآن سے یا رسول
سے اور اتباع رسول سے اور ایمان لانے سے ساتھ اُس رسولؐ کے اور دوری کرتے تھے اپنے تئین وان یہلکون
الا انفسہم وما یشعرون ای لا یتعداھم الضرر الی غیرہم وان کانوا یظنون انہم یضرون رسول
اللہ اور نہین ہلاک کرتے ہین وہ لوگ مگر اپنے نفسون کو اور نہین شعور رکھتے وہ لوگ اس بات پر کہ نہین
تجاوز کرتا اُن لوگون سے وہ ضرر اُنکے غیر کی طرف اگرچہ وہ گمان کرتے ہین کہ تحقیق وہ ضرر پہنچاتے ہین
رسول کو یعنی وہ لوگ گمان کرتے ہین کہ ہم ضرر پہونچاتے ہین آنحضرت کو حالانکہ وہ ضرر اپنے نفسون کو پہونچاتے
ہین وقیل عنی بہ ابو طالب[2] لانہ کان ینہی قریشا عن التعرض برسول اللہ وینای عنہ فلا یؤمن بہ
اور کہا گیا کہ مراد لی گئی ہو اس سے ابوطالب اسواسطے کہ ابوطالب منع کرتے تھے قریش کو تعرض رسول اللہ
سے اور دوری کرتے تھے اُن سے اور نہ ایمان لاتے تھے ساتھ اُنکے والاول اشبہ اور اول اشبہ صحیح ہے

[1] مدارک
[2] ...

اول تو علامہ ممدوح نے قیل کر کے قول ضعیف بیان کیا اور پھر اول کو اشبہ بصحیح فرمایا جیسا کہ امام فخر الدین رازی نے بدلائل قویہ ثابت فرمایا ہے اور تفسیر در منثور میں ہے اخرج ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ من طریق علی ابن ابی طلحۃ فی قولہ تعالی وهم ينهون عنه قال ينهون الناس عن محمد ان يومنوا به وينئون عنه يتباعدون عنه واخرج ابن ابی شيبة وعبد بن حميد وابن جرير وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشيخ عن مجاهد فی قوله وهم ينهون عنه قال قريش عن الذكر وينئون عنه يقول يتباعدون واخرج عبد الرزاق وابن جرير وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشيخ عن قتادة قوله وهم ينهون عنه قال ينهون عن القران وعن النبی وينئون عنه ای يتباعدون عنه وعلی هذا القياس اقوال مفسرین بکثرت واقع ہوئے ہین اور اسکے مخالف بھی واقع ہوئے ہین پس یہ اقوال مفسرین ہین نہ اسباب نزول اور سبب نزول وہی ہے کہ یہ آیت مرتبط ہے آیت سابق سے اور شان مین اُن کفارون کے نازل ہوئی ہے جو تکذیب کرتے تھے اور قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے اقرار رسالت ونبوت سے مانع ہوتے تھے اور خود بھی دوری کرتے تھے اور تفسیر علامہ ابو السعود مین بھی اسی طرح بیان کیا ہے کہ نزول آیہ شان مین اُن کفار کے ہے جو تکذیب کرتے تھے رسول کی اور قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے کہ یہ قرآن معجزہ نہین ہے بلکہ قصہ ہے جیسا کہ ہم قصے اولین کے بیان کرتے ہین غرض علامہ ابو السعود کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے وهم ينهون عنه الضمير المرفوع للمذكورين والمجرور للقران ای لا يقنعون بما ذكر من تكذيبه وعده من قبيل الاساطير بل ينهون الناس عن استماعه لئلا يقفوا علی حقيقته فيومنوا یعنی ضمیر مرفوع واسطے مذکورین کے ہے اور مجرور واسطے قرآن کے چونکہ علامہ ممدوح آیہ سابق مین بیان کر آئے ہین کہ ابو سفیان اور ولید اور نضر اور عتبہ اور شیبہ اور ابو جہل اور اصحاب اُنکے مجتمع ہو کر تلاوت قرآن آنحضرت سے سن کر کہتے تھے کہ یہ قرآن معجزہ نہین ہے بلکہ قصہ ہے اولین کا اس سبب سے مفسر نے لفظ مذکورین پر اکتفا فرمائی پھر فرمایا ای لا يقنعوا یعنی نہ قناعت کرتے تھے تکذیب کرنے پر اور قرآن کو اساطیر اولین سے شمار کرنے پر بلکہ منع کرتے تھے لوگون کو اُسکے سننے سے تاکہ اُسکی حقیقت پر واقف نہ ہون ورنہ سب ایمان لے آوین گے وينئون عنه ای يتباعدون عنه بانفسهم اظهارا لغاية نفورهم وتاكيدا لنهيهم عنه فان اجتناب الناهی عن المنهی عنه من متممات النهی یعنی خود بھی دوری کرتے تھے اُس سے کہ نہایت تنفر اُنکا اُس قرآن سے اور اُسکی سماعت سے ظاہر ہو اور تاکید پائی جائے اُنکے منع کرنے کی اُس سے اور اُسکی سماعت سے پس بہ تحقیق کہ اجتناب ناہی کا منہی عنہ سے متممات نہی سے ہے یعنی دوسرون کو منع کرنا اور آپ بھی دوری کرنا انتہا سے نہی ہے ولعل ذلك هو السر فی تاخير النأی عن النهی اور شاید کہ یہی سر ہو موخر ہونے مین نائی کی نہی سے یعنی ینهون عنه وینئون عنه سے وہی کفار سابق الذکر تکذیب کرنے والے اور قرآن کو اساطیر اولین کہنے والے ہوئے نہ جناب ابو طالب پھر علامہ ابو السعود فرماتے ہین وقيل الضمير المجرور للنبی

ف تفسیر علامہ ابو السعود حاشیہ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر

وقیل المرفوع لابی طالب اور کہا گیا کہ ضمیر مجرور واسطے نبی کے ہی اور کہا گیا مرفوع واسطے ابوطالب کے
ہی اور دونون مضامون پر قیل کر کے رقم فرمایا اسلیے کہ وہ ضعیف ہی اور وہ اسطرح سے ہی کہ کچھ لوگ کفار جمع
ہو کر آئے ابوطالب کے پاس اور ارادہ کیا انھون نے بدی کا رسول اللہ سے اسوقت جناب ابو طالب نے
متوجہ ہو کر آنحضرتؐ کی طرف یہ اشعار پڑھے واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم + حتی اوسد فی التراب
دفینا + فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ + وابشر بذاک وقر منہ عیونا + ودعوتنی وزعمت
انک ناصحی + ولقد صدقت وکنت ثم امینا + وعرضت دینا لا محالۃ انہ من خیر ادیان
البریۃ دینا + لولا الملامۃ او حذاری لسبۃ + لوجدتنی سمحا بذاک مبینا ان اشعار سے ابوطالبؑ
کی جو بحث متعلق ہی اُسے پھر عرض کرینگے علامۂ ابو سعود بعد اسکے فرماتے ہین وان یہلکون ای ما یہلکون
بما فعلوا من النہی والنای الا انفسہم بتعریضہا لاشد العذاب وافظعہ عاجلا واجلا وھو
عذاب الضلال والاضلال یعنی نہین ہلاک کرتے ہین ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہین وہ لوگ نہی سے اور
نائی سے مگر اپنے نفسون کو ساتھ پیش کرتے اپنے نفسون کے واسطے شدید تر اور قبیح تر عذاب کے از روے
تعجیل کے اور تاخیر کے اور وہ عذاب ہی گمراہ ہونے کا اور گمراہ کرنے کا ما یشعرون حال من ضمیر یہلکون
ای یقصرون الاھلاک علی انفسہم والحال انہم ما یشعرون یعنی وما یشعرون حال واقع ہوا ہی
ضمیر یہلکون سے یعنی کوتاہ کرتے ہین اہلاک کو اپنے نفسون پر اور حال یہ ہی کہ تحقیق وہ نہین جانتے ہین
کہ ہم اپنے نفسون کو ہلاک کرتے ہین اور نہ وہ یہ جانتے ہین کہ انحصار اس ہلاک کا ہمارے ہی نفسون پر ہی کہ
بسبب اسکے وہ لوگ ضرر نہین پہونچا سکتے قرآن کو اور پیغمبر کو اور مومنین کو پس جو ضال و مضل ہین وہ ہی اپنے
نفسون کو ہلاک کرتے ہین تنبیہ جو قول ضعیف نزول آیہ کا درباره جناب ابوطالبؑ مذکور ہوا اُس مین چند مقام
لائق بحث ہین **مقام اول** امام فخر الدین رازی نے بتوضیح تمام بیان فرمایا کہ بعض ضمیر عنہ کو عائد کرتے
ہین آنحضرتؐ کی طرف تو معنی یہ ہوے کہ نہی کرتے ہین آنحضرت سے اور نہی عن الرسول محال ہی تو اُس مین دو
احتمال ہوے ایک یہ کہ نہی کرتے تھے تصدیق نبوت اور اقرار رسالت سے دوسرے یہ کہ نہی کرتے تھے ایذاے
نبی سے پس یہ دونون احتمال ہوے مفسرین کے اسی طرف اشارہ کیا ہی علامۂ ابو السعود نے اور فرمایا ہی
وقیل الضمیر المجرور للنبی یعنی ضمیر مجرور نبی کی طرف راجع ہی باین معنی کہ منع کرتے تھے کفار تصدیق نبوت
اور اقرار رسالت آنحضرتؐ سے پھر فرمایا وقیل الضمیر المرفوع لابی طالب یہ دوسرا احتمال ہی کہ ضمیر مرفوع
ابی طالبؑ کی طرف عائد ہی باین معنی کہ ابوطالب نہی کرتے تھے ایذاے نبیؐ سے پس یہ اقوال ضعیفہ احتمالات
مفسرین کے ہین یہ اسباب نزول ہو سکتے ہی نہین اور نیز احتمال مبطل استدلال ہی پس کسی طرح ممکن نہین کہ
ثبوت نزول آیۂ مذکورہ کا شان ابوطالب مین ہو سکے **مقام دوم** علامۂ ممدوح نے روایت نقل فرمائی
ہی وہ یہ ہی انہم اجتمعوا الیہ وارادوا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوءا یعنی تحقیق کہ وہ کفار

جمع ہوئے ابوطالب کے پاس اور ارادہ کیا آنحضرت سے بدی کا اسوقت ابوطالب متوجہ ہوئے رسول خدا
کی طرف اور یہ اشعار فرمائے واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا یعنی قسم
ہے خدا کی ہرگز نہ پہنچینگے وہ کفار تیری طرف اپنی جمعیت کے ساتھ یہانتک کہ مین زمین مین دفن کیا
جاؤن مطلب جناب ابوطالب کا یہ تھا کہ جب تک مین زندہ ہون کفار آپ کو اذیت نہین پہونچا سکتے
یہ کلام جناب ابوطالب کا اسقدر موثر ہوا اور ایسا رعب غالب ہوا اُن کفار پر کہ دست و پا گم کردہ ہو گئے
اور سب کو یقین ہو گیا کہ انگشت و خون ہو گا جب ابوطالب قتل ہو نگے اور بعد اسکے بھی ہم محمدؐ کو گزند پہونچا سکینگے
یا نہ پہونچا سکینگے [illegible] کفار عرب جناب ابوطالب کے پاس جمع ہوئے تھے جناب ابوطالب کو
لازم تھا کہ اُن کفار کو جواب دیتے مگر جناب ابوطالب اُنکی طرف متوجہ نہ ہوئے اور اسی حالت غیظ و غضب
مین چند امرون کا جواب دینا مطلوب ہوا ایک یہ کہ کفار عرب یہ نہ سمجھین کہ ہماری جمعیت سے ابوطالب [illegible]
دوسرے یہ کہ سب کفار عرب جو جمع ہوئے ہین سردار قوم ہین دو حال سے خالی نہین یا ہیبت رعب و داب
سے یہ لوگ خائف ہو جاینگے اور جو ارادہ اُنکے دلون مین ہے اُسکو ترک کرینگے اور یا آمادہ جنگ ہو جاینگے
تو اسی وقت مین اپنی جان فدا کرونگا تیسرے یہ کہ جو شخص مستعد بجنگ ہوتا ہے خصوصاً اُن لوگون سے کہ
جو شجاعت اور حمیت مین مشہور ہون اور قتل ہون تو پہلے ہی اپنی حیات سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے [illegible]
اپنے اختیار سے باہر ہے باین وجوہ جناب ابوطالب متوجہ ہوئے جناب ختمی مآب کی طرف اور جو تصدیق
قلبی ابوطالب کو حاصل تھی اور جیسا کہ والہ و فریفتہ تھے آنحضرت کے اور جو ادعا و اعتقاد کہ آپ کا
آنحضرت کے ساتھ تھا اُسکا اظہار فرما دیا اور نیز یہ بھی منظور تھا کہ جو قدر و منزلت میری اُن کفار کے دلون
مین ہے وہ بھی قائم رہے کہ شاید اگر حیات باقی ہے تو سلسلہ حفاظت و حراست منقطع نہ ہو جائے چنانچہ
تمام کتب سیر وغیرہ مملو ہین کہ چند بار کفار مجتمع ہو کر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور شکایت کی کہ محمدؐ آپ کا
بھتیجا ہمارے خداؤن کی تکذیب کرتا ہے ہمارے دین کی تذلیل ہے نسبت کفر و ضلالت کی ہم کو اور ہمارے
آبائے سلف کو دیتا ہے آپ اس امر سے اُسکو منع فرمائیے جناب ابوطالب نے جواب اکمل دیکر واپس کیا بعد
پھر وہ لوگ جمع ہوئے اور اکابر جماعت کو مانند ابوجہل و عتبہ اور شیبہ وغیرہ کو جناب ابوطالب کے پاس
بھیجا کہ ہم مین طاقت سماعت نہین ہے اور تحمل باقی نہین رہا یا محمدؐ مکہ مین رہے یا ہم ہر چند جناب ابوطالب
نے سمجھایا کچھ مفید نہ ہوا اور وہ لوگ آزردہ ہو کر بخشم اُٹھ کر چلے گئے جناب ابوطالب نے آنحضرت کو
بلایا اور حقیقت حال سے آگاہ کیا کہ تمام قوم نے دشمنی پر کمر مضبوط باندھی ہے سب آمادہ بجنگ ہو رہے
ہین اب وہ اس امر پر راضی ہوئے ہین کہ اُنکے خداؤن کو اور اُنکے دین کو بد نہ کہو اور نسبت کفر و ضلالت
کی اُنکو نہ دو پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ قریش اگر ایک ہاتھ مین آفتاب اور ایک مین ماہتاب دیدین تو بھی مین
اس امر سے باز نہ آؤنگا [illegible] تو بھی نہ مانونگا اور دین اسلام کو ظاہر کرونگا ملا مسکین کاشفی معارج النبوۃ مین رقم

فرماتے ہین کہ این بگفت و برخواست و آب در دیدہ بگردانید و برفت ابوطالب چون دید کہ پیغمبر از پیش وی دلتنگ بیرون رفت ابوطالب از انچہ بآن حضرت گفتہ بود پشیمان شد و آن حضرت را بخواند و گفت کہ ہر نوع دلخواہ تست آنچنان معاملہ کن کہ تا جان دارم از حمایت و تعصب تو باز نہ ایستم و تا زندہ ام در طلب رضای تو می باشم انتہی اور ابن سعد نے طبقات مین اور امام اہل السیر محمد بن اسحق اور زبیرؔ جوزی نے اور ایک جم غفیر نے مواہب مین اور ملا معین کاشفی نے معارج مین نقل کیا ہی اکا بر کفار قریش جمع ہوکر پھر جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ آپکا بھتیجا ہمارے معبودون کی سب و شتم کرتا ہی اور ہمارے آبائے سلف کی توہین و تذلیل کرتا ہی یا آپ اُسکو باز رکھین کہ وہ ایسے اقوال سے اجتناب کرے والا آپ محمدؐ کو ہمارے سپرد کیجیے کہ ہم اُسے قتل کرین اور اُسکے عوض مین عمارہ ابن ولید کہ اجمل قریش و حسین ترین مردم ہی ہم آپ کی خدمت مین حاضر کرتے ہین آپ اُسکی تربیت اور پرورش مین مصروف رہین ہم نہین چاہتے کہ ہماری طرف سے آپ کی خاطر اقدس غبار آلودہ ہو اس مقام پر عبارت معارج بلفظہٖ نقل کی جاتی ہی کہ جو رکن سوم باب اول فصل چہارم مین ہی ابوطالب ازین سخن ایشان بخشم در آمد و گفت ای قوم این نوع اندیشہ بسیار از خرد دور است و ہیچ عاقل تصور نہ کند کہ من فرزند شما بستانم و بپرورم و فرزند خود بشما دہم تا بکشید در عالم ہیچ کس این معاملہ کردہ است کہ شما مرا می فرمائید تا بکنون سخن نگاہ می داشتم اکنون آشکارا می گویم کہ ہر کہ خصم پیغمبر است من خصم اویم و ہر کہ خصم دین اوست من خصم دین اویم چون ابوطالبؑ این سخن بگفت ہمہ از پیش وی برجستند و بدشمنی و کدورت میان بربستند ابوطالب چون دید کہ قوم بر سر جنگ اند قوم خود بنی ہاشم و بنی عبد المطلب را بخواند و احوال بایشان بگفت و ایشان را بنصرت و معاونت آنحضرت تحریص کرد ہمہ گفتند سمعًا و طاعۃً ہرچہ فرمائی بجان ایستادہ و اطاعت و فرمان ترا آمادہ ایم انتہی الحاصل جناب ابوطالب نے تمام بنی ہاشم اور عشائر و اولاد کو اپنے آمادہ کرلیا اور یہ بھی قصد کرلیا کہ ان سب کو فدائے پائے آنحضرت کردونگا اور یہ بھی باعلان کہدیا کہ ابتک تو مین نے مخفی کہا تھا اب آشکارا کہتا ہون کہ جو محمدؐ کا دشمن ہی مین اُسکا دشمن ہون اور جو محمدؐ کے دین کا دشمن ہی مین اُسکے دین کا دشمن ہون اب انصاف فرمایئے کہ ابوطالب کس دین کے دشمن ٹھہرے اور کس دین کے دوست اگر محبت تھی ابوطالبؑ کو تو آنحضرتؐ سے بقول آپ کے جیسی محبت چچا کو بھتیجے سے ہوتی ہی ویسی محبت تھی پھر بھتیجے کے دین سے بھی تو ویسی ہی محبت کا اظہار فرمادیا اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ تمام کفار عرب آنحضرتؐ کے دین سے دشمنی رکھتے تھے تو تمام ادیان کفر کے ابوطالب بھی دشمن ٹھہرے اور باعلان اُس مجمع مین کہدیا کہ مین تمام ادیان کفر کا دشمن ہون اب دوستی کس دین سے جناب ابوطالب کو تھی وہ اپنے اس شعر مین جناب رسالتمآب کی طرف متوجہ ہوکر کس شد و مد سے ظاہر فرماتے ہین کہ مین نے تو باعلان ظاہر کردیا کہ فاصدع بامرك ما عليك غضاضة + وابشر بذاك وقر منه عيونا یعنی ظاہر بتا ہم اعلان کر تو اپنے امر کو اور نہین ہر اوپر تیرے منقصت اور ذلت اور خوشخبری ہو تجکو ساتھ اُسکے اور ٹھنڈی کر

آنکھیں اپنی مراد حضرت ابوطالب کی اس شعر سے ظاہر ہی کہ مین تو اعلان کرچکا اب تو بھی کوشش کر ابلاغ رسالت
مین کہ تاحیات میری کوئی منقصت اور ذلت تجکو نہ ہوئیگی اور ٹھنڈی کر آنکھیں اپنی اور خوش ہو کہ مین ظاہر
لظاہر تیرا اور تیرے دین کا محب ہون ودعوتنی وزعمت انک ناصحی ولقد صدقت وکنت ثم امینا
اور دعوت کی آپ نے مجکو اور گمان کیا آپ نے کہ تحقیق کہ آپ ناصح میرے ہین اور تحقیق کہ سچ کہا آپ نے اور
ہین آپ امین جناب ابوطالب کو اقرار اور اعتراف کرنا منظور تھا اس سبب سے دعوتنی وناصحی فرمایا ورنہ
یہ تخصیص جناب ابوطالب کیون فرماتے سبحان اللہ کیا کامل العقل تھے جناب ابوطالب کہ پہلے تو تمام بنی ہاشم
اور بنی عبدالمطلب سے اقرار معاونت لے لیا اور بعدہ اُن سب پر واضح کردیا کہ دیکھو میرا بھتیجا ہی مین نے
پرورش کیا ہی میرا فرزند ہی اور عرب مین چچا کو باپ کہتے تھے تو مین اسکا باپ ہون باوجود ان سب امرون کے
اپنا ناصح ہونے کی تصدیق کرتا ہون اور باعلان تصدیق کرتا ہون کہ یہ صادق اور امین ہی اور جب یہ فرما چکے تو
ظاہر فرماتے ہین وعرضت دینا لامحالۃ انہ من خیر ادیان البریۃ دینا اور ظاہر کیا آپ نے دین کو کہ لامحالہ
وہ دین بہترین ادیان خلائق سے ہی اس شعر مین صاف صاف فرمادیا پہلے تو ابلاغ رسالت کی خوشخبری دی
پھر ظاہر کیا کہ آپ نے مجھے دعوت کی پھر اپنا اذعان اور ایقان آشکارا کیا کہ بہ تحقیق کہ آپ تو ناصح وصادق
اور امین ہین اور یہ سب بیان فرماکر کہدیا کہ ظاہر کیا آپ نے وہ دین کہ بیشک وہ دین بہترین ادیان خلق ہی
اب اس کلام کو ابولہب کے اُس کلام سے ملائیے کہ فرمایا کہ جو محمدؐ کے دین کا دشمن ہی اُسکے دین کا مین دشمن ہون
اس کلام سے بوضاحت مطلوب جناب ابوطالبؑ کا ثابت ہوگیا کہ جو بہترین ادیان ہی وہ ہی میرا دین ہی کہ جس
دین کے جناب ابوطالب دشمن تھے وہ اُنکا دین کسی طرح قرار پا سکتا ہی نہین اب رہا ایک شعر جسپر بڑا وثوق ہی
دشمنان خاندان نبوی وعلوی کو اور اُسکو دلیل عدم اقرار اسلام قرار دیتے ہین وہ شعر یہ ہی لولا الملامۃ وحذاری
[illegible] لوجدتنی سمحا بذاک مبینا حالانکہ یہ شعر تمام تر دلالت کر رہا ہی جناب ابوطالبؑ کے ایمان واسلام
[illegible] یا لی جاتی ہی نہ انکار بلکہ صاف اقرار موجود ہی مگر پردۂ تعصب نے متعصبین کو مصداق
[illegible] بنا رکھا ہی وہ کیونکر سمجھین اور آنکھین کیونکر سوجھائی دے یہ واقعہ اُسوقت کا ہی کہ جناب ابوطالبؑ
آنحضرت کو شعب مین نہین لے گئے ہین بعد اس قبیل وقال وران اشعار کے فرمانے کے پھر بنی ہاشم کو اور بنی عبدالمطلب
کو جمع کیا اور سب کو ہمراہ لیکر داخل شعب ہوئے سوائے ابولہب کے کہ وہ تو نہین گیا اور شعب مین جو جو ایذائین
اٹھائین وہ سب کتب سیر وتواریخ سے بالتصریح معلوم ہوسکتی ہین فمن شاء فلیرجع الیہ اور یہ شعر جو جناب
ابوطالبؑ نے فرمایا سبب اُسکا یہ تھا کہ تمام کفار قریش سے بلکہ تمام کفار عرب سے سوائے بنی ہاشم وعبدالمطلب
کے آشکارا دشمنی ہوگئی تھی پس ابوطالب نے اندیشہ کیا کہ ایسا نہ ہو کہ بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب بھی
مثل دیگر کفار کے دشمنی پر آمادہ ہوجائین اور سلسلۂ حفاظت اور حراست منقطع ہوجائے باین وجہ
فی الحقیقت خطاب تو بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب سے تھا مگر چونکہ ابوطالب مخاطب برسول برحق تھے

آنحضین کی طرف متوجہ رہے اور کافہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کو ہدایت فرمائی کہ میں یہ سبب جانتا ہوں کہ آپ نے
دین بہترین دین ہی اور آپ سچے رسول ہیں اور میں اُنکو بھی دوست رکھتا ہون اور اُنکے دین کو بھی دوست
رکھتا ہوں اور تم لوگ بھی مجکو ملامت کرنے لگوگے اور دشمن ہوجاؤ گے اگر یہ سبب خوف نہ ہوتے تم سے
تو میں جو امر دینی کرتا اس امر کے آشکارا کرنے میں یا آشکارا ہونے میں اور نیز آنحضرت پر بھی اپنے مطلب
کو ظاہر فرمادیا کہ خوف ملامت اور دشنام جو میں ظاہر کررہا ہوں فقط آپ کی حفاظت مطلوب ہی ورنہ جیسا
میں جو امر دباطن میں ہون اس امر میں ویسا ہی آپ مجکو آشکارا پاتے اور معنی خفی جو اس شعر میں ہیں وہ یہ ہیں
کہ میں بجمیع الوجوہ دین اسلام کو بہترین ادیان خلق کہونگا اور تصدیق آنحضرت باین شدومد کرونگا کہ یہ
میرے ناصح ہیں اور صادق ہیں اور امین ہیں تو شاید بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب بھی ہمزبان ہوجائیں
اور یہ سب آنحضرت کی اور نبوت و رسالت آنحضرت کی تصدیق کرنے لگیں تو اُس وقت میں ان سب سے
کہوں کہ جب تم سب متفق ہوا اس امر پر تو پھر امر حق سے کیوں کنارا کرتے ہو شاید یہ سب راہ راست پر
آجائیں اور شاید اگر میرے اس کہنے پر بھی اسلام کو قبول نہ کیا اور میری طرف متوجہ اس امر میں نہ ہوئے
تو میری اطاعت و فرمانبرداری سے منہ نہ موڑینگے اور میں بھی کہہ سکونگا کہ تم لوگوں کے خیال سے میں نے
بھی تم کو چھوڑا نہیں ورنہ کون سی ملامت و دشنام و ایذا دہی کفار نے اُٹھا رکھی تھی یہاں تک تو عہد و میثاق
آپس میں کیا تھا کہ ان سب سے متابعت اور مخالطت اور مبایعت نہ کرینگے اور انقطاع سلام و کلام و صلۂ
رحمی کر چکے تھے اب کون سی ملامت و دشنام و ایذا باقی تھی جسکا خوف جناب ابوطالب کو تھا پس اب اگر خوف
ابوطالب کو تھا تو یہی تھا کہ بنی ہاشم وغیرہ بھی ایذا رسانی پر آمادہ نہ ہوجائیں اور میری معیت اور آنحضرت
کی معاونت ترک نہ کریں اور کیا فصیح و بلیغ کلام ہی جناب ابوطالب کا جس کلام سے مترشح ہورہا ہی کہ دشنام
و ملامت کا ضرر دنیا میں ہی کہ عند الناس مذموم ہی نہ آخرت میں اور چونکہ یہ ضرر متعدی ہوتا تھا آنحضرت کی
طرف تو دنیا کے اس ضرر کو بسبب منفعت آنحضرت کے گوارا نہ کیا اسی طرح اقرار و اسلام کا اظہار بھی واسطے
اجرائے احکام کے ہی دنیا میں اور نفع بھی اسکا دنیا میں ہی اور ممدوح بھی عند الناس ہی لیکن نفع اس
اظہار کا خاص جناب ابوطالب سے مخصوص تھا اور باوجود اس نفع خاص کے ضرر تھا آنحضرت کا پس بسبب
حضرت آنحضرت اس نفع کو گوارا نہ کیا اور فرما دیا لولا الملامۃ او حذاری سبۃ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا
اور یہ لفظ مبین جو جناب ابوطالب نے فرمایا یہ لفظ خود دلالت کرتا ہی جناب ابوطالب کے ایمان باطنی پر کہ
بطور مخفی مومن کامل تھے اسواسطے کہ لفظ مبین لازمی بھی ہی متعدی بھی تو مراد یہ ہی کہ جو امر کہ میں نے ان اشعار میں
بیان کیا ان سب کو میں نے مخفی کیا ہی اگر خوف مذکور نہ ہوتا تو آپ مجکو پاتے ان امور مخفی کا واضح اور آشکارا
کرنے والا یا اسا عتقادات امور کے واضح اور آشکارا ہونے والا اور یہ امر تو بالکل ظاہر ہی کہ اقرار و قبول کو واضح اور
آشکارا نہیں کہتے اور یہاں تو دونوں معدوم سمجھے جاتے ہیں شئ معدوم کا واضح اور آشکارا ہونا کیسا بلکہ

شیٔ کہ وجود رکھتی ہو اُسکے ظاہر کرنے کو واضح اور آشکار کہتے ہین اسواسطے کہ واضح اور آشکارا باطن اور مخفی یہ صفتین ہین کہ بیان کرتی ہین حال شیٔ کو تو وجود شیٔ مقدم ہوگا صفت پر یعنی پہلے وجود شیٔ پایا جائیگا فی الواقع بعدہٗ متصف ہوگا ساتھ ان الفاظ مذکورہ کے مثلاً کہین کہ فلان شخص بات لایا بعدہٗ پھر جیسا حال ہوگا وہ صفت لگائینگے اور کہین گے کہ فلان شخص نے ایمان کو مخفی کیا یا آشکار اکیا پس جناب ابوطالبؑ نے بھی ایسا ہی فرمایا کہ میرا ایمان کہ میرا ہی اُسکا آشکار اکرنے والا یا ساتھ اُسکے آشکارا ہو نیوالا جسکو آپ پاتے ہین شعر سے بالکل ثابت ہوگیا کہ جناب ابوطالبؑ ایمان کو قبول کرچکے تھے لیکن اُسی ایمان کو متصف بصفت سمجھا بنا علیہ مبینا نہ کیا تھا اگرچہ اظہار فرماچکے تھے مگر جس طرح بخوف اظہار کرتے تھے مین اُس صفت سے اظہار نہ کیا تھا اگر اُس صفت سے اظہار فرماتے تو خوف تھا کہ بجز تنہائی کوئی یار و مددگار نہ رہیگا اور جناب رسالتمآبؐ نرغۂ اعدا مین یکہ و تنہا رہجائینگے حفاظت اور حراست و نیز ابلاغ رسالت کے ابواب مسدود ہوجائینگے اب آپکو اگر عقل سلیم ہے اور انصاف کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیجیے اور مذہب جو آپ ظاہر فرما رہے ہین کہ ہین سنت جماعت ہون تو اُسے ترک نہ کیجیے اور وہابیت وخارجیت کو دخل نہ دیجیے اور بتوجہ تمام ملاحظہ فرمائیے کہ جناب ابوطالب باتفاق علماے حدیث وسیر و نیز بقول آپ کے تمام عمر آنحضرتؐ کی حفاظت وحمایت ونصرت وکفالت مین مصروف رہے اپنی اولاد سے زیادہ حضور کو عزیز رکھا اُس وقت مین ساتھ دیا کہ ایک زمانہ دشمن تھا تمام قریش اور کل عزیز و اقربا کی مخالفت گوارا کی سب کو چھوڑنا گوارا کیا کوئی دقیقہ غمگساری جان نثاری کا فروگذاشت نہین کیا اپنی جان ومال اور اولاد بلکہ کل قوم وقبیلہ کو فداے آنحضرتؐ فرمایا شبانہ روز آپ کی حفاظت وحراست مین مصروف رہے جس وقت مین آنحضرتؐ کو مجنون ساحر شاعر کہتے تھے اُس وقت مین آپ کے دین کو خیر الادیان کہا رسول کموسیٰ آپ کو تعبیر فرمایا صداقت وامانت کو آنحضرتؐ کے باعلان ظاہر فرمایا تمام قریش بنی ہاشم کو وقت انتقال تک وصیت ونصیحت کی کہ محمدؐ کی تصدیق کرو فلاح پاؤگے شان آنحضرتؐ مین قصائد بے شمار انشا فرمائے اور باعلی صوت مجمع کفار مین فرمایا کہ جو محمدؐ کا دشمن ہے مین اُسکا دشمن ہون جو محمدؐ کے دین کا دشمن ہے مین اُسکے دین کا دشمن ہون انصاف فرمائیے کہ اذعان وگرویدن و باور کردن ودرست دانستن وصادق داشتن وراستگوی دانستن وحق گوی دانستن کس کا نام ہے چونکہ ہم ابتداءً مراتب تصدیق واذعان وقبول وتسلیم کو بیان کر آئے ہین یہان اسی قدر پر اکتفا کی جاتی ہے کہ اذعان کیفیات نفسانیہ سے ہے اُسکا اظہار موقوف ہے کہ زبان پر اور مشہور ہے کہ زبان ترجمان دل ہے اور نیز مولانا عبدالحق فرماتے ہین کہ زبان معبر است از آنچہ در نفس انسان ست پس جناب ابوطالبؑ نے جو کچھ کہ آپ کے نفس مین تھا نثراً اور نظماً لساناً وکنایۃً وصیۃً ونصیحۃً ظاہر فرمایا اسپر بھی آپ نہ سمجھین تو آپ سے خدا سمجھے کہ آپ نے کس چیز کا نام دین واسلام وایمان وتسلیم واذعان اور تصدیق جنان رکھا ہے اب مین یہان پر وہ امر عرض کرتا ہون کہ قبل آتش دوزخ کے دنیا ہی مین حسد کی آگ سے جل بھن کر خاک ہوجائین سنیے یا حضرت ابوطالبؑ اخیار المهاجرین

سید الناصرین ہین جو مراتب ابوطالبؑ کو حاصل ہوئے مہاجرین مین سے کسی کو وہ مرتبے نہین حاصل ہوئے
چنانچہ مشکوۃ[۱] شریف کتاب الایمان مین یہ حدیث منقول ہو عن عبد اللہ ابن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ والمہاجر من ھجر ما نہی اللہ عنہ ھذا
لفظ البخاری ولمسلم قال ان رجلا سئل النبی ای المسلمین خیر قال من سلم المسلمون من لسانہ
ویدہ اشعۃ اللمعات[۲] شرح مشکوۃ مین عبد الحق دہلوی رقم فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص
کہ یہ وہ بزرگ ہین کہ ابوہریرہ جنکی شان مین کہتے تھے کہ مجھمین اور عبد اللہ بن عمرو مین فرق اتنا ہی تھا کہ وہ
کاتب احادیث نبوی تھے اور مین نہ تھا اور وہ محب اہل بیت تھے فرماتے ہین کہ فرمایا رسول خدا نے کہ
مسلمان کامل وہ شخص ہو کہ مسلمان اسکی زبان اور ہاتھ سے سلامت رہین ایذا یا مین زبان اور ہاتھ
کی تخصیص اسوجہ سے کی کہ انواع و اقسام کی ایذائین انھین دونون سے پہونچتی ہین کہ زبان معبر ہو اس
چیز کی کہ نفس انسان مین ہو اسی طرح اکثر اور ہاتھ سے سرزد ہوسکتے ہین اور تقدیم زبان کی ہاتھ پر اسوجہ سے
ہو کہ زبان سے ایذا پہونچتی ہو گذشتگان اور اہل زمان اور آیندگان کو اور ایذا ہاتھ کی بجز حاضرین کے دوسرے
کو نہین پہونچتی ہو اور کتابت زبان کے حکم مین ہو بلکہ کتابت زبان اور ہاتھ دونون کے حکم مین ہو پس مطابق رقم فرمائے
مولانا عبد الحق کے یہ کتابت یعنی رسالہ شرح المطالب جو آپ نے رقم فرمایا یہ ایذا ہی ہو گذشتگان اور اہل زمان
اور آیندگان آنحضرت کی والمہاجر من ھجر ما نہی اللہ عنہ یعنی مہاجر وہ شخص ہو کہ منہیات حق تعالی کو ترک
کرے عبد الحق دہلوی اس حدیث کی شرح مین باین عبارت رقم فرماتے ہین بدانکہ ہجرت در شرع بمعنی بیرون آمدن
از دار کفر ست بدار اسلام و گریختن از فتنہ دین ست و این را ہجرت ظاہرہ گویند و ہجرت باطنہ آنکہ از مرچہ بطبیعت
بر آید و آنچہ نفس و شیطان بدان داعی ست بگریزد و ترک دہد و حقیقت شرعیت ہجرت برای این غرض ست و
ہر کہ از وی این غرض حاصل شد و بمعنی مہاجر است اگرچہ در وطن باشد مگر آنکہ صورت ہجرت و ظاہران نیز در آب
گردد چنانچہ در زمان آنحضرت بود کہ مسلمانان را از مکہ بمدینہ واجب بود ہجرت کردن و مقصود ازین حدیث ہست
ترغیب مہاجران بر ترک مناہی تا بمجرد اسم و صورت اکتفا نکنند و بدان مغرور نشوند یا تسلی خاطر آنہا است
کہ صورت آنرا در نیافتند بحصول ثواب آن بترک منہیات اس حدیث کو بایں لفظ بخاری نے روایت کی ہی
اور مسلم مین اس طرح مروی ہو کہ کسی نے پوچھا آنحضرت سے کہ کونسا مسلمان مسلمانون مین بہتر ہو آپکے جواب مین
فرمایا کہ من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اور مسلم مین والمہاجر من ھجر ما نہی اللہ عنہ نہین ہو مگر
مولانا عبد الحق رقم فرماتے ہین وظاہر عبارت مؤلف موہم است کہ باشد فافہم پس جناب ابوطالب مصداق
اس حدیث کے ہین بجمیع الوجوہ یعنی داخل ہوتے ہین دار اسلام کے اور اول وطن جاہلیت سے نکلنے مین
اور اکتساب کرنے مین امر حق کے اور تصدیق رسالت مین آنحضرت کی اور نصرت کرنے مین آنحضرت کی اور
اظہار رسالت و صداقت و امانت مین آنحضرت کی اور آپ کو رسول کموسی کہنے مین آپکے دین کو خیر الادیان

[۱] مشکوۃ صفحہ ۔ سطر ۔
[۲] اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۔ سطر ۔

سنتے ہین اور قدا کرتے ہین اپنی جان اور مال اور اولاد کے اور ان سب اوصاف مین اسبق ہین سابقین پر پس
جناب ابوطالب کے خیر المہاجرین اور سید الناصرین ہونے مین بجز خوارج کے کسی مومن کو شک اور شبہہ نہین
ہوسکتا اور دلیل اسپر یہ حدیث متفق علیہ ہی عن انس بن مالک ابن النضر الانصاری الخزرجی خادم رسول
اللہ یہ وہ بزرگ ہین کہ آٹھ یا نو برس کے سن سے خدمت جناب رسول خدا مین رہے اور دس برس تک خدمت
مین مصروف رہے مناقب انکے بکثرت ہین جناب رسول مقبول نے انکے واسطے دعا کی تھی اور انکی والدہ کی
خواہش سے عمر شریف انکی سو برس کی ہوئی اور اولاد انکی سو سے متجاوز ہو گئی تھی نخلستان انکا سال مین دو مرتبہ
میوہ دیتا تھا جو تاثیر دعا سے آنحضرت کا ثمرہ دنیا مین تھا اور ثمر آخروی کا کیا بیان کیا جائے قال قال رسول
اللہ لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین کہا انس نے فرمایا رسول خدا
نے ایمان نہین لاتا تم مین سے کوئی اور مومن نہین ہوتا جبتک کہ ہون مین محبوب تر طرف اسکے والد سے اسکے
اور اولاد سے اسکی اور تمام آدمیون سے چنانچہ مولانا عبدالحق اسی حدیث کی شرح مین رقم فرماتے ہین کہ محبت
دو قسم است یکی جبلی است کہ از اختیار بندہ بیرون است و بحکم طبیعت و جبلت بی اختیار ربآنہا انجذابی دارد و این
قسم خارج است از تکلیف است چہ دشمن در ایمان است کہ تکلیف شرع در تحصیل و تکمیل آن میرود پس مراد وینجا محبتی خواہد بود
کہ اختیار را در ان مدخلی باشد و تکلیف در ان جای گرد و پس مراد باجیت در ینجا ترجیح جانب آنحضرت است صلی اللہ
علیہ وسلم در ادای حق بالتزام دین و اتباع سنت و رعایت ادب و ایثار رضای وی صلعم بر ہمہ کہ وہرچہ غیر اوست
از نفس و ولد و والد و اہل و مال و منال چنانکہ راضی شود بہلاک نفس خود و فقدان ہر محبوب نہ فوات حق وی
صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ حال کمل اصحاب بود اور ضمن مین اسی کے دوسری حدیث بابن عباس سے نقل فرماتے ہین
چنانکہ در حدیث دیگر آمدہ است کہ آنحضرت از عمر پرسید کہ حال چیست مارا دوست میداری و بس یا غیر مارا شریک
میگردانی گفت محبت مشترک است شمارا دوست میدارم و نفس را و فرزندان و مال و منال را نیز دوست میدارم
پس آنحضرت دستی بر سینہ عمر زد و تصرفی کرد و پرسید اکنون حال چیست وچہ گونہ می دریابی گفت ساقط شد محبت
اہل و مال اما محبت نفس ہنوز باقی ست بار دیگر دست بر سینہ عمر زد و پرسید اکنون چہ گونہ گفت ہمہ ساقط شد
ونماند الا محبت تو یا رسول اللہ ہم اس حدیث مین زیادہ بحث نہین کرتے مگر اتنا امر تو ثابت ہو گیا کہ جناب
ابوطالب کو فقط محبت جبلی آنحضرت سے نہ تھی جو چچا کو بھتیجے سے ہوتی ہی اگر ویسی محبت ہوتی تو مثل دیگر
تمام کے اپنی اولاد اور مال و منال اور اپنے اقربا اور اپنے نفس سے زیادہ آنحضرت کو دوست نہ رکھتے بلکہ یہ
نسبت جناب ابوطالب کی وہ محبت تھی کہ اختیار کو اُس مین مدخلت تامہ تھی جیسا کہ بحث محبت مین تصریحاً بیان
ہو چکا ہی اور نیز تمام محدثین و مورخین و اہل سیر اس امر پر متفق ہین چنانچہ ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کی ہی
وکان ابوطالب یحب النبی شدیدا لا یحب اولادہ مثلہ ولذا لا ینام الا جنبہ معہ ویخرجہ معہ حتی یخرجہ
یعنی ابوطالب نہایت دوست رکھتے تھے آنحضرت کو نہ دوست رکھتے تھے اپنی اولاد کو مثل آنحضرت کے یعنی جناب

ابوطالب کو جو محبت کہ آنحضرتؐ سے تھی ہرگز اُسی قدر محبت اپنی اولاد سے نہ رکھتے تھے یہی سبب تھا کہ جناب رسولؐ کو اپنے پہلو مین اپنے پاس سلاتے تھے اور باہر جاتے تھے تو آنحضرت کے ہاتھ اپنے ہاتھ مین رکھتے تھے اور جب آنحضرت کو شعب مین لے گئے تو جس مقام پر فرش آنحضرت کا ہوتا تھا شب کو اُس مقام پر اپنے فرزندون مین سے کسی کو سلاتے تھے اور آنحضرت کو دوسرے مقام پر لیجاتے تھے خود پہلو مین آنحضرت کے لیٹتے تھے تمام شب بیدار رہتے تھے کہ کفار اگر شب خون کرین تو میرے فرزندون سے مقتول ہون مگر آنحضرتؐ کو گزند نہ پہونچے پس انس ابن مالک کی روایت سے جو مشکوٰۃ شریف سے نقل کی گئی کہ جو صحیحین مین موجود ہی اور اس حدیث کو کہ جسکو مولانا عبدالحق نے ضمن مین اس حدیث کے نقل کیا ہی چند امر لائق توضیح ہین اول یہ کہ فرمانا جناب رسالت مآبؐ کا کہ مومن کامل وہ شخص ہی جو آنحضرت کو اپنی جان و مال و اولاد اور تمام دنیا ومافیہا سے زیادہ دوست رکھے پس جناب ابوطالب ان اوصاف سے ایسے متصف تھے کہ کوئی انکار نہین کر سکتا **دوم** مولانا عبدالحق دہلوی نے اسی حدیث کی شرح مین جو دو قسمین محبت کی لکھی ہین اور دوسری قسم جو اختیاری اور اکتسابی ہی اور وہی درباب ایمان معتبر ہو سکی تمام صفتون سے جناب ابوطالب ایسے متصف تھے کہ مستغنی عن البیان ہی کوئی صفت ایسی اُس قسم دوم مین نہین ہی کہ جسکے مصداق بالاتفاق جناب ابوطالب نہ ہون **سوم** مولانا عبدالحق نے جو حدیث دیگر شرح مین اسکی دربارہ حضرت عمر رقم فرمائی وہ بھی لائق غور ہی اولاً تو پوچھنا آنحضرتؐ کا کہ مرا دوست میداری وبس یا غیر مرا شریک میگردانی اور نہ پوچھنا آنحضرت کا جناب ابوطالب سے اُنکے انتقال کے وقت تک ثانیاً جواب حضرت عمر کا محبت مشترک ست شما را دوست میدارم ونفس را فرزندان ومال ومنال را نیز دوست میدارم اور جناب ابوطالب نے وقت وفات عبدالمطلب سے اپنی وفات تک کبھی یہ کلمات اپنی زبان پر جاری نہین فرمائے بلکہ ہمیشہ آنحضرت کو اپنی جان و مال و اولاد و اپنے نفس سے زیادہ عزیز رکھا جسکے تمام اہل سیر و حدیث اور نیز آپ بھی قائل ہین ثالثاً ضرب لگانا آنحضرت کا سینۂ حضرت عمر پر اور تصرف کرنا اور پوچھنا اکنون حال چیست اور جواب دینا عمر کا کہ ساقط شد محبت اہل ومال اما محبت نفس باقی ست بار دیگر پھر ضرب دوم لگانا دست مبارک سے سینۂ عمر پر اور پوچھنا اکنون چہ گونہ اُسکے جواب مین کہنا عمر کا ہمہ ساقط شد و نماند الا محبت تو یا رسول اللہؐ پس اس حدیث نے واضح کر دیا کہ محبت اہل ومال ومنال ونفس کس درجہ کی محبت ہی کہ جو حضرت عمر سے باوجود اسلام قبول کرنے کے یہ محبت ترک نہ ہوئی تھی اور محبت اکتسابی و اختیاری کو کہ ایمان اسی پر موقوف ہی باختیار خود کسب نہ فرمایا تھا بلکہ بضرب و تصرف اول محبت اہل ومال دفع کی آنحضرت نے اور جناب ابوطالب نے بغیر ٹھوکا کھانے کے اور بغیر تصرف فرمانے آنحضرت کے بالذات محبت آنحضرت کو اکتساب فرمایا تھا اور محبت اہل و عیال اور مال ومنال کو اپنے قلب سے دفع فرما دیا تھا **چہارم** محبت نفس وہ محبت ہی کہ غالب ہی محبت اہل ومال ومنال پر کہ جو ضرب اول آنحضرتؐ سے بھی زوال پذیر نہ ہوئی اُسکو آنحضرتؐ نے ضرب ثانی

قلب عمر سے دفع فرمایا اور جناب ابوطالب نے بالذات باختیار خود اس مرتبہ کو اکتساب فرمایا اور باعلان فرمادیا
مجمع کفار میں واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا اور اپنی اولاد کو فرش آنحضرت پر سلانا
اور آنحضرت کو اس مقام معروف سے مقام دیگر پر لیجانا اور تمام شب حفاظت کرتا بیدار رہنا اور کسی وقت
تنہا نہ چھوڑنا اور ماورا اسکے جو جو افعال و اقوال کہ جناب ابوطالب کے ہیں اُنسے کتب مملو ہیں بانیوجہ بسیقدر
پر اکتفا کی گئی اور نیز ثابت ہو گیا کہ جناب ابوطالب آنحضرت کو اپنے مال و منال و اہل و عیال اور اپنے
نفس سے بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے اور ان تمام امروں کو کہ تکمیل ایمان پر دلالت کرتے ہیں خود جناب ابوطالب
نے اکتساب فرمایا تھا پس ان تمام دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہو گیا کہ جناب ابوطالب خیر
المہاجرین اور سید الناصرین اور اسبق السابقین تھے اب بھی آپ انکار فرمائیں تو مصداق جحدوا بہا و
استیقنتہا انفسہم کے قرار پاتے ہیں اور وان یہلکون الا انفسہم کے مستحق ہوئے جاتے ہیں **قولہ**
حدیث سوم فریابی اور عبدالرزاق اپنی مصنف میں اور سعید بن منصور سنن میں اور عبد بن حمید و ابن جریر و
ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابوالشیخ و ابن مردویہ اور حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ
میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی
عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ینأی عما جاء بہ یعنی یہ آیت ابوطالب کے بارہ میں اُتری اور کافروں کو
حضور سید عالم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور خود حضور اقدس پر ایمان لانے سے دور رہتے **اقول** اس
حدیث سوم کو بڑے زور و شور سے بحوالہائے کثیرہ و عدیدہ و بذکر اسماے کتب قدیمہ و جدیدہ رقم فرمایا
آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اصطلاح محدثین میں حدیث کس کو کہتے ہیں پہلے اصطلاح محدثین سے واقفیت
حاصل فرمائیے پھر حدیث نقل فرمائیے حدیث اصطلاح محدثین میں قول و فعل و تقریر آنحضرت کو کہتے ہیں اور
تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی فعل کیا یا کوئی بات آنحضرت کے سامنے کی اور آنحضرت اُسپر مطلع
بھی ہوے اور سکوت فرمایا اور منع نہ کیا اور انکار نہ کیا اور اُسکو مقرر رکھا اُسکو تقریر کہتے ہیں اور بعض نے
قول و فعل و تقریر صحابہ و تابعین کو بھی حدیث کہا ہے پس جو منتہی ہو آنحضرت پر اُسکو مرفوع کہتے ہیں مثلاً کہا
یا تقریر کی آنحضرت نے اور جو منتہی بصحابہ ہو اُسکو موقوف کہتے ہیں اور جو منتہی ہو تابعین پر اُسکو مقطوع
کہتے ہیں اور موقوف و مقطوع کو آثار کہتے ہیں پس اثر ابن عباس کو آپ نے حدیث سوم رقم فرمایا حالانکہ
نہ قول رسول ہے نہ فعل رسول ہے نہ تقریر رسول ہے نہ آنحضرت کی طرف منتہی ہے پس اب آپ کا حدیث سوم
رقم فرمانا ناواقفیت اور عدم ممارست کی دلیل ہے اصطلاح شائع سے **قولہ** قال فی مفاتیح الغیب فیہ
قولان منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطاء ومقاتل
نزلت فی ابی طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول
الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الآیات المتقدمۃ علی ہذہ الآیۃ یقتضی ذم طریقتہم فلذلک

قلب عمر سے دفع فرمایا اور جناب ابو طالب نے بالذات باختیار خود اس مرتبہ کو اکتساب فرمایا اور باعلان فرمادیا
مجمع کفار میں واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب دفینا اور اپنی اولاد کو فرش آنحضرت پر سلاتا
اور آنحضرت کو اس مقام معروف سے مقام دیگر پر لیجاتا اور تمام شب حفاظت کرتا بیدار رہتا اور کسی وقت
تنہا نہ چھوڑتا اور ما ورا اسکے جو جو افعال و اقوال کہ جناب ابو طالب کے ہین اونسے کتب مملو ہین با ینوجہ اسیقدر
پر اکتفا کی گئی اور نیز ثابت ہوگیا کہ جناب ابو طالب آن حضرت کو اپنے مال و منال و اہل و عیال اور اپنے
نفس سے بہت زیادہ محبوب رکھتے تھے اور ان تمام امرون کو کہ تکمیل ایمان پر دلالت کرتے ہین خود جناب ابو طالب
نے اکتساب فرمایا تھا پس ان تمام دلائل قطعیہ و براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہوگیا کہ جناب ابو طالب خیر
المہاجرین اور سید الناصرین اور اسبق السابقین تھے اب بھی آپ انکار فرمائین تو مصداق جحدوا بہا و
استیقنتہا انفسہم کے قرار پاتے ہین اور ان یہلکون الا انفسہم کے مستحق ہوے جاتے ہین **قولہ**
حدیث سوم فریابی اور عبد الرزاق اپنی مصنف مین اور سعید بن منصور سنن مین اور عبد بن حمید و ابن جریر و
ابن منذر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابو الشیخ و ابن مردویہ اور حاکم مستدرک مین بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوۃ
مین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر مین راوی قال نزلت فی ابی طالب کان ینہی
عن اذی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ینای عما جاء بہ یعنی یہ آیت ابو طالب کے بارہ مین اتری اور کافرونکو
حضور سید عالم کی ایذا سے منع کرتے باز رکھتے اور خود حضور اقدس پر ایمان لانے سے دور رہتے **اقول** اس
حدیث سوم کو بڑے زور و شور سے بحوالہاے کثیرہ و عدیدہ و بذکر اسماے کتب قدیمہ و جدیدہ رقم فرمایا
آپ اتنا بھی نہین جانتے کہ اصطلاح محدثین مین حدیث کس کو کہتے ہین پہلے اصطلاح محدثین سے واقفیت
حاصل فرمایئے پھر حدیث نقل فرمایئے حدیث اصطلاح محدثین مین قول و فعل و تقریر آنحضرت کو کہتے ہین اور
تقریر سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے کوئی فعل کیا یا کوئی بات آنحضرت کے سامنے کی اور آنحضرت اسپر مطلع
بھی ہوے اور سکوت فرمایا اور منع نہ کیا اور انکار نہ کیا اور اسکو مقرر رکھا اسکو تقریر کہتے ہین اور بعض نے
قول و فعل و تقریر صحابہ و تابعین کو بھی حدیث کہا ہے پس جو منتہی ہو آنحضرت پر اسکو مرفوع کہتے ہین مثلا کہا
یا تقریر کی آنحضرت نے اور جو منتہی بصحابہ ہو اسکو موقوف کہتے ہین اور جو منتہی ہو تابعین پر اسکو مقطوع
کہتے ہین اور موقوف و مقطوع کو آثار کہتے ہین پس اثر ابن عباس کو آپ نے حدیث سوم رقم فرمایا حالانکہ
نہ قول رسول ہے نہ فعل رسول ہے نہ تقریر رسول ہے نہ آنحضرت کی طرف منتہی ہے پس اب آپ کا حدیث سوم
رقم فرمانا ناواقفیت اور عدم مہارت کی دلیل ہے اصطلاح شائع سے **قولہ** قال فی مفاتیح الغیب فیہ
قولان منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ وقال عطا و مقاتل
نزلت فی ابی طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی ثم یتباعد عنہ ولا یتبعہ علی دینہ والقول
الاول اشبہ لوجہین الاول ان جمیع الآیات المتقدمۃ علی ہذہ الآیۃ یقتضی ذم طریقتہم فلذالک

اور دوری کرتے تھے اس سے یعنی قرآن سے اور ہم سمجھنے سے اور اسکے استماع سے یہ قول ایک احتمال ہوا وقال الاخرون بل المراد ینہون عن الرسول اور دوسرون نے کہا بلکہ مراد ینہون عن الرسول ہی یہ قول اخرون کا دوسرا احتمال ہوا پھر امام فخرالدین فرماتے ہین اعلم ان النہی عن الرسول محال لانہ تو کہ نہی عن الرسول محال ہی لابد ان یکون المراد عن النہی عن فعل یتعلق بہ علیہ الصلوۃ والسلام وھو غیر مذکور یعنی بلکہ ضرور ہی کہ ہو مراد نہی سے نہی ایک فعل سے کہ متعلق ہو ساتھ اسکے علیہ الصلوۃ والسلام اور وہ فعل بھی مذکور نہین تھا فلاجرم حصل فیہ قولان پس بالضرور حاصل ہوے اس مین دو قول یعنی جو احتمال اخرون نے کیا کہ ضمیر عنہ عائد ہی آنحضرت کی طرف اور مراد ینہون سے ینہون عن الرسول ہی اور نہی عن الرسول محال تھی تو نہی کو متعلق کیا اس فعل سے کہ جو متعلق ہو آنحضرت سے اور وہ فعل مذکور نہ تھا اسوجہ سے اسمین دو احتمال ہوے ان دو احتمالون کو مفسرین کے امام فخرالدین رازی نے رقم فرمایا کہ لاجرم حصل فیہ قولان اب آپ نے اپنی دیانت داری سے تمام مضمون مرقومہ تفسیر کبیر کو ہضم فرمایا اور رقم فرمایا قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان اور قبل اسکے آپ اقوال مفسرین اور محدثین نقل فرما چکے تھے سبب نزول آیہ مذکورہ مین تو آپ کی تحریر کا منشا یہ ہوا کہ ضمیر فیہ قول امام مین راجع ہی سبب نزول کی طرف یعنی مفاتیح الغیب مین کہا کہ سبب نزول مین دو قول ہین حالانکہ فیہ کا مرجع قول آخرون ہی کہ ینہون سے مراد ینہون عن الرسول لیتے ہین کہ جو محال ہی اور اس لحوق محال نے انکو لاچار کر دیا کہ نہی سے مراد لین نہی عن الفعل کہ متعلق بہ رسول ہو پس اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ تحریف لفظی و معنوی کے آپ مرتکب ہوے یا نہین اور یہ صفت یہود کی ہی یا نہین حاصل یہ ہی کہ احتمال ثانی مین جو دو احتمال پیدا ہوے اس مین سے ایک احتمال یہ ہی جو آپ نے رقم فرمایا منہم من قال المراد انہم ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ اور دوسرا احتمال یہ ہی وقال عطا و مقاتل نزلت فی ابی طالب الخ پس اس احتمال ثانی کے دو احتمالون مین سے احتمال اول کو امام فخرالدین رازی اور علامہ ابو البرکات عبداللہ ابن احمد ابن محمود نسفی صاحب تفسیر مدارک اشبہ بصحیح فرماتے ہین اور آپ قول ثانی کے قائل ہو کر قول اول کی رد فرماتے ہین حالانکہ یہ قیل و قال مردود اور ایک چشم زدن مین مردود ہوئی جاتی ہی خاطر مطمئن رکھے اولاً تو ہم آپ کے قول کو بفرض محال تسلیم کر لیتے ہین اچھا آپ ثانی ہی کی صحت کے قائل رہیے زیادہ برین نیست کہ جہان عطا و مقاتل کہا گیا وہان پر قال عطا و مقاتل واحمد دحلان کہا جائیگا لیکن یہ تو فرمائیے کہ یہ سب احتمالات مفسرین کے ہین یا نہین اگر نہین ہین تو یہ اختلاف کیسا اور کیون ہوا اور اگر احتمالات مفسرین کے ہین تو یہ تفسیر ہی سبب نزول نہین اور مکرر عرض کر چکا ہون کہ ایسا احتمال قابل استدلال نہین ہی اور آپ کا خیال متعلق نزول یہ خیال محال ہی ثانیاً تمام مفسرین محققین نے ضمیر مرفوع کا مرجع کفار مذکورین آیہ سابقہ کو قرار دیا آپ تعصب و عناد کو برطرف فرما کر ملاحظہ تو فرمائیے چند تفسیرون کی عبارتین بلفظہ نقل کی جاتی ہین تفسیر رؤفی ہین ہی وھم ینہون عنہ وینئون عنہ

اور کا فر منع کرتے تھے لوگون کو ایمان لانے سے پیغمبر[۱] پر اور دور رہتے تھے اپنے آپ بھی یعنی نہ ایمان لاتے
تھے نہ اورون کو ایمان لانے دیتے تھے مواہب علیہ المعروف بہ تفسیر حسینی وهم ایشان یعنی کافران ینهون
عنه باز میدارند مردمان را از ایمان برسول وینئون عنه و دور میشوند بنفس خود از و یعنی نہ خود ایمان
می آورند و نہ دیگری را میگذارند معالم التنزیل[۲] وهم ینهون عنه ای ینهون الناس عن اتباع محمد وینئون
عنه ای یتباعدون عنه بانفسهم مفاتیح الغیب المعروف بہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی اسکی عبارت کو
مکرر نقل کر چکے ہین تفسیر کبیر[۳] علامہ ابو السعود وهم ینهون عنه الضمیر المرفوع للمذکورین والمجرور للقران
ای لا یقنعون بما ذکر من تکذیبه وعده من قبیل الاساطیر بل ینهون الناس عن استماعه لئلا یقفوا
علی حقیقته فیومنوا به وینئون عنه ای یتباعدون عنه بانفسهم اظهارا لغایة نفورهم وتاکیدا
لنهیهم عنه فان اجتناب الناهی عن المنهی عنه من متممات النهی درمنثور اخرج ابن جریر وابن المنذر
وابن ابی حاتم وابن مردویه من طریق علی بن ابی طلحة فی قوله تعالی وهم ینهون عنه قال ینهون
الناس عن محمد ان یومنوا به وینئون عنه یتباعدون عنه واخرج ابن ابی شیبة وعبد ابن
حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن مجاهد فی قوله وهم ینهون عنه
قال قریش عن الذکر وینئون عنه یقول یتباعدون واخرج عبد الرزاق وابن جریر وابن المنذر
وابن ابی حاتم وابو الشیخ عن قتادة قوله وهم ینهون عنه قال ینهون عن القران وعن النبی وینئون عنه
یتباعدون عنه تفسیر جلالین وهم ینهون الناس ای عن اتباع النبی وینئون یتباعدون عنه فلا
یومنون به تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ نولکشور وهم ینهون عنه ای ینهون عن الناس عن القران
او الرسول والایمان به وینئون عنه بانفسهم تفسیر جامع البیان قلمی ینهون الناس عنه عن استماع القران
او عن ایمان وینئون عنه یتباعدون عنه بانفسهم تفسیر علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد ابن محمود نسفی
مسمی بہ مدارک التنزیل وهم ای المشرکون ینهون عنه الناس عن القران او عن الرسول واتباعه و
الایمان به وینئون عنه بذلک وان یهلکون الا انفسهم وما یشعرون ای لا یتعداهم الضرر الی غیرهم
وان کانوا یظنون انهم یضرون رسول اللہ ان تفسیرون کی عبارتین جو ہم نے نقل کین فقط اسواسطے کہ
اکثر مفسرین نے ضمائر مرفوعہ کا مرجع انھین کفار کو قرار دیا ہی اور یہی مذہب مختار انکا ہی ہماری یہ مراد نہین کہ
کہ اقوال ضعیفہ ان مفسرین نے ذکر نہین کیے بلکہ اقوال ضعیفہ کو بھی بیان کیا ہو لیکن صاف طرز تحریر سے
واضح ہوتا ہی کہ یہ قول مختار اس مفسر کا نہین ہی اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ اقوال مفسرین محققین مذکورہ
بالا مین ضمائر مرفوع کا مرجع وہی کفار سابق الذکر ہین یا نہین پس جو قول ضعیف کہ کشان کشان جناب ابو طالب
کی طرف نسبت دیا گیا ہی کیا وہ کچھ حقیقت رکھتا ہی اور جب وہ قول خود لاشی ہی تو اس سے حجت لانا اور اسکو
دلیل کفر ابی طالب ٹھہرانا دلیل حماقت ہی ثالثاً آپ نے یہ بھی تمیز فرمایا ہی یا نہین کہ امام فخر الدین رازی

له سورهٔ انعام رکوع ۳
ع۲ جز ۲ از تفسیر کبیر
صفحہ ۲۴ سطر ۱۵
ع۳ بر حاشیہ صفحہ ۲۰
سطر ۱۶

نے بھی مطابق قاعدۂ مقررہ کے اول سبب نزول کو جو فی الواقع اور مجمع علیہ مفسرین اور علماے محققین کا ہے رقم
فرمایا ہے پھر سبب اختلافات کو اور جو اقوال کہ اس اختلاف سے پیدا ہوے بہ ترتیب اس نہج سے رقم فرمائے
کہ قول قوی کو اول اور ضعیف کو بعد قوی کے اور اضعف کو بعد ضعیف کے علی سبیل التنزل پس اس قول اضعف
کو اگر کسی قول ضعیف سے کسی وجہ معقول یا نامعقول سے آپ نے ترجیح بھی دی تو بھی کسی طرح اس قول کو
لیاقت قوی ہونے کی حاصل نہ ہوگی ہان اضعف سے ضعیف مین شمار کیا جائیگا چہ جائیکہ سبب نزول
مین آپ نے امام فخر الدین رازی اور علامہ ابو البرکات کی رد فرمائی ہے یہ بھی آپکا زعم باطل ہے ان صاحبون
کی رد تو جب شمار کی جاتی کہ سبب نزول ور اسباب اختلاف مفسرین اور احتمالات انکے اور وہ قول کہ احتمالات
سے پیدا ہوے ہین ان سب کی رد فرماتے اور یہ امر اشد محالات سے ہے کہان امام فخر الدین رازی کہان
علامہ ابو البرکات اور کجا آپ انکے کلام کے سمجھنے کی لیاقت پہلے پیدا فرمائیے پھر میدان مین معرکۂ کلام محققین کے
قدم رنجہ فرمائیے اگر آپ کلام امام فخر الدین رازی کا سمجھے ہوتے تو قال فی مفاتیح الغیب فیہ قولان رقم نہ فرماتے
اور ہمارا عرض کرنا آپ قبول نہ فرماوینگے کہ امام فخر الدین رازی نے پہلے سبب نزول کو جو فی الواقع اور مجمع علیہ
کثیر من محققین کا ہے بیان فرمایا ہے بعد اسکے سبب اختلاف مفسرین اور احتمالات اور اقوال انکے علی سبیل التنزل
بہ ترتیب تمام رقم فرمایا ہے اسوجہ سے ہم اسکی توضیح کیے دیتے ہین کہ کسی کو مقام حرف باقی نہ رہے امام فخر الدین
رازی نے اتمام تفسیر آیۂ ماقبل وھم ینہون مین یہ عبارت بلفظہ رقم فرمائی ہے واعلم ان الجواب عن ھذا السوال
سیاتی فی الایۃ المذکورۃ بعد ذلک اور اس سے ظاہر ہے کہ جو آیت کہ ماقبل وھم ینہون ہے جس مین مذکور ہے کہ
کفار قرآن کو اساطیر الاولین کہتے تھے اسی سے آیت وھم ینہون عنہ وان یھلکون الا انفسھم وما یشعرون
مرتبط ہے اور یہ امر کاشف سبب نزول ہے کہ اس مین احتمال کو دخل نہین اور مجمع علیہ ہے مفسرین محققین کا اور سابق
مین ذکر قرآن کا اور ذکر محمد کا ہو چکا تھا ضمیر عنہ مین احتمال پیدا ہوا بعضون کو احتمال ہوا کہ ضمیر عنہ عائد ہے قرآن کیطرف
مگر ضمیر مرفوع یعنی وھم ینہون مین کوئی احتمال نہ ہوا وہی کفار سابق الذکر آیت سابقہ کے قائم رہے یہ احتمال
مطابق مضمون آیۂ ماقبل کے ہے اور سبب نزول سے مخالفت نہین رکھتا مگر چونکہ یہ قول ایک احتمال سے پیدا ہوا
فی الجملہ ضعیف ہے و قال الاخرون اور دوسرون کو احتمال ہوا کہ ضمیر مجرور عنہ کی عاید ہے محمد کی طرف اب معنی آیت
کے یہ ہوے کہ کفار نہی عن الرسول کرتے تھے یہ احتمال بنسبت احتمال اول کے بھی ضعیف ہے کئی وجہون سے ایک
وجہ یہ ہے کہ نہی عن الرسول محال ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ تاویل کی ضرورت ہوئی کہ معنی درست نہین ہوتے لاچار ہو کر
نہی عن الرسول سے مراد ایک فعل کی کہ اس فعل سے آنحضرت کو علاقہ ہے تیسری وجہ یہ ہوئی کہ وہ فعل بھی مذکور نہین تھا
اس مین بھی دو احتمال ہوے چوتھی وجہ یہ کہ ایک فعل مقرر کیا یعنی ان دو احتمالون مین سے ایک احتمال بعض نے
تصدیق نبوت اور اقرار رسالت کا کیا اور کہا ینہون عن التصدیق بنبوتہ والاقرار برسالتہ ان بعض نے بھی
ضمیر وھم ینہون مین تغیر اور تبدل نہین کیا وہی کفار مذکورہ آیت سابقہ کے قائم رہے پانچوین وجہ ان دو احتمالون

بعض دیگرنے ایک دوسرا ہی فعل مقرر کیا یعنی بعض دیگر نے فعل متعلق بالرسول سے ایذاے نبی مراد لی احتمال ثانی کے دو احتمالون مین سے دوسرا احتمال ہی کہ ضعیف ترین احتمالات ہی کہ جامع ہوا احتمالات کا اس مین تمام اسباب ضعف مجتمع ہین اب ہم اس احتمال اضعف کے ضعف کو اور جو جو نقصان و خرابیان کہ اس قول کے قائلین کو حاصل ہوئی ہین اور جن جن خرابیون سے یہ قول حاصل ہوا ہی اُسکی بھی تصریح کیے دیتے ہین پہلا احتمال ضمیر عنہ سے مراد رسول کی لی اور اس مین یہ خرابی لاحق ہوئی کہ نہی عن الرسول محال ہی دوسرا احتمال جب نہی عن الرسول کو محال پایا تو فعل متعلق بالرسول مراد لینا پڑا تیسرا احتمال فعل متعلق برسول سے مراد ایذاے نبی لے لی اس مین یہ خرابی لاحق ہوئی کہ دوسری ضمیر عنہ مین چسپیدگی حاصل نہ ہوئی چوتھا احتمال ایذاے نبی نے دوسری ضمیر عنہ مین کام نہ دیا کہ مطلب بھی خبط ہوا جاتا تھا وان یہلکون الا انفسہم صادق نہ آتا تھا لاچار ہو کر لا یتبعہ معنی دینہ مراد لی پانچوان احتمال معنی تو آیت کے درست ہوے مگر ضمائر مرفوع نے سب مشقت برباد کر دی کہ کفار تو ایذا دینے پر تلے ہوے تھے اُنھین تو مانع ایذا کہہ نہ سکے ضمائر مرفوع وہم ینہون اور ینئون کا مرجع جناب ابوطالب کو قرار دیا چھٹا احتمال ضمائر مرفوع سب جمع کے ہین جناب ابوطالب واحد ہین اور تنہا ہین اُنکی منظور رہی نہ تعظیم کھینچ تان کے جبرًا قہرًا ابوطالب سے مراد مع اتباع ابوطالب کے قرار دی باین کشمکش و خرابی نزلت فی ابی طالب صادق آیا لیجیے جناب بندہ مبارک ہو معنی آیت بھی درست ہو گئے دونون ضمیرین مجرور بھی عائد ہو گئین ضمائر مرفوع بھی ٹھیک ٹھاک سبب نزول بھی چوکس مگر یہ تو فرمائیے کہ آیات متقدمہ مین تو جناب ابوطالب کا ذکر پایا نہین جاتا نہ جناب ابوطالب شریک اُن لوگون کے تھے کہ جو تکذیب آنحضرت کی کرتے تھے نہ شرکت ابوطالب کی اُن کفار مین پائی جاتی تھی جو قرآن کو اساطیر اولین کہتے تھے کہ ابن عباس نے تصریح فرما دی ہے نہ اُن کفار مین صریحًا کہین ذکر ابوطالب کا پایا جاتا ہی نہ ضمنًا یہ ضمائر مرفوع کیونکر راجع ہونگے ابوطالب کی طرف اور اتباع ابوطالب مین باتفاق علما بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب باقی تھے اور تو سب منحرف ہو گئے تھے جنکی وجہ سے ابوطالب نے شعب مین پناہ لی تھی وہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کہ اُن مین اکثر مشرف باسلام بھی ہوے ہین وہ سب اُسوقت تک اتباع ابوطالب مین محسوب تھے وہ سب کے سب مستحق وان یہلکون الا انفسہم کے ہوے اور سب سے بڑھکر احسان آپ کا اُن کفار پر ہوا کہ جو ماقبل آیۂ وہم ینہون مین مذکور ہین جنکی شان مین حق تعالی فرماتا ہی ومنہم من یستمع الیک وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ وفی اذانہم وقرا وان یروا کل ایۃ لا یومنوا بہا حتی اذا جاؤک یجادلونک یقول الذین کفروا ان ہذا الا اساطیر الاولین اس آیہ کی تفسیر مین ابن عباس نے نام بھی اُن کفار کے بتلا دیے ہین تفسیر کبیر مین بھی موجود ہی قال ابن عباس حضر عند رسول اللہ ابو سفیان وابو الولید بن مغیرہ والنضر بن الحرث وعقبہ وعتبہ وشیبہ ابنا ربیعۃ وامیہ وابی ابنا خلف والحرث بن عامر وابو جہل یعنی رستم ہو اُن سب کفار گذشتگان کو اور اُنکے اضراب موجودین اور آیندگان کو کہ جناب احمد رضا خان صاحب نے بڑی عرق ریزی اور جانفشانی سے وان یہلکون الا انفسہم وما یشعرون سے

مصداق ہونے سے بچا لیا خداوند عالم نے تو تم کو مصداق اس آیہ کا بنا ہی دیا تھا مگر جناب ممدوح احمد رضا خان
نے وان یہلکون الا انفسہم کی بلا تمام بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب پر الٹ دی کہ تمام قوم و قبیلۂ محمد ہی اس مین
گرفتار رہین اور تم سب نے عنایت ممدوح الصدر کی بدولت نجات پائی تم کو تو شکریہ لازم و واجب ہی اور
ہزار ہزار آفرین ہی آپ کی عقل و دانائی پر ای احمد رضا خان صاحب کیا سچے مسلمان اور پکے سنت جماعت ہین
آپ کہ محبت اور مودت خاندان رسالت کی آپ کے کلام سے ٹپک رہی ہی افسوس ہی اسی روز بد کی خبر حق تعالی
نے اپنے حبیب کو دی تھی کہ سب کچھ امت آپ کی قبول کریگی مگر محبت امر دشوار ہی قل لا اسئلکم علیہ اجرا
الا المودۃ فی القربی ای محمد تو ان سب سے سوال کر کہ مین کچھ اجرت اپنے حق کی نہین مانگتا مگر مودت کرنا میرے اقربا
سے پس جو سوال کہ رسول نے بحکم خدا کیا تھا کیا خوب اسکو آپ ادا فرما رہے ہین جزاکم اللہ فی الدارین اب رہا
وما یشعرون اور وہ شعور نہین رکھتے یعنی وہ لوگ اپنے نزدیک ضرر پہونچا تے تھے حضرت رسالت مآب صلعم کو اور
قرآن کو کہ لوگ ایمان نہ لائین اور معجزہ نہ سمجھین مگر وہ ضرر انھین کو پہونچتا تھا اور وہ سمجھتے نہ تھے کہ یہ ضرر انھین پر
عائد ہی اور جناب ابوطالب نے تو کوئی فعل ضرر رسانی کا نہ کیا تھا پھر وما یشعرون انپر کیونکر صادق آیا الحاصل
باین تکلیفات کثیرہ اور ضمائر نا مربوطہ اور خیالات فاسدہ اس قول کا وجود ہوا ہی پس تا قیام قیامت آپ سے
اور امثال سے آپ کے ثبوت اس قول اضعف کا بھی درباره جناب ابوطالب نہ ہوسکیگا سبب نزول قرار پانا
تو امر محال ہی **قولہ** اصل لدن وللنائی وقد تشدد بالنہی فان الذنب بعد العلم اشد منہ حین الجہل
فذکر النہی لا بانہ تشدد ما یلحقہ من الذم فی ذلک وعظمۃ ما یعتریہ من الوزر فیما ہنالک فان
العلم بحجۃ اللہ اما لک واما علیک **اقول** یا احمد رضا خان لا تغتر بتسویلات نفسک الامارۃ
ودع التکلفات التی ھی ابعد من الثلج ما ھذہ الخرافات التی سودت بہ الکتاب واردت ان تخادع
المومنین وتذل بہا عم رسول رب العالمین مع انہ کان مومنا بوب الارباب واما م الاطیاب و
ان ھی الا کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمآن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا فانتبہ واعلم ان ہذہ
الایۃ ای ینہون عنہ وینئون عنہ نزلت فی شان المشرکین لا فی شان ابی طالب لان نہی ابی طالب
عن ایذاء النبی صلعم فعل حسن وتأیہ عنہ لو فرض فعل مذموم ولا نہ المترتب المذکور بعد النہی والنائی
فی الایۃ اہلاک انفسہم ولا یمکن ان یکون متعلقا بالنہی فیکون متعلقا بالنائی فقط ولا یلیق ان
یکون الاہلاک متعلقا باحد الفعلین المذکورین قبلہ کما ثبت من کلام الامام فخر الدین الرازی
فثبت ان ہذہ الایۃ لیست بنازلۃ فی شان ابی طالب وان سلمنا ان ہذہ الایۃ نزلت فی شان
ابی طالب لان ابا طالب کان ینہی قریشا عن ایذاء النبی فیکون نہی ابی طالب عن اذیۃ النبی فعلا
ناشیا عن محبۃ طبعیۃ جبلیۃ ینجذب الیہا بالطبع وہذہ المحبۃ توجد فی کل الحیوانات کما
اوضحت فی ہذہ الرسالۃ فکیف یصح اسناد الاہلاک بالنہی الی علمہ بل یکون ہذا النہی ناشیا عن محبۃ

جبلية كمحبة الوالد للولد او العم لابن اخيه لا لتعلمه بنبوة النبي فقولك فان الذنب بعينه العار اشد
منه حين الجهل لا يصدق عليه ابدا وهو من خواص النظر عن ذلك فاين الدلالة فى الاية على ما
ادعيت من شدة الذم للناى بسبب النهى لنزاع الى العلم لانه انما يصح ذلك اذا كان الفعل مع
النهى عنه فانما اشد ذما لمفهوميه العلم بالنهى وليس الامر فى شان الاية المتنازع فيها لكن الشك
فى شان الاية على قولك ظهر تولد النزاع مع النهى عنه والفعل ههنا ايذاء النبى وهو مذموم والنهى
عنه مع تركه ليس بمذموم بل هو حسن واما النائى عنه فهو امر آخر فلا يصح ما زعمت وما ذكرت
ههنا دليل قوى على الجهل وعدم الممارسة فى العلوم العقلية والنقلية لانه اذا قيل ان زيدا ينهى
عن سب عمرو وينائى عن اكرام عمرو فلا ادرى اى لومة فى ذلك لانه ترك السب مع النهى عنه
وهو ليس بمذموم بل هو حسن نعم اذا نهى عن سب عمرو وسبه هو بنفسه فقد استحق اشد العذاب
والملامة بالضرورة واذ ليس فليس فافهم **قوله** الا ترى الى قوله صلى الله تعالى عليه وسلم
فى ابى طالب ولولا انا لكان فى الدرك الاسفل من النار كما سياتى **اقول** فى الحديث دلالة واضحة
على مذاق العامة على ان ابا طالب كان من المومنين كما سياتى تفصيله فكن من المنتظرين لكن
ليس لك ادراك لان الله قد القى على قلبك اغطية الا ترى قوله تعالى وجعلنا على قلوبهم اكنة
ان يفقهوه فذكر هذا الحديث ههنا دليل قوى على عدم التفقه **قوله** مع ما علم من حمايته وكفالته
ونصرته ومحبته للنبي صلى الله عليه وسلم طول عمره فانما كان يكون فى الدرك الاسفل لولا شفاعة
رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم لما ابى الايمان مع كمال العرفان **اقول** هذه الشفاعة لا تخلوا
من ان تكون مع علم النبى بان ابا طالب كان عالما عارفا بانه نبى ومع هذا ابى الايمان واختار الشرك
فيكون الشفاعة الصادرة عن النبى مخالفا لوعد الله فكيف يكون مقبولة لان العلم حينئذ كان حجة الله
عليه صلى الله عليه واله وسلم فيكون شفاعته عبثا او معصية وكلاهما غير جائز على اكابر
الانبياء فضلا من ان يكون مثل هذا صادرا عن سيد المرسلين ان تكون مع علم ابى طالب بان
محمدا نبى حق ومع هذا ابى الايمان واختار الشرك فبالضرورة صار مستحقا لاشد العذاب فكيف
حصل له استحقاق شفاعة النبى لان العلم كان حجة الله عليه فيكون طلب الشفاعة لابى طالب
ايضا عبثا او معصية لوجهين الاول قوله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك
وقال جل وعلا لا تنفعهم شفاعة الشافعين فطلب الشفاعة يكون جاريا مجرى ان يخلف الله
وعده ووعيده فى حق الكفار وهو غير جائز والثانى كما قال رسول الله صلعم انى اخترت شفاعتى
وجعلنا لمن مات من امتى لا يشرك بالله شيئا رواه احمد والطبرانى وابن ابى شيبة عن
ابى موسى الاشعرى وورد عن انس فى رواية طويلة قال رسول الله ثم اشفع فيحد لى حدا

فاخرجم فاخرجهم من النار وادخلهم الجنة حتى ما يبقى فى النار الا من قد حبسه القران اى وجب عليه الخلود فثبت شفاعة النبى مختصة لامة النبى لا تشرك بالله شيئا وهى لا تكون لمشرك فحينئذ طلب الشفاعة بقوم مقام لم تقولون ما تفعلون فهذه الشفاعة يوجب الخلف لمهذين المنصبين وهو لا يجوز **قوله** فالاية على وزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون فذكر فى سياق الذم امرهم بالبر وتلاوتهم الكتاب وانما القصد الى نسيانهم انفسهم وذكر هذين للتسجيل بل قال جل ذكره يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولون ما لا تفعلون فشدد النكير على القول من دون عمل وان كان القول خيرا فى نفسه قال فى معالم التنزيل قال المفسرون ان المومنين قالوا لو علمنا احب الاعمال الى الله عز وجل لعملناه ولبذلنا فيه اموالنا وانفسنا فانزل الله عز وجل ان الله يحب الذين يقاتلون فى سبيله صفا فابتلوا بذلك يوم احد فولوا مدبرين فانزل الله تعالى لم تقولون ما لا تفعلون الخ **اقول** الاية المذكورة المتنازع فيها ليست بوزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم لان الامرين لا يفعلون ما يامرون اى يامرون بالبر وهم يفعلون خلاف ذلك البر وذلك مذموم بخلاف اية وهم ينهون عنه وينئون عنه لان البر مامور به ومتروك وترك المامور به اشد ذما لحصول علم الامر به وايذاء النبى فيها منهى عنه ومتروك ايضا وترك المنهى عنه حسن لا مذموم فكيف يكون اشد ذما ونائى ابى طالب وبعده عن النهى جاز ان يكون لمصلحة اخرى فلا موازنة بين الايتين وانما يكون الموازنة بينهما اذا كان المنهى عنه معمولا لان عمل المنهى عنه اشد ذما لحصول علم الناهى به ومن اين حكمت بان الاية على وزان قوله تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم لانه حينئذ يكون المعنى وهم ينهون الناس عن ايذاء النبى ولا ينئون عن المنهى عنه اى يوذونه بانفسهم وليس كذلك فكيف تكون احدى الايتين على وزان الاخرى ولما ثبت ان النهى عن ايذاء النبى صلعم حسن فكيف يكون ذكر هذا النهى فى سياق الذم فظهر انه لا مناسبة بين الاية المتنازعة فيها وبين اية لم تقولون ما لا تفعلون **قوله** وبه ينحل الوجهان لما انصفت **اقول** اولا ان فرضنا صحة قولك وبه ينحل الوجهان فيكون القول الثانى مساويا للقول الاول فى الاشبهية مع ضعفه فيقوم مقام التفسير ولا يكون سبب النزول لانه احتمال من احتمالات المفسرين وثانيا هو مهمل فاسد ليس يجرى فى التوجيه لانه مردود من البراهين القاطعة المذكورة **قوله** وبالجملة فغطاه **اقول** ليس فيه غطاء بل ختم الله على قلبك وسمعك وجعل على بصرك غشاوة لا تدرك فلا تبصره ولا تسمع **قوله** اعلم منا ومنكم باساليب القران ونظمه فضلا عن هذا الحبر العظيم الذى قد فاق اكثر الامة فى علم القران وفهمه والله تعالى اعلم

اقول مثل الخفاجی فی علم تفسیر القرآن یظهر وضعه فضله لهما قال العلامة شهاب الملة و
بالحنفی فی شرح رسالته المسماة [illegible] الخفاجی [illegible] وقد اخطاء المفسرون ورواة
وقعوا فی خطاء کالواقدی [illegible] الاحادیث الموضوعة
ودرجها فی تفاسیرهم [illegible] العلامة النسفی والامام فخر الدین
الرازی فکیف یکون قول [illegible] العلامة النسفی مرجحا له عما یقال
علی الکثیر من المفسرین المحققین [illegible] واسالیبه ونظمه [illegible] اعلم تشبیه ف
اعلم ان للقلوب [illegible] تعالی لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور
فمن [illegible] فالبصر بالمعرفة ان هداک الله تعالی
ثم ان الامر بالمعروف والنهی عن المنکر واجبان باجماع الامة والکتاب والسنة بهما ناطقان لا یشترط
فی الامر بالمعروف ان یکون الامر عاملا [illegible] بل الامر به لنفسه واجب ولغیره واجب اخر فان
الاخلال باحد الواجبین لا یوجب الاخلال بالاخر بل لا یجوز ترک احدهما بترک الاخر وکذلک فی
النهی وانما فی القرآن العظیم ثلث آیات احدها اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وثانیها
لم تقولون ما لا تفعلون وثالثها [illegible] الی ما انهاکم عنه قیل لکل واحد منها دلالة ظاهرة علی ذم
قول بلا عمل وهو التشدید والتنکیر علی الامر والوعظ کما ظننت لکن لیس کذلک بل المراد بها
حث الواعظ علی تزکیة النفس والاقبال علیها بالتکمیل لیعمل عملا بنفسه ویحث علیه ویتعظ
بنفسه ویعظ غیره لا منع الامر غیر العامل من الوعظ لان من فات منه واجب واحد لا یجوز
له ترک الواجب الاخر وان سلمنا ان ورود الایات الثلث المذکورة فی الامر بالمعروف والنهی عن
المنکر فالمراد منها الزجر والتوبیخ علی الامر لترک الفعل الواجب وعلی الناهی للفعل المنکر لا لامر
الامر ونهی الناهی لانهما کانا واجبین علیهما فکیف یکون التشدید والتنکیر علی الفعل الحسن و
اداء الواجب والنهی عن المنکر مثل الامر بالمعروف لکن لا یشترط فی النهی عن المنکر الا ان یکون
الناهی تارکا له ولان فی الاسرار [illegible] وهی انه اذا کان الانکار یتوجه الی مجموع
الشیئین ففهم الانکار لکل واحد واحد منهما خطاء ففی هذه الایات الثلث بناء علی القاعدة
المقررة فی الاصول انکار علی المجموع هکذا فسر شیخ عبد العزیز الدهلوی فی تفسیر العزیزی و
القاضی البیضاوی فی انوار التنزیل وشیخ عبد الحق الدهلوی فی شرح المشکوة المسمی باشعة
اللمعات فافهم وتبصر **قوله** فصل دوم احادیث **اقول** فصل اول مین جو آپ نے آیات قرآنیہ یوسوسہ یوسوس
فی صدور الناس ثبوت کفر جناب ابو طالب مین رقم فرمائے اور اقوال مفسرین اور محدثین مین جو جو تحریفین
اور خیانتین فرمائین خدا کے فضل وکرم سے وہ سب طشت از بام افتادہ ہو گئین اور انھین آیات

الواقدی

اور انھین مفسرین کی تفسیرون سے اور انھین محدثین کی حدیثون سے مومن کامل ہونا جناب ابوطالبؑ کا
ثابت ہوگیا اور نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ بقول امام احمد بن حسین حنیفی اور علی اجہوری اور تلمسانی وغیرہم آپ موذی
نبی کہلا کر خسر الدنیا والاخرۃ قرار پائے جب آیات واقوال مفسرین سے آپ کی یہ حالت ہوئی تو فصل
احادیث آپ کی کس قطار مین ہو کہ انکی رد کے لیے وہی احادیث مرقومہ آپ کی ہماری دلیلین ہین لیکن ہم کو
تو منظور یہی کہ جس امر کا آپ کتمان فرما رہے ہین اور پردہ امنا باللہ و رسولہ مین عوام فریبی کر رہے ہین اسکا
اظہار کردین کہ آپ کیا ہین اور کیسے ہین اور آپ کے ظاہر اور باطن مین کیا فرق ہو لہذا مناسب ہو کہ اس فصل
مین ہم مجملاً کچھ فضائل اہلبیت اور مناقب آل طہ ویسین اور سبب اختلاف بین الاصحاب اور کیفیت اقوال
علماء کو لکھ جائین تاکہ ناظرین جب ان سب امرون پر بنظر انصاف نظر فرمائین تو امر حق انپر واضح اور ثابت ہوجائے
اور بے کم وکاست پہچان لین کہ مذہب حق کیا ہو روایت کی ہو مسلم نے عن عائشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ
علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن ابن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل
معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلہا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل
البیت ویطہرکم تطہیرا کہا عائشہ نے کہ ایک روز صبح کے وقت نکلے نبیؐ کہ ایک گلیم سیاہ منقش اوڑھے ہوئے
تھے پس آئے حسنؑ بن علیؑ اور داخل گلیم کیا آنحضرتؐ نے انکو پھر آئے حسینؑ پس داخل ہوئے وہ ساتھ انکے
پس آئین فاطمہؑ پس لے لیا انکو آنحضرتؐ نے اس مین پس آئے علیؑ اور داخل گلیم کیا انکو بعد اسکے پڑھی آنحضرتؐ
نے یہ آیت انما یرید اللہ الخ یعنی جز این نیست کہ چاہتا ہو اللہ کہ دور کرے تم سے رجس کو اے اہلبیت نبوت
اور طاہر کرے تم کو طاہر کرنا ترمذیؒ کتاب التفسیر سورۂ احزاب مین عمر ابن ابی سلمہ سے مروی ہو لما نزلت ہذہ الایۃ
علی النبی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا فی بیت ام سلمۃ فدعی
النبی فاطمۃؑ وحسناؑ وحسیناؑ فجللہم بکساء وعلی خلف ظہرہ ثم قال اللہم ہؤلاء اہل بیتی
فاذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا قالت ام سلمۃ وانا معہم یا رسول اللہ قال انت علی
مکانک وانت علی خیر یعنی آیۂ تطہیر ام سلمہ کے مکان مین نازل ہوئی پس بلایا پیغمبرؐ خدا نے فاطمہ اور حسنؑ اور
حسینؑ اور علی علیہم السلام کو اور اپنی ردا مین انکو لے لیا پھر فرمایا خدایا یہ میرے اہلبیت ہین پاک کر انکو
پاک کرنا ام سلمہ نے عرض کیا کہ مین ان مین سے ہون فرمایا تو اپنے مقام پر ہو اور عاقبت تیری بخیر ہو اور
صحیح ترمذی کتاب المناقب مین خود ام سلمہ سے مروی ہو اور ترمذیؒ کتاب تفسیر سورۂ احزاب مین انس بن مالک
سے مروی ہو ان رسول اللہ کان یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشہر اذا خرج الصلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا
اہل البیت انما یرید اللہ الخ یعنی بہ تحقیق رسول اللہ صلعم بعد نزول آیۂ ہذا چھ ماہ تک دروازۂ فاطمہ پر وقت
نماز صبح تشریف لے جاتے تھے اور بآواز بلند فرماتے تھے الصلوۃ یا اہل البیت انما یرید اللہ الخ مشکوۃ شریف
مین سعد ابن ابی وقاص سے منقول ہو لما نزلت ہذہ الایۃ ندع ابناءنا وابناءکم دعا رسول اللہ علیاً

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت صفحہ ۳۲۹ سطر ۲ جلد ۴

ینابیع المودۃ ترجمہ ترمذی صفحہ ۱۰۸ سطر ۱۰

ینابیع المودۃ ترجمہ ترمذی صفحہ ۱۰۸ سطر ۲۱

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت صفحہ ۳۷۸ جلد ۴ سطر ۲۷

وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھل بیتی رواہ مسلم یعنے جب آیہ مباہلہ نازل ہوئی تو بلایا رسول خدا نے علی و فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام کو اور فرمایا کہ اے اللہ یہہ اہلبیت میرے ہین ایسی حدیث کی شرح ہین کہ جو اشعۃ اللمعات[لہ] مشہور ہی مولانا عبد الحق دہلوی رقم فرماتے ہین کہ جب مباہلہ مقرر ہوا پس برآمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در حالیکہ در کنار خود گرفت حسن وحسین را کہ خورد بودند دران زمان و فاطمہ ایس آنحضرت وعلی پس فاطمہ سبحان اللہ این چہ وقت وچہ کسانند ارباب این وقت و امر کرد آنحضرت بایشان کہ چون من دعا کنم شما آمین گوئید و چون پیشوائے ترسایان ایشان را دید گفت با قوم خود وائے برشما من می بینم این روئے ہا را کہ اگر از خدا درخواست کنند کہ کوہ را از جائے برکنند برمی کند تا چہ انوار تجلی دران وقت بر روئے ایشان تافتہ بود کہ کافر بیگانہ آنرا دریافت واز جائے رفت مومن محب بیگانہ را کہ بآن نور آشنا است چہ حال باشد عرفہ من ذاق اب ایک لطیفہ ادبیہ کہ قبل ان روایات و آیات کے رقم فرمانی کی مولانا ممدوح نے معنے اہلبیت رقم فرمائے ہین جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ اہلبیت کے کئے معنی ہین ایک[لہ] یہ کہ جنکو زکوٰۃ لینا حرام ہی وہ بنی ہاشم ہین کہ شامل ہین اُنمین آل عباس اور آل علی اور آل جعفر اور آل عقیل اور آل حارث اس معنے سے یہہ سب اہل بیت ہین دوسرے[لہ] اہلبیت یعنے اہل وعیال ہی کہ جس وسے ازواج نبی بھی داخل ہین پھر فرماتے ہین کہ ازواج کو اہلبیت سے نکالڈالنا مکابرہ ہی اور مخالف سیاق آیت ہی کہ امام فخر الدین رازی کہتے ہین کہ سیاق آیت ندا کرتی ہی کہ نسائے آنحضرت شامل ہین پس نکالڈالنا اُنکا اور مخصوص کرنا اُنکی غیر کا اس آیہ مین صحیح نہ ہوگا اور روایت صحیح مسلم و ترمذی ومشکوٰۃ جو ام سلمہ سے منقول ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین علیہم السلام کو جناب رسول برحق نے اپنی عبا مین لے لیا اور فرمایا ھولاء اھل بیتی اور جب ام سلمہ نے بھی داخل عبا ہونا چاہا تو فرمایا آنحضرت نے انت علی مکانک یعنے تو مقام زوجیت پر ہی وانت علی خیر یعنے عاقبت تیری بخیر ہی پس مولانا عبد الحق صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ نسبت مکابرہ کی کسکو دی اور خلاف سیاق آیت کسنے کیا اور کسکا فعل ہوا یا مولانا صاحب ام سلمہ کو زوجہ آنحضرت نہین جانتے اور اگر جانتے ہین تو ظاہر ہی کہ پیغمبر خدا نے نہ ندائے آیت کو سنا نہ سیاق آیت کو دیکھا اور ازواج کو اہلبیت سے خارج کر دیا اور اُنکے غیر یعنے فاطمہ وعلی وحسن وحسین کو اپنی عبا مین لے لیا اور پکار پکار فرمایا اللھم ھولاء اھل بیتی کہ خداوندا یہہ اہلبیت میرے ہین پس مکابرہ اور خلاف سیاق آیت فعل آنحضرت ہوا نہ کسی غیر کا فافہم پھر تیسرے[لہ] معنے فرماتے ہین کہ کبھی اطلاق اہلبیت کا اسطرح آیا ہی کہ جسکا مفہوم مخصوص ہی فاطمہ وعلی وحسن وحسین پھر بعد اُسکے روایت ام سلمہ بھی رقم فرماتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ یہہ مسجد میری حرام ہی ہر حیض والی عورت پر اور ہر جنب والے

[لہ] اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت صفحہ ۳۷۸ جلد

مرد پر مگر خود آنحضرت اور اہلبیت اُنکے یعنے فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ مستثنیٰ ہین کہ حالت حیض و جنب
مین وہ مسجد اُنپر حرام نہین اس مقام پر ہمکو بحث کرنا مطلوب نہین ہی مگر اتنا ضرور عرض کرینگے کہ طہارت
صوری و معنوی کا استحقاق انھین پانچ فردون پر منحصر ہوا جاتا ہی پھر مولانا عبد الحق صاحب فرماتے
ہین کہ بیت تین قسم کا ہوتا ہی ایک بیت نسب دوسرے بیت سکنیٰ تیسرے بیت ولادت بالجملہ
بنی ہاشم اور اولاد عبد المطلب اہلبیت از روئے نسب کے ہین اور ازواج آنحضرت اہلبیت سکنیٰ
ہین اور اولاد آپکے اہلبیت ولادت ہین اس مقام پر مولانائے ممدوح نے توریہ اور ابہام فرمایا
اور یہ نہ فرمایا کہ اہلبیت کے تمام معنی ان چار ہی شخصون مین پائے جاتے ہین اسلیے کہ صدقہ یعنے
زکوٰۃ انپر حرام ہی اس وجہ سے بھی یہ اہلبیت ہین بیت نسب بھی انپر صادق آتا ہی کہ بنی ہاشم
اور بنی عبد المطلب بھی ہین بلکہ ان چار شخصون کو خصوصیت ہی کہ اولاد جد قریب کو اہلبیت کہتے ہین
اور اولاد شریف آنحضرت کو اہلبیت کہتے ہین انھین بھی یہی اشرف ہین بیت سکنیٰ مین بھی
یہ شامل ہین اور مطابق اس حدیث کے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ یہ مسجد سب حیض والی عورتون پر
اور سب جنب والے مردون پر حرام ہی مگر مجھپر اور میرے اہلبیت پر کہ علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ
علیہم السلام ہین اس حدیث سے تو اہلبیت مثل پیغمبر برحق سب سے ممتاز ہین کہ جنکا مثل انھین پانچ
مین منحصر ہی کہ تطہیر بالذات انھین مین پائی گئی نہ انکے غیر مین پس باوجود کثیر المعنی ہونے اہل اور
بیت و عترت اور آل اور ذریت اور ذوی القربےٰ کے یہہ چار شخص سب معنے مین شامل اور
جناب رسول خدا نے جو منتہٰے قرار دئے اُسکے مصداق اور سب سے ممیز و ممتاز ہین پھر ان دونو
آیتون مین اور حدیث مین استقرار معنے بیان کرنا کسی وجہ خاص سے ہی ترمذی اور مشکوٰۃ[1] مین
عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ لعلی لا یحل لاحد یجنب فی ھذا المسجد
غیری وغیرک یعنے فرمایا رسول خدا نے واسطے علیؑ کے نہین حلال ہی کسی کو جنب ہو بیچ اس مسجد کے
سوا میرے اور سوا تیرے خصائص امام نسائی مین ان یجنب ہی عبد الحق دہلوی اس حدیث کی
شرح مین فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ علی مرتضےٰ اور خود رسول خدا کا ممر مسجد نبی واقع ہوئی تھی
اور یہ جائز ہی کہ اگر کسیکا خاص ممر مسجد واقع ہو تو اُسمین سے گذر جائے اگرچہ جنب ہو اسی واسطے
فی ھذا المسجد کہا کہ یہہ مسجد کہ ممر واقع ہوئی اور مرور اُسمین سے ضروری ہی بخلاف سائر مساجد
کے اولاً حاصل یہ ہی کہ یہ حدیث کیسی ہی صحیح ہو کوئی منقبت اور فضیلت نہین ہی مگر ہم اسیقدر
عرض کرینگے کہ ترمذی اور مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ مین اس حدیث کا رقم فرمانا دلیل نافہمی قرار پائیگا
ثانیاً شاہ عبد الحق صاحب نے اتنا بھی خیال نہ فرمایا کہ باب[2] مناقب ابو بکر مین جو حدیث
صحیحین سے منقول ہوئی جسکا آخری کلمہ یہہ ہی کہ لا یبقین المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر

[1] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ باب مناقب علی صفحہ ۳۲۹ سطر ۳

[2] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۵۰ جلد ۴ سطر ۳

یعنے مسجد مین کوئی روزن نہ چھوڑا جائے مگر روزن ابو بکرؓ تکریماً وتبجیلا اور اس استثنا دخوخہ کو تعریض
قرار دیا ہی یعنے کنایہ ہی خلافت صدیق اکبرؓ پر پس ایک روزن دیوار جو مسجد ہی کی طرف رکھنے کو اجازت
ملی تو اسکو کنایہ خلافت ٹھرایا اور حدیث لایحل لاحد الخ کی شرح ایسی فرماتے ہیں کہ باعث منقبت بھی
نہ قرار پائے حالانکہ مسجد کا ممر ہونا اُسی وقت ثابت ہوگا کہ پہلے سد ابواب جمیع صحابہ اور افتتاح
باب علیؑ اُسی مسجد مین منظور کر لیا جائے پس دروازہ علیؑ بمقابلہ خوخہ ابو بکرؓ تکریماً وتعظیماً وکنایۃً
بلکہ صراحۃً استحقاق خلافت قرار پائیگا اور یہ باجماع اہل سنت وجماعت باطل ہی بہرحال اس حدیث
سے ممیز اور ممتاز ہونا کلیۃً جمیع صحابہ سے حضرت علیؑ کا ثابت پھر رقم فرماتے ہین کہ بعد سد ورحکم
حضرت رسولؐ باستثنائے خوخہ دیوار ابو بکرؓ عمرؓ نے درخواست کی کہ اُنکی دیوار مین بھی ایک خوخہ
رکھا جائے جسکے جواب مین پیغمبر خدا نے فرمایا کہ سر سوزن کے برابر بھی نہ رکھا جائے یہ مقام انصاف ہی کہ اگر
خوخہ کنایہ خلافت رکھا دیے تھا تو خلافت درجۂ ثانوی کا حق ہوا جنکو سر سوزن کے برابر بھی سوراخ
جانب مسجد رکھنے کا حکم نہ ہوا اور جس علیؑ کا باب مثل باب نبیؐ اُسی مسجد مین مفتوح رہا جسکا ممر مثل ممر رسولؐ
وہ ہی مسجد ہوئی جنکا مرور وسکون مثل پیغمبرؐ متحقق ہوا وہ نہ مستحق خلافت قرار پائے نہ لائق تعظیم وتکریم
ٹھرے نہ اُمور مذکورہ کوئی منقبت قرار پائی سبحان اللہ شرح اسکو کہتے ہین تحقیق اسکا نام ہی محبت اہلبیت
کے یہ معنے ہین تا لثا علیؑ ابن منذر نے ضرار ابن صرد سے جو معنے اس حدیث کے سنے تھے کہ یستطرقہ
جنباً ہین وہی معنے شارح صاحب نے بھی رقم فرمائے لیکن فی الحقیقت اس حدیث کو اگر تعریض سبب
سد ابواب جمیع صحابہ اور افتتاح باب علیؑ بجانب مسجد قرار دین تو ہو سکتا ہی کہ سکون ومرور مسجد نبوی
مین علیؑ کا ہر حال مین مثل نبیؐ تھا کیونکہ ان یجنب باب فعال سے ہی اور اجناب بمعنے جنب کردن
خود را باختیار ہی پس وہ جنب کرنا فی المسجد شامل ہی سکون مرور در خواب وبیداری در روز وشب
اختیاراً کو علی جمیع الاحوال پس مراد یہ ہوئی کہ کوئی شخص مجاز نہین کہ جنب کرے خود کو اُس مسجد
مین سوا میرے اور سوا تیرے یعنے جماع اور خواب وبیداری ومرور وسکون ہر حال مین علیؑ ونبیؐ
کو اُس مسجد مین جائز ہی اور اُنکی غیر پر حرام اور آیہ مباہلہ اور آیہ تطہیر اور فرمانا جناب رسول خدا کا
اللّٰھم ھولاء اھلبیتی اور مباہلہ جو آیہ تطہیر مین ہی دلیل قاطع ہی کہ علیؑ الواث وانجاس صوریہ اور
معنویہ سے طاہر تھی پس بالضرور ان خصائص ممتازیہ ممتاز ہوئے اور جب طہارت بالمبالغہ ثابت ہوئے
تو ہر وقت در ہر حال مین اور ہر مکان محترم اور ہر مسجد معظم مین سکون ومرور وغیرہ کی ماذون اور مجاز
ہوئی رابعاً فردوس تاریخ الخلفا وصواعق مین ہی قال عمر ابن الخطاب لقد اعطی علی
ثلثا لئن یکون لی خصلۃ منہا احب الی من اعطی حمر النعم فسئلہ وماھی قال عمر
البتہ این کہ بود برائے من یک خصلت از ان دولت تر است برائی من از ینکہ دادہ شود مرا شتران سرخ موئے
تزوجہ بنتہ فاطمۃ وسکناہ المسجد لایحل فیہ لاحد مایحل لہ ورایۃ یوم خیبر

اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۳ سطر ۵

حقائق لدنی شرح خصائص علوی مطبوعہ لاہور صفحہ ۵۹ مصنفہ سید ابو القاسم لاہوری

یعنے کہا عمر ابن خطاب نے کہ علیؑ کو تین چیزیں دیگئین کہ اُسمین سے ایک چیز ہونا واسطے میرے زیادہ دوست
ہی واسطے میرے اس بات سے کہ دیے جاوین مجکو شتر سرخ بال والے پس پوچھا کسی سائل نے عمرؓ سے کہ وہ کیا
چیزین ہین کہا کہ ایک زوجہ اُسکی فاطمہؑ بنت رسول ہین دوسرے سکونت اُس علیؑ کی بجمیع احوال مسجد نبوی
مین ہی اور اصحاب وا قربا مین سے کیکو حلال نہ تھا جو کچھ کہ حلال تھا علیؑ کو اُس مسجد مین تیسرے عطائے علم اسلام
بروز خیبر اس بیان سے بھی عبور اور سکون ہر حال مین علیؑ لدوام واسطے علیؑ کے مسجد نبوی مین ثابت
ہوا اور جو شی کہ بنفسہ مطہر ہو تو وہ نجس اور متنجس بنجاست صوری و معنوی نہین ہو سکتی یہ سبب تھا
کہ علیؑ لدوام سکون اور مرور علیؑ کا مسجد نبوی مین کہ بعد کعبہ اشرف مساجد دنیا ہی حلال تھا اور یہی
سبب تھا کہ باب علیؑ مسدود نکیا گیا اور فرمانا حضرتؐ کا لایحل لاحد ما یحل لہ یعنے جو کچھ علیؑ کو حلال
تھا وہ کسی کو حلال نہ تھا صاف دلالت کرتا ہی کہ سونا جاگتا رہنا آمد و رفت جنب ہونا سب علیؑ کو اُس
مسجد مین حلال تھا اور حدیث ابو سعید جو ترمذی و مشکواۃ سے منقول ہوئی کہ حضرت رسول نے فی
ھذا المسجد فرمایا پس فائدہ اس تخصیص کا یہ ہی کہ مسجد نبویؐ تمام مساجد دنیا سے بعد کعبہ کے اعلیٰ اور
اشرف ہی جب حلت اُسکے بجمیع احوال ثابت ہوئی تو مساجد دیگر بدرجہ اولیٰ حلال و مباح ہونگی اور ابن مغازلی
نے یہ روایت کی ہی ان خرج رسول اللہ الی المسجد فقال ان اللہ عزوجل اوحی الی نبیہ
موسیٰ ان ابن لی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا موسی وھارون وابنا ھارون وان اللہ
اوحی الی ان ابنی مسجدا طاھرا لا یسکنہ الا انا وعلی وابنا علی۔ بیان کرتا ہی کہ نکلے رسول خداؐ
طرف مسجد کے پس ارشاد فرمایا آنحضرتؐ نے کہ اللہ تعالےٰ نے وحی کی اپنے نبی جناب موسیٰؑ کیطرف اسامر کی
کہ بنا مین وہ ایک مسجد پاک اور پاکیزہ کہ نہ سکونت کرے اُسمین کوئی شخص مگر موسیٰؑ اور ہارون اور دونون
فرزند ہارون کے اور بتحقیق کہ وحی نازل کی خداوند عالم نے میری جانب کہ مین بھی ایک مسجد پاک اور پاکیزہ
بناؤن کہ نہ سکونت کرے اُسمین کوئی مگر مین اور علیؑ اور دونون فرزند علیؑ کے انتہی۔ یہی ابن مغازلی
سند خود حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کرتے ہین قال قال النبی واللہ ما اخرجتہم ولا
اسکنتہ ان اللہ عزوجل اوحی الی موسیٰ واخیہ ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا
واجعلوا بیوتکم قبلۃ واقیموا الصلوٰۃ وامر موسی ان لا یسکن مسجدہ ولا ینکح
فیہ ولا یدخل الا ھارون وذریتہ وان علیا منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ
فرمایا پیغمبر خداؐ نے کہ قسم ہی خدا کی کہ مسجد سے صحابہ کو مین نے نہین نکالا اور نہ ساکن کیا مین نے علیؑ کو اُس
مسجد مین بہ تحقیق حق تعالےٰ نے وحی کی موسےٰ کیطرف اور اُنکے بھائی کیطرف کہ اپنی قوم کو اپنے
شہر مین گھر دو آگے اپنے گھر کے اور برپا رکھو صلوٰۃ کو حکم کیا موسیٰؑ کو کہ ساکن مسجد حق تعالیٰ کوئی
شخص نہ ہو اور وطی اُسمین کوئی نہ کرے اور داخل اُسمین کوئی نہو یعنے ہر حال مین داخل اُسمین نہو

سوائے ہارون اور انکی ذریت کے اور تحقیق علیؓ میرے نزدیک مرتبہ ہارون کا رکھتے ہین کہ جو ہارون نزدیک موسیٰ کے رکھتے تھے حاصل یہہ ہو کہ ان سب حدیثون میں بجمیع الوجوہ تمیز اور ممتاز ہونا حضرت علیؓ کا ثابت ہو پھر مولانا عبدالحق صاحب لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر کی شرح کے بعد رقم فرماتے ہین وہذا عبارتہ بدانکہ حافظ ابن حجر عسقلانی در شرح صحیح بخاری گفتہ کہ بتحقیق آمدہ است در این باب احادیث بطرق متعددہ کہ بظاہر مخالفت می نماید این حدیث مذکور را کہ در باب ابی بکر آمدہ است از آن جملہ حدیث سعد ابن ابی وقاصؓ است کہ گفت امر کرد رسول خدا بسد ابوابے کہ بجانب مسجد بود مگر باب علیؓ را و روایت کرد این حدیث را احمد و نسائے و اسناد او قوی است و روایت کرد طبرانی در اوسط بنقل ثقات کہ ایشان جمع شدند و گفتند یا رسول اللہ امر کردی بسد ابواب اصحاب و فتح کردی باب علیؓ را آنحضرت گفت من نبستہ ام و نکشادہ ام بلکہ خدا بست و کشاد و من امر کردہ شدہ ام بسد ابواب جز باب علیؓ و ہمچنین روایت کردہ احمد و نسائی از ابن عباس و ابن عمر و گفت شیخ ابن حجر و ہر یکے ازین احادیث صالح است مر حجت را لاسیما کہ متعاضد شدہ اند بعضی از آنہا ببعضی و قوت گرفتہ بدان و گفت کہ ابن جوزی حکم کردہ است بر این حدیث کہ وارد شدہ است در شان علیؓ بوضع و تکلم کردہ بر بعضی طرق وی بجہت مخالفت وی باحادیث صحیحہ را کہ وارد شدہ اند در شان ابوبکرؓ و گفت صنع کردہ آن این را روافض در معارضہ آن و رد کردہ است شیخ ابن حجر این را بر ابن جوزی در حکم کردن وی بوضع این حدیث بمجرد توہم معارضہ وی بحدیث ابی بکر و گفتہ است کہ حدیث علیؓ را طرق کثیرہ است بعضے از آن بحد صحت رسیدہ است و بعضی بمرتبہ حسن و معارضت میان این حدیث و حدیثے کہ وارد شدہ است در شان ابی بکرؓ نیست و وجہ توفیق آن است کہ امر بسد ابواب و فتح باب علیؓ در اول امر بود نزد بنائے مسجد و بود مر علیؓ را دری جانب مسجد کہ می درآمد و می برآمد از ان و بتحقیق بصحت رسیدہ است از آن حضرت کہ فرمود مر علیؓ را کہ نباید این مسجد را جنب ہیچ یکے مگر من و تو و امر بسد خوخات مگر خوخہ ابی بکرؓ در آخر امر بود در مرض آنحضرت کہ باقی ماندہ بود از عمر شریف وے دو سہ روز بعد اس عبارت کے پھر شاہ عبدالحق صاحب نے یہہ عبارت رقم فرمائی ہی و دلیل بر این سخن اینست کہ وارد شدہ است کہ چون امر کرد آنحضرت بسد ابواب جز باب علیؓ مد حمزہ ابن عبدالمطلب بجہت آنکہ ظاہر شد از وے در امتثال امر او توقفی و ہر دو چشم وے پر داشت و آب میریخت از ان ہا و گفت یا رسول اللہ بیرون کردی عم خود را و در آوردی ابن عم را گفت پیغمبر خدا ای عم من امر کردہ شدہ ام باین و مرا در این اختیاری نیست پس بذکر حمزہ در قصہ دانستہ شدہ کہ این مقدم بود زیرا کہ حمزہ در غزوہ احد شہید شد - اس دلیل سے ہمکو کوئی نقصان نہین کیونکہ اگر سد ابواب کا حکم مقدم ہی تو ہو مگر سد خوخات کا حکم جو آخر مین بیان کیا جاتا ہی وہ کب ثابت ہوا جو یہ دلیل سبب جمع و توفیق ہو سکے

اشعۃ اللمعات باب مناقب ابی بکرؓ ص ۵۳۵ جلد ۴

اور عدم ثبوت کی حالت خود آئندہ ظاہر ہوگی با اینہمہ خود اہل سنت کی احادیث سے ثابت ہی کہ
سد ابواب کے متعلق حضرت عباسؓ نے بھی گفتگو کی تھی اور اسلام عباسؓ و سکونت انکی مدینہ مین بعد
فتح مکہ ہوئی ہو تو پھر آپکو چاہیے کہ اس حدیث حمزہ کو حدیث عباس سے جمع کیجیے اور کہیے کہ ایک مرتبہ
اول بیت سد ابواب ہوا اور ایک مرتبہ آخر مین اور ایک مرتبہ حمزہ نے عذر کیا اور ایک مرتبہ عباسؓ نے
اور اگر آپنے اسطرح ان دونون حدیثون کو جمع کیا تو فضیلت امیر المومنین علیہ السلام کی دوبالا ہو جائیگی
اور دو مرتبہ سد ابواب سے انکی فضیلت ثابت ہوگی ور سد خوخات کی حدیث بفرض ثبوت
بھی اسکے مقابل نہو سکیگی اب وہ حدیث جس سے حضرت عباسؓ کا گفتگو کرنا سد ابواب مین ثابت
ہوتا ہی سنیے امام نسائیؒ خصائص مین فرماتے ہین قال فطر عن عبد اللہ ابن شریک عن
عبد اللہ ابن ارقم عن سعد ان العباس اتی النبی فقال سددت ابوابنا الا
باب علیؑ فقال ما انا فتحتہا ولا انا سددتہا یعنی روایت کی فطر نے عبد اللہ بن شریک
سے اور اسنے عبد اللہ ابن ارقم سے اور اسنے سعد ابن ابی وقاص سے کہ آئے عباسؓ پیغمبر خدا
کے پاس اور عرض کی کہ ہمارے دروازے بند کروا دیئے آپنے سوائے باب علیؑ کے فرمایا آنحضرت
نے کہ مین نے نہ کھولے نہ بند کیے پھر ساتھ ہی اس حدیث حمزہؓ کی دوسری روایت فرماتے ہین کہ
در روایتے آمدہ است کہ خطبہ خواند آنحضرت و گفت وحی فرستاد حضرت رب العزت جل شانہ بسوی
موسیٰ علیہ السلام کہ مسجدی بنا کنید مطہر کہ ساکن نگردد درو مگر وے و ہارون و ہر دو پسر ہارون
شبر و شبیر و بحقیقت وحی فرستادہ بمن سبحانہ بسوئے من کہ بنا کنم مسجد پاک مطہر کہ ساکن نگردد درو
مگر من و علی و ہر دو پسر وی حسن و حسین علیہم السلام عنہم اجمعین پس امیر حمزہؓ ماہ شوال ۳ ہجری
غزوہ احد مین شہید ہوئے اور حضرت حسنؑ تو ماہ رمضان ۳ ہجری مین پیدا ہو چکے تھے ولادت
حضرت امام حسنؑ اور شہادت امیر حمزہؓ مین ایک ماہ سے بھی کم کا فاصلہ تھا اور امام حسینؑ تو پیدا بھی
نہوئے تھے پس تعارض ان دونون روایتونکا ظاہری ہی پھر ایسی متضاد اور معارض و مبہم حدیثون
سے توافق اور تعاضد کیونکر ہو سکتا ہی اگر یہہ ہی دونون روایتین علامہ ابن حجر نے اپنی دلیل مین
پیش کی ہین تو یہہ ہی دونون حدیثین علامہ ممدوح کی تردید کے لیے کافی ہین پس قرائن سے تو یہہ
معلوم ہوتا ہی کہ مولانا عبد الحق صاحب نے ان دونون روایتون کو دلیل گردانا ہی اور تعریضاً
علامہ ابن حجر عسقلانی کی تردید فرمائی ہی کہ شاہ صاحب کی عادت ہی جہان کہین مناقب و فضائل
اہلبیتؑ اور آل رسولؐ پاتے ہین ضرور معنی بناتے ہین اور تضعیف مین انکی کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین فرماتے اور طرہ یہہ ہی کہ جذب القلوب مین خود ہی یہہ روایت رقم فرماتے ہین کہ رسالہ ویحی بسندیکہ
دارند از یکے از اصحاب رسول اللہ روایت آوردہ اند کہ اصحاب ہمہ در مسجد نشستہ بودند ناگاہ منادی

سن طبع مصر

جذب القلوب چھاپہ کلکتہ ص ۱۶۳

ذو الفقار حیدری ص ۷۵

ندا در داد ایہا الناس سدوا ابوابکم انتباہی در مردم پیدا آمد ولیکن ہیچکس بر نہ ایستاد بار دیگر ندا آمد
ایہا الناس سدوا ابوابکم قبل ان ینزل العذاب مردم ہمہ بر آمدند و بخدمت آنحضرت مبادرت
کردند علی مرتضی نیز آمد و بر سر آنحضرت بایستاد و فرمود تو چہ ایستادی برو و بخانہ خود بنشین در خانہ خود را
بحال خود بگذار در میان مردم ازین معنی گفتگوئے افتاد و زلیخی در دلہا راہ یافت آنحضرت در غضب
شد و بمنبر رفت و حمد و ثنائے الٰہی گفت و گفت حق تعالے وحی فرستاد بر موسیٰؑ کہ مسجدے بنا کن موصوف
بصفت طہارت و ساکن نشود دروی جز تو و ہارون و پسران وی شبر و شبیر ہمچنین وحی کرد بر من کہ
مسجدی سازم طاہر ساکن نشود دروے جز من و علیؑ و پسران وی حسنؑ و حسینؑ پس من بمدینہ آمدم و مسجدے
گرفتم و مراد در آمدن مدینہ و گرفتن مسجد اصلا اختیاری نبود و من نمی کنم مگر آنچہ بکنانند و نمی دانم مگر آنکہ بدانانند
پس بر ناقہ سوار شدم و بیرون آمدم و قبائل انصار پیش آمدند تا بر ایشان فرود آیم و منزل گیرم و من بگفتہ
ایشان فرود نیامدم و گفتم راہ بر ناقہ من تنگ نکنید او مامور است ہرجا کہ نشیند منزل من ہمان است
واللہ من در ہائے را نہ بستہ ام و نکشادہ ام و علیؑ را من نہ در آوردہ ام او را خدا در آورد من چہ کنم
انتہی اس روایت مین چند امور لائق اظہار ہین انشاء اللہ انکا اظہار عنقریب کیا جائیگا قسطلانی
نے حدیث لا یبقین فی المسجد باب الا باب ابی بکر کی شرح باین عبارت فرمائی ہے قیل وفیہ
تعریض بالخلافۃ لہ لان ذلک شرط ان ارید بہ الحقیقۃ لان اصحاب المنازل
الملاصقۃ بالمسجد کان لہم الاستطراق منہا الی المسجد فامر بسدہا سوی خوخۃ
ابی بکر تنبیہا للناس علی الخلافۃ لانہ یخرج منہا الی المسجد للصلوۃ وان ارید
بہ المجاز فہو کنایۃ عن الخلافۃ وسد ابواب المقالۃ دون التطرق والتطلع الیہا
کہا گیا ہے کہ اس حدیث مین تعریض خلافت ہے اسواسطے کہ اگر معنی حقیقی مراد لین کہ جن اصحابون کے
مکانات ملتصق و متصل تھے مسجد سے اور اُن مکانون کے دروازے اُسی مسجد مین تھے کہ آمد و رفت
کرتے تھے اُسی سے پس حکم ہوا اُنکے بند کرنیکا سوائے خوخہ ابی بکر کے تنبیہا للناس علی الخلافۃ
اسواسطے کہ نکلتے تھے وہ اُس خوخہ سے نماز کیواسطے اور اگر مجازی معنی لین تو وہ کنایہ ہے خلافت
سے اور سد ابواب مقالات سے سوائے تطرق و تطلع کے اس مقام پر تجھکو یہ بات [illegible] خلافت
سے نہین لیکن ابن خطیب قسطلانی نے تعریض کو بلفظ قیل بیان کیا ہے اور [illegible] صاحب نے بھی لفظ قیل
فرمایا ہے پس یہ قول خود ہی ضعیف ہے احتیاج تردید کی نہین پھر قسطلانی فرماتے ہین قال التوربشتی
واری المجاز اقوی اذلم یصح عندنا ان ابا بکر کان لہ منزل بجنب المسجد وانما
کان منزلہ بالسنح من عوالی المدینۃ انتہی توربشتی کہتے ہین کہ میرے نزدیک معنے
مجازی قوی معلوم ہوتے ہین کہ بہ تحقیق میرے نزدیک ابی بکر کا کوئی مکان قریب مسجد ہونا ثابت نہین

قسطلانی مطبع نولکشور [illegible]

کہ اُنکا مکان تھا سنح مین کہ عوالی مدینہ ہو انتہی لیجیے یہ معنی حقیقی تو حقیقۃً ثابت ہو سکتے ہی نہین معنی مجازی
خود قول ضعیف ہو پھر اِس استدلال کی تضعیف بھی کی ہو اور یہہ بھی کہا ہو کہ ابی بکر کا ایک مکان مسجد سے
ملحق تھا جسکے خوخہ کا استثنا ہوا پھر وہ مکان بضرورت ابو بکرؓ نے بیچ کیا اور ام المؤمنین حفصہ نے چار ہزار
درہم کو خریدا غرض بعد تضعیف استدلال توربشتی احتمال معنی حقیقی کا حاصل ہوا غرض بعد اس قیل و قال
کے رقم فرماتے ہین وقد وقع فی حدیث سعد ابن ابی وقاص عند احمد والنسائی باسناد
قوی امر رسول اللہ بسد ابواب الشارعۃ فی المسجد وترک باب علی اور تحقیق کہ احمد نسائی
کے نزدیک حدیث سعد ابن وقاص مین جو کہ قوی الاسناد ہو واقع ہوا ہو کہ حکم کیا رسول اللہ نے سد ابواب
کا سوائے باب علیؑ کے وللطبرانی فی الاوسط برجال ثقات من الزیادۃ فقالوا یا رسول اللہ
سددت ابوابنا فقال ما انا سددتہا ولکن اللہ سدہا اور طبرانی نے اوسط مین باسناد
ورجال ثقات یہہ عبارت زیادہ کی ہو کہ پس کہا اصحاب نے رسول اللہ بند کیے آپنے دروازہ اصحاب
کے پس جواب دیا آنحضرت نے کہ مین نے بند نہین کیا دروازونکو لکن اللہ نے بند کیا اُنکے دروازونکو
ونحوہ عند احمد والنسائی والحاکم ورجالہ ثقات عن زید ابن ارقم وابن عباس
اور اسیطرح نزدیک احمد ونسائی وحاکم کے باسناد رجال ثقات زید ابن ارقم سے اور ابن عباس سے
مروی ہو وزاد فکان یدخل المسجد وھو جنب ولیس لہ طریق غیرہ رواہ احمد
والنسائی ورجالہ ثقات اور زیادہ کیا ہو کہ علیؑ مسجد مین بحالت جنب داخل ہوتے تھے اور کوئی
راستہ اُنکا نہ تھا روایت کیا اسکو احمد اور نسائی نے اسکے رجال بھی ثقات ہین ونحوہ من حدیث
جابر ابن سمرہ عند الطبرانی اور اسیطرح حدیث جابر ابن سمرہ سے ہی طبرانی کے نزدیک
وھی کما قال الحافظ ابن حجر احادیث یقوی بعضہا بعضا وکل طریق منہا صالح
للاحتجاج فضلا عن مجموعہا لکن ظاہرہا یعارض حدیث الباب اور یہ احادیث جیسا
کہ حافظ ابن حجر نے کہا ہو بعض اُنکے مقوی بعض کے ہین اور ہر طریق انکا صالح ہو حجت کے لیے فضلا
عن المجموع لیکن ظاہر اُنکا حدیث بخاری سے تعارض پایا جاتا ہو والجمع بینہما بما دل علیہ
حدیث ابی سعید عند الترمذی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لعلی لا یحل لاحد
ان یطرق ھذا المسجد غیری وغیرک والمعنی ان باب علی کان الی جہۃ المسجد
ولم یکن لبیتہ باب غیرہ فلذلک لم یامر بسدہ اور اجتماع بینہما اسطرح سے ہو کہ
حدیث ترمذی جو ابو سعید سے منقول ہو کہ واسطے علیؑ کے فرمایا حضرت نے کہ حلال نہین کسیکو کہ طریق
کرے اس مسجد کو سوا میرے اور سوا تیرے اس حدیث مین ابو سعید کے ان یجنب ہی اور ضرار ابن
صرد نے اسکے معنے ان یطرق کیے تھے اُسکو متن حدیث کر دیا اور اُسپر بھی کتفا نہین کی گئی اور

اور مصنف بیان کرتا ہے کہ نشہ یہ ہے کہ دروازہ علیؑ مسجد کی طرف تھا اور کوئی دروازہ سوا اُس کے دروازہ
جہت مسجد کے نہ تھا اسیواسطے استثنا نہ کرنیکا حکم نہ ہوا حالانکہ اکثر اصحاب آنحضرت کے دروازہ مسجد
میں تھے خصوصًا دروازہ صدیق اکبر اور عمر فاروق اور عثمان ذوالنورین اُسی مسجد میں تھا مثل
دروازہ علیؑ اور سب اصحاب کے دروازہ بند کئے گئے سوائے دروازہ علیؑ اور تحقیق اس کی
آتی ہے پھر صاحب ارشاد الساری شرح بخاری قسطلانی رحمہ فرماتے ہین ومحصل الجمع ان الامر بسد
الابواب وقع مرتین ففی الاولی استثنی علیا وفی الاخری استثنی ابابکر ولکن لا
یتم ذلک الا بان یحمل ما فی قصة علی علی الباب الحقیقی وما فی قصة ابی بکر علی
الباب المجازی والمراد به الخوخة کما صرح به فی بعض طرقه وکانهم لما امروا
بسد الابواب سدوها محصل جمع یہ ہے کہ حکم سد ابواب کا دو مرتبہ واقع ہوا مرتبہ اول مین استثنا کیا
علیؑ کو مرتبہ آخر مین استثنا کیا ابوبکر کو لیکن اس کہنے سے بھی مطلوب حاصل نہین ہوتا جب تک کہ قصہ
علیؑ مین احتمال باب حقیقی کا اور قصہ ابی بکر مین احتمال باب مجازی کا نکرین اور اس باب سے خوخہ
مراد نہ لین جیسا کہ تصریح کی گئی ہے بعض طرق مین اُسکی اور گویا کہ اُن لوگون کو جس وقت حکم ہوا سد ابواب
کا بند کر لیے اُنھون نے ابواب وقد صرح ابو بکر الکلاباذی فی معانی الاخبار بان بیت
ابی بکر کان له باب من خارج المسجد وخوخة الی داخل المسجد وبیت علی لم یکن
له باب الا من داخل المسجد انتہی ؛ ملخصا من فتح الباری ابو بکر کلاباذی نے معانی
الاخبار مین تصریح کی ہے کہ ابو بکرؓ کا دروازہ خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد اور علیؑ کے مکان کا
کوئی دروازہ نہ تھا مگر داخل مسجد انتہی ملخصًا من فتح الباری اس شرح قسطلانی سے بھی یہہ بات ثابت
نہین ہوتا کہ حدیث امیر حمزہؓ اور حدیث خطبہ کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے رد ابن جوزی مین اپنی دلیل
قرار دی ہو پس سمجھ فرمانا مولانا عبد الحق صاحب کا دلیل بر این سخن این است کنایۃً رد ابن حجر کی قرار
پاتی ہے اور بسبب تعارض وتضاد کے مردود بھی ہوئی جاتی ہے اب یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حکم
سد ابواب مین خلفاء ثلثہ بھی شامل ہین یا نہین مناقب فقیہ ابو الحسن مغازلی مین ہے عن حذیفة
ابن اُسید الغفاری قال لما قدم اصحاب النبیؐ المدینة لم یکن لهم بیوت
یبیتون فیها فکانوا یبیتون فی المسجد فقال لهم النبیؐ لا تبیتوا فی المسجد فتحتلموا ثم
ان القوم بنوا بیوتا حول المسجد وجعلوا ابوابها الی المسجد وان النبی بعث الیهم
معاذ بن جبل فنادی ابابکر فقال ان رسول الله یامرك ان تخرج من المسجد
فقال سمعا وطاعة وسد بابه وخرج من المسجد ثم ارسل الی عمر فقال ان
رسول الله یامرك ان تسد بابك الذی فی المسجد وتخرج منه فقال سمعا وطاعة

فسد بابه وخرج من مسجد الله ورسوله غیران رغب الی رسول الله فی خوخة فی المسجد فابلغہ معاذ ما قال عمر ثم ارسل الی عثمان وعنده رقیه فقال سمعا وطاعة فسد بابه وخرج من المسجد حذیفہ ابن اسید غفاری سے منقول ہی کہ جب اصحاب مدینہ مین وارد ہوئے تو اُنکے مکان نہ تھے کہ اُسمین سوتے پس سوتے تھے مسجد مین پیغمبر خدا نے منع فرمایا کہ مسجد مین نہ سویا کرو شاید احتلام ہوجائے بعد اسکے اُن لوگون نے گرد مسجد کے مکانات بنائے اور دروازے جانب مسجد قرار دیئے پس رسول اللہ نے معاذ ابن جبل کو اُنکے پاس بھیجا اُنھون نے ابوبکر کو آواز دی کہ حکم رسول ہی کہ مسجد سے نکل جاؤ اور دروازے بند کرلو پس کہا ابوبکر نے سمعًا وطاعةً اور دروازہ بند کیا اور مسجد سے نکل آئے بعد اُسکے بھیجا عمر کے پاس پس کہا معاذ نے کہ حکم رسول ہی کہ دروازہ جو مسجد مین واقع ہی اُسکو بند کرلو اور نکل جاؤ وہان سے اُنھون نے بھی کہا سمعًا وطاعةً اور دروازہ بند کرلیا اور نکل آئے مسجد اللہ و رسول سے اور ایک روزن رکھنے کی خواہش کی معاذ نے یہہ خواہش خدمت رسول مین ظاہر کی پھر بھیجا عثمان کے پاس وہی حکم اُنکو بھی سنایا حالانکہ اُسوقت رقیہ اُنکے پاس تھین اُنھون نے بھی سمعًا وطاعةً کہا اور دروازہ بند کرلیا او مسجد سے نکل گئے شہاب الدین احمد نے توضیح الدلائل مین اسکو روایت کیا ہی مگر یہہ جملہ اُسمین زیادہ ہی وروی ان بعض الصحابة قال یا رسول اللہ یا رسول اللہ دع کوة حتی نظر الیک منہا حین تغدو وحین تروح فقال رسول اللہ لا واللہ ولا مثل ثقب الابرہ یعنے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایک روزن کھلا رہے کہ جب آپ صبح وشام تشریف لاوین تو ہم دیکھ لیا کرین حضرت نے فرمایا کہ نہ واللہ سوئی کے ناکے کے برابر بھی نہ کھلا رہیگا مولانا عبد الحق صاحب اشعة اللمعات مین رقم فرماتے ہین خوخہ بفتح ہر دو خاء معجمہ دو او درمیان آن روزنے کہ گذاشتہ میشود در دیوار تا روشنائی در خانہ درآید پھر جذب القلوب اور اشعة اللمعات مین رقم فرماتے ہین کہ در روایتے آمدہ کہ عمر ابن خطاب التماس کرد کہ در دیوار خانہ خود سوراخ بگذارد کہ در وقت برآمدن رسول اللہ برائے نماز نظر بر جمال وے افتد فرمود روا ندارم اگرچہ مقدار سر سوزن بود ان احادیث سے سد ابواب صحابہ علی الخصوص بواب خلفاء ثلثہ و اخراج مسجد نبوی سے بعلت وقوع احتلام باستثناء علیؑ بوضاحت ثابت ہوگیا اور زنا ویلات بے سروپا سے علما کے رازہائے مخفی کا انکشاف اور محبت و مودت اہلبیت سے انحراف ور زیغ وبغض وحسد کا اعتراف ہوگیا بغرض محال گر مکان علیؑ کا کوئی دروازہ نہ تھا سوا اُس دروازہ کے جو داخل مسجد تھا اور دروازہ مکان ابوبکر کا خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد اور اسی وجہہ سے دروازہ مکان علیؑ اور خوخہ دیوار ابوبکر مفتوح رہا تو نہ کوئی منقبت علیؑ ثابت ہوئی نہ فضیلت ابوبکرؓ ٹھہری ور لطف تو یہہ ہوا کہ حدیث خوخہ جو تعریض منصب خلافت تھا وہ ایک چھوٹی سی منقبت بھی نہ رہی مگر بڑی خوشی کی

بات تو یہہ ہوئی کہ فتح باب علیؑ کی عظمت اور فضیلت ہی بزعم خود باطل فرما دیگئی غافل اسسے کہ الحلق بعلی ا
ولا بعلی ہی آیہ تطہیر آیہ مباہلہ حدیث اللھم ھولاء اھلبیتی حدیث ام سلمہ کہ یہہ مسجد ہر حائض وجنب
پر حرام ہی مگر علیؑ و فاطمہ حسنؑ وحسینؑ پر اور حدیث لایحل لاحد ان یجنب کے مصداق ورطہارت صوری
ومعنوی کا استحقاق منحصر ہی آنحضرتؐ اور اہلبیت پر اُنکے اور اخص واکمل افراد اہلبیت علیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ
وحسینؑ ہین نہ غیر اُنکے اسی وجہ سے ہر مکان معظم اور مساجد محترم کے ماذون ومجاز تھے اور جو کچھہ کہ اُنکو
حلال تھا کسیکو حلال نہ تھا یہہ ہی سبب تھا کہ ابواب اصحاب مسدود کئے گئے اور فرمایا لا تبیتوا فی المسجد
فتحتلموا اور استثنا کیا باب علیؑ کو اب ناظرین اہل انصاف خود ہی انصاف فرمالین کہ بعلل مذکورہ بالا
حکم نبوی لایحل لاحد اور الا باب علی واقع ہوا یا اس سبب سے کہ مکان علیؑ کا کوئی دروازہ نتھا
سوائے اُس دروازے کے جو داخل مسجد تھا اور خوخہ دیوار ابوبکر تعریض خلافت تھا یا نہین پس اگر
سدابواب اصحاب و فتح باب علیؑ کوئی فضیلت ومنقبت نتھی تو بعد صدور حکم آنحضرت کے اصحاب نے
قیل وقال کیون کی تعمیل حکم آنحضرت مین اصحاب سے تاخیر کیون واقع ہوئی زیغ نے دلونمین کیون
راہ پائی نزول عذاب سے پیغمبر برحق نے کیون ڈرایا پیغمبر خدا نے غصہ کیون کیا غضبناک کیون ہوئے
خطبہ مین بوحی الٰہی حضرت موسیٰؑ مسجد کا طاہر بنانا اور اُسمین مثل حضرت ہارون وذریت ہارون علیؑ
اور ذریت علیؑ کا ساکن ہونا اور اُنکے غیر پر حرام ہونا کیون بیان فرمایا پیغمبر خدا کو کیون ظاہر کرنا پڑا کہ
مین نے سدابواب کسیکا نہین کیا بلکہ خدا نے کیا اور مین نے علیؑ کو داخل نہین کیا بلکہ خدا نے اُسے داخل
کیا مین بے اختیار ہون ترمذی ونسائی وابونعیم واحمد وابن مغازلی وطبرانی وحاکم وصاحب جامع الاصول
وجمع بین الصحاح الستہ وابن خطیب قسطلانی در فتح الباری وعلامہ ابن حجر عسقلانی وشاہ عبدالحق صاحب
وغیرہم نے ان احادیث متعددہ متواترہ صحیحہ کو بہ تعدد طرق وباسانید رجال ثقات بالاتفاق نقل
فرمایا ہی پھر اسقدر تاویلین کرنا معنے بنانا اور بعض علما کا موضوعات روافض سے قرار دینا زیغ وبغض
حسد نہین ہی تو کیا ہی مناقب وفضائل اہلبیتؑ ورعلیؑ مین تو یہہ عرق ریزیان یہہ تاویلین کہ کسیطرح
منقبت منقبت ورفضیلت فضیلت نرہے اور مناقب صدیق اکبر مین حدیث لایبقین فی المسجد
خوخۃ ابی بکر کہ جو تعریض خلافت تھی نہ اصحاب نے قیل وقال کی نہ تعمیل حکم مین تاخیر کی نہ دلون مین
زیغ وبغض وحسد نے راہ پائی بلکہ حکم سدابواب سنتے ہی بطیب خاطر ابواب موصوفہ کو بند کرلیا نہ پیغمبر خدا
کو نزول عذاب سے ڈرانا پڑا نہ غضبناک ہوئے نہ خطبہ پڑھنے کی ضرورت ہوئی نہ کہنا پڑا کہ یہہ حکم میرا ہی
یا امیر المومنین من جانب اللہ ہی معلوم نہین کہ اس تعریض کو اصحاب سمجھے بھی تھے یا نہین اور اگر سمجھے تھے تو
امیر منکم وامیر منا کیون کہنا پڑا یا یہہ علم اصحاب پر مخفی رہا اور انکشاف اُسکا بعض علما ہی پر ہوا اور وہ بھی
باین کشاکش کہ خوخہ سے کنایہ باب کا اور باب سے کبھی معنی حقیقی اور کبھی معنی مجازی یعنے تعریض خلافت

کبھی خوخہ کے معنے روزن دیوار کے پیغمبر خدا کو صبح و شام آتے دیکھیں کبھی خوخہ کی یہ عظمت کہ صدیق اکبر اُسمین سے نکلکر نماز کیواسطے مسجد مین جاتے تھے بعض علما کی تحقیق کہ کوئی مکان متصل مسجد تھا ہی نہین بعض کا فرمانا کہ مکان تو متصل مسجد تھا مگر دروازہ اُسکا خارج مسجد تھا اور خوخہ داخل مسجد کبھی حکم سدا بواب کو دو مرتبہ ثابت کرنا کہ ایک مرتبہ استثنا ہوا باب علیؑ کا ایک مرتبہ باب ابو بکر کا پھر باب علیؑ سے معنے حقیقی در باب ابو بکر سے معنی مجازی مراد لینا اور اُسکو تعریض خلافت قرار دینا غرضکہ مختلف اقوال مضطرب مختلف متعارضہ علما دلیل قطعی ہی عدم تصدیق کی اُنکی اسواسطے کہ کوئی مصداق تو اختلاف کا ہو نہین سکتا اگر مصدق ہوگا تو ایک ہی قول کا ہوگا حاصل یہہ ہی کہ جہانتک ممکن ہوتا ہی باتباع اصحاب نیچ بعض علما فضائل اہلبیتؑ کی تنقیص مین کوشش فرماتے ہین گویا کہ اسکو ایمان فرض کرلیا ہی اور آنکھین بند کرکے جو چاہتے ہین لکھی چلے جاتے ہین یہہ نہین خیال فرماتے کہ اگر خوخہ کو دروازہ بنایا اور اُسکو باب خلافت ٹھرایا تو علیؑ اس باب خلافت سے کیون محروم کیے گئے اور باب خلافت حضرت فاروق اور ذی النورین کیونکر مفتوح ہوا کہ اُنکو تو بالاتفاق سر سوزن کے برابر بھی خوخہ رکھنے کی اجازت نہ ملی تھی اور فی الحقیقت وہ خوخہ جو تعریض خلافت قرار دیا جاتا ہی اُسکی قدر و منزلت و عظمت صدیق اکبر کے آگے اتنی تھی کہ چار ہزار دینار پر بیع فرمایا فافہم ولا تغفل اے مسلمانون نام اسلام کو برباد نکرو آل نبی گوشت و خون و روح و جگر ہین پیغمبر خدا کے اُنکے فضائل و مناقب کی تنقیص ورد سے روح آنحضرت کو ایذا پہونچتی ہی اور موذی نبی موذی خدا آپکے اصول کے موافق ہی فضائل و مناقب کو منصب خلافت سے کیا نسبت خلافت کیلیے کیا یہہ دلیل کافی نہین ہی کہ خلافت اجماع اُمت پر منحصر ہی اور اجماع اُمت ضلالت پر محال ورحدیث لن یجتمع امتی علی الضلالۃ اُسپر دال کہ حل و عقد دین و ملت اُنپر منحصر تھا اور احتمال خطا اُنسے محال پھر فضائل و مناقب کے اہلبیتؑ تنقیص اور خلاف اجماع خلافت کے تنقیص و تو با التعریض ضلالت بالتحقیق قرار پائیگی تصدیق حدیث لن یجتمع امتی مین رخنہ پڑجائیگا نعوذ باللہ من الجہالۃ والضلالۃ والغنا دصحیح مسلم مین زید ابن ارقم سے روایت کی ہی کہ بروز غدیر پیغمبر خدا نے خطبہ فرمایا اور فرمایا انا تارک فیکم الثقلین اولہما کتاب اللہ فیہ الہدی والنور فخذوا بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب اللہ ورغب فیہ ثم قال واہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہل بیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی اذکرکم اللہ فی اہلبیتی وفی روایۃ کتاب اللہ حبل اللہ من اتبعہ کان علی الہدی ومن ترکہ کان علی الضلالۃ یعنے چھوڑنے والا ہون تم مین دو متاع نفیس اول اُنکی کتاب اللہ ہی کہ جسمین نور و ہدایت ہی پس لو تم کتاب خدا کو یعنے عمل کرو تم کتاب خدا پر اور محکم پکڑو تم اسکو اور اہلبیتؑ میرے یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا اپنے اہلبیتؑ کے حق مین یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا اپنے اہلبیتؑ کے حق مین یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا اپنے اہلبیتؑ کے حق مین ؛ وہ رتکرار فرمانا اس کلمہ کا مبالغہ اور تاکید کے واسطے ہی اسکی شرح

[illegible]

ہین بھی مولانا عبدالحق نے دادِ محبت اہلبیتؑ دی ہی رقم فرماتے ہین کہ با دمیدہ ہم شمارا خداوند پیغمبر سانم از عقاب وبر تقصیر کردن شما در حق آنہا اور یہہ بھی رقم فرماتے ہین و معنی اہلبیت معلوم شد و حمل این بر جمیع آن معانی درست است خصوصاً بر معنی اخیر کہ محبت و تعظیم ایشان در رعایت حقوق و آداب ایشان قدم دائم و اتم است و ظاہر چنان مے نماید کہ این اشارت باخذ سنت است الخ ملاحظہ فرمایئے شارح ممدوح نے یہان بھی حکم لگا دیا کہ حمل این بر جمیع معانی درست است حالآنکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ معنی متعددہ جو متعدد افراد پر صادق آتے ہین وہ من بعض المعنی اہلبیتؑ قرار پاتے ہین اور بعض معنی سے خارج از اہلبیتؑ ہوتے ہین اور جو معنی کہ پیغمبر خداؐ نے فرمائے اور خدا کو اُن معنی پر شاہد کر دیا ہی کہ حق اہلبیتؑ کے کچھ ہی معنے ہون مگر یہی یہہ ہی چار شخص اہلبیت ہین اور نیز جتنے معنی لغوی و اصطلاحی بیان فرمائے گئے اُن سب کے مصداق بھی یہہ ہی چار شخص ہین کہ کسی معنی سے یہہ خارج از اہلبیتؑ ہو نہین سکتے پس حمل اس حدیث کا اُنھین پر ہو سکتا ہی جو بجمیع معنی اہلبیتؑ ہین نہ من بعض المعنی کہ بعض معنی دیگر سے وہ اہلبیتؑ اہلبیتؑ ہی نہین رہتے پھر حمل اس حدیث کا اُنپر کیونکر ہو سکتا ہی اور یہہ جو رقم ہوا کہ این اشارت باخذ سنت است یہہ ہماری سمجھ مین نہین آتا اس لیے کہ اگر مراد اخذ سنت اہل بیتؑ ہی تو یہہ عین اہل بیتؑ کے واجب الاطاع و لازم الاطاعۃ ہونیکی دلیل ہی اور اگر یہہ مراد ہی کہ رسولؐ کی سنت انسے اُسطرح حاصل کرو کہ جسطرح اصحاب سے حاصل کرتے ہو تو تخصیص اہل بیت بیکار ہوئی جاتی ہی اور یہہ سب تاکید بے محل ہوتی ہی معاذ اللہ من ذلک روایت ہی عن[۱] جابر قال رایت رسول اللہ فی حجتہ یوم عرفۃ و ہو علی ناقتہ القصوی یخطب و یقول یا ایہا الناس انی ترکت فیکم ما ان تمسکتم او قال اخذتم بہ لن تضلوا کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی یعنے دیکھا مین نے رسولؐ خدا کو حجۃ الوداع یوم عرفہ کو ناقہ قصوی پر سوار تھے خطبہ فرمایا اور کہا کہ ای گروہ مردم مین تم مین دو چیز چھوڑتا ہون کہ اگر تم لوگ اُسکو اور تمسک کروگے اور عمل کروگے اُس سے تو ہرگز گمراہ نہوگے ایک کتاب خدا ہی کہ اُسمین نور ہدایت ہی اور عترت میری اہلبیتؑ میرے ہین یہان بھی شارح صاحب فرماتے ہین کہ مراد اینجا از عترت اخص از قوم و اقربا است کہ اولاد و جد قریب باشند یعنے اولاد و ذریت وے صلعم و سابقاً گذشت کہ این اشارت باخذ سنت است فافہم ہم بھی قبل ازین عرض کر آئے ہین اور پھر گذارش ہی کہ عترت کے کچھ ہی معنے آپ لین خواہ اولاد خواہ ذریت خواہ اولاد جد قریب خواہ اخص قوم مگر فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ مصداق ان کل معنی کے ہین بخلاف دیگر جو انکے غیر ہین اور یہہ اشارہ آپکا کہ این اشارت باخذ سنت است یہہ اُنکی سنت ہی پیغمبر برحقؐ نے تو صاف صاف تمسک کا حکم دیا جس سے اُنکا ہر قول و فعل حجت قرار پاتا ہی اور عصمت ثابت ہوتی ہی دوسری[۲] روایت ترمذی کی زید ابن ارقم سے یہہ ہی قال رسول اللہ انی تارک فیکم ما ان

تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الاخرکتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما یعنی کہ مین تم مین چھوڑتا ہون وہ چیز کہ اگر متمسک ہوگے تم ساتھ اُسکے تو ہرگز گمراہ نہوگے ایک اُن دونونکا اعظم ہی دوسرے سے کتاب خدا مانند ریسمان ممدود کے ہی آسمان سے زمین تک کہ اُسکو پکڑین اور آسمان قدس تک پہنچین اور عہد وامان حقتعالے کا ہی بندون کے واسطے اور چھوڑتا ہون مین عترت اپنی کو کہ اہلبیتؑ میرے ہین اور ہرگز جدا دونون ہونگے یہانتک کہ پہنچین میرے پاس حوض کوثر پر پس نظر کرو تم اور تامل و تفکر کرو تم کہ کیونکر چلتے ہو تم اور معاملہ و سلوک کرتے ہو تم بعد میرے درمیان قرآن اور اہلبیتؑ کے مشکوۃ باب مناقب اہلبیتؑ عن ابی ذر قال وھو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبیؐ یقول الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجاء ومن تخلف عنھا ھلک رواہ احمد منقول ہی ابوذر سے کہ کہا اُنھون نے دروازہ کعبہ کو پکڑ کر سنا مین نے پیغمبر خداؐ کو کہ فرماتے تھے کہ خبردار ہو کہ تحقیق مثل میرے اہلبیتؑ کے تم مین مثل کشتی نوح کے ہی کہ جو شخص راکب کشتی نوح ہوا نجات پائی اُسنے اور جسنے تخلف کیا اُس سے ہلاک ہوا ترمذی مین زید ابن ارقم سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر خداؐ نے لعلیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ انا حرب لمن حاربھم وسلم لمن سالمھم واسطے علیؑ و فاطمۃؑ و حسنؑ و حسینؑ کی کہ ہم جنگ کرنیوالے ہین اُس سے جو جنگ کرے ان سے اور صلح کرنے والے ہین اُس سے جو صلح رکھے ان سے حاصل یہہ ہی کہ یہانتک جتنی حدیثین مناقب اہلبیتؑ مین لکھی گئین مولانا عبدالحق صاحب نے شرح مین اُنکی کوشش بلیغ فرمائی اور حق محبت اہلبیتؑ ادا فرمایا اور معنی کثیر رقم فرمائے اور علی جمیع التقدیر یہہ ہی چار شخص علی واکمل ور اخص و مصداق اہلبیتؑ قرار پائے پس جو بعض معنی سے داخل اہلبیتؑ ہوگا تو بعض معنی آخر سے خارج از اہلبیتؑ بھی قرار پائیگا اور باین معنی مستحق خروج و عدم مصداقیت آیات واحادیث مرقومہ بالا بھی ہوگا پھر دوسرونکو داخل کرنا لغو و عبث ہوا علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہین تفسیر آیہ مودت مین المسئلۃ الثالثۃ نقل صاحب الکشاف عن النبیؐ انہ قال من مات علی حب آل محمدؐ مات شھیدا الا ومن مات علی حب آل محمدؐ مات مغفورا لہ الا ومن مات علی حب آل محمدؐ مات تائبا الا ومن مات علی حب آل محمدؐ مات مومنا مستکمل الایمان الا ومن مات علی حب آل محمدؐ بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر ونکیر الا ومن مات علی حب آل محمدؐ یزف الی الجنۃ کما تزف العروس الی بیت زوجھا الا ومن مات علی حب آل محمدؐ فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنۃ الا ومن مات علی حب آل محمدؐ جعل اللہ قبرہ مزار ملائکۃ الرحمۃ الا ومن مات علی حب آل محمدؐ مات علی السنۃ والجماعۃ الا ومن بغض آل محمدؐ جاء یوم القیمۃ

اشعۃ اللمعات باب مناقب اہلبیت

ملتو با بین عینیہ آیس من رحمۃ اللہ الا و من مات علی بغض آل محمد مات کافرا الا و من مات علی بغض آل محمد لم یشم رائحۃ الجنۃ ہذا ہو الذی رواہ صاحب الکشاف
مسئلہ ثالث نقل کیا صاحب الکشاف نے نبیؐ سے کہ فرمایا رسول خدا نے کہ جو شخص مرے اوپر محبت آل محمدؐ کے مرا شہید آگاہ ہو کہ جو شخص کہ مرے محبت آل پر وہ مرا در آنحالیکہ مغفرت کیگئی واسطے اُسکے آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمدؐ پر تو مرا تائب ہو کر آگاہ ہو کہ جو شخص مرے محبت آل محمدؐ پر وہ مرا مومن مستکمل الایمان آگاہ ہو کہ جو شخص موا محبت آل محمدؐ پر خوشخبری دیتا ہی ملک الموت اُسکو جنت کی پھر نکیر و منکر خوش خبری جنت دیتے ہین آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمدؐ پر بھیجا جائیگا طرف جنت کے جسطرح عروس اپنے شوہر کے گھر بھیجی جاتی ہی آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمدؐ پر کھولے جاتے ہین اُسکے لیے دو دروازہ جنت کیطرف آگاہ ہو کہ جو مرا محبت آل محمدؐ پر گردانتا ہی اللہ اُسکی قبر کو مزار ملائکہ رحمت کا آگاہ ہو کہ جو شخص مرا محبت آل محمدؐ مرا اوپر سنت و جماعت کے آگاہ ہو کہ جو شخص مرا بغض آل محمدؐ پر یوم القیامت اسطرح آئیگا کہ درمیان دونون آنکھون کے لکھا ہوگا مایوس ہی رحمت خدا سے آگاہ ہو کہ جو شخص مرا بغض آل محمدؐ پر مرا کافر آگاہ ہو کہ جو شخص مرا بغض آل محمدؐ پر نہ سونگھے گا بوئی جنت کو یہہ وہ ہی کہ جسکو صاحب کشاف نے بیان کیا ہی امام فخر الدین رازی کہتے ہین انا اقول مین کہتا ہون آل محمد ہم الذین یؤل امرہم الیہ فکل من کان امرہم الیہ اشد و اکمل کانوا ہم الال ولا شک ان فاطمۃ و علیا والحسن والحسین کان التعلق بینہم و بین رسول اللہ اشد التعلقات وہذا کالمعلوم بالنقل المتواتر فوجب ان یکونوا ہم الال وایضا اختلف الناس فی الال فقیل ہم الاقارب وقیل ہم امتہ فان حملناہ علی القرابۃ فہم الال وان حملناہ علی الامۃ الذین قبلوا دعوتہ فہم ایضا ال فثبت ان علی جمیع التقدیرات ہم الال واما غیرہم فہل یدخلون تحت لفظ الال فمختلف فیہ وروی صاحب الکشاف انہ لما نزلت ہذہ الایۃ قیل یا رسول اللہ من قرابتک من ہولاء الذین وجبت علینا مودتہم فقال علی و فاطمۃ و ابناہما فثبت ان ہولاء الاربعۃ اقارب النبی و اذا ثبت ہذا وجب ان یکونوا مخصوصین بمزید التعظیم ویدل علیہ وجوہ آل محمدؐ وہ ہین کہ رجوع امر اُنکا طرف رسولؐ کے ہو پس کل وہ لوگ کہ ہو رجوع امر اُنکا طرف رسولؐ کے اشد اور اکمل ہونگے وہ ہی لوگ آل رسولؐ اور کوئی شک نہین ہی کہ تحقیق فاطمہؑ و علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام تھے کہ تعلق اُنہین اور رسول خدا مین اشد تعلقات سے تھا اور یہ امر کالمعلوم اور متواترات سے ہی پس واجب ہی کہ ہون وہ ہی آل اور نیز اختلاف کیا ہی آدمیون نے معنی آل مین بعض نے کہا کہ وہ اقارب ہین آنحضرت کے بعض نے کہا کہ اُمت رسولؐ ہی پس اگر حمل کرین ہم اُسکو قرابت پے

پس جب بھی وہ آل ہین اور اگر حمل کرین ہم اُسکو اُمت پر ایسی اُمت کہ قبول کیا اُسنے دعوت آنحضرت
کو پس جب بھی وہ آل ہین پس ثابت ہوا کہ علی جمیع التقدیرات وہ ہی آل ہین اور داخل ہونے مین
اُنکے غیر کے تحت لفظ آل اختلاف ہی اور روایت کی ہی صاحب کشاف نے کہ جسوقت یہہ آیت مودت
نازل ہوئی تو پوچھا گیا آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ذوالقربےٰ ہین کہ جنکی مودت ہمپر واجب
ہوئی پس کہا پیغمبر خدا نے کہ وہ علی و فاطمہ و حسن و حسین ہین پس ثابت ہوا کہ یہہ چار شخص اقارب نبی ہین
اور جب یہ ثابت ہو گیا تو واجب ہوا کہ ہون وہ لوگ مخصوص ساتھ مزید تعظیم کے اور دلالت
کرتے ہین اس امر پر کئی وجوہ الاول قوله تعالی الا المودة في القربى ووجه الاستدلال به ما
سبق وجہ اول قول حقتعالے الا المودة فی القربےٰ ہی اور وجہ استدلال مذکور ہو چکی الثانی لا شك
ان النبي كان يحب فاطمة قال صلعم فاطمة بضعة مني يوذيني ما يوذيها وثبت
بالنقل المتواتر عن محمد انه كان يحب عليا والحسن والحسين اذا ثبت ذلك
وجب على كل منه مثله لقوله تعالى واتبعوه لعلكم تهتدون ولقوله تعالى
فليحذر الذين يخالفون عن امره ولقوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني
يحببكم الله ولقوله سبحانه لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة وجہ ثانی یہہ ہی کہ شک نہین کہ تحقیق
رسول اللہ دوست رکھتے تھے فاطمہ کو فرماتے تھے پیغمبر خدا صلعم فاطمہ پارہ جگر میری ہی ایذا دی اُسنے مجکو جسنے ایذا دی
فاطمہ کو اور ثابت ہوا ہی منقولات متواترہ سے کہ آنحضرت صلعم دوست رکھتے تھے علی و حسن و حسین کو اور جب ثابت ہو گیا
تو واجب ہو کل اُمت پر مثل اسکا یعنی دوست رکھنا فاطمہ اور علی و حسن و حسین کا اور دلیل اُسپر قول حق سبحانہ تعالی ہی واتبعوه لعلكم
تهتدون اور اتباع اور پیروی کرو تم اُسکی تاکہ ہدایت پاؤ تم دوسرے مقام پر حقتعالی فرماتا ہی
فليحذر الذين يخالفون عن امره پس چاہیے کہ پرہیز کرین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین حکم
پیغمبر سے تیسری دلیل قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله یعنے کہہ تو کہ اگر تم دوست
رکھتے ہو اللہ کو تو پیروی کرو تم میری دوست رکھیگا تم کو اللہ چوتھے لقد كان لكم في رسول الله
اسوة حسنة الثالث ان الدعاء للآل منصب عظيم ولذلك جعل هذا الدعاء
خاتمة التشهد في الصلوة وهو قوله اللهم صل على محمد وال محمد وارحم
محمدا وال محمد وهذا التعظيم لم يوجد في حق غير الآل فكل ذلك يدل على
ان حب ال محمد واجب وقال الشافعي ان كان الرفض حب ال محمد فليشهد
الثقلان اني رافضي تیسری وجہ تحقیق کہ دعا کرنا واسطے آل کے منصب عظیم ہی اسی واسطے
خاتمہ تشہد صلوۃ مین اس دعا کو رکھا ہی وہ یہہ ہی کہ خداوندا درود بھیج تو محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور رحم کر
تو محمدؐ و آل محمدؐ پر اور یہہ تعظیم غیر آل کے حق مین پائی نہین جاتی اور یہ کل دلالتین ہین اثبات پر

کہ محبت آل محمدؐ واجب ہی کہا امام شافعی نے کہ اگر رفض حب آل محمدؐ ہی پس گواہ رہین ثقلان کہ مین رافضی ہون
اور علامہ ابی السعودؒ نے بھی تحت آیہ ہذا رقم فرمایا ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پوچھا رسولؐ خدا سے کہ یا رسول اللہ
من قرابتك من هولاء الذين وجبت علينا مودتهم قال عليؑ وفاطمةؑ وابناهما
کون ہین وہ قرابتدار کہ جنکی محبت اور مودت ہمپر واجب ہوئی فرمایا نبیؐ نے علیؑ اور فاطمہؑ اور دو نون بیٹے اُنکے
وعن النبیؐ حرمت الجنة على من ظلم اهل بيتي واذانی فی عترتی فرمایا نبیؐ نے کہ حرام
کی گئی جنت اُسپر جو ظلم کرے میرے اہلبیتؑ پر اور ایذا دے مجکو میری عترت مین یعنے جسنے میری عترت
کو ایذا دی اُسنے مجکو ایذا دی امام فخر الدین رازی فرماتے ہین فيه منصب عظيم للصحابة
یعنے اس آیت مین منصب عظیم ہی صحابہ کے واسطے کہ حقتعالے نے السابقون السابقون اولئك
المقربون فرمایا ہی فكل من اطاع الله كان مقربا عند الله پس کل لوگون نے کہ اطاعت کی
اُنھون نے اللہ کی ہوئے مقرب عند اللہ تعالے اور داخل ہوئے تحت قوله تعالى الا المودة
فی القربی والحاصل ان هذه الاية تدل على وجوب حب ال رسول الله وحب الصحابة
اور حاصل یہہ ہی کہ آیت دلالت کرتی ہی وجوب حب آل رسول اللہ پر اور حب اصحاب پر تمام ہوا قول
امام فخر الدین رازی کا انا اقول اب مین بھی عرض کرتا ہون کہ آیہ تطہیر اور آیہ مباہلہ اور آیہ مودت اور
احادیث مناقب اہلبیتؑ کی شرح جو مولانا عبد الحق صاحب نے فرمائی اُسکا حاصل یہ ہی کہ اہلبیتؑ اور آل
اور عترت اور قربی وغیرہ ان آیات واحادیث مین جمیع معنی پر شامل ہین اور ظاہرًا واخذ سنت ہی کوئی
خصوصیت اور منقبت فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو نہین ہی اور صاحب کشاف اور امام فخر الدین
رازی نے محبت آل رسول کو واجب اور الفاظ مذکورہ کو مخصوص فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ سے
ثابت کرکے فرمادیا کہ غیر آل کے حق مین یہہ تعظیم پائی نہین جاتی اور امام شافعی نے تو محبت آل مین رافضی
ہونیکا اقرار کر لیا امام فخر الدین نے یہ بھی رقم فرمایا ہی کہ جو شخص طاعت اللہ کرے وہ مقرب عند اللہ ہی
اور تحت آیۂ مودت داخل ہی اور اصحاب کو بھی اس آیہ مین منصب عظیم ہی اصحاب کا لفظ عام ہی شامل ہی
جمیع صحابہ کو تخصیص کسی کی نہین اور کل اُمت جو مطیع خدا ہو تحت آیہ ہذا داخل ہے مگر وجوب محبت مخصوص
ہی علیؑ وفاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ سے پس ناظر منصف پر موازنہ کرنے سے ان اقوال کے مثل آفتاب عیان
ہو جائیگا کہ کون انمین سے محب اہلبیتؑ وآل رسول ہی اور کون مبغض اہلبیتؑ وآل رسولؐ ہی اور کون
مداح اہلبیتؑ ہی اور کون مدح بالذم کر رہا ہی وما علينا الا البلاغ اور تفسیر نیشاپوری مین تحت
آیہ قل لا اسئلکم لکھتے ہین كفى شرفا لال رسول الله وفخرا ختم التشهد بذكرهم والصلوة
عليهم فی كل صلوة له یعنے آل رسولؐ کے لیے یہ شرف وفخر کافی ہی کہ تشہد اُنکے ذکر پر تمام ہوتا ہی
اور ہر نماز مین اُنپر صلوٰۃ بھیجی جاتی ہی صحیح بخاری در صحیح مسلم مین اور مشکوٰۃ مین مروی ہی کہ اصحابنے

عرض کی یارسول اللہ خدانے جو ہمکو حکم کیا کہ صلوۃ اور سلام بھیجین ہم اوپر اہلبیتؑ کے فکیف الصلوۃ علیکم اہل البیت فان اللہ قد علمنا کیف نسلم علیک پس کیونکر صلوۃ بھیجین ہم اہلبیتؑ پر پس بتحقیق سکھایا ہمکو خدانے کہ کسطرح سلام بھیجین ہم آپ پر فرمایا پیغمبر خداؐ نے قولوا اللھم صل علی محمد وال محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد وال محمد کما بارکت علی ابراھیم وال ابراھیم انک حمید مجید متفق علیہ الا ان مسلما لم یذکر علی ابراھیم فی موضعین یعنے کہو تم کہ خدایا درود اور رحمت بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جیسا کہ درود بھیجا تونے ابراہیمؑ پر اور آل ابراہیمؑ پر برکت بھیج محمدؐ پر جیسا کہ برکت بھیجی تونے ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر بتحقیق کہ تو محمود اور مجید ہی پس ظاہر ہوگیا کہ آل اور اہلبیتؑ متحد المعنی ہین اسواسطے کہ اصحاب نے سوال کیا ساتھ لفظ اہلبیتؑ کے اور آنحضرتؐ نے جواب مین بلفظ آل فرمایا چنانچہ ابن طلحہ شافعی ذیل مین اسی حدیث کے لکھتے ہین فسر المبنی احدھما بالاخر فالمفسر والمفسر بہ متحد معنے آنحضرتؐ نے ایک لفظ کی دوسری لفظ سے تفسیر فرمائی پس معلوم ہوا کہ آل اور اہلبیتؑ کے ایک ہی معنی ہین اور یہہ حدیث متفق علیہ ہی لیکن صحیح مسلم مین علی ابراہیم دونون مقام پر مذکور نہین ہی اور صحیح بخاری مین دوسری حدیث اسطرح منقول ہی وعن ابی حمید الساعدی قال قالوا یارسول اللہ کیف نصلی علیک فقال رسول اللہ قولوا اللھم صل علی محمد وازواجہ وذریتہ کما صلیت علی ابراھیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریتہ کما بارکت علی ال ابراھیم انک حمید مجید متفق علیہ ابی حمید ساعدی نے کہا کہ پوچھا اصحاب نے کہا کہ پوچھا اصحاب نے یارسول اللہ کیونکر صلوۃ بھیجین ہم اوپر آپکے فقال پس فرمایا رسول خداؐ نے کہو تم درود خدا کا اوپر محمدؐ کے اور ازواج پر اُسکے اور ذریت پر اُسکی جیسا کہ درود بھیجا تونے ابراہیمؑ پر اور برکت بھیج تو محمدؐ کو اور ازواج کو اُسکے اور ذریت کو اُسکی جیسا کہ برکت بھیجی تونے آل ابراہیمؑ پر بتحقیق کہ تو محمود اور مجید ہی اس حدیث متفق علیہ کو ہم نے اسواسطے لکھا ہی کہ ماسبق مین مذکور ہوا اور ثابت ہوا ہی کہ ذریت عترت کو اور عترت اہلبیت کو کہتے ہین کہ قول رسول خداؐ عترتی اہل بیتی ہی پس اس حدیث مین ذریت فرمانا گویا اہلبیتؑ فرمانا ہی پس اگر ازواج داخل ذریت یعنے اہلبیت ہوتے تو ازواجہ کی حاجت نہ تھی کہ تکرار لفظ موضع واحد مین خلاف فصاحت افصح الفصحا ہوتی ہی اور بروایت مسلم مروی ہی فقلنا من اھلبیتہ نساؤہ قال لا ایم اللہ ان المرءۃ تکون مع الرجل العصر من الدھر ثم یطلقھا فترجع الی ابیھا وقومھا اھلبیتہ اصلہ وعصبتہ الذین حرموا الصدقۃ علیھم بعدہ خلاصہ یہ ہی کہ راویون نے زید ابن ارقم سے پوچھا کہ ازواج آنحضرتؐ اہلبیتؑ ہین زید ابن ارقم نے کہا قسم بخدا زوجہ

ع معنی آل کے اہلبیت جو ہیں اہلبیت نساء کا
ع مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ ... سطر ١١
عه براہین الفتن مصنفہ جناب ابوالقاسم صاحب پنجابی لاہوری

ایک مدت مدید شوہر کے ساتھ رہتے ہیں اور بعد طلاق رجوع کرتی ہی سپنے باپ اور قوم کیطرف اور اہلبیت
اصل اُنکے ہین اور قرابت دار آنحضرتؐ کے ہین اور صدقہ بعد آنحضرتؐ اُنپر حرام ہی تو وہی ذیل حدیث
ہذا فرماتے ہین هذا دلیل لابطال قول من قال هم قریش کلها فقد کان فی نسائه
قرشیات وهن عائشه وحفصه وام سلمه وسوده وام حبیبه یعنے قسم کھانا اور
انکار کرنا زید ابن ارقم کا دلیل ہی بطلان قول کے اُس شخص کے جو کہتا ہی کہ تمام قریش اہلبیت ہین
اسواسطے کہ زنان آنحضرت مین قرشیہ بھی تھین اور وہ عائشہ اور حفصہ وام سلمہ اور ام حبیبہ وسودہ
ہین پس نووی کے اس قول سے کہ کل قریش کا اہلبیت ہونا باطل ہی ازواج قرشیات کا بھی داخل
اہلبیت ہونا باطل ہوا اور مسلم وسنن ابو داؤد ونسائی ومشکواۃ مین بہت سی سندون سے مروی
ہی عن عبد المطلب بن ربیعه قال قال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم ان
هذه الصدقات انما هی وساخ الناس وانها لاتحل لمحمد ولا لال محمد یعنے
عبد المطلب بن ربیعہ ابن الحارث ابن ہاشم نے کہا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اقسام صدقات
اوساخ یعنے میل مردم سے ہی اور وہ حلال نہین ہی محمدؐ اور آل محمدؐ پر اور موطاء مالک ابن انس
مین بھی ایسا ہی ہی قال النبی لاتحل الصدقة لال محمد انما هی وساخ الناس کہ صدقہ
آل محمدؐ پر حلال نہین ہی کہ وہ چرک ہی آدمیونکا مشکوۃ اور مسلم مین اور بخاری نے من تکلم بالفارسیه
مین ابو ہریرہ سے روایت کی ہی قال اخذ الحسن ابن علی تمرة من تمراة الصدقة فجعلها
فی فیه فقال النبی کخ کخ اما شعرت اور بعض نسخ مین الا تعرف ہی انا لانا کل الصدقة
کہا ابو ہریرہ نے کہ حسن ابن علیؑ نے دانہ خرما اُٹھایا کہ وہ خرمہاے صدقہ سے تھا اور اُسکو منہ مین رکھ لیا
فرمایا پیغمبر خدا نے کخ کخ یعنے پھینک دے پھینک دے اس خرمہ کو آیا تم نہین جانتے کہ ہم اہلبیت پر صدقہ حرام ہی
ہم صدقہ نہین کھاتے یہہ لفظ کخ کخ واسطے زجر کے بولتے ہین اُسوقت کہ بچونکو باز رکھنا ہو اُس فعل سے
کہ وہ کر رہے ہون اور بعض کے نزدیک یہہ کلمہ فارسی ہی اسی سبب سے بخاری مین باب تکلم بالفارسیه
مین لکھا ہی اور اشعۃ اللمعات مین انا لانا کل الصدقة کا ترجمہ باین عبارت کیا ہی کہ ما بنی ہاشم واہلبیت
طہارت نمیخوریم صدقہ را اور مروی ہی کہ ایک دن آنحضرت نے عائشہ کے خرمون مین سے ایک خرمہ
اپنے منہ مین رکھا عائشہ نے عرض کی کہ یہہ صدقہ ہی پیغمبر خدا نے فرمایا علیك صدقة ولنا هدیة
یعنے تجھپر صدقہ ہی اور تیرا حصہ اور مال میرے واسطے ہدیہ ہی مسلم مین ہی کہ حصین نے زید ابن ارقم
سے پوچھا من اهل بیته یا زید الیس نسائه من اهلبیته قال نساوه من اهلبیته
ولکن اهل بیته من حرم الصدقة بعده قال ومن هم قال ال علیؓ وال عقیلؓ
وال جعفرؓ وال عباس کل هولاء حرم الصدقة قال نعم یعنے کون اہلبیت ہین آنحضرت کے

مشکوٰۃ باب من لا تحل له الصدقة
ص ۲۶۹

کیا ازواج اہلبیتؑ نہین ہین آنحضرت کے جواب دیا کہ ازواج اہلبیتؑ ہین یعنے خانہ صوری کے کہ مٹی وغیرہ
سے بنا گیا ہی واسطے قضا وحاجت کے لئین اہلبیت صوری ومعنوی وہ ہین جنپر صدقہ حرام ہی بعد
پیغمبرؐ کے پوچھا وہ کون ہین جواب دیا کہ آل علیؑ وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس ہین اسواسطے کہ صدقہ
اُنپر حرام ہی خلاصہ یہہ ہی کہ آیات واحادیث سے اور اقوال سے ثابت ہوگیا کہ اہلبیتؑ مین ازواج
داخل نہین ہین بعض علمانے تبا دلالت علیہ مضطربہ شامل کیا ہی من بعض الوجہ لا بکل الوجوہ اللھم
ھولا اہل بیتی جنکی شان مین فرمایا وہ ہی اہلبیتؑ آنحضرت ہین پھر نووی نے ذیل حدیث صلوۃ کہا ہی
فذہب ابوحنیفہ ومالک الی انہا سنہ لو ترکت صحت الصلوۃ وذہب الشافعی
واحمد الی انہا واجبۃ لو ترکت لم یصح الصلوۃ یعنے مذہب ابوحنیفہ اور مالک یہہ ہی
کہ صلوۃ سنت ہی اُسکے ترک سے نماز باطل نہین ہوتی اور مذہب شافعی اور احمد مین واجب ہی کہ
ترک صلوۃ سے نماز باطل ہی امام شافعی کی یک رباعی مشہور ہی یا اہل بیت رسول اللہ حبکم
فرض من اللہ فی القرآن انزلہ ؛ کفاکم من عظیم الفخر انکم ؛ من لم یصل علیکم
لا صلوۃ لہ ؛ یعنے اے اہلبیتؑ رسولؐ محبت تمھاری خدانے فرض کی ہی اور منزل من اللہ ہی قرآن
مین کافی ہی تمھاری قدر ومنزلت کو کہ جو شخص نماز پڑھے اور تمپر صلوۃ نہ بھیجے نماز اسکی صحیح نہین ہی
پس آل اور اہلبیتؑ اور قربے اور ذریت اور عترت مین تو علیؑ بالاتفاق شامل ہین اب کچھ مناقب
خاص بھی علی بن ابی طالب کے عرض کرین صحیح بخاری مین ہی حدثنا قتیبہ ابن سعید قال
حدثنا یعقوب بن عبد الرحمن عن ابی حازم قال اخبرنی سہل بن سعد الساعدی یحب اللہ
ان رسول اللہ قال یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایہ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ
رسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قسطلانی رقم فرماتے ہین زاد ابن اسحاق لیس بفرار وفی حدیث بریدۃ
لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ قال فبات الناس یدوکون لیلتہم ایہم یعطاہا فلما
اصبح الناس غدا علی رسول اللہ کلہم یرجون ان یعطاہا وفی حدیث بریدہ
فما منا احد لہ منزلۃ عند رسول اللہ الا وہو یرجوان یکون ذالک الرجل حتی
تطاولت انا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا ہو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال
ارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ فی عینیہ ودعا لہ فبراء حتی کان لم یکن
بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال یا رسول اللہ اقاتلہم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ
علی رسلک حتی تنزل بساحتہم ثم ادعہم الی الاسلام واخبرہم بما یجب
وعلیہم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یہدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک
من ان یکون لک حمر النعم یعنے بیان کیا مجھسے قتیبہ ابن سعید نے کہا حدیث کی مجھسے یعقوب

بن عبد الرحمن نے ابی حازم سے کہا کہ خبر دی مجکو سہل بن سعد الساعدی نے کہ تحقیق رسول اللہ نے فرمایا
بروز خیبر کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین اس نشان کو کل اس شخص کو کہ فتح کریگا اللہ اسکے ہاتھ پر اور وہ ایسا ہو
کہ دوست رکھتا ہی اللہ کو اور اُسکے رسول کو اور دوست رکھتا ہی اُسکو اللہ اور رسول اُسکا۔ احقاقِ حق کا
اتنا ہی عرض کرتا ہی کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہر مومن من جہۃ الایمان محب خدا ہی اور خدا بھی بسبب
اُسکے ایمان کے محب ہر مومن ہی پس جواب اُسکا یہ ہی کہ یہہ محبت جسکا ذکر پیغمبر خدا نے کیا مخصوص تھی
علیؑ سے اور افراد اصحاب مین کسیکو یہہ تخصیص نہ تھی وکذلک جو محبت کہ خدا و رسول کو علیؑ سے تھی
اصحاب مین سے کسی کے ساتھ مخصوص نہ تھی قسطلانی مین ہی کہ زیادہ کیا ابن اسحاق نے لفظ لیس
بفرار کا یعنی اُس شخص کو علم دونگا جو بھاگنے والا نہین ہی الخ اور حدیث بریدہ مین ہی لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ
یعنی نہ پھریگا اُسوقت تک کہ فتح دے اللہ اُسکو ابن اسحاق و بریدہ کے درمیان مین الفاظ کا فرق ہی
مطلب ایک ہی ہی قال فبات الناس کہا کہ تمام شب اصحاب اسی تمنا مین بیدار رہے اور آپس مین تذکرہ
رہا کہ یہہ دولت عظمیٰ کسکے مقدر مین ہی چنانچہ عبد الحق صاحب فرماتے ہین آوردہ اند کہ صحابہ را تمام شب
خواب نبرد از شوق و انتظار آنکہ فردا این نعمت نصیب کہ باشد فلما اصبح الناس پس جب صبح ہوئی
تو سب حاضر ہوئے رسولؐ کے سامنے اور وہ سب امیدوار علم تھے اور حدیث بریدہ مین ہی کہ ہم مین
سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکی قدر و منزلت رسولؐ کے آگے تھی وہ امیدوار اس مرتبہ عظمیٰ کا نہ تھا یہانتک
کہ مین بھی خواہش مند تھا پس فرمایا آنحضرت نے کہان ہین علیؑ ابن ابی طالب پس اصحاب نے عرض کی
کہ اُنکی آنکھین دکھتی ہین فرمایا بلواؤ اُنکو پس لائے گئے علیؑ پس لعاب دہن اپنا آنحضرتؐ نے اُن کی
آنکھون مین لگا دیا اور دعا کی اُنکے واسطے پس اسطرح سے اچھے ہوگئے کہ گویا کوئی درد ہی نکو نہ تھا
اور عطا فرمایا اُنکو رایت پس عرض کیا علیؑ نے یا رسول اللہ قتال کرونگا مین یہانتک کہ ہو جاوین وہ لوگ
مثل ہمارے مومن فرمایا پیغمبر برحق نے کہ نفوذ کر اپنی نرمی کے ساتھ کہ تو اُنکے قریب پہنچے اور دعوت
اسلام کی کرے اُنکو اور خبر دے اُن لوگون کو اُس چیز سے کہ اُنپر واجب ہی حق اللہ سے پس قسم ہی
خدا کی کہ ہدایت کرے بسبب تیرے ایک آدمی کو بہتر ہی تیرے واسطے چارپایہائے سرخ اور شتران
سرخ سے اور مسلم مین ہی ما احببت الامارۃ الا یومئذ قال فتساورت لہا رجاء ان ادعی
لہا ۔ عمر ابن خطاب کہتے ہین کہ مین امارت کو نہ رکھتا تھا مگر اُس روز پس آمادہ رہا مین اس امید پر
کہ مجھے بلوائین اس منصب کے لیے پس جب صبح ہوئی تو علیؑ کو طلب کیا اور عطا فرمایا رایت اُنکو الخ
اور دوسری روایت صحیح بخاری مین اسطرح ہی حدثنا عبد اللہ ابن مسلمۃ قال حدثنا
حاتم عن یزید ابن ابی عبید عن سلمۃ قال کان علی بن ابی طالب تخلف عن النبی
فی خیبر وکان رمدا فقال انا اتخلف عن النبی فلحق بہ فلما بتنا اللیلۃ التی

صحیح بخاری باب غزوہ خیبر

فتحت قال لاعطین الرایۃ غدا او لیاخذن الرایۃ غدا رجل یحب اللہ و رسولہ و
یحبہ اللہ و رسولہ یفتح اللہ علیہ فنحن نرجوھا فقیل ھذا علی فاعطاہ ففتح علیہ
یعنے بیان کیا مجھسے عبد اللہ ابن مسلمہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھسے حاتم نے یزید ابن ابی عبید سے اُسنے
سلمہ سے کہا علیؑ ابن ابی طالب پیغمبر خدا کے ہمراہ نہیں گئے کہ آشوب چشم تھا اور ابونعیم نے زیادہ کیا ہی
بسبب آشوب کے دکھائی نہ دیتا تھا پس کہا علیؑ نے کہ مین بسبب رمد چشم کے ہمراہ پیغمبر نہ جاؤن گویا کہ اپنے
پس ماندگی کو ناپسند کیا اپنے نفس کے واسطے اور لاحق ہوئے پیغمبر خدا سے بعض کہتے ہین کہ خیبر مین پہنچکر
اور بعض کہتے ہین کہ قبل خیبر پہنچنے کے لاحق ہوئے آنحضرت سے پس جبکہ وہ رات ہوئی ہمکو کہ جسکی
صبح کو فتح ہوئی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ ہر آئینہ عطا کرونگا مین یہہ رایت یا بہ تحقیق لیگا اس رایت کو کل
وہ شخص جو دوست رکھتا ہی خدا کو اور اسکے رسول کو اور دوست رکھتا ہی اُسکو خدا اور رسول

قسطلانی[1] مین ہی عند احمد والنسائی وابن حبان والحاکم من حدیث بریدۃ بن
الحضیب لما کان یوم خیبر اخذ ابوبکر اللواء فرجع ولم یفتح لہ فلما کان الغد
اخذہ عمر فرجع ولم یفتح لہ وقتل محمود بن مسلمۃ فقال النبی لادفعن لوائی
غدا الی رجل یفتح علیہ یعنے نزدیک احمد اور نسائی اور ابن حبان اور حاکم کی حدیث بریدہ ابن
حضیب سے یہہ ہی کہ یوم خیبر لوائے آنحضرت ابوبکر نے لیا اور جہاد کو گئے پس پھر آئے اور نہ فتح ہوئی
اُنکی ورجب دوسرا دن ہوا تو لیا اُسی علم کو عمر نے اور پھر آئے اور فتح نہ ہوئی اور قتل کیے گئے محمود ابن
مسلمہ پس فرمایا آنحضرت نے کہ ہر آئینہ کل اُس شخص کو علم دونگا کہ جسکو فتح حاصل ہوگی و نیز قسطلانی مین ہی
یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ زاد ابن اسحق لیس بفرار وفی حدیث بریدۃ
لا یرجع حتی یفتح اللہ یعنے ابن اسحق نے بعد جملہ یحب اللہ الخ کے لیس بفرار زیادہ کیا ہی اور
روایت بریدہ مین لا یرجع حتی یفتح اللہ لہ ھی یعنے وہ بھاگنے والا نہین ہی اور پھرنے والا
نہین ہی جب تک اسکو فتح نہ دے اللہ۔ غرض حاصل اس حدیث کا اور حدیث اول کا ایک ہی ہی کہ
علیؑ محب خدا و رسولؐ تھے اور خدا و محمدؐ محب علیؑ تھے اور یہ امر ظاہر ہی اور مذکور بھی ہوچکا کہ کل
صحابہ اور مومنین محب خدا و رسولؐ ہین اور خدا و رسولؐ محب صحابہ و مومنین ہین پس یہ تخصیص جو آنحضرت نے
فرمائی اس سے ثابت ہوگیا کہ جس قسم کی محبت علیؑ کو خدا و رسولؐ سے تھی اصحاب و مومنین مین سے
کسیکو حاصل نہ تھی اور جس قسم کی محبت خدا و رسولؐ کو علیؑ سے تھی اصحاب و مومنین مین سے کسیکے ساتھ
نہ تھی یہہ ہی سبب تھا کہ تمام اصحاب آنحضرت شب بھر اس منصب عظمیٰ کی تمنا مین بے چین رہے اور
یہہ شرف و منزلت سوائے علیؑ کے کسیکو حاصل نہ ہوا مولانا عبد الحق[2] صاحب ذیل جنگ احد لکھتے ہین
کہ جب احد کی لڑائی بگڑی تو اصحاب اُسوقت سراسیمگی مین چار قسم ہوئے ایک گروہ لڑے اور شہید ہوئے

[1] قسطلانی جلد ۶ صفحہ ۲۹۶
[2] مدارج النبوت ترجمہ مدارج النبوت جلد ... صفحہ ...

رضی اللہ ایک گروہ بھاگ کر کونون مین اور دامنون مین پہار کے چھپے ایک گروہ وہ جو بھاگ کر
شہر مین جا کر دم لیا اور فرار یکٹر اعثمان ابن عفان انھین سے تھے کہ جو بھاگ کر شہر مین یک راست گئے
مقاتلہ کے معاملہ کے تمام ہونے کے بعد اور شعلہ جنگ کے تسکین پانے کے بعد خدمت مین حضرت کی پھر آئے
اور قسم چہارم مرکز صدق پر ثابت قدمی کر کے قائم و دائم رہے انتہی پھر رقم فرماتے ہین کہ سوائے چودہ تن
کے کہ سات مہاجر اور سات انصار تھے کوئی نہ رہا تھا ان چودہ شخصون مین حضرت ابو بکر اور حضرت علی
کا نام بھی ہی مگر حضرت عمر کا نام ان چودہ مین نہین ہی اس مقام پر مولانا کو تعجب لاحق ہوا ہی کہ کیون
ان چودہ مین نام حضرت عمر کا نہ لکھا مگر مین تعجب کرتا ہون کہ مولانا ممدوح نے کیون تعجب نہ کیا کہ حضرت
ابو بکر اور حضرت عمر کا نام اُس قسم مین نہ لکھا جو کونون مین اور دامنون مین پہارون کے چھپے تھے
جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا پھر لکھتے ہین کہ جب اصحاب آنحضرت جمع ہوئے تو ابو سفیان نے ندا کی کہ
هل فی القوم محمد هل فی القوم ابن ابی قحافہ هل فی القوم عمر ابن الخطاب
یعنے قوم مین محمد زندہ ہین ابو بکر ابن ابی قحافہ ہین عمر ابن الخطاب زندہ ہین جناب رسول اللہ
نے فرمایا جواب نہ دو آخر عمر ابن خطاب نہ رہ سکے بیتاب ہو کر جواب اُسکو دیا لیکن اُسکے آگے کا ذکر نہین
کیا کہ تیر اندازون مین تھے عمر ابن خطاب یا اُنمین جو بھاگے یا اُنمین جو متزلزل ہوئے وہ حکایت منتبہ ہی
ہان عثمان کے احوال مین آیا ہی کہ بھاگے احد کے روز جیسا کہ صحیح بخاری مین آیا ہی مگر عمر ابن خطاب
کا ذکر نہین ہی کہ بھاگنے والون مین تھے یا ہمراہ آنحضرت باقی رہنے والون مین انتہی آئندہ انشاء اللہ
ہم اس شبہہ کو مولانا عبد الحق صاحب کے رفع کر دینگے پھر لکھتے ہین کہ جب لشکر اسلام فراری ہوا
اور حضرت کو اکیلا چھوڑا حضرت غضب مین آئے اور پسینہ پیشانی مبارک سے متقاطر ہوا دیکھا کہ
حضرت علی پہلو مین کھڑے ہوئے ہین حضرت نے فرمایا کہ کسطرح کی بات ہی کہ تم یارون مین اپنے ملحق
نہ ہوئے یعنے نہ بھاگے اُنکے ہمراہ علی مرتضی نے کہا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ
یعنے آیا کافر ہون مین بعد ایمان کے بتحقیق مجھے تمسے کام ہی یارون سے کیا کام انتہی اس کلام سے
بھی فراریونکا ایمان سے خارج ہونا اور نبی و علی کا ایک ہونا اور دیگر اصحاب سے مستثنی ہونا ثابت
پھر لکھتے ہین کہ علی مرتضے نے جب یہ مردانگی کی تو جبرئیل نے حضرت سے کہا یا محمد یہہ کمال مواسات
اور جوان مردی ہی جو علی مرتضے تمسے کر رہے ہین حضرت نے فرمایا انہ منی وانا منہ بتحقیق کہ
وہ مجھسے ہی اور مین اُس سے جبرئیل نے کہا انا منکما یعنے مین تم دونون سے ہون کہتے ہین کہ
ایک آواز غیبی سنی کہ گوینده غیبی کہتا ہی لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار اور قصہ نادعلی بھی اسی معرکہ
مین واقع ہوا ہی اور مشہور جنگ خیبر ہی انتہی پھر لکھتے ہین کہ روایت کرتے ہین کہ انس ابن مالک کا
چچا واقعہ بدر مین حاضر نہین تھا چاہا کہ احد مین آکر تدارک مافات کرے جب پہنچا حضرت کا حال پوچھا

له مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۲۳

ٔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۲۴

ٔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۲۴

ٔ مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۱۲۵

لوگون نے کہا کہ ایسا سنتے ہین کہ حضرت مقام شہادت کو پہنچے تب اُنسے اصحاب سے کہا کہ یہہ روا ہی کہ تم جیتے رہو اور پیغمبر کو مار ڈالین یہہ کہکر محاربہ عظیم کیا اور شہید ہوا انتہی صاحب السیر لکھتے ہین کہ انس بن نضر عم انس بن مالک در معرکہ احد عمر ابن خطاب را دید کہ با طائفہ از اہل سلام در مقام تحیر نکونشستہ بود از وسبب حزن پرسید جواب داد کہ رسول بقتل رسید گفت پس دیگر حیات چہ بکند برخیزید و باعدا مقاتلہ نمائید تا کشتہ شوید انتہی مناہج النبوت اور حبیب السیر کا مضمون واحد ہی فرق یہہ ہی مولا عبدالحق صاحب لکھتے ہین کہ انس بن مالک نے لوگون سے پوچھا اور صاحب حبیب السیر لکھتے ہین کہ عمر ابن خطاب ایک طائفہ اہل سلام کے ساتھ متحیر بیٹھے تھے اُنسے پوچھا اس روایت سے بھی حضرت عمر کا اُس قسم مین ہونا ثابت ہی جو بھاگ کر دامنون مین پہاڑون کے چھپے تھے ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ فقد اختلف فی عمر ابن الخطاب ہل ثبت یومئذ ام لا مع اتفاق الرواۃ کافۃ علی ان عثمان لم یثبت و لواقدی ذکر انہ لم یثبت واما محمد ابن اسحاق والبلاذری فجعلاہ مع من ثبت ولم یفروا تفقوا کلہم علی ان ضرار بن الخطاب الفہری قرع راسہ بالرمح وقال انہا نعمۃ مشکورۃ یا بن الخطاب انی آلیت ان لا اقتل رجلا من قریش وروی ذلک محمد ابن اسحاق وغیرہ ولم یختلفوا فی ذلک و انما اختلفوا ہل قرعہ بالرمح وہو فار ہارب ام مقدم ثابت والذین رووا انہ قرعہ بالرمح و ہو ہارب ولم ینقل احد منہم انہ ہرب حین ہرب عثمان ولا الی الجہۃ التی فر الیہا عثمان وانما ہرب معتصما بالجبل وہذا لیس بعیب ولا ذنب لان المسلمین الذین ثبتوا مع رسول اللہ اعتصموا بالجبل کلہم و اصعدوا فیہ ولکن یبقی الفرق بین من اصعد فی الجبل فی آخر الامر ومن اصعد فیہ والحرب لم تضع اوزارہا فان کان عمر اصعد فیہ آخر الامر فکل المسلمین ہکذا صنعوا حتی رسول اللہ وان کان ذلک والحرب قائمۃ بعد فقد فرّ ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ اختلاف واقع ہوا ہی ثبات و رقرار عمر ابن خطاب مین اور جمیع روات کا اتفاق ہی کہ عثمان کو ثبات نہین ہوا اور واقدی نے ذکر کیا ہی کہ لم یثبت یعنے عمر ثابت نرہے اور محمد ابن اسحاق و ربلاذری نے رکھا ہی حضرت عمر کو اُس شخص کے ساتھ جو ثابت رہا اور نہین بھاگا اور اس امر مین کل کا اتفاق ہی کہ ضرار ابن خطاب فہری نے اُنکے سر مین نیزہ چبھویا اور ہلکا سا چرکا دیا اور کہا کہ یہہ نعمت مشکورہ ہی یا ابن الخطاب بہ تحقیق مین نے قسم کھائی تھی کہ مین کسی مرد قریشی کو قتل نکرونگا اور اسیطرح محمد ابن اسحق وغیرہ نے روایت کی ہی اور اسمین کسی نے اختلاف نہین کیا اور اختلاف واقع ہوا ہی تو اسمین کہ قرعہ رمح حالت فرار و حرب مین تھا یا وقت مقابلہ اور ثبات

حبیب السیر جزو سیم جلد اول صفحہ ۳۹

شرح نہج البلاغہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۹ سطر ۲۱

پس جو قائل ہین کہ حالت فرار مین ضرار نے نیزہ سر مین چبھویا تو کوئی ایسا نہین لکھتا کہ وہ بھاگے ہین اُسوقت کہ جسوقت عثمان بھاگے یا اُسطرف بھاگے جسطرف عثمان بھاگے اور جزاین نیست کہ بھاگنا انکا جبل پر واسطے پناہ لینے کے تھا اور یہہ عیب و رذنب نہین ہی اسواسطے کہ جن مسلمانونکی ثبات قدمی ثابت ہی اُن سب نے پہاڑ پر پناہ لیے ہی اور اُسپر چڑھے گئے ہین لیکن فرق یہ ہی کہ صعود جبل آخرامر مین ہوا کہ فتح ہو چکی تھی یا اُسوقت مین کہ لڑائی قائم تھی پس اگر پہاڑ پر چڑھنا آخرامر مین تھا تو سب مومنین حتی کہ پیغمبر خدا بھی پہاڑ پر چڑھے تھے اور اگر لڑائی قائم تھی ورنہ اسکے دار و گیر مین حضرت عمر پہاڑ پر چڑھے تو بتحقیق اُنھون نے فرار کیا انتہی پھر ابن حدید لکھتے ہین روی الواقدی ان عمر کان یحدث فیقول لما صاح الشیطان قتل محمد قلت ارقا فی الجبل کانی اروبۃ یعنے واقدی روایت کرتے ہین کہ بتحقیق عمر بیان کرتے تھے کہ جب شیطان نے چیخنا شروع کیا کہ محمد قتل ہو گئے تو گیا مین اُچکتا ہوا پہاڑ پر گویا کہ مین بز کوہی تھا دوسری روایت ہی جاءت فی ایام خلافۃ امراۃ تطلب بردا من برود کانت بین یدیہ وجاءتہ معہا بنت العمر تطلب بردا ایضا فاعطی لمراۃ وردا ابنتہ فقیل لہ فی ذلک فقال ان ابا ہذہ ثبت یوم احد وابا ہذہ و یوم احد ولم یثبت یعنے خلافت حضرت عمر مین ایک عورت چادر مانگتی ہوئی آئی اُن چادرونسے کہ حضرت عمر کے آگے رکھی ہوئی تھین اور اُسی عورت کے ہمراہ بنت حضرت عمر بھی چادر کو مانگتی ہوئی آئی پس حضرت عمر نے چادر اُس عورت کو دی اور اپنی بیٹی کو نہ دی پوچھا گیا اُنسے اسبات مین تو جواب دیا کہ اسکا باپ یوم احد ثابت قدم رہا اور نہ بھاگا اور اسکا باپ یعنے خود عمر بھاگے احد مین اور ثابت قدمی نہ کی روی الواقدی فی کتاب المغازی قصۃ حدیبیۃ یعنے واقدی نے کتاب مغازی مین بیان کیا ہی اور نیز ملا معین کاشفی نے معارج النبوت رکن ۴ باب نہم وقائع سال ششم ص ۱۹۱ سطر ۱۴ مین اسی مضمون کو بوضاحت بیان کیا ہی کہ حدیبیہ مین جب صلح کی پیغمبر خدا نے تو کہا عمر ابن خطاب نے یا رسول اللہ لم تکن حدثتنا انک ستدخل المسجد الحرام وتاخذ مفتاح الکعبۃ وتعرف مع المعرفین اپنے نہین کہا تھا کہ تم مسجد حرام مین داخل ہوگے اور کلید ہائی کعبہ لے لین گے فقال رسول اللہ اقلت لکم فی سفرکم ہذا قال عمر لا پس پیغمبر خدا نے جواب دیا کہ کیا مین نے تمسے اس سفر کا وعدہ کیا تھا کہا عمر نے نہین پیغمبر برحق نے فرمایا کہ قریب ہی کہ مسجد الحرام مین داخل بھی ہونگے اور کلید کعبہ بھی لے لینگے اور معرفین کے ہمراہ عرفہ بھی کرینگے ثم اقبل علی عمر وقال انسیتم یوم احد اذ تصعدون ولا تلوون علی احد وانا ادعوکم فی اخرکم انسیتم یوم الاحزاب اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب

شرح نہج البلاغہ
جلد ۳ صفحہ ۱۲۰

الحناجر انسیتم یوم کذا وجعل یذکرهم امورا انسیتم یوم کذا پھر آگے آئے رسول خدا
عمر کے اور فرمایا کہ آیا بھول گئے تم یوم احد کو جسوقت کہ تم چڑھے جاتے تھے پہاڑ پر اور کسیکو پیچھے پھر کر نہ
دیکھتے تھے اور مین بلاتا تھا اور پکارتا تھا ایک ایک کو کیا تم بھول گئے یوم احزاب کو جسوقت کہ آئے
وہ لشکر تمھارے پاس اوپر سے تمھارے یعنے جانب مشرق سے دو بنی غطفان سے اور نیچے سے
یعنی جانب مغرب سے وہ قریش تھے اور جسوقت کہ بصارتین تمھاری خیرہ ہوگئین تھین اور کلیجے تمھارے
منھ کو آگئے تھے بسبب خوف کے آیا بھول گئے تم اُن دنون کو غرض باربار پیغمبر برحق انسیتم فرماتے
تھے اور امور گذشتہ یاد دلاتے تھے فقال المسلمون صدق الله ورسوله انت یا رسول الله
اعلم بالله منا پس مسلمانون نے کہا کہ سچ فرمایا خدا اور رسول خدا نے ای رسول اللہ آپ اعلم ہین
قسم ہے خدا کی ہم سب سے فلما دخل عام القضیه وحلق راسه قال هذا الذی کنت
وعدتکم به پس جب وہ دن آیا اور حلق راس ہوا کہا کہ یہہ روز ہے کہ وعدہ کیا تھا مین نے تم سے
ساتھ اُسکے فلما کان یوم الفتح واخذ مفتاح الکعبة قال ادعوا الی عمر ابن الخطاب
فجاء فقال هذا الذی قلت لکم پس جب یوم فتح ہوا اور مفتاح کعبہ لے لی تو فرمایا بلاؤ عمر ابن
خطاب کو پس آئے اُسوقت فرمایا رسول خدا نے کہ یہہ وہ روز ہے کہ جسکا وعدہ کیا تھا تم سے قالوا
فلولم یکن فی یوم احد لما قال نسیتم اذ تصعدون ولا تلوون پس جو لوگ کہ
قائل ہین فرار حضرت عمر کے وہ کہتے ہین کہ اگر فرار نہین کیا حضرت عمر نے تو پیغمبر خدا نے کیون فرمایا
انسیتم الخ کو مخاطب ہوکر حضرت عمر سے اور اُنکے آگے جا کر انتہی خلاصہ یہہ ہے کہ ان روایات منقولہ
بالا سے تو صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر اُس قسم مین تھے جو بھاگ کر کونون مین اور پہاڑ کے دامنون مین
چھپے تھے اور فرار کرنا اُنکا خود اُنکی زبان سے اور پیغمبر خدا کی لسان سے جو روز حدیبیہ فرمایا جسکا ذکر
گذرا ثابت ہے اور ضرار ابن خطاب فہری کی گستاخانہ کلام اور قرع رمح سے کہ جسمین اختلاف بھی نہین ہے
صاف صاف ظاہر ہے کہ قرع رمح حالت فرار مین واقع ہوا اگر حالت ثبات مین اور مقابلہ مین تھا تو ضرار
کو کیون نہ منھ توڑ جواب دیا قتل کیون نہ کیا اگر جزاء الاحسان الا الاحسان منظور تھا تو زخمی ہی کر کے
چھوڑ دیا ہوتا اور واقدی نے یہہ جو رقم فرمایا کہ جو لوگ روایت کرتے ہین کہ حالت فرار مین پندرہ
چودہ یا اُنمین سے کوئی نہین کہتا کہ عمر بھاگے اُسوقت کہ جسوقت عثمان بھاگے یا جسطرف عثمان بھاگے
تھے اُسطرف بھاگے اور جز این نیست کہ وہ پناہ لینے کو پہاڑ پر بھاگے ہم بھی یہہ ہی گذارش کرتے ہین
کہ نہ اُسطرف بھاگے جسطرف عثمان بھاگے تھے نہ اُسوقت بھاگے جسوقت کہ عثمان بھاگے تھے بلکہ
بالضرور پناہ لینے کو کونون اور دامنون مین پہاڑ کے چھپے تھے مگر فرمانا شاہ عبد الحق صاحب کا
کہ وہ حکایت منقبدہ ہے ایسا ہے کہ گواہ چست و مدعی سست حضرت عمر تو اپنی خلافت مین بصدق مقال کو

ترک نہ فرماوین اور اقرار کرین کہ مین بھاگا ہی پیغمبر خدا نے ستم یوم احد و احزاب فرما کر یاد دلاوین محدثین مورخین ضبط و ثبت کرتے جائین مگر اللہ رے شبہہ کہ کسیطرح بر طرف ہی نہین ہوتا اب ورملاحظہ ہو ابن ابی الحدید کہتے ہین کہ قال لو واۃ من اہل الحدیث ان ابابکر لم یفر یومیئذ وانہ ثبت فی من ثبت وان لم ینقل عنہ قتل و قتال والثبوت جہاد و فیہ وحدہ کفایۃ یعنے راویان اہل حدیث کہتے ہین کہ بہ تحقیق یوم احد ابو بکر نہین بھاگے اور وہ ثابت رہے اُسکے ساتھ جو ثابت رہا اگرچہ اُنسے قتل ور قتال منقول نہین ہی اور ثابت رہنا بھی بمنزلہ جہاد کے ہی کہ ہمراہ آنحضرت کے تھے اور اُنکی نسبت فقط وہ جہاد کافی ہی یہہ روایت بھی معنی کثیر رکھتی ہی یعنے فرار یوم احد بھی ثابت نہین اور ثبات کا ثبوت اگرچہ نہ کسیکو قتل کیا نہ کوئی مقتول ہوا کسی سے مقابلہ ہوا نہ کوئی خود اُنسے معارض ہوا نہ کسیکو زخمی کیا نہ خود زخمی ہوئے فقط جہاد مین ہمراہی آنحضرت کا ثبوت ہی وہی اُنکے ثبات کے لیے کافی تصور کیا گیا ہی حالانکہ قصۂ احد مشہور اور کتب احادیث و تفسیر و تواریخ مین مسطور ہی کہ ایسی شکست ہوئی کہ ہوش و حواس اہل اسلام مین باقی نہ رہے تھے آپسمین ایک دوسرے کو قتل کررہے تھے ایسے مہلکہ مین نہ حضرت ابو بکر بھاگے نہ درجہ شہادت پر فیض یاب ہوئے نہ زخمی ہوئے نہ زخمی کیا نہ حراست و حفاظت پیغمبر زمان کر سکے نہ کوئی انسے متعرض ہوا پیغمبر خدا زخمی ہوئے دندان مبارک شہید ہوئے کڑیان خود کی رخسار و مین گھس گئین گڑھے مین گر پڑے مگر حضرت ابو بکر کو کوئی امر پیش ہی نہین آیا مگر استقامت پر نہ علماء سنت کو شبہہ ہوتا ہی نہ استعجاب ہذا لشئے عجاب در منثور سیوطی سورہ آل عمران مین ہی عن عمر قال لما کان یوم احد ہزمنا ففررت حتی صعدت الجبل ولقد رایتنی انزو کانی اروی یہ کہا عمر نے کہ احد کی لڑائی مین ہم بھاگے پہاڑ پر اور دیکھتا تھا مین اپنے تئین اچکتا ہوا اسطرح کہ جیسے بز کوہی اچکتی ہی تاریخ الخلفا باب شجاعت حضرت صدیق مین ہیثم ابن حکم کی مسند سے نقل فرماتے ہین قال ابو بکر لما کان یوم احد انصرف الناس کلھم عن رسول اللہ فکنت اول من فاء یعنے کہا ابو بکر نے کہ جب یوم احد ہوا انصراف کیا کل آدمیون نے رسول اللہ سے پس مین اول اُس شخص کا ہون کہ جسنے رجوع کی دوسری حدیث صحیح حاکم سے منقول ہی عن عائشۃ قالت قال ابو بکر الصدیق لما جال الناس عن رسول اللہ یوم احد کنت اول من فاء عائشہ صدیقہ سے مروی ہی کہ کہا ابو بکر صدیق نے کہ جسوقت معرکہ کارزار مین جولان کیا آدمیون نے رسول اللہ سے یوم احد تو تھا مین اول اُسکا کہ رجعت کی جسنے اس حدیث مین اور حدیث اول مین جو لفظ فا ہی وہ خود دلالت کرتا ہی کہ رجعت کی ابو بکر نے اس لیے کہ فا بمعنے رجع ہی اور یہہ بھی ان دونو حدیثون سے ثابت ہوتا ہی کہ انصرف الناس اور جال الناس مین بھی ابو بکر صدیق شریک ہین کہ رجعت مین اُن سب پر سابق اور اول ان سب کے ہین اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ اہل حدیث

سے جدال وقتال قتال ابھی نہین کیا اب خیبار رہی خواہ انصرف الناس عنی اوجاز الناس خواہ فر الناس مین حسبین چاہیے شریک فرمائیے لیکن جب تک کہ موقع جنگ سے ٹل جاتا کہ خود بخود ثابت ہو رہا ہی قبول نہ کیا جائیگا اول مین فار صادق نہ آئیگا اور مولانا صاحب نے جو رقم فرمایا کہ وہ حکایت مشتبہہ ہی اسکا بڑا سبب یہہ بھی ہی کہ روایات کے اختلاف پہ عمل فرمانا اور تحقیق سے ہاتھ اُٹھایا ہی ورنہ تحقیق سبب اختلاف روات سے رفع اشتباہ بخوبی ہو جاتا راویون کے اختلاف کرنیکا بڑا سبب یہہ ہی کہ جسنے موقع جنگ سے منحرف پایا اور صاعۃ معتصما الی الجبل دیکھا یا گوشہ جبل مین ہمراہ طائفہ فارۃ متحیر بیٹھا ہوا پایا اُن لوگون نے فراریوئین محسوب کیا اور جن لوگون نے پیغمبر خدا کے پاس وقت مراجعت وحصول فتح دیکھا ثابت قدم کہا مگر خود حضرت صدیق اکبر کے صدق مقال سے کہ فرماتے تھے کنت اول من فاء اور فاروق اعظم کے بیان سے کہ اقبلت ارقا الی الجبل کانی اروی یہہ فرمایا سب اختلاف مرتفع ہوگئے اور علی جمیع الاحوال اختلاف مورخین اور محدثین کا ثبات اور فرار مین تو بلا اختلاف ہی بس صفت فرار سے متصف ہونا حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا بعید از قیاس تو نہ ٹھرا کوئی گناہ تو قرار نہین پایا بلکہ فی الظاہر کوئی ذلت اور منقصت بھی نہین ہوسکتی ہی نہ منصب خلافت کے مخالف قرار پاتا ہی کہ خود مولانا عبدالحق صاحب اور تمام محدثین حتیٰ کہ امام بخاری تک فرار حضرت عثمان کے قائل ور مصرح ہین اور بالاتفاق ثابت ہی کہ پیغمبر برحق کو ایسے مہلکہ مین تنہا چھوڑ کر بیک است بھاگے کہ شہر مین جاکر دم لیا اور بعد شعلہ جنگ کے تسکین پانیکے خدمت مین آنحضرت کی حاضر ہوئے اور عند البعض تو بعد تین روز کے تشریف لائے پھر اس فرار نے اُنکو کونسی مضرت پھنچائی کیا شان وشوکت حضرت عثمان کی گھٹ گئی کونسا فضائل ومناقب مین نقصان واقع ہوا کیا افضلیت حضرت عثمان کی حضرت علی پر بالاتفاق ثابت نہین کی گئی کیا استحقاق خلافت مین کچھ کمی ہوئی کیا خلیفہ درجہ ثالث مین بشورہ و باجماع اُمت معین نہین ہوئے کیا وہ شورہ اور اجماع ضلالت قرار پایا کیا باوجود فرار کے حضرت عثمان لیس بفرار اور علیؑ ابن ابی طالب سے افضل نہین قرار پائے چنانچہ یہہ مسئلہ تو اعتقادیہ ہی تمام کتب عقائد اس بیان سے مملو ہین اور نیز عبدالحق صاحب رقم فرماتے ہین وفضلہم علی ترتیب الخلافۃ والمراد بالافضلیۃ الکثرۃ الثواب یعنے افضلیت خلفاء اربعہ کی علی ترتیب الخلافت ہی اور مراد افضلیت سے اکثریت ثواب ہی پھر تصریح فرماتے ہین ومقام ثانی آنکہ افضلیت خلفاء اربعہ بر ترتیب خلافت است یعنے افضل اصحاب ابوبکر است ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ پس از برائے خدا فرمائیے کہ فرار سے کیا بگڑ گیا کونسا خلل پڑگیا پھر اسقدر کد وکوشش کرنا کہ فرار شیخین مین اختلاف ہی یا یہہ حکایت مشتبہہ بھی محض ہٹ دھرمی ہی بالفرض یوم احد اختلاف ہی صحیح فرار اور اثبات مین اور یوم خیبر بھی رجع ولم یفتح سے فرار مراد نہین تو پیغمبر برحق کا یہہ فرمانا کہ کل اُسکو علم دونگا جو لیس بفرار ہی کیا معنی رکھتا ہی اور دوسرے غزوات مین فرار تو بالاتفاق مثل شمس آشکار ہی چنانچہ ملا معین کاشفی ذکر جنگ احزاب مین رقم فرماتے ہین اُسکا خلاصہ یہہ ہی

کہ جب بعد اکرمہ الاذان کیا مومنین نے محاصرہ کرلیا تو اُن کفار مین ایک پہلوان تھا کہ بوفور شجاعت وبکمال جرأت کے قبائل عرب مین مشہور تھا اور مبارزان عرب اُسکو مقابل مین ہزار سوارون کے جانتے تھے چنانچہ عمر کہتے تھے کہ ایک مرتبہ مین اسباب تجارت لیکر ہمراہ ایک طائفہ کے کہ اُسمین عمرو ابن عبد ود بھی تھا بعزم شام روانہ ہوا ناگاہ قریب ایک ہزار قطاع الطریق کے ہمپر آگرے اور اہل کاروان ایسے ہراسان ہوئے کہ جان ومال دونون سے ہاتھ دھو بیٹھے اس اثنا مین عمرو ابن عبد ود نے نیام سے تیغ کھینچی اور مانند شیر ژیان اور پیل دمان کے مخالفون پر حملہ آور ہوا اور سبکو بھگا دیا اور قافلہ کو صحیح وسالم لیکر اُس راہ سے گذر گیا پھر صاحب معارج رقم فرماتے ہین کہ روز جنگ قریب سو سرہنگون کے ہمراہ عمر ابن عبد ود خندق کے کنارہ پر آئے اور عمرو نے اپنے گھوڑے کو تازیانہ مارا کہ ایک ہی جست مین خندق کے پار ہوا اور قریب لشکر اسلام پہنچکر مبارز طلب کیا چونکہ اہل اسلام اُسکی شجاعت وزور سے مطلع ہوچکے تھے اور تہور ومردانگی سے اُسکی واقف ہوچکے تھے ایسا خوف اُنپر غالب ہوا کہ خون اُنکے بدنون کا خشک ہوگیا اور سر بگریبان ہوکر کھڑے ہو رہے کوئی مقابلہ کو نہ نکلا اُسوقت جناب رسالتمآب صلعم نے فرمایا کہ کون میرا ایسا دوست ہی کہ شر کو اس دشمن کے مجھسے دفع کرے کسی مین جان باقی نہ تھی سب خاموش کھڑے رہے اُسوقت علیؑ نے فرمایا انا ابارزہ پیغمبر برحق نے جواب مین اُنکے کچھ نہ فرمایا دوسری مرتبہ عمرو ابن عبد ود نے مبارز طلبی کی اس مرتبہ بھی سب نے سکوت کیا اور کچھ جواب ندیا پھر علیؑ ابن ابیطالب نے رخصت حرب طلب کی رسالتمآبؐ نے اس مرتبہ بھی رخصت ندی اب تیسری مرتبہ عمرو ابن عبد ود نے نہایت توہین سے کہا کہ تم مین کوئی مرد بھی ہی یا نہین کہ مرد میدان نبرد ہوا ور مردانگی کرے بار سیوم بھی اصحاب مین سے کسیکو بجز خاموشی ور سر بگریبان کھڑے رہنے کے طاقت جواب کی نہ ہوئی پھر علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے اُسوقت حضرت ختمی مرتبت نے اپنی شمشیر جسکا نام ذوالفقار تھا کمر مین شاہ ولایت کی لگائی اور اپنی زرہ خاص پہنائی اور اپنا عمامہ سر پر اُنکے باندھا پھر دونو ہاتھ جانب آسمان بلند کئے اور دعا فرمائی کہ خداوندا عبیدہ کو روز بدر اور حمزہؓ کو یوم احد لے لیا تو نے اور یہہ علیؑ بھائی میرا اور ابن عم میرا ہی فلا تذرنی فردًا وانت خیر الوارثین یہہ فرمایا اور رخصت کیا علیؑ اُسوقت پیادہ روانہ ہوئے انتہی ور اس حدیث کو دیلمی نے بھی بیان کیا ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا اللھم انک اخذت عبیدۃ ابن الحارث یوم بدر وحمزۃ ابن المطلب یوم احد وھذا علی فلا تذرنی عنی فردًا وانت خیر الوارثین خداوندا بتحقیق لے لیا تو نے عبیدہؓ ابن حارث کو بدر کے روز اور حمزہؓ ابن مطلب کو احد کے روز اور یہ علیؑ ہی پس نہ چھوڑ تو مجکو تنہا اور تو خیر الوارثین ہی وروی المحاملی فی امالیہ عن ابن عباسؓ قال سمعت عمر یقول جاء عمر بن عبد ود فجعل یجول بفرسہ حتی جاوز الخندق وجعل یقول ھل من مبارز وسکتنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ

وسلم ثم قال رسول الله هل یبارزه احد فقام علی فقال انا یا رسول الله فقال رسول الله صلعم
هل یبارزه احد فقال علی دعنی یا رسول الله فانما انا بین حسنین اما ان اقتله فیدخل النار
واما ان یقتلنی فادخل الجنة فقال رسول الله اخرج یا علیؑ فقال عمرو یا ابن اخی من انت
قال انا علی قال ان اباک کان ندیما لی لا احب قتالک فقال علی انک کنت اقسمت لا
یسئلک احد ثلثا الا اعطیته فاقبل منی واحدة فقال عمرو وما ذاک قال دعوتک ان
تشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله فقال عمرو لیس لی ذلک سبیل قال
فترجع فلا تکون علینا ولا معنا قال انی نذرت ان اقتل حمزة فسبقنی الیه
وحشی ثم انی نذرت ان اقتل محمدا قال علی فانزل فنزل فاختلفنا فی ضربتہ فضربه
علیؑ فقتله ترجمہ روایت کی ہی محاملی نے اپنی امالیہ مین ابن عباس سے کہا سنا مین نے عمر سے کہ کہتے
تھے کہ عمرو ابن عبدود اپنے فرس کو جولان کرتا ہوا آیا اور خندق کو پھاند کر مبارز طلبی کی اور کہتا تھا ہی کوئی
لڑنے والا ہی اور اصحاب رسول اللہ سب ساکت تھے بعدہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ آیا ہی کوئی مقابلہ کرنے والا
اس عبدود سے پس علیؑ کھڑے ہوئے اور کہا مین ہون یا رسول اللہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے فرمایا آیا کوئی اس سے مقابلہ کرنے والا ہی پھر کوئی نہ بولا پس علیؑ نے بار دیگر بھی فرمایا کہ رخصت دیجیے
مجھکو یا رسول اللہ کہ مین درمیان دو فائدون کے ہون یا مین قتل کرونگا اور فی النار کرونگا اسکو یا وہ مجھکو
قتل کریگا اور داخل جنت ہونگا مین پس پیغمبر برحق نے اجازت دی جب میدان کارزار مین پہنچے اور مقابل عمر
ابن عبدود ہوئے اُسنے کہا یا ابن اخی تو کون ہی جواب دیا کہ مین علیؑ ہون اُسنے کہا کہ تیرا باپ میرا دوست تھا
مین قتال کو دوست نہین رکھتا تجھ سے پس علیؑ نے کہا کہ مین نے سنا ہی کہ تو نے قسم کھائی ہی کہ جو تو مجھسے تین
سوال کرے تو تو ضرور ایک کو قبول کریگا پس اُن سوالون سے ایک میرا سوال قبول کر عمر ابن عبدود نے کہا کہ
وہ کیا سوال ہی کہا کہ تو اشہد ان لا اله الا الله کہہ عمر نے کہا کہ یہہ مجھسے ممکن نہین علیؑ نے فرمایا کہ پس تو ہم سے
نہ مقابلہ کر نہ ہمارا شریک ہو یعنے پھر جا تین مرتبہ اسی قول کو فرمایا اُسنے جواب دیا کہ مین نے نذر کی تھی کہ
کہ حمزہؑ کو شہید کرونگا پس سبقت کی مجھپر وحشی نے بعد اُسکے مین نے نذر کی ہی کہ مین محمدؐ کو قتل کرون فرمایا
علیؑ نے پس اُتر گھوڑے سے پس وہ فورًا کود پڑا اور متواتر حرب وضرب طرفین سے ہونے لگے اور حضرت
علیؑ مرتضے نے قتل کیا اُسکو وقال الشافعی عمرو بارز یوم الخندق عمرو ابن عبدود کانه خرج
ونادی من یبارز فقام علیؑ وهو مقنع بالحدید فقال انا له یا نبی الله فقال انه عمرو
اجلس فنادی عمرو الا رجل یبارز ثم جعل یوبخهم ویقول این جنتکم التی
تزعمون ان من قتل منکم دخلها افلا یبرز الی رجل الخ وفیه فاستقبله علی بدرقته
فضربه عمرو فقد الدرقة فقدها واثبت فیها السیف واصاب راس علیؑ فشجه وضربه

علی ع علی حبل عاتقه فسقط قتیلا وجاء فی بعض الروایات ان الله علیه انه ابارز مبارز فقال رسول الله
الیوم برز الایمان کله للشرک کله الی حیاة الحیوان الکبری ترجمہ شافعی نے لکھتے ہیں کہ تھا یہ مقابلہ علی سے
یوم خندق عمرو ابن عبدود کا اس صورت کہ عمر نکلا اور پکارا کون شخص مقابلہ کرتا ہے پس علی آنحضرت ہوئے اور
وہ پوشیدہ تھے لوہے مین پس کہا مین ہون اسکا مقابل یا رسول اللہ پس کہا پیغمبر خدا نے کہ یہ تحقیق وہ عمرو ہے
بیٹھ گئے علی پس بار دیگر پکارا عمرو آیا کوئی مرد نہین ہے کہ مقابلہ کرے اور اُنپر طعن کرتا تھا اور طعن کرتا تھا کہ
کہان ہے جنت تمہاری جسکا تم گمان کرتے تھے کہ جو شخص تم مین سے قتل ہوگا تو داخل ہوگا اس مین آیا مجھ
کیون نہین نکلتا میری طرف کوئی مرد الخ اور یہ بھی کہ رہا تھا کہ نکلے علی اور آگے گئے اسکے اور سپر لیے ہوے
تھے پس مارا عمرو نے ہاتھ تلوار کا اور پڑا سپر پر پس پھاڑا اس ڈھال کو اور ٹھہری اس مین تلوار اور پہونچا سر علی
کو ہلکا زخم پھر مارا علی نے ہاتھ اسکی گردن پر پس جدا ہوگئی گردن اور گر پڑا اور بعض روایات مین آیا ہے کہ جسوقت
علی لڑتے تھے عمرو ابن عبدود سے تو پیغمبر خدا فرماتے تھے کہ آج کے روز کل ایمان مقابل کل شرک کے ہے کذا فی
حیاة الحیوان الکبری انھین مضامین کو ملا معین ہروی نے رقم فرمایا ہے کہ جب پیغمبر خدا رب لا تذرنی فردا و
انت خیر الوارثین فرما چکے بعد ازان حضرت مرتضی پیادہ روان شد و در آن معرکہ عمرو سوار بود که علی سر راه برو گرفت
و گفت ای عمرو تو گفته که هیچ کس سه چیز از تو نخواهد مگر اجابت کنم عمرو گفت بلی چنین است امیر گفت من ترا
بخوانم بآنکه گواهی دهی که خدا یکی است و محمد رسول او است و منقاد شوی پروردگاری که پروردگار همه عالمیان
است عمرو گفت این توقع از من مدار که این امر از من نیاید امیر گفت امر دیگر اختیار کن که مباشرت آن امر ترا
بهتر است عمرو گفت آن کدام است امیر المومنین گفت دست از محاربه اهل اسلام بدار و بدیار خود بازگرد که اگر کار
محمد نظام و رونق گرفت و بر جماعت اعدای خود مظفر و منصور گشت تو اسعاد و امداد او بجای آورده باشی و اگر
کارش برعکس شود بی منازعت و مخاصمت تو آنچه مقصود تو باشد بوصول پیوندد عمرو گفت زنان قریش این
نقل نه کنند هرگز که من قدرت یافته باشم بر نذر خویش و وفا ننمایم و بوطن بازگردم و نذر وی آن بود که روز بدر
که زخم خورده گریخته بود نذر کرد که تا انتقام از محمد نکشد روغن بر سر خود نه مالد القصه چون عمرو از این هر دو امتناع
نمود امیر المومنین علی فرمود که کار ما و تو منتها تا به قرار گرفت عمرو بخندید و گفت این خصلتی است که گمان نمی بردم که هیچکس
از دلیران عرب این التماس را از من تواند نمود بازگرد که تو هنوز در حداثت سن هستی هنوز ترا وقت نیست که
با مردان در میدان نبرد درزی و حال آنکه میان من و پدر تو دوستی و برادری بود و نمیخواهم که خون تو بر دست ما ریخته
شود امیر المومنین فرمود که اگر تو دوست نمیداری که خون من بر دست تو ریخته شود من دوست میدارم که خون
ترا بریزم عمرو از این سخنش بغایت بر آشفت و از مرکب خود فرود آمد و اسپ خود را پی کرد و شمشیر خویش از نیام
برکشیده از سر خشم و غضب بر علی حمله آورد و علی سپر بر سر کشید و دفع ضرب کشیده و آن مقهور بیباک تیغ آتش ناک بر سر
امیر فرود آورد که اگر آن ضرب را بر کوه خارا زدی از جا بر آمدی حاصل آن تیغ بر سپر آمد چنان بشگافت که از آن

آن بفرق ہمایون امیر رسید آنگاہ حیدر کرار بیک ضرب ذوالفقار بدن آن ملعون خاکسار را از بار سر سبکبار گردانید و بالفور بآواز بلند تکبیر بگفت وچون رسول آواز تکبیر علی شنید دانست کہ عمرو ملعون مقتول گشت خلاصہ یہ ہی کہ ضرار ابن خطاب اور ہبیرہ ابن ابی وہب اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی سے کہ ہمراہ عمرو تھے مقابلہ کیا ضرار بھاگ کر نکل گیا ہبیرہ اور نوفل کو امیر المومنین نے قتل کیا منقول ہی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا مبارزۃ علی بن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ اور دوسری روایت ہی کہ ضربۃ علی یوم الخندق افضل من عبادۃ الثقلین پس اس جنگ خندق کے وقوع مین اور اصحاب کے اضطراب وتحیر وخوف مین تو کوئی شک نہین ہی اور عمرو بن عبدود کی مبارز طلبی اور اصحاب کے سر بہ گریبان ہو کر کھڑے رہنے مین تو اختلاف نہین ہی اور استیلاے خوف وہراس وہ اضطراب قلوب اصحاب تو قرآن مجید اور فرقان حمید سے ثابت ہی اور وقت مبارز طلبی عمرو خوف سے اصحاب کے جان پر بن جانا خون کا بدنون مین خشک ہو جانا سر بگریبان ہو کر کھڑے رہنا اور پیغمبر برحق کا فرمانا کون میرا دوست ہی کہ اس دشمن کے شر کو مجھ سے دفع کرے اور بار بار فرمانا رسول خدا کا ھل مبارزہ احد اور کسی کا جواب نہ دینا بجز علی بن ابی طالب کے تو احادیث وتفاسیر وتواریخ وسیر سے بلا اختلاف ثابت ہی اور یہی معرکہ یوم حدیبیہ پیغمبر برحق نے یاد بھی دلایا ہی اور حق تعالی نے کلام مجید مین اذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر فرمایا ہی اس جنگ خیبر مین ہم بھی کہتے ہین کہ فرار کسی صحابی کا ثابت نہین ہوتا مگر یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ ھل من مبارز یا مبارزہ کا جواب بھی کسی نے نہ دیا اور کسی نے اتنی ہمت بھی نہ کی کہ دوستی پیغمبر ظاہر کرتا اور اس دشمن سے آنحضرت کے بچانے کی کوشش کرتا اگرچہ آتش جدال وقتال کی تاب نہ لاتا فرار ہی کرتا فرار وثبات تو بعد مقابلہ ومقاتلہ واقع ہوتا ہی جو میدان کارزار مین نکلیگا نہین سکا فرار وثبات کیونکر ثابت ہو سکتا ہی فرار تو باین وجہ افضل قرار پاتا ہی تدبر وتفہم ملا معین ذکر غزوۂ حنین مین فرماتے ہین حضرت پیغمبر وقت سحر بود کہ تعبیہ لشکر نمودہ علم با امیر المومنین عمرو دیگر با امیر المومنین علی ع ودیگر بسعد وقاص ہمچنین ہر قبیلہ را از قبائل بلواے اختصاص نمود نقل است کہ چون آن جنود ظفر ورود از مکہ بیرون شد نظر خجستہ اثر صدیق اکبر بران کثرت وشوکت افتاد وبر زبان مبارکش گذشت کہ امروز بہ سبب قلت سپاہ مغلوب نخواہیم شد وبواسطہ صمد درین سخن در حنین اول لشکر بنی ثقلین شکست یافتند وآیت لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم درین باب نازل گشت ملا معین ہروی لکھتے ہین چون محل گذرگاہ تنگ بود سپاہ اہل اسلام از طرق متعددہ بوادی حنین در آمدند مخالفان انتظار فرصت نمودہ یکبار بر مسلمانان حملہ آوردند وتیر اندازان مشرکان جبہ ہیر بجانب اہل اسلام فرو ریختند مقدمہ لشکر خالد ابن ولید فرار نمود چہ اکہ ایشان ندانستند دیگر تفرقہ در میان اہل اسلام بمرتبہ واقع شد کہ بیش از معدودی چند پیش آنحضرت نماندند واز جملہ دلاورانکہ دران روز ثبات قدم ورزیدند امیر المومنین علی بود وعباس وعبد اللہ مسعود وسفیان بن حارث بن عبد المطلب واولاد جعفر وربیعہ وقثم وفضل پسران عباس واسامہ بن زید وبرادر مادری او ایمن ابن ام ایمن حضرت رسالت پناہ

سلہ رکن چہارم باب یازدہم وقائع سال ہشتم از ہجرت صفحہ ۲۶۱ سلہ صاحب حبیب السیر وغیرہ لکھتے ہین صفحہ ۶۴ ج ۱

چون دید که اصحاب بمقتضاے الفرار ممن لا یطاق من سنن المرسلین عمل مینمایند میفرمود الی این ایہا الناس
پھر بعد چند سطرون کے رقم فرماتے ہین ورروایت است که آن روز چہار کس بیش آنحضرت بیش نماند دو از بنی ہاشم
علیؑ و عباس و سفیان الحارث و یکی و دیگر غیر بنی ہاشم و آن ابن مسعود بود پھر فرماتے ہین آورده اند که چون
اصحاب در حنین متفرق شدند حضرت مقدس نبوی صلی الله علیه و آله وسلم دیگ چند معدودی که چہار نفر بود بامجمع
روایات باقی نماندند و کذا فی روضة الصفا و حبیب السیر پھر طاعنین رقم فرماتے ہین در کشف الغمه آورده
که بعد از غزوهٔ تبوک اعرابی بنزد آنحضرت آمد و گفت قومی از عرب در وادی الرمل آمده اند داعیه آن دارند که
به سبیل شبخون بجانب مدینه توجه نمایند سرور صلی الله علیه و آله وسلم با یاران گفت که کیست سعیدی که دفع شر این
جماعت نماید طائفهٔ از اصحاب صفه و غیرہم درامر رغبت نمودند آنگاه حضرت رسالت لوا را با امیر المومنین ابوبکر
صدیق داده بر آن طائفه اش امیر گردانید و بر سر راه اعدا فرستاد و مقام لفان را وادی بود کثیر الحجارة
و الاشجار چنانچه انحدار در ان وادی دشواری نمود و چون مومنان خواستند که پای در ان وادی نهند و دست
بروی نمایند ناگاه ارباب خلاف اتفاق نموده از ان وادی بیرون رفتند و دست به شمشیر و تیر برده نیران
قتال اشتعال پذیر رفت چنانچه بسیاری از سپاه اسلام شربت شهادت چشیدند و باقی راه انہزام پیش گرفتند
و بمدینه مراجعت نمودند بعد از ان که آن سرور صلعم از ان واقعه اطلاع یافت عقد رایتی نمود و بفاروق اعظم رض
تسلیم نمود و چون بمقصد رسید خواست تا در ان وادی در آید مشرکان که از عقب اشجار و احجار کمین کرده بودند
بیرون آمدند و روی بمسلمانان بیاوردند و بعد از کوشش و کشش لشکر اسلام باز طریق فرار اختیار کرده بدار
اسلام معاودت نمودند بعد از وقوع این شیوه عمرو عاص که بشیوهٔ مکر و حیله اختصاص داشت التماس
نمود که آنحضرت صلعم او را بر ایشان فرستند تا بمقتضاے الحرب خدعة عمل نماید و اعدا را مغلوب و مقہور
گرداند آنحضرت التماس او را مبذول داشت و او را امیر جمیع گردانیده بجانب مخالفان فرستاد و او نیز چون متوجه
معاندان شد و در مقابله و مقاتله ایشان در آمد منہزم باز گشت و بعضی از مسلمانان شہید شدند و بعد از چند روز
از مراجعت عمر ابن عاص حضرت نبوی از برای امیر المومنین علیؑ لوای راست کرد دست بجانب آسمان برداشت
و در شان او دعای نیکو به تقدیم رسانید و تا به مسجد احزاب بتشییع شاه مردان قدم رنجه فرمود و فرمان داد که
امیر المومنین ابوبکر و امیر المومنین عمر و عمرو ابن عاص و جمیعی دیگر از یاران رضی الله عنہم در ان سفر با امیر المومنین
علیؑ رفاقت نمایند و از صواب دید او تجاوز نه نمایند امیر المومنین علیؑ از طریق وادی الرمل اعراض نمود متوجه عراق
عرب شد بعد از طی منازل گرد عزیمت محاربت مخالفان نموده روز از راه بر کران میرفت و بآسایش و استراحت
می پرداشت و چون بمساکن اہل نفاق رسیده سپاه را به تسکین دلالت نمود و خود پیش پیش لشکر روان شد عمرو
عاص خواست تا در انچه رای امیر بران قرار گرفته تغیر داده در ان قوم تفرقه پدید آرد با یاران گفتند که چون ما را حضرت
رسالت بمتابعت شیر یزدان دلالت نموده بیرا مون خلافت او گشتن و با تو اتفاق نمودن ... الغصه

له معارج النبوة رکن ۳ باب ۱۱ وقائع سال ہشتم از ہجرت ص ۲۹۳ سه روضة الصفا ج ۲ ص ۱۵۱ سه حبیب السیر ج ۱ ص ۶۵ از کشف الغمه نقل کرد که زیاده از ده کس که نه نفر از ان ہاشمی بودند و قولی آنکه غیر از چہار نفر ثابت قدم نمودند سه معارج النبوة رکن ۳ باب ۱۱ وقائع سال نہم ص ۲۹

شاہ مردان برانچہ ضمیر منیرا و عکس انداختہ بود عمل نمودہ میراند تا وقت طلوع فجر بر سر عدو رسیدہ بر وفق خاطر خواہ
الحمد للہ از معاندان انتقام کشید و صاحب کشف الغمہ گوید کہ سورۂ والعادیات درین باب نازل شدہ و آن
سرور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اصحاب را بالفتح بشارت داد چون شاہ مردان مرتضی کرم اللہ وجہہ مراجعت نمود و
بنزدیک مدینہ رسید آن سرور صلعم یاران را باستقبال امر فرمود و خود نیز با یاران روان شد دران زمان کہ چشم
ولایت مآب و بر روی فرخندۂ آن سرور صلعم افتاد از اسپ پیادہ شد آن سرور فرمود کہ ای علی سوار شو کہ خدا و رسول
او از تو راضی اند شاہ مردان از غایت فرح درگریہ درآمد آنحضرت فرمود کہ اگر اندیشہ آن نمی داشتم کہ طوائف امت
دربارۂ تو گویند آنچہ دربارۂ مسیح یعنی عیسی ابن مریم گفتند ہر آئنہ دربارۂ تو سخنی میگفتم کہ بر ہیچ گروہی نمی گذشتی
الا آنکہ خاک قدمت را بردا شتند کحل الجواہر دیدہ ہای خویش میکردند حاصل یہ ہی کہ جنگ حنین مین بھی فرار
ثابت ہی اور وادی الرمل مین تو سب تمام لشکر کے فرار فرمانا موجود ہی ہم تو یہ تعجب کرتے ہین تحریر عبد الحق اور
بعض دیگر علما سے کہ اسقدر کیون کدو کوشش کی گئی ہی اور امر حق مین کس واسطے اخفا کیا گیا ہی کہ اکثر غزوات مذکورہ
اور دیگر غزوات مین جو فرار اکثر مسلمین مذکور ہی کہ احد مین احزاب مین حنین مین بدر مین فرار اور جو جو امور ناپسندیدہ
منقول ہین کیا وہ افعال داخل افعال مسلمین کے نہین تھے کیا وہ لوگ اصحاب کیا رمین محسوب نہین تھے پھر جب اُن
سب کا فرار بلا خلاف ثابت ہی تو ان صاحبون کو اصحاب سے کیون مستثنی کیا جاتا ہی اگر انکا فرار بھی ثابت ہو تو کونسا
بڑا نقصان ہی کہ مولانا صاحب تکملۃ الایمان فرماتے ہین کہ از قطعیت خلافت قطعیت افضلیت لازم نیاید و ظنیت
افضلیت ظنیت خلافت را مستلزم نگردد پس قطعیت فرار و قطعیت خلافت کی معارض نہین ہی اور ظنیت فرار تو
قطعیت خلافت کے منافی بطریق اولی نہین ہی پھر فرار سے اسقدر فرار کرنا اور فرار کو ثبات قرار دینے مین
اسقدر ثبات کرنا مقام استعجاب ہی تنبیہ مولانا صاحب صحیح بخاری سے نقل کرتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ براء بن
عازب سے پوچھا کہ آیا تم بھاگے تھے حنین کے روز اُسنے کہا ہان لیکن نہین بھاگے رسول خدا اور مرکز
استقامت پر ثابت رہے اور اپنے بغلہ بیضا پر سوار تھے اور کہتے تھے انا النبی لا اکذب انا ابن
عبد المطلب اس مقام پر عبد الحق صاحب رقم فرماتے ہین کہ جائز نہین اُس جناب یعنی پیغمبر پر فرار اور ہرگز کسی
مقام پر فرار و انہزام نہین کیا اور خود فرار کیا صورت رکھتا ہی ساتھ اُس شجاعت کے اور حضرت حق کے ایسے
مضبوط وعدے کے ہوتے متزلزل ہون اور فرار کرین نعوذ باللہ اور علما متفق ہین کہ سرور عالم نے ہرگز فرار
نہین کیا اور قاضی عیاض نے شفا مین ابن مرابط سے نقل کیا ہی کہ جو کوئی کہے کہ فرار کیا پیغمبر برحق نے تو اُسکو
توبہ کرنا لازم ہی ورنہ قتل کیا جائیگا اور علامہ بساطی نے کہا کہ جو شخص گالی دے پیغمبر کو اُسکا حکم اور جو کہے
کہ پیغمبر خدا بھاگے اُسکا حکم ایک ہی ہی یعنی توبہ بھی کرے تو مقبول نہین علما نے اختلاف کیا ہی کہ گالی دینے
والے کی توبہ مقبول ہی یا نہین اور حکم قتل بطور ارتداد ہی یا بجہت تعزیر فقط اور تاریخ الخمیس مطبوعہ مصر مین ہی
کہ جناب رسول خدا نے ابو دجانہ کو ایک تلوار اور ایک عصابہ عنایت فرمایا تھا تلوار کی ایک جانب کھدا تھا

سلہ تکملۃ الایمان ص۸۵ سطر۱ و سلہ مدارج النبوۃ ج ۲ ص۱۱۶ مطبوعہ نول کشور سلہ تاریخ الخمیس ص۲۲ مطبوعہ مصر تحقیق ص۱۵۳ ...

فالجبن عار و فی الاقبال مکرمۃ + والمرء بالجبن لا ینجو من القدر اور مضامیر پر یہ شعر تھا الجبانۃ فی الحرب عار + ومن فر لم ینج من النار اور اسی مضمون کو صاحب معارج نے بھی لکھا ہی کہ اثنائے جنگ میں پیغمبر برحق نے فرمایا کون ہی کہ یہ شمشیر مجھ سے لے اور اسکا حق ادا کرے اصحاب آنحضرت نے خواہش کی مگر یہ شرف ابو دجانہ کو ملا اور ابو دجانہ اُس تلوار کو لیے ہوے میدان میں گیا اور مقاتلہ کیا یہ حال تھا کہ جس طرف وہ متوجہ ہوتا تھا کوئی اُسکے سامنے نہ ٹھہرتا تھا حاصل یہ ہی کہ پیغمبر خدا نے خلفاے ثلاثہ کو لیسکو منی اور انہم منی وانا منہم اور جبرئیل نے انا منکم نہین فرمایا اور حق تعالی نے اُن سب کو نفس رسول نہین قرار دیا کہ فرار جز مستلزم فرار کل ہو جائے یا اُن سب کے فرار سے فرار پیغمبر اور جبرئیل لازم آئے اور محکوم بکفر وارتداد ہو جائے اور پیغمبر نے من سب اصحابی فقد سبنی بھی نہین فرمایا کہ فرار و سب حکم واحد مین قرار پائے اور قائل فرار اصحاب ثلاثہ قائل فرار پیغمبر مین محسوب ہوکر واجب القتل سمجھا جائے ہان یہ فرار ایک ایسی صفت تو ضرور ہی کہ جو اس فرار کی نسبت پیغمبر کو دی وہ بلا شک کافر مرتد واجب القتل ہوا اور یہ بھی مذکور ہو چکا ہی کہ جب رسول خدا نے علیؑ سے فرمایا کہ تم اپنے یارون کے ساتھ کیون نہ فراری ہوے تو اُنھون نے جواب دیا اکفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ یہ صفت فرار شجاعان ذوی فقار کے لیے البتہ ننگ و عار ہی خلفاے ثلاثہ کو اس سے کیا سروکار ہی وہ تو رضی عنہم افضلیت کثرت ثواب سے ممتاز ہین اور فضلہم علی ترتیب الخلافۃ سے شرفیاب ایک صفت فرار سے متصف ہونا قطعیت خلافت اور اکثریت ثواب کے معارض نہین ہی اگرچہ اکثریت ثواب بھی ظنی ہی قطعی نہین ہی بلکہ تقلیدی ہی کہ مولانا ے ممدوح کو تقلید کرنا پڑی ہی رقم فرماتے ہین کہ ما مشایخ سلف را چنان یافتیم کہ میگویند افضل ابوبکر ست ثم عمر ثم عثمان ثم علی مرتضیؑ وحسن ظن ما بر ایشان اقتضای آن کند کہ اعتقاد کنیم کہ اگر ایشان بر آن دلیلی نمی دانستند حکم بدان نمی کردند واتفاق بران نمی نمودند وما درین مسئلہ افضلیت اتباع ایشان می کنیم و براہ تقلید ایشان میرویم وحقیقت امر را بعلم الٰہی تفویض مینمائیم اور قبل اس عبارت کے ایک جملہ یہ بھی رقم فرماتے ہین کہ امامت مفضول با وجود فاضل نزد اہل سنت وجماعت جائز است وعدم جواز آن قطعی نیست اور اسی تکملہ پر مولوی حبیب اللہ صاحب نے صفحہ ۸۲ بہ نشان ۶ حاشیہ رقم فرمایا ہی کہ وجوب نصب امام متفق علیہ است الا وجوبش برحق تعالی است یا بر خلق درین اختلاف کردند صحیح آنکہ بخلق واجب ست بدلیل نقلی یعنی بحدیث سرور عالم کہ فرمودند کسی کہ بمیرد و امام زمانش معلوم نہ گرداند بتحقیق آنکس مرد مانند موت ایام جاہلیت و بدلیل عقلی اینکہ جمع صحابۂ کبار از مہاجرین وانصار بعد وفات سرور عالم نصب امام از اہم مہمات قرار دادند حتی کہ بر دفن آنحضرت ہم آنرا مقدم گردانیدند الخ بس آن دلائل قطعیہ سے قطعیت خلافت کا ثبوت ہی اگرچہ مولانای موصوف نے اپنا حسن ظن اس مسئلہ مین باتباع مشائخ سلف ظاہر فرمایا اور اُنکی تقلید کو واجب جانا لیکن انی تارک فیکم الثقلین اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے روگردانی فرمائی اور جب بالاتفاق ثابت ہی کہ امامت مفضول کی باوجود فاضل کے جائز ہی تو ہزار بار کا

فرار بھی ایک ذرہ اُنکو نقصان نہین پہونچا سکتا اور اُسپر دلیل مولوی حبیب اللہ صاحب کی کس قدر قطعی
ہی کہ جو شخص مرے اور اپنے امام زمان کو نہ پہچانتا ہو تو اُسکی موت مثل موت ایام جاہلیت کے ہی پس واجب
ہی کہ جس مفضول سے مفضول کو پائے فورًا امام بنائے اور اُسکو امام زمان کا خطاب دیدے اور بیعت کرلے
اگرچہ ناگہان کیون نہ ہو حق تعالے اُس کے شر سے بچا ہی لیگا اور دلیل عقلی کا تو کیا کہنا عقلا کا دم بند کر دیا
کہ جمیع صحابۂ کبار و مہاجرین و انصار نے نصب امام کو ایسا اہم قرار دیا کہ دفن پیغمبر پر مقدم گردانا مگر خلیفۂ
ثانی نے اُس اجماع اور اُس بیعت کو شر محض و ناگہانی قرار دیا چنانچہ صحیح بخاری مین موجود ہی کہ خود حضرت عمر
فرماتے تھے الا وان بیعة ابی بکر قد کانت فلتة ولکن اللہ وقی شرھا یعنی آگاہ ہون اہل اسلام بہ تحقیق
بیعت ابی بکر کی تھی ناگہانی و دفعةً لیکن خدا نے اُسکے شر سے بچا لیا جیسے دلیل عقلی تو سراسر شر محض نکلی اب
دلیل نقلی جو شرح عقائد نسفی مین بھی متفق علیہ بین الفریقین موجود ہی قال رسول اللہ من مات ولم یعرف
امام زمانہ مات میتة جاھلیة یعنی جو شخص مرے اور نہ پہچانتا ہو اپنے امام زمان کو تو موت اُسکی موت
موت مثل جاہلیت کے ہی یعنی کافر کی موت مرا پس اب انصاف کا مقام ہی کہ جو رسول معرفت امام زمان کو اسقدر
ضروری دین فرما دے وہی رسول بعد اپنے امام کو معین اور مقرر نہ کر جائے اور اپنی امت کو ورطۂ اضطرار مین
ڈال دے کہ ہر ایک اُس مین سے کہے منا امیر ومنکم امیر اور پیغمبر کو بے دفن وکفن تنہا چھوڑ دین کیا
پیغمبر کو اپنے بیگور وکفن پڑے رہنے کا خیال بھی نہ آیا کیا پیغمبر خدا مثل حضرت ابو بکر کے بھی نہ تھے کہ استخلاف
فرماتے یا مثل حضرت عمر کے عشرۂ مبشرہ پر منحصر فرماتے کہ دفن وکفن مین تاخیر تو نہ ہوتی امت تہ دل سے دفن
تو کرتی اس حدیث مین چند امور قابل گذارش ہین **امر اول** من مات اعم ہی کہ شامل ہی اصحاب اور کل مسلمین
کو اور لم یعرف کے معنی لم یجعل کے نہین ہین کہ معرفت کے معنی اور استعمال لفظ کو ہم سکے ہم بیان کر آئے
ہین کہ معرفت حصول صورت الشئی فی العقل کو کہتے ہین یا اشیاے بسیط کے جاننے کو یا اشیاے معلوم شدہ
فراموش ہو جائین اور بار دوم اُسکو جانے اس بار دوم کے پہچاننے کو معرفت کہتے ہین پھر فرمایا امام
زمانہ یعنی اپنے زمانہ کے امام کو پس ہر زمانہ مین وجود امام ضروری ہوا کہ جسکی عدم معرفت کفر ہی پس بہ مجرد
وفات فرمانے پیغمبر کے وجود امام ضروری ہوا کہ جسکی معرفت تمام مسلمین اور اصحاب آنحضرت پر فرض ہی اور اجماع
ہوا تو نصب امام پر نہ معرفت امام پر کہ جو واجب تھی اور بالاتفاق ثابت وصریح ہی کہ پیغمبر کی تدفین وتکفین وتجہیز
کل مسلمانون پر اور خصوصًا اصحاب پر آنحضرت کے واجب تھی پس قبل از تحقق اجماع صحابہ کے پاس کونسی دلیل تھی
وجوب تعین امام کی نہ کوئی نص کلام مجید مین پائی جاتی ہی نہ کوئی حدیث ہی کہ پیغمبر نے امت کو تعین امام کا حکم
دیا پھر اصحاب کے پاس کونسی سند تھی کہ اتفاق کیا تعین امام پر اور اتفاق بھی تو ثابت نہین کہ علیؑ اور عباس
اور ابی ذر اور مقداد وعمار وبریدۂ اسلمی وخالد ابن سعید بن عاص اور ابو الہیثم ابن التیہان وسہل وعثمان ابنا
حنیف وخزیمہ ابن ثابت ذو الشہادتین وابی ابن کعب وابو ایوب انصاری اور کل بنی ہاشم وغیرہ شریک

له صحیح بخاری مطبوعہ مصری جزو ۴ صفحہ ۱۱۹ سطر ۹

اجماع بالاتفاق نہ تھے پس تعیین امام کو اہم مہمات سے قرار دینا اور دفن آنحضرتؐ سے مقدم کرنا تاکہ دفن وکفن آنحضرت کا بالاتفاق واجب تھا کس دلیل سے واجب ہوا اور نصب امام کا وجوب اجماع پر کسنے واجب کیا **امر دوم** فرمایا پیغمبر برحق نے کہ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر بعد ھا ملکا عضوضا یعنی خلافت میرے بعد تیس برس ہی بعد اسکے ہونگے بادشاہی گزندہ اس حدیث مین بھی ذکر خلافت بقید ہی اور حدیث اول مین ذکر امامت لیکن امام اور خلیفہ کا نہ بالاجمال ذکر نہ بالتفصیل کہ جسکی معرفت واجب اور فرمانا آنحضرتؐ کا امام زمانہ عام ہی شامل ہی ہر زمانہ کو اور ثلثون سنۃ مقید ہی تیس برس تک کو پس کیا بعد تیس برس کے حدیث من مات الخ منسوخ متصور ہو گی یا بعد ثلثین سنہ کے موت تمام امت محمدؐ کی موت جاہلیت قرار پائیگی اور اگر بفرض محال اس تیس برس کو خلافت کاملہ کہین اور بعد اسکے تا زمانہ خلفاے عباسیہ خلافت کوناقصہ اور خلافت مجازی قرار دین تو پھر بعد خلفاے عباسیہ تو تمام امت کی موت موت جاہلیت ہو گی اور بعد خلفاے عباسیہ کے تا زمانہ حال جو اجماع امت خلیفہ بنانے پر نہین ہوا تو یہ گویا اجماع ہوا عدم نصب امام پر اور اجماع ضلالت تو ہو سکتا ہی نہین مگر موت جاہلیت سے نجات دشوار ہی جب تک خلیفہ نہ ہونے کو خلیفہ قرار نہ دین اور اگر دین تو البتہ جہالت کی موت سے نجات مل سکتی ہی اور یہ بھی ثابت ہی کہ خلفاے عباسیہ مین سے بعضے جابر اور خارج از دائرۂ عدل و احسان بھی ہوے ہین اور انکو امام زمان کا خطاب دیا گیا ہی پس کیا وہ خلفاء مصداق قولہ تعالیٰ نہین ہین وجعلنا منہم ائمۃ یدعون الی النار اور اطاعت و انقیاد کرنا انکا ضلالت نہ ہو گا اور معرفت انکی موت جاہلیت سے نجات دے سکتی ہی حاصل یہ ہی کہ یہ وہ مقام دشوار ہی کہ صاحب عقائد نسفی نے فالامر مشکل فرما کر چھوڑ دیا ہی مگر محشی شارح نے بہ نشان نمبر ۲۔ اسے فالامر مشکل پر حاشیہ لکھا ہی وھو ھذا لانہ لو وجب الامام بعد الخلفاء العباسیۃ ایضا لزم اطباق الامۃ فی اکثر الاعصار علی ترک الواجب لانتفاء الامام المتصف بما یجب من الصفات واللازم منتف لان ترک الواجب معصیۃ وضلالۃ والامۃ لا یجتمع علی الضلالۃ والجواب انہ انما یلزم الضلالۃ لو ترکوہ عن قدرۃ واختیار لا عن عجز واضطرار شرح مقاصد جواب الجواب قول ان ارتفاع القدرۃ والاختیار واستیلاء العجز والانکسار مع کثرۃ امۃ رسول المختار و وجود السلاطین ذوی الاقتدار وتسلط الامراء والملوک صاحب الاختیار محال وعذر بارد و تعلیل علیل ودلیل غیر جمیل **امر سوم** حضرت ابوبکر کا استخلاف فرمانا چنانچہ اصحاب سیر و تواریخ و حدیث بالاتفاق لکھتے ہین کہ جب صدیق اکبر کی علالت زیادہ ہوئی اور تاب و طاقت کم ہوئی تو ایک عہد نامہ لکھا اور صحابہ مین سے ایک کو دیا کہ مسجد مین لیجاؤ مہاجر و انصار وضیع و شریف کو طلب کرو اور یہ عہد نامہ سناؤ غرض وہ شخص عہد نامہ لیے ہوے مسجد مین آیا وہان سب کو مجتمع پایا کہا کہ ای یاران رسول خلیفۂ رسول نے کچھ لکھا ہی اور اسکی متابعت کا حکم فرمایا ہی خواجہ احمد محمد ابن علی المعروف باعثم کوفی کے ترجمۂ مطبوعۂ بمبئی مین

یہ عبارت لکھی ہے ہمہ گفتند تقریر باید کرد ہمیں کاغذی کہ بخط صدیق بود وعمر خطاب را خلیفہ خویش کردہ بود
بیرون آوردو برایشان بخواند قومی گفتند سمعنا واطعنا وجماعتی خاموش بودند پس طلحہ ابن عبد اللہ
نزدیک امیر المومنین ابوبکر صدیق شد وگفت ای خلیفہ رسول عمر خطاب را بر مسلمانان خلیفہ می کنی صدیق فرمود
چرا خلیفہ نہ کنم طلحہ گفت عمر سرد مزاج و درشت است و دانستہ کہ مردم از غلظت او چہ رنج دیدہ اند در حیات تو واگر
عیاذا باللہ از سرای فانی بدار جاودانی انتقال کنی چہ ایذا با مردم رسد و توان دانست کہ بر چہ منوال ما با
زندگانی کند ولاشک دران جہان ازین معنی ترا سوال کنند کہ بکار زیر دستان چگونہ پرداختی وکدام کس را بر
مسلمانان نائب وخلیفہ ساختی غرض صدیق اکبر نے ایک نہ سنی اور طلحہ کو جواب دیا کہ مین خدا کو جواب دونگا
کہ بہترین مردم کو مین نے خلیفہ کیا پھر عثمان کو طلب کیا اور وصیت نامہ لکھوایا کہ عمر ابن خطاب کو مین نے
اپنا نائب وخلیفہ کیا اور اس مین بہت سی شرطین نصیحت آمیز لکھین اور عمر ابن خطاب کو بلوایا اور زبانی بھی
بہت سی نصیحتین کہین اور وہ عہد نامہ سنایا پھر حاضرین صحبت کی طرف متوجہ ہوے اور اسی اعثم کوفی مین
یہ عبارت ہے کہ فرمود ای امت رسول عمر ابن خطاب را بر شما امیر گردانیدم راضی باشید واز فرمان او سر بر
مگردانید تا بخدای سبحانہ و رسول او قربت یابید گفتند سمعنا واطعنا واز نزدیک او دل تنگ بیرون آمدند
اس استخلاف مین بھی بعض مقام لائق توضیح ہین اولا استخلاف فرمانا حضرت صدیق کا اتباع اور سنت پیغمبر
کے مخالف ہوا کہ آنحضرت نے اپنی امت کو ایسا لائق اور فائق اور عادل قرار دیا کہ امر امامت کو کہ جسکی عدم
معرفت کفر ہی اجماع امت پر منحصر کردیا اور لن یجتمع امتی علی الضلالۃ سے سرفراز فرمایا لیکن دو ہی برس
مین اس امت کا یہ حال ہوا کہ انکے اجماع پر وثوق نہ رہا اور بے بنیاد تصور کرکے استخلاف کرنا پڑا اگر جس طرح کہ
استخلاف نہ کرنا پیغمبر کا دلالت کرتا ہی کہ نصب امام بحدیث من مات الخ خلق پر واجب ہی اسی طرح استخلاف
صدیق اکبر دلالت کرتا ہی کہ اجماع امت ضلالت ہی ورنہ استخلاف کی کیا حاجت تھی اگر اجماع امت علی
الضلالۃ محال تھا تو استخلاف بالضرور ضلالت پائیگا اور طلحہ کے اعتراضات اور ایک قوم کا سکوت سمعنا
اور اطعنا سے اور رنجور و دلتنگ ہو کر چلے جانا اسپر دال ہی ثانیا جسطرح صدیق نے آخری وقت
دوات وقلم طلب کیا اور وصیت نامہ لکھا اسی طرح تو رسول نے بھی قریب وفات دوات وقلم طلب فرمایا تھا
جسپر فاروق اعظم نے ماینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی کو نسبت ہذیان دی اور کہا کہ یغلب علیہ
الوجع یعنی درد انپر غالب ہو گیا جسپر پیغمبر خدا کو غصہ آیا اور فرمایا قوموا عنی یعنی دور ہو مجھ سے یا چھوڑ دو
مجھکو اس کلام سے کس قدر ملال آنحضرت ظاہر ہی اور اسی کو ابن عباس یاد کرتے تھے اور روتے تھے کہ سنگریزے
آنسوون سے تر ہو جاتے تھے اور صدیق اکبر نے جب دوات وقلم طلب فرمایا تو نہ کسی نے نسبت ہذیان کی
دی نہ انحراف سنت پیغمبری سے متنبہ کیا نہ حدیث لن یجتمع الخ یاد دلائی گئی حالانکہ وقت تحریر کرانے
وصیت نامہ کے حضرت ابوبکر پر غشی طاری ہوئی چنانچہ صاحب روضۃ الصفا لکھتے ہین کہ طائفہ از علما داخبار

لہ روضۃ الصفا ج م

صفحہ ۲ سطر ۱۱

از اسلم مولای عمر چنین روایت کنند کہ عثمان ابن عفان و زبان اشتباه در مرض ابوبکر باشارت او این کلمہ در قلم آورد کہ خلیفہ بعد از ابوبکر و در ان حین ابوبکر از ہوش رفتہ و عثمان لمحہ توقف کردہ نوشت کہ عمر خواہد بود و چون ابوبکر بہ ہوش آمد صحیفہ را طلب داشت نام عمر در ان جا ثبت دید پرسید کہ این نام را کہ نوشت عثمان جواب داد کہ من در قلم آوردم ابوبکر فرمود کہ رحمک اللہ وجزاک اللہ خیراً غرض دان کو وصیت نامہ لکھا اور شب کو انتقال فرمایا اور وقت تحریر وصیت نامہ بھی بیہوشی عارض ہوئی مگر نہ کسی نے غلب علیہ الوجع کہا نہ حسبنا کتاب اللہ فرمایا اور پیغمبر باوجود ثبات عقل اور ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ہونے کے متصف بہ غلب علیہ الوجع ہوئے اور لوگون کو تردد ہوا کہ پیغمبر برحق مختلط العقل ہو گئے فقالوا ما شانہ اہجر پس کہا ان لوگون نے کیا حال ہے اور کیا ہوا ہے اسکو آیا مختلط اور پریشان ہے کلام اسکا اور فحش و ہذیان بکتا ہے اعوذ باللہ من ہذا المقال اور یہ سب نسبتین پیغمبر خدا کو فقط اسوجہ سے دیگئین کہ فرمایا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی اور اس وصیت نامہ کو کہ جسکی شان مین پیغمبر نے لن تضلوا فرمایا لکھنے نہ دیا اور کہا کہ حسبنا کتاب اللہ حالانکہ حجۃ الوداع سے پھرتے وقت غدیر خم مین حضرت فرما چکے تھے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی فان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی مگر تھوڑے ہی عرصہ مین عترتی اہل بیتی کو کہ مکرر حضرت نے فرمایا تھا بھول گئے معلوم نہین لن تضلوا بعدی سے کیون تنفر تھا کہ فقط حسبنا کتاب اللہ پر اکتفا فرمائی اور جب صدیق اکبر نے باوجود غلبہ درد و تواتر عروض بیہوشی کے انکے حضرت عمر کے واسطے وصیت نامہ لکھا تو یغلب علیہ الوجع کا تو کیا ذکر ہے حسبنا کتاب اللہ کو بھی فراموش فرمایا اور بطیب خاطر اس وصیت نامہ کو منظور فرمایا مقام تاسف اور انصاف ہے کہ فقط اکتب لکم کتابا فرمانے پر نسبت ہذیان کی آنحضرت کو دی یغلب علیہ الوجع فرمایا جسکے جواب مین پیغمبر نے فرمایا قوموا عنی اٹھ جاؤ دور ہو جاؤ مجھ سے دعوانی ذرونی چھوڑ دو مجھکو اور رہا کرو مجھکو اس نزاع اور خلاف اور لفظ سے یہ سب گوارہ کیا مگر تحریر وصیت نامہ لن تضلوا گوارہ نہ کی حاصل یہ ہے کہ باعث ضلالت اہل اسلام اگر ہے تو یہی ایک امر ہے کہ کتابت لن تضلوا بعدی نہ لکھی گئی اسواسطے کہ اگر آنحضرت رسول برحق اور ما ینطق عن الہوی تھے تو اکتب کتابا لن تضلوا بعدی بھی بوحی الٰہی فرمایا تھا پس بالضرور عدم تحریر کتابت باعث ضلالت ہوئی اور قول آنحضرت قوموا عنی اور دعونی ذرونی یعنی اٹھ جاؤ دور ہو مجھ سے چھوڑ دو مجھکو یہ سب گوارہ کیا اور کتابت گوارہ نہ کی اور جب حضرت ابوبکر نے وصیت نامہ لکھا اور سنایا تو سمعنا واطعنا کے نعرے بلند ہوئے فتبصر ولا تغفل و کیا نسیان غالب ہو گیا تھا کہ حضرت ابوبکر بھی اپنا فرمانا بھول گئے چنانچہ اعثم کوفی لکھتے ہین کہ جب بیعت ابوبکر کی منعقد ہو چکی اور علی طلب کیے گئے اور ان سے بھی بیعت پر اصرار بالجبر کیا گیا تو اسوقت حضرت مرتضی نے بھی اپنا استحقاق ظاہر فرمایا کہ ما حجت شما بر شما بکار میدارم و دعوی بر شما بہ حجت می آرم اسکے جواب مین فرمایا کہ ای ابو الحسن اگر من دانستمی کہ تو درین کار رضا نمیدہی قبول نکردمی

لہ اعثم ... صفحہ ۲۳۲ سطر ۸

اکنون کہ مردمان بیعت کردند اگر تو ہم موافقت نمائی خطای ما صواب بودہ باشد[۱] اور نیز روضۃ الاحباب مین بھی رقم فرمایا ہے اور یہ روضۃ الاحباب وہ ہے جسکی مدح مین شاہ عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ عمدہ ترین کتب سیر ہے لہذا مین بخوف طول خلاصہ مضمون اسکا اور بعض بعض مقام پر بعینہٖ عبارت بھی نقل کرتا ہون لکھتے ہین کہ بعد از فراغت مہم بیعت علیؑ کو مجمع مہاجرین و انصار مین طلب کیا اور کہا کہ سب نے بیعت ابو بکر کی تم بھی بیعت کرو علیؑ نے فرمایا کہ من ہمان سخن کہ شما بر انصار حجت ساختہ اید بشما میگویم اگر قبیلہ مرشما حجت میگیرد انصاف را ست بگوئید کہ بحضرت رسالت اقرب کیست عمر گفت ترا نگذاریم تا بیعت نکنی علیؑ گفت اول مرا جواب با صواب بگوئید بعد ازین از من بیعت جوئید غرض ابو عبیدہ نے کہا کہ آپ بواسطہ سبقت اسلام و فضل قرابت کے سزاوار خلافت ہین لیکن اصحاب نے بیعت کی ہے آپ بھی اگر موافقت کرین تو بہتر ہے علیؑ نے جواب دیا کہ تو امین این امتی بقول رسول مختار مقتضای امانت و راستی است و گفتار و کردار مرا ہمی کہ حق سبحانہ تعالی بخاندان نبوت کرامت کردہ در بند ما بیباشید کہ بجای دگر کنید ہبط قرآن و وحی و مورد امر و نہی و منبع فضل و علم و معدن عقل و حلم مائیم و بواسطۂ این امور خلافت را شائستہ و امارت را سزاواریم بشیر ابن سعد انصاری نے کہا کہ اگر آپ پہلے ادعا کرتے تو سب آپ سے بیعت کرتے لیکن آپ نے خانہ نشینی کی لوگون کو گمان ہوا کہ خلافت سے آپ نے کنارہ کیا جناب امیر المومنینؑ نے جواب دیا کہ ای بشیر تو روا می داری کہ من جسد انور و قالب اطہر سید عالم را غسل ناداده و تجہیز و تکفین او نہ نمودہ و از دفن او فراغت نکردہ دم از طلب حکومت زدمی و با مردم در منازعت و خصومت شدمی ابو بکر صدیق چون دید کہ کلمات علی جملہ محکم و استوار و ہر یکی از ینہا مقابلہ صد کلمہ بلکہ صد ہزار کلمہ است در رفق و مدارا در آمد و گفت ای ابو الحسن مرا گمان این بود ترا با من مضائقہ نباشد و اگر میدانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمی کردم اکنون کہ مردمان با من اتفاق نمودہ اند اگر تو نیز با ایشان اتفاق نمودہ ظن ما را مطابق واقع ساختہ باشی و اگر حالا توقف کنی و خواہی کہ درین مائل و تفکر نمائی ہیچ حرجی نیست انتہی پس وقت تحریر وصیت نامہ بھی یاد نہ آیا کہ مجمع اصحاب مین فرما چکے تھے کہ اگر تو ہم موافقت نمائی خطای ما صواب بودہ باشد و اگر می دانستم کہ از بیعت با من تخلف خواہی کرد ہرگز آنرا قبول نمی کردم فالثاً حضرت عمر نے قریب انتقال شوری مقرر کیا کہ علیؑ و عثمان و طلحہ و زبیر و سعد و قاص و عبد الرحمن تین روز مین مشورہ کر کے ایک کو ان مین سے خلیفہ بنائین و قال لا یمضی الیوم الرابع الا و لکم امیر و ان اختلفتم فکونوا مع الذی معہ عبد الرحمن فمضی علیؑ الی العباس و قال لہ عدل عنا لان سعد لا یخالف عبد الرحمن لانہ ابن عمہ و عبد الرحمن صہر عثمان فلا یختلفون فیولیہا احدہم الآخر یعنی چار روز نہ گذرین کہ تم پر امیر یعنی خلیفہ مقرر ہو جائے اور اگر اختلاف ہو تم مین تو جسطرف عبد الرحمن ہو اسطرف تم رجوع کرنا اور عبد الرحمن کی متابعت کرنا اس احوال کو علیؑ نے عباس سے کہا اور کہا کہ سعد ابن عم عبد الرحمن ہے اور عبد الرحمن بہنوئی عثمان کا پس ایک دوسرے کی خلافت کا خواہشمند ہو گا پس ضرور عثمان

[۱] از ذوالفقار ح۳ صفحہ ۷۵ ۔ [۲] ازالۃ الخفا ح۱ مطبوعہ مصر ص۱۶۷

خلیفہ ہوگا[1] اعثم کوفی لکھتے ہین کہ کہا حضرت عمر نے کہ اگر ہو بعد میرے تین روز تک طلحہ ابن عبد اللہ کا انتظار کرنا
اور بعدہ ان چھ شخصون مین سے جسکو لائق سمجھنا اپنے اوپر امیر کرنا کہ مین نے ان چھ شخصون کو امر خلافت سپرد
کیا ہی اور میرے پسر عبد اللہ کو بلوانا اس شرط سے کہ اسکو امر خلافت مین کوئی حصہ نہین ہی اور جس شخص کو بیعت
سے تم اختیار کرو اور کوئی اس سے مخالفت کرے اسکو قتل کرنا اور ایسا ہی دیگر اصحاب سیر نے بھی لکھا ہے
چنانچہ ابن اثیر[2] نے تاریخ کامل مین روایت کی ہی اور تصریح کی ہی کہ اگر تین تین ایک دوسرے کے مقابل مین ہو جائین
فحکموا عبد اللہ ابن عمر فان لم یرضوا بحکم عبد اللہ ابن عمر فکونوا مع الذین فیہم عبد الرحمن و
اقتلوا الباقین پس حاکم کرنا عبد اللہ ابن عمر کو اگر اسپر بھی راضی نہ ہون تو جس طرف عبد الرحمن ہون اس طرف تم
ہونا اور قتل کرنا باقی کو اب صاحبان بصیرت پر مخفی نہ رہا کہ سوا عثمان کے کون خلیفہ بن سکتا ہی اور کون خلیفہ
بنا سکتا ہی چھ شخصون کا نام لینا بھی حکمت عملی و رتالیف قلوب سے خالی نہین تھا کہ سعد ابن عم عبد الرحمن اور
خود عبد الرحمن صہر حضرت عثمان اسپر قطعیت حکم قتل مخالفت پر کون کلمۂ مخالفت کہہ سکتا ہی سبحان اللہ دو ہی کلمو نے
بیخ و بنیاد مخالفت کی کھود کر پھینک دی کہ یہ تین شخص تو آپس مین مخالفت کر نہین سکتے کہ ایک چچا زاد بھائی دوسرے
بہنوئی تیسرے سالے اجماع ان ثلاثہ کا ضروری ہی اب رہے علیؑ کہ وہ اور طلحہ و زبیر ممکن ہی کہ ایک رائے نہ ہون
اور اگر ایک رائے بھی ہوے تو عبد الرحمن جس طرف ہونگے وہ رائے مقبول ہوگی اور مخالفین کے لیے شرط قتل
لگی ہوئی ہی تو علیؑ و طلحہ و زبیر ضرور مقتول ہونگے بچشم انصاف دیکھیے تو دو شخصون پر انحصار امام بنانے کا ہوا
اور ایک پر انحصار خلافت کا اور مابقی قابل قتل سبحان اللہ دو شخصون پر اطلاق اجماع امت کا کیسا زیبا اور
درست و بجا ہی یہ فرمان حضرت عمر کا اجماعی ہی اختلافی نہین مین حیران ہون کہ اس حکم کا نام اجماع ہی یا قتل پیغمبر خدا[3]
تو بنا بر گمان اہل سنت تمام اصحاب کے حق مین اور خاص امیر المومنین علی بن ابی طالب کے حق مین فرمائین اصحابی
کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور علی مع الحق والحق مع علی اور اللہم ادر الحق حیث ما دار
القران مع علی و علی مع القران و من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ
و علی منی و انا منہ اور ماورا اسکے آیات و احادیث جو فضائل و مناقب مین ہین انکا ذکر باعث طول ہے
وہی اصحاب اور وہی علیؑ بفرمان حضرت فاروق واجب القتل ٹھہرین اور حق عبد الرحمن کی طرف رہے یہ چھ
شخص تو عشرۂ مبشرہ مین سے تھے پس اصحابی کالنجوم ہونے نے اور علی مع الحق ہونے نے کیا نفع دیا
فضلیت عشرۂ مبشرہ ہونے کی کیا کام آئی مہاجر صاحب بیعۃ الرضوان صاحب حل عقد ہونے نے کون سی
جان بخشی کی فاعتبروا یا اولی الابصار اور سب پر طرہ یہ ہی کہ واجب القتل ہونے پر کوئی حدیث بھی نہین سنائی
گئی نہ انکے ارتداد و نفاق پر کوئی دلیل بیان ہوئی نہ انکا کفر ثابت کیا گیا معلوم نہین کس جرم پر کشتنی و گردن زدنی
ہوے حق تعالی نے تو اہل بدر و حدیبیہ اور احد کو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کا اختیار دیا جیسا کہ
تکملۃ الایمان[4] مین مرقوم ہی ان اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم

[1] اعثم کوفی مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۱۲ [2] تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ صفحہ ۲۶ [3] از ذو الفقار حیدر ج ۳ صفحہ ۱۹۹ [4] تکملۃ الایمان صفحہ ۹۱

وجای دیگر فرمود لن یدخل الله النار رجلا شهد بدر والحدیبیة و در حدیث دیگر آمده است کہ آن ملائکہ کہ در غزوۂ بدر حاضر بودند فضل و عزتی در درگاہ خداوندی دارند کہ دیگران را نیست فاهل احد بعد از اہل بدر فضیلت مر اہل غزوہ احد راست انتہی جن اصحاب کے یہ فضائل ہون کہ اہل بدر و حدیبیہ اور احد ہون بلکہ آن سب کا خلاصہ ہون عشرۂ مبشرہ سے مخاطب ہون حق تعالی تو اُنکو مرفوع القلم کردے کہ جو چاہو کرو مین بخش دونگا مگر فاروق اعظم بید حرک اُنکے قتل کا حکم لگادین یہ حکم حضرت فاروق کا تو فوق حکم خدا و رسول بلکہ ناسخ حکم خدا و رسول قرار پاتا ہی حاصل یہ ہی کہ بعد شہادت خلیفۂ ثانی مطابق وصیت جب تین روز گذر گئے ثم جمع عبد الرحمن الناس بعد ان اخرج نفسه عن الخلافة فدعا عليا فقال عليك عهد الله وميثاقه لتعملن بكتاب الله وسنة رسوله وسيرة الخليفتين من بعده فقال ارجوا ان افعل واعمل مبلغ علمي وطاقتي ودعا بعثمان وقال له مثل ما قال لعلي فرفع عبد الرحمن راسه الى سقف المسجد ويده في يد عثمان وقال اللهم اسمع واشهد اللهم اني جعلت ما في رقبتي من ذلك في رقبة عثمان وبايعه فقال علي ليس هذا اول يوم تظاهرتم علينا فيه فصبر جميل والله المستعان على ما تصفون[له] یعنی جمع کیا عبد الرحمن نے آدمیون کو اور بلایا علیؑ کو اور کہا کہ تم پر عہد و میثاق خدا ہی کہ عمل کرو ساتھ کتاب خدا کے اور سنت رسول کے اور سیرۃ خلیفتین کے جواب دیا علیؑ نے کہ امید کرتا ہون مین کہ عمل کرونگا اپنے مبلغ علم و طاقت کے ساتھ پھر بلایا عثمان کو اور اُنسے بھی ویسا ہی کہا جو علیؑ سے کہا تھا پس عبد الرحمن نے سر اپنا سقف مسجد کی طرف بلند کیا اور ہاتھ عثمان کا اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوے تھے اور کہا کہ خداوندا سن تو اور گواہ رہ تو خداوندا جو کچھ امر خلافت سے میری گردن مین تھا مین نے عثمان کی گردن مین ڈالا اور بیعت کی اُسکی اُسوقت علیؑ نے فرمایا کہ یہ پہلا دن نہین ہی کہ آپس مین ایک دوسرے کو مدد دی تم نے اور ہم پر غلبہ کیا تم نے اس امر مین فصبر جمیل والله المستعان على ما تصفون افسوس صد ہزار افسوس کہ خلیفۂ ثانی نے تین روز کی مدت مقرر فرمائی اس تقرری مدت مین ماورا دیگر مصالح کے ایک مصلحت تو بدیہی یہ تھی کہ بعد وفات تجہیز و تکفین و تدفین مین کسی طرح کا خلل درہرج نہ ہو کل مسلمین شریک مشایعت ہون تجمل و شوکت سے مدفون ہون اگرچہ اس چار روز کی مدت مین من مات ولم یعرف کے مصداق ہوکر مومنین جہنم واصل ہون یا تو نصب امام ایسا اہم مہام تھا کہ دفن پیغمبر پر مقدم گردانا گیا یا ایسا امر سہل ہو گیا کہ تقریب سوم خلیفۂ ثانی سے بھی مؤخر گردانا گیا ایک شعر مولانا روم کا مشہور اور زبان زد خلائق ہی وہ یہ ہی ۵ چون صحابہ طمع دنیا داشتند + مصطفی را بے کفن بگذاشتند + جسد مطہر اور جثۂ انور رسالت مآبؐ تو بے گور و کفن پڑا رہے اور سقیفۂ بنی ساعدہ مین منا امیر و منکم امیر کے ڈنکے بجائے جائین اور خلیفۂ رسول اللہ کی وفات کے بعد کوئی کان نہ ہلائے کتاب خدا و سنت محمد مصطفی و حدیث خیر الورٰی بالائے طاق رکھی جائے چوتھے روز دو شخصون کے اجماع سے خلیفہ مقرر کیا جائے اور اس اجماع کو اجماع امت کا نام دیا جائے اور مخاطب بحدیث لن یجتمع امتی علی الضلالۃ کیا جائے اب

[له] ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۶۶

مین باد ب پوچھتا ہون کہ اس تین دن کی مدت مین جو لوگ حسب حیثیت منتظر خبر کی موت کے قرار دیجاوینگی یا
نہین اور بعدم اجماع امت باوجود قدرت و اختیار بلا عذر و اضطرار مخالفت اور معصیت ہوگا یا نہین
اور ایسے واجب فوری کا جو دفن پیغمبر پر مقدم کردانا گیا تھا ترک لازم آئیگا یا نہین اور ایسے واجب
فوری مین تاخیر کرنے کا حکم قطعی لگائے اوسکا بھی عند الاجماع کچھ حکم ہے یا نہین امید ہے کہ صحیح بخاری
صحیح مسلم مشکوۃ وغیرہ مین جابر ابن سمرہ سے منقول ہے قال سمعت النبی یقول یکون اثنا عشر امیرا فقال
کلمۃ لم اسمعها فقال ابی انه قال کلهم من قریش یعنی جابر ابن سمرہ سے منقول ہے کہا کہ سنا مین نے
نبی کو کہ فرماتے تھے کہ ہونگے بارہ امیر پس ایک کلمہ کہا کہ مین نے نہین سنا میرے باپ نے جواب دیا کہ فرمایا
کلهم من قریش قسطلانی مین ہے وعند ابی داود من طریق الشعبی عن جابر ابن سمرۃ لا یزال هذا الدین
عزیزا الی اثنی عشرۃ خلیفۃ قال فکبر الناس وضجوا فلعل هذا هو سبب خفاء الکلمۃ المذکورۃ
علی جابر وفیه ذکر الصفۃ التی تختص بولایتهم وهی کون الاسلام عزیزا وعند ابی داود من طریق
اسمعیل لا یزال هذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنا عشر خلیفۃ کلهم تجتمع علیه الامۃ کذا فی
فتح الباری یعنی ابی داود کے نزدیک طریق شعبی سے جابر ابن سمرہ سے ہے کہ ہمیشہ یہ دین عزیز رہیگا بارہ
خلیفہ تک کہا پس تکبیر کی لوگون نے اور شور کیا پس شاید کہ یہی سبب خفاے کلمہ کا ہوا جابر پر اور اس مین ذکر صفت
ہے کہ جو مخصوص ہے ولایت پر اون اثنا عشر کی اور وہ اسلام کا عزیز ہونا ہے اور ابو داود کے نزدیک طریق اسمعیل سے
ہے کہ ہمیشہ یہ دین قائم رہیگا جب تک کہ ہون اوپر تمھارے بارہ خلیفہ کل وہ ہونگے کہ جمع ہون اونپر امت ایسا
ہی فتح الباری مین ہے اور عبد الحق اشعۃ اللمعات مین ان احادیث کی شرح فرماتے ہین کہ اس حدیث مین علما
نے اشکال کیا ہے ظاہر حدیث یہ ہے کہ بارہ خلیفہ بعد آنحضرت پی در پی متصل ہون کہ مستقیم ہو ساتھ اونکے امر
دین اور عزیز ہو اونکے وجود سے اسلام اور جاری ہو دین اونکی عدالت سے احکام پھر اس بیان کے بعد بعینہ
یہ عبارت رقم فرماتے ہین باآنکہ شهادت نمی دهد بآن انچه واقع ست در وجود زیراکه هستند درایشان از امراء
جور و فساد از بنی مروان که ممدوح نیست طریق ایشان ومحمود نیست سیرت آنها پھر لکھتے ہین کہ اس اشکال کی توجیہ
اس طرح کی ہے کہ مراد بارہ نفس ہین کہ بعد آنحضرت سلطنت اور امارت پر قائم ہوے اور انتظام ملک و سلطنت کا
بے نزاع و اختلاف کے اون سے واقع ہوا اگرچہ بعضے اون مین کے جابر اور خارج از دائرہ عدل و احسان تھے
ایسا ہی قاضی عیاض نے اور علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ بعض طرق صحیحہ مین اس حدیث کے واقع ہوا ہے کلهم تجتمع
علیه امر الناس اور مراد اجتماع سے انقیاد و اطاعت اور اتفاق ہے اونکی بیعت پر اگرچہ بکراہت ہو اور یہ حدیث
مدح و ثنا مین اونکے دین اور مذہب اور عدالت اور حقانیت پر وارد نہین ہوی عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ این
قول خالی نیست از عدم ملائمت و سیاق حدیث صریح است در مدح ایشان بصلاح دین و ظهور حق و قوت اسلام
در زمان ایشان والله اعلم بعضون کا قول ہے کہ مراد خلفاء عادل و امراء صالح ہین کہ مستحق اسم خلافت ہون

مگر یہ لازم نہین ہی کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پی در پی متصل ہون شاید کہ یہ عدد بارہ کا تمام ہو اگرچہ قریب قیامت ہو تو ربشتی نے بھی اسی کو اختیار کیا ہی بعضون نے کہا کہ مراد اس حدیث سے یہ ہی کہ بعد موت مہدی عم انکا وجود ہو اور پانچ اولاد امام حسنؑ سے اور پانچ اولاد امام حسینؑ سے خلیفہ ہون اور آخر انکا وصیت کرے ایک شخص کو اولاد امام حسنؑ سے اور وہ اپنے فرزند کو پس تمام ہوا عدد بارہ کا اور ہر شخص انمین کا امام عادل و ہادی و مہدی ہو عبد الحق صاحب لکھتے ہین کہ اگر اس مین حدیث صحیح وارد ہوئی ہو تو یہ توجیہ موجہ ہی اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ بارہ خلیفہ ایک زمانہ مین موجود ہون اور وجود زمانہ و احدمین اثنا عشر خلیفہ کا سبب اختلاف اور انہدام اسلام کا ہو حاصل یہ ہی کہ یہ توجیہات منتشر النظام مختلف القوام کیسی موجب اختلال حواس انام اور مخرب اور متعارض احادیث صحیحہ عظام اور مغیر و ہادم شریعت حقہ خیر الانام ہین اسلیے کہ مقتضاے حدیث لن یجتمع امتی علی الضلالۃ تو یہ تھا کہ مجمع علیہ امت مفضول فاسق و ظالم و جابر و خارج از دائرۂ عدل و احسان نہ ہون کہ جبر و ظلم و فسق و خروج از دائرۂ عدل و احسان بالبداہتہ ضلالت ہی پس اتباع و اطاعت و انقیاد ایسے خلفا کا بدرجۂ اولی ضلالت ہوگا اور بعض توجیہ مہمل اور بے ربط اور مخالف سیاق حدیث ہی بعض وجہ سے انحصار خلفاے عادل کا اور صالح کا کہ جو مستحق اسم خلافت ہین بعد وفات امام مہدی کے پایا جاتا ہی تو حدیث لن یجتمع امتی علی الضلالۃ مصداق لن یجتمع امتی الا علی الضلالۃ ہوا جاتا ہی بعض وجہ سے خلافت اثنا عشر سبب اختلاف اور اختلال کا قرار پاتا ہی حاصل یہ ہی اختلاف علما خود ہی ضلالت ہی کہ باتباع اعراض ظالم و جبر و فسق اور انقیاد و خلفاے بغض و عناد خارج از دائرۂ عدل و احسان و خوشامد رؤساے فساق ذوی الاقتدار باستیلاء طمع دنیای ناپائدار یا بجہت بغض و حسد اہل بیت اطہار اُن سے ظہور مین آیا ہی پھر معرفت امام زمان کہ اہم مہمات سے اور واجب فوری ہی کیونکر حاصل ہو سکے اور ایسے اختلافات سے عقول مسلمین خصوصاً ضعفا و جہال کیونکر منتشر اور متحیر نہ ہون حالانکہ احادیث ایک دوسرے کی متعاضد ہوتی ہین کلام معصوم کا تضاد اور تعارض سے منزہ اور مبرا ہوتا ہی اگر چشم بصیرت اور منصف مزاجی ہو تو ملاحظہ فرمایئے کہ احادیث منقول صحاح مذکورہ مین قال کلہم من قریش ہی اور سید علی ہمدانی شافعی نے کتاب المودۃ فی القربی مین اسی حدیث جابر ابن سمرہ کو بلفظ قال کلہم من بنی ہاشم لکھا ہی پس یہ حدیث منقولہ سید علی ہمدانی مبین اور مخصص حدیث صحاح ہی کہ بنی ہاشم افضل و اشرف قریش ہین اور بالاتفاق قریشی متنازل المرتبہ ہین بنی ہاشم سے جسکی تحقیق بھی آیندہ مذکور ہو گی اُسی مودۃ فی القربی مین شعبی نے عمر ابن قیس سے روایت کی ہی کہ ایک اعرابی نے عبد اللہ ابن مسعود سے پوچھا کہ تمھارے پیغمبر نے تم سے بیان کیا ہی کہ بعد اُنکے خلفا سے حق کتنے ہونگے عبد اللہ ابن مسعود نے کہا نعم اثنا عشر عدد نقباے بنی اسرائیل اُسی مودۃ مین شعبی سے اور اُسنے مسروق سے روایت کی ہی کہ ہم مین ابن مسعود بیٹھے ہوے مقابلۂ قرآن کر رہے تھے کہ ایک جوان نے پوچھا اھل عھد الیکم نبیکم کم یکون بعدہ خلیفۃ یعنی آیا کچھ بیان کیا ہی

سلہ کتاب البشری بالحسنی بجواب رسالہ المودۃ فی القربی صفحہ ۱۱۶ سلہ کتاب البشری بالحسنی بجواب المودۃ فی القربی صفحہ ۱۳۱ سلہ کتاب البشری بالحسنی بجواب المودۃ فی القربی صفحہ ۱۱۱

تھا رے نبی نے کہ کہ خلیفہ ہونگے بعد اُنکے عبد اللہ ابن مسعود نے جواب دیا کہ تو حدیث السن ہی اور نو عمر ہی
آج تک مجھ سے یہ سوال کسی نے نہین کیا تھا نعم عہد الینا نبینا یکون بعدہ اثنا عشر خلیفۃ بعدد
نقباء بنی اسرائیل ہان ہمارے ساتھ ہمارے نبی نے عہد کیا ہی کہ ہونگے اولیا سے دین بارہ خلیفہ بعد نقبای
بنی اسرائیل پس اس روایت سے ثابت ہوا خلافت کا معہود اور منصوص ہونا من اللہ والرسول کہ سائل
نے ھل عہد الیکم کہا اور ابن مسعود نے نعم عہد الینا فرمایا اور دوسرا امر بعدد نقبا سے بنی اسرائیل کہنے
سے ثابت ہوا کہ عدد اُنکا بارہ ہی اور یہی بارہ خلفا سے رسول ہین انحصین کی خلافت تا بقاے نبوت نبی
کہ تا بقاے دنیا ہی موجود رہیگی پھر اُسی کتاب مودۃ فی القربیٰ مین جریر سے اور اُسنے اشعث سے اور اُسنے
ابن مسعود سے روایت کی ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے الخلفاء بعدی بعدد نقباء بنی اسرائیل یعنی خلفاء
بعد میرے بارہ مثل عدد نقباے بنی اسرائیل کے ہونگے اُسی کتاب المودۃ مین روایت ہی کہ سلیم ابن قیس
ہلالی نے سلمان فارسی سے روایت کی ہی کہ مین داخل ہوا خدمت پیغمبر خدا مین اُسوقت امام حسینؑ گودمین آنحضرت
کی بیٹھے ہوے تھے او حضرت دونون آنکھین اور لب امام حسینؑ کے چوم رہے تھے اور فرماتے تھے انت سید
ابن السید انت امام ابن الامام وانت حجۃ بن حجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعہم قائمہم یعنی تو
ای حسینؑ سید ابن سید اور امام ابن امام اور حجۃ ابن حجۃ اور ابو حجج ہی کہ تیری پشت سے نو امام پیدا ہونگے نوان
اُنکا قائم اُنکا ہو ابراہیم حموینی نے فرائد سبطین مین باسانید خود سعید ابن جبیر سے اور عبد اللہ ابن عباس سے
روایت کی ہی قال قال رسول اللہ ان خلفائی واوصیائی وحجج اللہ علی الخلق بعدی اثنا عشر اولہم
اخی واخرہم ولدی قیل یا رسول اللہ ومن اخوک قال علی بن ابی طالب قیل فمن ولدک قال المہدی
الذی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت جورا وظلما والذی بعثنی بالحق بشیرا لو لم یبق من
الدنیا الا یوم واحد لطول اللہ ذلک الیوم حتی یخرج فیہ ولدی المہدی وینزل روح اللہ عیسی بن مریم
فیصلی خلفہ وتشرق الارض بنورہا ویبلغ سلطانہ المشرق والمغرب یعنی فرمایا پیغمبر خدا نے کہ خلفا
اور اوصیا میرے اور حجتہاے خدا اوپر خلق کے بعد میرے بارہ ہین کہ اول اُنکا بھائی میرا اور آخر اُنکا بیٹا میرا ہی
عرض کیا گیا کہ کون بھائی آپکا فرمایا علی بن ابی طالب پھر عرض کیا گیا کون بیٹا فرمایا مہدی کہ جو بھر دیگا زمین کو
انصاف وعدل سے جیسا کہ بھر گئی ہوگی جور وظلم سے قسم ہی اُس خدا کی کہ جسنے مجکو نبی بشیر کر کے بھیجا ہی اگر
باقی نہ رہے دنیا سے مگر ایک دن تو پھر آئینہ طویل کریگا خدا اُس دن کو یہانتک کہ خروج کرے اُس روز فرزند
میرا مہدی اور نزول فرمائین عیسیٰ بن مریم اور نماز پڑھین عقب اُسکے اور روشن ہوجاوین نور پروردگار سے اور
پہونچے اُسکی سلطنت مشرق ومغرب مین امام حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیا مین اور ابی الحدید نہج البلاغہ مین اور
حموینی فرائد سبطین مین باسانید خود عکرمہ سے اور اُنھون نے ابن عباس سے روایت کی ہی قال قال رسول
اللہ من سرہ وفی اخر من اراد ان یحیی حیاتی ویموت مماتی ویسکن جنۃ عدن غرسہا ربی فلیوال

علیاً من بعدی ولیوال . . . ولیقتد بالائمۃ من بعدی فانھم عترتی خلقوا من طینتی ورزقوا فھمی وعلمی وویل للمکذبین بفضلھم من امتی والقاطعین منھم صلتی لا انالھم اللہ شفاعتی یعنی پیغمبر خدا نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ مسرور ہوا ور دوسری روایت مین ہے کہ جو شخص کہ ارادہ کرے مثل میری زندگی کے اور زیست اُسکی مثل میری موت کے ہوا ور سکونت جنت عدن کی کرے کہ جس کو میرے پروردگار نے دست قدرت سے بنایا ہے پس اُسکو چاہیے کہ دوستی کرے علی کی میرے بعد یعنی باعتقاد امامت کیونکہ ولایت عامہ قبل و بعد یکسان ہے اور چاہیے کہ دوست رکھے اُنکے ولی کو تحقیق کہ وہ ذریت میری ہین پیدا کئے گئے ہین میری طینت سے روزی کی گئی ہے اُنکو علم و فہم میرے سے اور مقام ویل ہے اُنکے مکذبین پر جو اُنکی بزرگی کی تکذیب کرین میری امت سے اور قاطعین پر اُنھین مین سے یعنی جو میری قرابت کو قطع کرین اُن سے نہ پہونچائیگا اُن مکذبین اور قاطعین کو خدا شفاعت میری زمخشری نے ربیع الابرار مین اور حموینی نے فرائد سمطین مین باسناد خود اور نیز مناقب مین موفق ابن احمد مکی نے روایت کی ہے قال قال رسول اللہ صلعم فاطمۃ مھجۃ قلبی وبعلھا قرۃ عینی ونور بصری وابناھا ثمرۃ فوادی والائمۃ من ولدھا امناء ربی وحبلہ الممدود بینہ وبین خلقہ من اعتصم بہ نجی ومن تخلف عنہ ھوی وفی اخر ومن اعتصم بھم فالی الجنۃ سلک ومن تخلف عنھم ففی النار ھلک پیغمبر خدا نے فرمایا کہ فاطمہ سرور قلب ہے میری اور شوہر اُسکا نور چشم اور خنکی چشم ہے میرا اور فرزند اُسکے میوہ دل ہین میرے اور ائمہ اُسکی اولاد سے امین ہین میرے رب کے اور حبل ممدود ہین درمیان خالق اور خلق کے پس جس شخص نے محکم اور مضبوط پکڑا اُنکو وہ جنت کو گیا اور جسنے تخلف کیا اُن سے وہ نار مین ہلاک ہوا حموینی نے باسناد خود روایت کی ہے جسکا آخر یہ ہے ثم قال الحسن والحسین اماما امتی بعد ابیھما وسیدا شباب اھل الجنۃ وامھما سیدۃ نساء العالمین وابوھما سید الوصیین ومن ولد الحسین تسعۃ ائمۃ تاسعھم القائم من ولدی طاعتھم طاعتی ومعصیتھم معصیتی الی اللہ اشکو المنکرین لفضلھم والمضیعین لحرمتھم بعدی وکفی باللہ ولیا وناصرا لعترتی وائمۃ امتی ومنتقما من الجاحدین حقھم وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون بعد اُسکے فرمایا پیغمبر نے کہ حسن و حسین دونون میری امت کے امام ہین اپنے باپ کے بعد اور سردار ہین جوانان اہل جنت کے اور مان اُن دونون کی سیدۂ نساء عالمین ہے اور باپ ان دونون کا سید اوصیائے اولین و آخرین ہے اور اولاد حسین سے نو امام ہین نوان اُنکا قائم اُنکا ہے اُنکی اطاعت میری اطاعت ہے اور معصیت اُنکی میری معصیت ہے جو اُنکے فضائل کے منکر ہین اُنکی شکایت کرتا ہون خدا سے اور اُنکی حرمت ضائع کرنے والون کی شکایت کرتا ہون اور خدا کافی ہے از روے ولایت اور نصرت کے میری عترت اور ذریت کا اور میری امت کے امامون کا اور خدا کافی ہے انتقام لینے کو اُنکے منکران حق امامت سے اور بہت جلد اُن لوگون کو معلوم ہوگا کہ جنھون نے ظلم کیا ہے (یعنی حق امامت مین) کہ وہ کس مقام پر منقلب ہونے والے ہین پس ان مردیات سید علی

له کتاب البشری ... مودۃ فی القربی ... مسند ص ۱۱۱ ... له ... العلم ... والادب والمروۃ ص ۱۲ ... ص ۱۱۱ له کتاب البشری ... مودۃ فی القربی ص ۱۱۱ ...

ہمدانی اور اخطب خوارزم اور ابراہیم حموینی اور ابونعیم اور زمخشری سے بوضاحت ثابت ہی کہ کل حضرت قریش سے
ہر اور کلمہ من بنی ہاشم ہی اور امامت وخلافت کا معہود اور منصوص من اللہ والرسول ہونا سائل کے سوال
سے کہ ھل عھد الیکم نبیکم اور ابن مسعود کے جواب سے نعم عھد الینا سے ثابت اور اسپر تخصیص کہ بارہ
خلیفہ بعد ونقباے بنی اسرائیل ہونگے اول انکا بھائی میرا علیؑ اور آخر انکا بیٹا میرا مہدی ہی اب کون احقا
رہا پھر فرمایا کہ جو چاہے کہ مثل میری زندگی کے زندگی کرے اور مثل میری موت کے اسکی موت ہو اور سکونت
اسکی جنت عدن ہو تو وہ اعتقاد کرے علیؑ کی امامت کا اور میری ذریت کی پیروی کرے کہ انکی طینت میری
طینت سے ہی اور میرے علم وفہم سے انکو روزی ملی ہی اور جو میری ذریت کی تکذیب کرین اور میری قرابت کو
ان سے قطع کرین میری شفاعت سے محروم رہین گے پس کسی طرح تردد نہ رہا اس بات مین کہ معتقد امامت علیؑ
اور پیرو ذریت نبوی کی موت مثل موت معصوم کے ہوئی اور قاطعین قرابت اور مکذبین ذریت آنحضرت
بقول آنحضرت شفاعت آنحضرت سے محروم ہوے اب مبصرین ملاحظہ فرمائین کہ یہ حدیثین اور حدیث من
مات الخ متحد المعنی ہین یا نہین اسلیے کہ حدیث مذکور من مات یعنی جو شخص اپنے امام زمان کو نہ پہچانے
اسکی موت مثل موت کافر کے ہی اور اس حدیث کا یہ مطلب ہی کہ جو اعتقاد علیؑ کی امامت کا کرے اور ذریت و
عترت آنحضرت کی پیروی کرے اسکی موت مثل موت پیغمبرؐ کے ہی اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ جو پردہ اتباع مین
داخل ذریت کیے جائین ذوی القربی کے مصداق بنائے جائین وہی مکذبین اور قاطعین ہین اور یہ بھی
فرمایا حضرت نے کہ فاطمہؑ سرور قلب ہی اور علیؑ نور چشم اور سید اوصیاے اولین وآخرین ہی دونون فرزند
انکے حسنؑ وحسینؑ میری امت کے امام ہین اور سرداران جوانان اہل جنت ہین اور اولاد حسینؑ سے نو امام ہین
نوان انکا قائم انکا ہی انکی اطاعت میری اطاعت ہی انکی معصیت میری معصیت ہی انکے منکرین فضائل اور
انکی حرمت ضایع کرنے والون کی شکایت پیش خدا کرتا ہون پس ان نصوص صریحہ سے انکار گویا بدیہیات
سے انکار کرنا ہی اگر ان احادیث وآیات مذکورۂ سابق پر حکم لگا دیجیے کہ گفتہ را ناگفتہ اور شنیدہ را ناشنیدہ
انکار ہند تو اختیار ہی اور جان بوجھ کر افلا یبصرون اور افلا یعقلون کے مصداق بنیے تو لاچاری یا ان
احادیث کو حالت یغلب علیہ الوجع مین داخل فرمائیے تو دعاے آنحضرت انکی ذریت کے واسطے کافی
ہی کہ فرمایا آنحضرت نے کہ خدا کافی ہی از روے ولایت اور نصرت میری ذریت کا اور انکے منکرین اور مکذبین
سے انتقام لینے کو بس ہی اور بہت جلد انپر واضح ہو جائیگا کہ وہ کس مقام پر منقلب ہونے والے ہین اور
مضامین احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسالت مآبؐ واقف تھے کہ بعد میرے میری ذریت
کی تکذیب کی جائیگی حرمت انکی ضایع ہوگی قرابت انکی قطع کرینگے پردۂ اتباع مین قرابت اپنی ظاہر کرینگے
حق انکا غصب کیا جائیگا اطاعت انکی ناپسند ہوگی آل رسول اور ذریت اور ذوی القربی اور عترت اور اولی
اور مولی کے معنی بنائے جائینگے انکی مخالفت پر اجماع ہوگا کوئی پرسان حال میری ذریت اور عترت کا نہ ہوگا

یہ سبب تھا کہ فرمایا خدا کافی ہی از روے ولایت اور نصرت کے میری عترت کا اور رہی لیس ہرا انتقام لینے کو پھر
یہ بھی فرمادیا کہ خلافت اور امامت منحصر ہی علی اور حسنین اور نو فرزندان حسین مین اور اسی کو استخلاف کہتے ہین
پس ثابت ہو گیا کہ نصب امام با علام ملک علام پیغمبر انام صلی اللہ علیہ و آلہ الکرام پر واجب تھا اور آنحضرت
نے ابتداء نزول وحی و آیۂ انذر عشیرتک الاقربین سے لیکر تا حدیث قرطاس بہ نصوص خفیہ و جلیہ موضعات
و مقامات مختلفہ و متعددہ مین ظاہر فرمایا جو احادیث صحاح ستہ و غیر صحاح ستہ سے کہ جو مبین اور مصرح اور
مخصص صحاح ستہ مین ہو یدا و آشکار ہی اور ان حدیثون سے تو خلافت کاملہ اور خلافت ناقصہ بھی مراد
نہین لے سکتے کہ یہ وہ خلفا ہین جنکی خلافت مین با حادیث صحیحین دین محمدی ہمیشہ قائم رہیگا اور یہ دین
اسلام ہمیشہ عزیز رہیگا اور ولایت ان اثنا عشر خلیفہ کی مختص ہی لا یزال ہذا الدین قائما اور لا یزال
ہذا الدین عزیزا کے ساتھ پس کسی طرح ممکن نہین کہ کوئی خلیفہ ان بارہ سے اس صفت مذکورہ مین کامل و
ناقص متصور ہو بلکہ اثنا عشر کو ایک ہی صفت سے متصف فرمایا ہی اب اگر کوئی ناقص اور کامل کا خطاب دے
تو اسکی عقل کا کمال نقص ہی اور نیز یہ احادیث متعارض حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ اور لن یجتمع امتی
علی الضلالۃ سے ہین پس اب فرمانا کہ المذہب انہ یجب علی الخلق سمعا لقولہ من مات الخ اور قول ان
الامامۃ قد جعلوا اہم المہمات بعد النبی نصب الامام حتی قدموہ علی الدفن یہ دونون دلیلین نقلی و
عقلی وجوہات مذکورۂ بالا سے مخالف عقل و نقل و لیس بشئ ہو گئین اور امام کا منصوب اور منصوص من اللہ و
الرسول بالاجمال و بالتفصیل ثابت اور حکم وجوب نصب امام علی الخلق ہباءً منثورا ہو گیا اب فقط باقی رہا الاجماع
علی نصب الامام واجب اور اختلاف تھا تو یہی تھا کہ انہ واجب علی اللہ او علی الخلق پس جب وجوب نصب
علی الخلق باطل ہو گیا تو انہ واجب علی اللہ ثابت اور صحیح ہوا کہ جناب ختمی مآب نے ظاہر فرمایا اب اس مقام پر دو امر کا
بار ثبوت ہم پر ضروری ہی ایک تو یہ کہ احادیث منقولہ سید علی ہمدانی و غیرہم لائق اعتماد ہین یا نہین اور دوسرے
یہ کہ حق تعالی پر کوئی امر واجب ہی یا نہین امر اول سید علی ہمدانی شافعی اعاظم اولیاے عارفین اور افاخم مشائخ
مکرمین سے تھے چنانچہ عبقات الانوار مین مدائح و مناقب و فضائل انکے کتب مبسوطہ اور علماء مقبولین سنت و
جماعت سے بتصریح مذکور ہین قدرے قلیل یہان بھی حیز تحریر مین آتی ہین نور الدین جعفر بدخشانی کی کتاب خلاصۃ
المناقب مین بعض مسائل سید علی ہمدانی اس طرح مذکور ہین لکھتے ہین قرۃ عین محمد رسول اللہ ثمرۃ فؤاد المرتضی
والبتول المطلع علی حقائق الاحادیث والتفاسیر المعن فی السرائر بالبصیرۃ والتبصیر المرشد
للطالبین فی الطریق السبحانی الموصل للمتوجہین الی جمال الرحمانی العارف المعروف بالسید علی
الہمدانی نفحات الانس مین عبد الرحمن جامی نے اس طرح لکھا ہی میر سید علی بن شہاب الدین ابن محمد الہمدانی قدس
سرہ جامع بودہ است میان علوم ظاہری و باطنی و یرا در علوم مصنفات مشہور است چون کتاب اسرار النقطہ و شرح
اسماء الحسنی و شرح نصوص الحکم و شرح قصیدہ خمریہ فارضیہ و غیر آن وی مرید شیخ شرف الدین محمود ابن عبد اللہ

المزدقانی بوده واما کسب طریقت پیش صاحب السیر بین الاقطاب تقی الدین علی دوستی کرده چون تقی الدین
علی از دنیا برفت باز رجوع بشیخ شرف الدین کرد و گفت فرمان چیست وی توجه کرد و گفت فرمان آن ست
که در اقصای عالم بگردی سه مرتبه ربع مسکون را سیر کرد و صحبت هزار و چهار صد ولی را دریافت و چهار صد ولی
را در یک مجلس دریافت محمود بن سلیمان کفوی نے کتاب[1] اعلام الاخیار من فقهاے مذہب النعمان المختار مین لکھا ہی
لسان العصر سید الوقت المنسلخ عن الہیاکل الناسوتیۃ والمتوکل الی السبحات اللاہوتیۃ الشیخ
العارف الربانی والعالم الصمدانی میر سید علی ابن شہاب الدین بن محمد ابن محمد الصمدانی
قدس اللہ تعالی سرہ کان جامعا بین العلوم الظاہرۃ والباطنۃ بعد کسب طریقت کو اونہین مرتبہ سیر
ربع مسکون کی اور ملاقات ایک ہزار چار سو ولیون کی اس طرح ذکر کی ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور مجد[2] الدین
علی ابن ظہر الدین محمد بدخشانی نے جامع السلاسل مین اس طرح لکھا ہی علی ثانی لقب اوست و مشائخ زمان تصنیف
او چنین نوشتہ اند سلطان الاولیا برہان الاصفیا قدوۃ العارفین زبدۃ المحققین مستجمع الاسماء والصفات جامع
جمیع التجلیات محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ ختم المتقدمین زبدۃ المتاخرین وارث الانبیاء والمرسلین مرشد
الاولیاء الی طریق الحق والیقین مرکز دائرۃ الوجود الہادی الی المقصود قطب الاقطاب الکامل المکمل الصمدانی
علی ثانی امیر کبیر سید علی ہمدانی شمط[3] مجید احمد قشاشی مین ہی کہ قد ساح الہمدانی الربع المسکون ثلث مرات
بامر شیخہ المزدقانی وقد اوضحت ہذا فی سیاحتہ وصحب الفا واربعمائۃ ولی شاہ ولی صاحب نے
رسالہ[4] انتباہ فی سلاسل اولیا مین رقم فرمایا ہی کہ آنحضرت یعنی سید علی ہمدانی مدت عمر خود معمورہ عالم را سہ نوبت
سیر کردہ اند و ہزار و چہار صد ولی کامل را دریافتہ و چہار صد را از ایشان در یک مجلس سلطان خدابندہ دیدہ اند
و از ہر ولی در وقت وداع دعا و اقعۂ التماس نمودہ اند و آن رقعہا را بر جامہ خود مرقع کردہ اند و آن ادعیہ
و اذکار را کہ بی اختیار بر زبان ایشان جاری می شد جمع ساختہ اند این اوراد شدہ است منقول است از ہمان
حضرت کہ چون دوازدہم بار بزیارت کعبہ رفتم بمسجد اقصی رسیدم حضرت رسول را در واقعہ دیدم کہ بجانب
این درویش می آیند برخاستم پیش رفتم و سلام کردم از آستین مبارک خود خبروی بیرون آوردہ این درویش
را فرمود خذ ہذہ الفتحیۃ بگیر این فتحیہ را چون از دست مبارک حضرت گرفتم و نظر کردم ہمین اوراد بودند
بدین اشارہ اوراد فتحیہ نام کردہ شد واللہ الہادی الی الصراط المستقیم شیخ عبد العزیز محشی شرح مقاصد
شارح مقاصد کا قول شرح فتوح الغیب سے نقل فرماتے ہین انہ قال انا نری النبی ونسالہ عن الاحادیث
یقول صلعم ہو صحیح وقد یکون غیر صحیح باصطلاح العلوم فی نقل الحدیث یعنی صاحب فتوحات
فرماتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین آنحضرت کو اور ان سے پوچھتے ہین احادیث کو اور وہ حضرت فرماتے ہین کہ ان مین سے
یہ صحیح ہی اور مطابق اصطلاح علوم کے وہ صحیح نہین ہوتے اور نیز اکثر علماے نے تصریح فرمائی ہی کہ قول اہل علم دلیل
صحت حدیث ہی اگرچہ اسناد آن وہ حدیث قابل اعتماد نہ ہو پس جب بتصریح علماء ثابت ہی کہ قول اہل علم دلیل صحت

[1] عبقات الانوار ج۶ ص۳۷۷ [2] عبقات الانوار ج۶ ص۳۷۹ [3] عبقات الانوار ج۶ ص۳۸۰ [4] عبقات الانوار ج۶ ص۳۸۱

حدیث ہی تو سلطان الاولیا برہان الاصفیا قدوۃ العارفین زبدۃ المحققین محی الشریعۃ والحقیقۃ والطریقۃ ختم المتقدمین
وارث الانبیاء والمرسلین مرشد الاولیا الی طریق الحق والیقین مرکز دائرۃ الوجود الہادی الی المقصود قطب
الاقطاب الکامل المکمل الصمدانی علی ثانی سید علی ہمدانی کہ ایکہزار چارسو ولیون سے مشرفیاب ہوے ہون اور مجلس
مین چارسو اولیا کی بیٹھے ہون مشرف بزیارت محمد مصطفےٰ سے بلا واسطہ مشرف ہوے ہون پیغمبر برحق نے بالمشافہ
اُن سے کلام کیا ہو اور حضرت ہذہ النقیبۃ سے ممتاز فرمایا ہو اُنکے احادیث منقولہ کیونکر صحیح نہ ہونگے اور
حدیثین بھی وہ حدیثین جنکی عظمت وجلالت اُنکے خطبہ سے ظاہر ہی کہ اُن حدیثون کو جواہر اخبار اور لآلی آثار جان کر
حق تعالی سے امید کی کہ اُنکو وسیلہ اپنا ساتھ اہل بیت علیہم السلام کے اور باعث نجات اپنا بسبب آن حضرات
کے گردانا ہو اور نیز دعا کی ہو کہ حق تعالی مجھے نگاہ رکھے خبط و خلل سے قول و عمل مین اور نہ محول ہو قلم میرا طرف الم
ینقل کے الحمد للہ علی ما انعم اولی النعم والہمنی مودۃ حبیبہ جامع الفضائل والکرم الذی بعثہ
اللہ رسولا الی کافۃ الامم محمد الامی العربی صلی اللہ علیہ وسلم وبعد فقد قال اللہ تعالی قل
لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی و قال رسول اللہ احبوا اللہ لما رفدکم من نعمہ واحبونی
بحب اللہ واحبوا اہل بیتی لحبی فلما کان مودۃ آل النبی مسئولا عنہا حیث امر اللہ تعالی حبیبہ
العربی بان لا یسئل عن قومہ سوی المودۃ فی القربی وان ذلک سبب النجاۃ للمحبین وموجب وصولہم
الیہ والی آلہ علیہم السلام کما قال قال علیہ السلام من احب قوما حشر فی زمرتہم وایضا
قال المرء مع من احب فوجب علی من طلب طریق الوصول ومنہج القبول محبۃ الرسول ومودۃ
اہل بیت البتول وہذہ لا تحصل الا بمعرفۃ فضائلہ وفضائل آلہ علیہم السلام وہی موقوفۃ علی
معرفۃ ما ورد فیہم من اخبارہ علیہ السلام ولقد جمعت الاخبار فی فضائل العلماء والفقراء
اربعینات کثیرۃ ولم تجمع فی فضائل اہل البیت الا قلیلا فلذا وانا الفقیر الجانی علی العلوی الہمدانی
اردت ان اجمع فی جواہر اخبارہ ولآلی آثارہ مما ورد فیہم مختصرا موسوما بکتاب المودۃ فی القربی
تبرکا بالکلام القدیم کلما فی مامولی ان یجعل اللہ ذلک وسیلتی الیہم ونجاتی بہم وطویتہ علی ربعۃ
عشر مودۃ واللہ یعصمنی من الخبط والخلل فی القول والعمل ولم یحول قلمی الی ما لم ینقل بحق محمد
ومن اتبعہم من اصحاب الدول ترجمہ جمیع حمد ثابت ہین اُس خدا کو جسنے بہترین نعمتون سے اپنی نعمت دی
ہم کو اور اپنے حبیب کی مودۃ کی طرف الہام کیا ہم کو وہ حبیب جو جامع فضائل وکرم ہی اور وہ ایسا ہی کہ اللہ
نے اُسکو رسول کرکے سب امتون کی طرف بھیجا جسکا نام محمد امی عربی ہی درود اللہ کا اُسپر اور سلام بعد
حمد وصلوۃ کے پس بہ تحقیق کہ فرمایا حق تعالی نے کہ کہہ تو اے محمد مین تم سے ابلاغ رسالت کی اجرت کا سوال
نہین کرتا مگر سوال کرتا ہون مین کہ میرے اقربا سے دوستی کرنا اور فرمایا رسول خدا نے کہ دوست رکھو خدا کو
کہ اُسنے تم کو اپنی نعمتین بخشی ہین اور دوست رکھو مجکو بسبب محبت خدا کے اور دوست رکھو میرے اہل بیت کو

بسبب ہیری محبت کے بیس ہر گا وکہ محبت آل رسول مسئول عنہا ہی کہ حکم کیا خدا نے اپنے حبیب کو کہ سوال نہ کرے امت سے کسی چیز کا بجز محبت اقربا کے کہ وہ نجات محبین کا سبب ہو اور سبب وصول محبان ہے بسوے آنحضرت وآل آنحضرت اسلیے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جو شخص جس قوم سے دوستی رکھیگا وہ شخص زمرہ مین اُسی قوم کے محشور ہوگا اور نیز فرمایا کہ ہر شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہی بس واجب ہوا اُس شخص پر کہ طلب کرے طریق وصول ور منہج قبول کو یہ کہ اختیار کرے محبت رسول اور مودۃ اہل بیت بتول کی اور یہ حاصل نہین ہوتا مگر بمعرفت فضائل رسول اور فضائل آل رسول کے اوپر اُن سب کے سلام اور یہ معرفت موقوف ہی اُن اخبار کی معرفت پر جو وارد ہوے ہین اُنکی شان مین اور بہ تحقیق جمع کیے گئے ہین اخبار اور احادیث فضائل علما اور فقرا مین اربعینات کثیرہ یعنی چالیس چالیس حدیثین بکثرت اور نہین جمع کی گئین فضائل اہل بیت مین مگر قدرے قلیل بس اسی واسطے مین فقیر گنہگار علی ہمدانی نے ارادہ کیا کہ جمع کرون جواہر زواہر احادیث نبوی اور لآلی درخشندہ آثار مصطفوی کو کہ جو وارد ہوئی ہین اُن اہل بیت کی شان مین ایک مختصر کو اور مسمی کردن مین اُسکو بکتاب المودۃ فی القربی دراتحالیکہ برکت چاہتا ہون مین ساتھ کلام قدیم کے چنانچہ آرزو میری اور امید ہی کہ گردانے اللہ اس کتاب کو وسیلہ طرف اُنھین اہل بیت کے اور نجات دے مجھ کو بہ سبب اُنھین کے اور مرتب اور منطوی کیا مین نے اُسکو اوپر چودہ مودتون کے اور اللہ حفاظت کرے میری خبط وخلل سے میرے قول وعمل مین اور نہ پھراے میرے قلم کو حق تعالی اُس چیز کی طرف کہ منقول نہو بحق محمد اور بحق اُس شخص کے کہ پیرو ہی اُن حضرت کا اُنکے اصحاب دول سے یعنی جو اصحاب کہ دولت ایمان سے بہرہ ہین انتہی ترجمہ

اس خطبہ سے ثابت ہوگیا کہ محبت اہل بیت مسئول عنہا ہی اور سبب نجات ہی امت کا اور باوجود اسکے علماء وفقراء کے فضائل بکثرت جمع کیے گئے اور نہین جمع کیے گئے فضائل اہل بیت مگر بہت کم اس سبب سے حضرت علی ہمدانی نے یہ فضائل جمع کیے اور انکو جواہر اخبار اور لآلی آثار فرمایا اور وسیلہ نجات قرار دیا اور دعا کی کہ قول وعمل مین خبط وخلل واقع نہو اور مالم ینقل پر قلم محول نہو بس ان احادیث مذکورہ منقولہ علی ثانی سید علی ہمدانی مین اور اُنکی صحت مین کسی طرح کا تردد نہ رہا بلکہ صحاح ستہ مین اگر یہ حدیثین نہ بھی ہون توبھی اُنکی صحت یقینی ہی کہ سید علی ہمدانی بالاتفاق اولیاء عارفین مین سے ہین مین یہانتک لکھ چکا تھا کہ اوراد فتحیہ مطبوعہ نولکشور میرے ایک دوست نے عنایت کی حق تعالی اُنکو جزاے خیر دے اسناد مین اس اوراد کی مدح مین سید علی ہمدانی کی چند نقلین مرقوم ہین جو اُنکے علو مرتبت اور سمو منزلت پر دلالت کرتی ہین لہذا سپرد قلم کرتا ہون لکھتے ہین کہ سید علی ہمدانی سر حلقہ مشایخ ہمدانیہ است وسر دفتر اصحاب حضرت شیخ محمود مزدقانی علیہ الرحمہ واز سی وسہ مشایخ کامل ارشاد واجازات داشت از انجملہ یکی سعید حبشی بود رضی اللہ عنہ کہ از اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بودہ است وعلی ہمدانی از صحبت او بشرف تابعین مشرف شد وفروغ دل یافت وخرقہ خلافت گرفت ودر علم از فحول علما بود وطی ارض داشت چنانچہ سہ مرتبہ ربع مسکون راطی کرد نقل ست کہ علماء نصاری را در ولایت

روم باعلماء اہل اسلام برابن حدیث مذاکرہ افتاد کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی پیغام بر شما گفتہ ہست کہ علماء امت من مثل انبیاء بنی اسرائیل اند و عیسی احیاء اموات میکرد اگر درین قول پیغمبر شما راسخ است مردہ را زندہ کنید علماء اسلام عاجز گشتہ مہلت چہل روز خواستند چون مدت رسید بموجب الہام ربانی علی ہمدانی بطی الارض دران مجمع حاضر شد و گفت پیغمبر ما راست گفتہ است پس فرمود تا مردہ را حاضر آوردند روی بعلماء نصاری کرد و فرمود کہ پیغمبر شما کہ احیاء اموات میکرد چہ میگفت جواب گفتند پیغمبر ما قم باذن اللہ گفتی فرمود اگر من بفرمان اللہ تعالی قم باذنی بگویم و این مردہ زندہ شود شما بہ پیغمبر ما ایمان آرید گفتند آری پس فرمود من یکی از فروترین امت وی ام چون من ہزاران ہزار درین زمان یافتہ میشوند پس گفت قم باذنی و دست آن مردہ بگرفت و برداشت پس ہمہ ایمان آوردند پس مثل اسکے بکثرت کشف و کرامات کتب متعددہ مین منقول ہین چنانچہ نقل ہی کہ کشمیر مین ایک شخص فقیر صورت صاحب استدراج سے مناظرہ ہوا ایک گاے کے پیٹ مین گوسالہ کا رنگ اور اُسکا نر ہونا بتایا اُسکے رنگ مین اختلاف ہوا اُس فقیر نے کہا پیشانی گوسالہ کی سفید ہی سید علی ہمدانی نے فرمایا کہ سر دُم اُس گوسالہ کی سفید اور وہ دم اُس کی پیشانی پر رکھی ہوئی ہی غرض اُسکا پیٹ چاک کر کے دیکھا تو فی الحقیقت دُم اُسکی پیچ کھائی ہوئی اُسکی پیشانی پر رکھی ہوئی تھی غرض اہل کشمیر مین اسلام کی ترقی اسی سبب سے ہوئی اور وہ کافر صاحب استدراج شرمندہ اور غمناک ہوا اور منفعل ہوکر وہ بھی اسلام لایا غرض احادیث منقولہ سید علی ہمدانی خصوصًا وہ احادیث جو کتاب المودۃ فی القربی مین جمع فرمائے احادیث صحیحین سے صحت مین بدرجہا فائق ہین کہ بہ تصریح علماء قول اہل علم دلیل صحت حدیث ہی پس سید علی ہمدانی کہ تابعین اور صاحب خوارق ہین کہ طی الارض اور احیاء اموات جن سے واقع ہوا اور پیغمبر کے بلا واسطہ ملاقات سے مشرف ہوے اُنکی بیان فرمائی ہوئی حدیثین کیونکر صحاح ستہ سے اصح نہ ہونگی فتبصر ولا تغفل اب رہا امر ثانی کہ حق تعالی پر کوئی امر واجب ہی یا نہین پس ماورا دیگر دلائل عقلی اور نقلی کے یہ حدیث متفق علیہ یعنی من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ دلیل کافی ہی بچند وجہ وجہ اول عقائد نسفی پر بہ نشان ۵ ملا جلال سے حاشیہ لکھا ہی اعلم ان مسئلۃ الامامۃ لیست من الاصول التی یجب علی کل مکلف معرفتہا عند اہل السنۃ والجماعۃ یعنی مسئلہ امامت اصول سے نہین ہی کہ جسکی معرفت ہر مکلف پر واجب ہو پس فرق بین الاصول والفروع کیا ہی وہ بھی عرض کردیا جاے پس علم و معرفت سے اگر مقصود بالذات نفس تصدیق و اذعان ہی چنانچہ خدا کا اور اُسکے رسول کا اور اُسپر ایمان لانا اگرچہ بالواسطہ یا بوسائط متعددہ تفرع عمل کا بھی اُسکے ضمن مین ہو اُسکا نام حکمت نظریہ اور اصول دینیہ ہی اور اگر علم و معرفت سے نفس تصدیق مقصود بالذات نہ ہو بلکہ اُن سے مقصود بالذات نفس عمل ہو تو اُسکو حکمت عملیہ اور فروع دینیہ کہتے ہین حاصل یہ ہی کہ مقصر اول دائرۂ اسلام اور ایمان سے باہر ہی اور مقصر ثانی اگر معذور نہ ہو تو آثم ہی مگر خارج از دائرۂ اسلام و ایمان نہین ہو سکتا اب دیکھنا چاہیئے کہ حدیث من مات کس امر پر دلالت کرتی ہی آثم ہونے پر یا خروج اسلام پر چونکہ دلالت حدیث کی یہ ہی کہ جو نہ پہچانتا ہو

امام زمان کو اُسکی موت کافر کی موت ہی پس عدم معرفت محکوم بموت جاہلیت ہوئی اسی سے ثابت ہوگیا کہ معرفت
سے مراد نفس امام زمان ہی پس معرفت سے مراد نصب امام لینا اور نصب کو خلق پر منحصر کرنا اور اُسکو تکلیف عملی
قیاس کرکے مسائل فروع مین محسوب کرنا اور پھر اُسکی عدم معرفت کو محکوم بموت جاہلیت قرار دینا بناء فاسد
علی الفاسد ہی سبحان اللہ مسئلہ امامت عند اہل السنۃ والجماعۃ تو اصول سے نہین ہی کہ ہر مکلف پر معرفت اُسکی
واجب ہو اور معرفت امام واجب اور وجوب معرفت امام دلیل وجوب نصب امام علی الخلق اور بعدم معرفت
محکوم بموت جاہلیت حالانکہ تارک فروع ضروریہ فرعیہ مومن آثم ہی نہ خارج از ایمان جیسا کہ بحث ایمان مین مذکور
ہوا تو مقصر معرفت فروع ضروریہ بدرجہ اولی کافر نہین ہوسکتا چہ جائیکہ مقصر معرفت امام کی موت موت کافر قرار
دی جائے پس بالضرور مسئلہ امامت اصول قطعیہ سے قرار پائیگا ورنہ حدیث متفق علیہ من مات الخ کا مصادق
آنا محال ہوجائیگا چنانچہ حدیقۂ سلطانیہ مین مذکور ہی کہ جمعی دیگر چون قاضی بیضاوی در کتاب منہاج و شراح
کلام او بر آنند کہ این مسئلہ از اعظم مسائل اصول دین است و مخالف آنرا کافر و مبتدع شمردہ اند و یکی از علماء حنفیہ
در کتابی کہ بہ فصول مشہور است گفتہ کہ ہر کہ بامامت ابی بکر قائل نیست کافر است بلکہ جمعی از ایشان متصدی
بقتل کسی میشوند کہ اعتقاد بامامت ابی بکر نداشتہ باشد یا بگوید کہ علی بعد از رسول بلا فاصلہ امام است مرتکب
قتلش میشوند پس اس تقریر سے بالبداہۃ ثابت ہوگیا کہ مسئلۂ امامت اصول دین سے ہی اسواسطے کہ کسی طرح
ایک فرع کا نہ جاننے والا کافر واجب القتل نہین ہوسکتا محشی کا رقم فرمانا لیست مسئلۃ الامامۃ من الاصول
عند اہل السنۃ والجماعۃ بھی اتہام ہی کہ ایک جماعت اور قاضی بیضاوی اور صاحب فصول خارج از سنت
جماعت ہوے جاتے ہین کہ جو اعلی اور اکمل و اعلم و افہم اہل سنت جماعت ہین اور فی الحقیقت یہ وہ بحث ہی
کہ اعاظم اعلام و افاضل نام اور اکابر اہل کلام اور عقلاء عالی مقام ہوش و حواس باختہ معرکہ مناظرہ مین سپر
انداختہ ہو کر امام زمان سے مراد قرآن مجید اور سورہ حمد کہ ہر نماز مین واجب ہی لینے لگتے ہین ندبروا نفہم وجہ
دوم امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر مین رقم فرماتے ہین آیۂ فقد جاءکم بشیر و نذیر المعنی ان حصول الفترۃ
یوجب احتیاج الخلق الی بعثۃ الرسول واللہ تعالی قادر علی کل شئ فکان قادرا علی بعثتہ ولما کان
الخلق محتاجین الی البعثۃ والرحیم الکریم قادرا علی بعثۃ الرسل وجب فی کرمہ و رحمتہ ان یبعث
الرسل الیہم یعنی حصول فترت سبب ہی خلق کی محتاجی کا طرف بعثت رسل کے اور حق تعالی قادر ہی ہر شئ پر پس
وہ قادر ہی بعثت پر اور ہرگاہ کہ خلق محتاج ہوئی طرف بعثت کے اور رحیم و کریم قادر ہی بعثت پر تو واجب ہوا
کرم و رحمت مین اُسکی کہ مبعوث کرے رسل کو اُنکی طرف پھر دوسرے مقام پر فرماتے ہین آیۂ کتب ربکم علی نفسہ
الرحمۃ المسئلۃ الاولی کتب کذا علی فلان یفید الالزام وکلمۃ علی یفید الایجاب ومجموعہما مبالغۃ
فی الایجاب فہذا یقتضی کونہ سبحانہ راحما بعبادہ رحیما بہم علی سبیل الوجوب انتہی یعنی کتب
کذا علی فلان فائدہ دیتا ہی لزوم کا اور کلمۂ علی مفید ایجاب ہی اور مجموع ان دونون کا مبالغہ ہی ایجاب مین

پس یہ مقتضی ہی ہونیکو اُس سبحان کے راحم اپنے بندون پر اور رحیم ہونیکو انھین بندون پہلی سبیل الوجوب انتہی اس کلام سے امام فخر الدین رازی کے ثابت ہوگیا کہ فضل وکرم حق تعالی پر کسی امر کا واجب ہونا مذموم اور مقدوح نہین ہی اور اسی کا نام واجب علی اللہ ہی پس جس طرح سے فطرت نے محتاج کیا تھا خلق کو طرف بعثت رسل کے اسی طرح سے وفات پیغمبرؐ نے محتاج کیا خلق کو طرف امام کے ایسے امام کہ راسخین فی العلم ہون صادقین ہون رموز وغوامض قرآن وشریعت کو بتلا سکین حافظ شریعت رسول آخر الزمان رہین معصوم ہون گناہان کبیرہ وصغیرہ سے عالم ہون علوم دینی اور دنیوی کے جمیع صفات کمال سے متصف ہون جمیع عیوب سے مبرا ہون اور تا قیامت حافظ شریعت پیغمبر آخر الزمان رہین اور حق تعالی قادر ہی ہر شی پر اور جب خلق کی احتیاج طرف امام کے ضروری ہوئی کہ موت جاہلیت سے بغیر امام کے چھٹکارا نہین ہی اور رحیم وکریم قادر ہی اوپر نصب امام ممدوح کے پس واجب ہوا کرم ورحمت حق تعالی مین نصب امام معصوم اور اسی کا نام اللہ واجب علی اللہ لا علی الخلق ہی اور یہ بھی ظاہر اور بالاتفاق ہی کہ عصمت پر بجز خدا اور رسول خدا کے کوئی واقف نہین اسواسطے کہ العصمۃ ملکۃ نفسانیۃ قدسیۃ لا یمکن الاطلاع علیہا الا من قبل اعلام العلیم الحکیم بہا یعنی عصمت ملکہ نفسانیہ قدسیہ ہی جسپر اطلاع ممکن نہین مگر از طرف اعلام علیم حکیم پس باعلام علیم حکیم رسول کریم نے مکرر بتایا اور کس کس طرح سمجھایا پھر آخر کو اکتب لکم کتابا فرمایا اُسپر بھی مخالفت قول رسول کہ بعینہ مخالفت خدا ہی کی جائے اور منصب رحمت حق تعالی اور رحمۃ للعالمین سے لیا جائے اور اللہ واجب علی الخلق بتایا جائے تو نری ہٹ دھرمی اور نفس پرستی ہی اور عصمت امام نص ملک العلام سے ثابت ہی حق تعالی فرماتا ہی انی جاعلک للناس اماما امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین فرماتے ہین کہ یہ آیت دلالت کرتی ہی عصمت پر خلیل الرحمن کی باین علت کہ امام وہ ہی کہ جسکی اقتدا کی جاتی ہی پس اگر اُس سے کوئی گناہ صادر ہو تو اقتدا اُسکی مخصوص اُس گناہ مین نہ کی جائیگی اور ہم پر واجب نہین ہی کہ ہم اُس گناہ مین اُسکی اقتدا کرین اسواسطے کہ اگر اطاعت اُسکی واجب ہو تو محال لازم آئیگا اسواسطے کہ معصیت ممتنع ہی اور بایں وجہ کہ فعل امام ہی عمل کرنا اُسپر واجب تو اجتماع امر ونہی کا واجب ہوا اور یہ محال ہی مناقب ابن مغازلی شافعی مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہی کہ فرمایا پیغمبر برحق نے انا دعوت ابراھیم یعنی مین دعوت ابراہیم ہون پس مین نے کہا کہ کیونکر آپ دعوت ابراہیم مین فرمایا کہ جب وحی کی ابراہیم کو خدائے یگانہ نے کہ انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین یعنی جب ابراہیم نے جلالت مرتبت امامت کو دیکھا آرزو کی کہ میری ذریت کو بھی یہ مرتبہ ملیگا فرمایا جو تیری ذریت سے ظالم ہوگا وہ اس عہد کو نہ پائیگا پوچھا حضرت ابراہیم نے ظالم کون لوگ ہین فرمایا جو اصنام پرستی کرین اُسوقت حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی وہ دعائے ابراہیم منتہی ہوئی میری طرف کہ ہرگز ہم مین سے کسی نے پرستش اصنام نہین کی فاتخذنی نبیا واتخذ علیا ولیا امام فخر الدین اسی آیہ کی تفسیر مین مسئلہ خامسہ رقم فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جمہور فقہا ومتکلمین نے عقد امامت فاسق پر جائز نہین

رکھی ہی اور اسی آیہ سے حجت لاتے ہین اُس عنوان پر کہ مراد عہد سے امامت ہی فوجب ان یکون المراد
بهذا العهد هو الامامة فيصير الاية كانه قال تعالى لا ينال الامامة الظالمين اوكل عاص
فانه ظالم انفسه فكان الاية دالة على ما قلنا یعنی پس واجب ہے کہ ہو مراد عہد سے امامت
پس معنی آیت یہ ہوے کہ نہ پہنچے گی امامت ظالمین کو اسواسطے کہ کل عاصی ظالم لنفسہ ہین پس دلالت آیہ وہی
کہ ہمنے کہا ہی لکھتے ہین کہ اگر کہا جائے کہ ظاہر آیہ کا یہ ہی کہ ظاہراً اور باطناً ظلم منتفی ہو تو وہی عصمت ہی تو جواب دینگے
ہم کہ ہمنے ترک کیا اعتبار باطن کا اور باقی رہا ظاہر اس سوال وجواب مین ضعف وقوت آشکار ہی اگر کوئی کہے
کہ ہمنے دونون اعتبار ترک کیے تو کچھ باقی نرہا کہ عصیان ظلم ہی نہین ہی پس جو جواب امام فخرالدین اسکا فرمائینگے
وہی جواب ہمارا ہی تفسیر بیضاوی مین آیہ فلما انبأهم مین رقم فرماتے ہین واعلم ان هذه الايات تدل على
شرف الانسان ومزية العلم وفضله على العبادة وانه شرط في الخلافة بل العمدة فيها
جان تو کہ یہ آیتین دلالت کرتی ہین اوپر شرف انسان کے اور مزیت علم کی اور اُسکے بہتری پر عبادت سے اور یہ تحقیق کہ
وہ شرط ہی خلافت مین بلکہ عمدہ ہی خلافت مین اور امام فخرالدین رازی لکھتے ہین آیہ وکونوا مع الصادقین
مین کہ یہ آیہ دلالت کرتی ہی دوام وجود صادقین پر اور صیغہ امر شامل ہی جمیع اوقات پر اور بعین وقت بھی نہین ہی
پس لازم ہوا کہ جائز الخطا اقتدا کرے اُسکی کہ صدور خطا جسسے ممتنع ہو اور اس آیت کی تفسیر مین بعض مفسرین نے
صادقین سے مراد اجماع لی ہی جواب اُسکا یہ ہی کہ معنی آ[illegible] ثابت ہوا ہی کہ غیر صادقین مامور ہین باطاعت صادقین
اور حدیث مین لن یجتمع امتی ہی اور امت کا لفظ تو ہر شامل ہی صادقین اور غیر صادقین پر اور ظاہر ہی کہ
اتحاد مطیع اور مطاع کا ممتنع ہی پھر صادقین سے مراد اجماع کیونکر لے سکتے ہین اور بعض نے صادقین سے مراد صحابہ
لی ہی اور تفسیر اسلاح کی ہی وکونوا مع النبی واصحابہ حالانکہ یہ بھی مراد نہین ہوسکتی کہ یہ آیہ دلالت کرتی
ہی دوام وجود صادقین پر اور کونوا شامل ہی ہر زمانہ کو اور ہر زمانہ مین وجود صحابہ کا محال پس بالضرور وجود
صادقین کا ہر زمانہ مین واجب ہوا اور ہر شخص پر معرفت اُنکی بھی واجب ہوئی اور منصب نصب امام خلق مین
منحصر کرنا غصب منصب خدا اور رسول ہوا اور نصب امام خدا اور رسول پر واجب ہوا کہ عقول امت ادراک
اوصاف مذکورہ سے عاجز ہین اور امامت مفضول باوجود موجودگی فاضل از سرتا پا باطل اسواسطے کہ حال
امامت کا بعینہ حال بعثت کا ہی جو دلیلین کہ وجوب بعثت پیغمبرون کی دلالت کرتی ہین وہی وجوب نصب
امام پر بھی دال ہین اور شارح مواقف اور نیز صاحب مواقف نے مبحث امامت مین بیان کیا ہی کہ امامت
ریاست عامہ ہی دنیا و دین کی پس امام دنیا و دین کو لازم ہی کہ حاوی کمالات دنیا و دین ہو بجمیع الوجوہ اسواسطے کہ
کافہ امت کو اُسکی اتباع واجب ہے پس فاضل اتباع مفضول کیونکر کرسکتا ہی اور مفضول بجمیع الوجوہ حاوی
کمالات کیونکر ہوسکتا ہی هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون انما يتذكر
اولوا الالباب یعنی کیا مساوی ہوتے ہین وہ لوگ کہ صاحب علم ہین اور وہ لوگ جو صاحب علم نہین ہین

اور مُجبر این نیست کہ بند بکڑتے ہین صاحبان عقل اور آیہ یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعو
الرسول واولی الامر منکم یعنی اے مومنو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اُسکے رسول کی اور
اولی الامر کی اپنی اطاعت خدا مین اور اطاعت رسول مین فرق ہے مگر اطاعت رسول مین اور اطاعت
اولی الامر مین کچھ فرق نہین ہے اسی سے ثابت ہے کہ اولی الامر وہی صادقین معصومین ہین جنکی اطاعت
بعینہٖ اطاعت رسول ہے اور یہ خطاب بھی اعم ہے جمیع مکلفین پر الی یوم القیامہ اسی سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ
مین اولی الامر موجود ہون اور یہ امر بھی مخفی نہین ہے کہ اولی الامر اگر فساق و عصاۃ ہونگے تو اطاعت اور
مخالفت اُنکی یہ دونون امر واجب ہو جاینگے اور یہ امر بالضرور محال اور ممتنع ہے اور اگر اولی الامر سے اجماع
مراد لیجائے تو عدم اجماع جو اکثر اعصار مین اور خصوصاً فی زماننا موجود ہے ضلالت اور معصیت قرار پائیگا اور
خلو زمان از صادقین و اولی الامر لازم آئیگا اور حدیث لن تجتمع امتی کا صدق محال ہو جائیگا یا عدم اجماع کو
اجماع کا خطاب دیا جائیگا اور عدم امام کو امام گردانا جائیگا ورنہ موت علی الکفر سے نجات محال پس ثابت ہوگیا
کہ نصب امام واجب ہوا خدا پر اور اُسکے رسول پر وجہ سوم چونکہ نصب امام حق تعالی پر واجب تھا یہ
نصوص متعددہ حق تعالے نے اظہار فرمایا جیسا کہ مذکور ہوا منجملہ انھین نصوص کے آیہ انما ولیکم اللہ و
رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلواۃ و یوتون الزکوٰۃ وھم راکعون ہے
کہ باتفاق مفسرین یہ آیت شان مین علیؑ اور آل رسولؐ کے نازل ہوئی ترجمہ کوئی ولی تمھارا نہین ہے مگر خدا اور
رسول اُسکا اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین قائم رکھتے ہین صلواۃ کو اور دیتے ہین زکواۃ کو درانحالیکہ وہ رکوع کرنیوالے ہین
خلاصہ یہ ہے کہ اس آیہ سے ثابت ہے کہ جو نسبت خدا کو اور اُسکے رسولؐ کو مومنین سے ہے وہی نسبت علیؑ کو مومنین سے
ہے اگر خدا کو اور رسولؐ کو ولی امر صاحب اختیار مومنین کا مانا جائے تو علیؑ کو بھی ولی امر صاحب اختیار ماننا لازم
ہوگا اور یہی معنی امام بھی ہین پس ثابت ہوا کہ علیؑ امام ہین بعد اُسکے فرمایا حق تعالے نے یا ایہا الرسول بلغ
ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ یہ آیت شان علیؑ مین نازل ہوئی جناب رسالتمآب صلعم مامور ہوے کہ اُنکے باب مین تبلیغ فرمائین پس
پیغمبر خداؐ نے ہاتھ علیؑ کا پکڑا اور فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ
وعاد من عاداہ تفسیر کبیر مین امام فخر الدین نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ العاشر
نزلت ھذہ الایۃ فی فضل علی رضی اللہ عنہ یعنی دسوان قول یہ ہے کہ یہ آیت فضل علی ابن ابیطالبؑ
مین نازل ہوئی ولما نزلت ھذہ الایۃ اخذ بیدہ وقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر ابن خطابؓ فقال ھنیاً لک یا ابن ابی
طالب اصبحت و امسیت مولای و مولا کل مومن و مومنۃ وھو قول ابن عباس و البراء بن
عازب و محمد بن علی ہر گاہ کہ نازل ہوئی یہ آیت تو ہاتھ پکڑا اُنکا یعنے علیؑ کا اور فرمایا من کنت مولاہ الخ پس ملاقات کی

عمر ابن خطاب نے اور مبارکباد دی کہ تم مولا ہوئے میرے اور کل مومنین اور مومنہ کے اور یہ قول ابن عباس و براء بن عازب و محمد ابن علی یعنی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا ہو آیہ والنجم اذا ھوی مناقب ابن مغازلی شافعی مین ابن عباس سے منقول ہو کہ پیغمبرؐ نے فرمایا یہ ستارہ جسکے مکان مین گرے وہی میرا وصی ہو پس جو جو صحاب آنحضرت کی خدمت مین تھے اُٹھے اور نظر کی تو دیکھا کہ وہ علی ابن ابیطالب کے مکان مین تھا پس ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ تو محبت علی مین گمراہ ہوا اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی والنجم اذا ھوی ما ضل صاحبکم وما غوی آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کی تفسیر ثعلبی نے اپنی تفسیر مین اور نیز اصحاب سیر اسطرح لکھتے ہین کہ ابتدائے بعثت مین یہ آیہ نازل ہوئی پیغمبرؐ نے طعام قلیل پکوایا اور بنی عبد المطلب کو جمع کیا اور دعوت اسلام فرمائی اور فرمایا کون ہی کہ میری دعوت کو قبول کرے اور وارث و وزیر و خلیفہ میرا ہو میرے بعد اُسوقت علیؑ نے فرمایا انا یا رسول اللہ تین مرتبہ رسولخدا نے فرمایا اور ہر مرتبہ علیؑ نے انا یا رسول اللہ کہا اُسوقت تمام قوم نے ابوطالب سے کہا کہ ای ابوطالب اب طاعت اپنی لڑکی کی کرو کہ تیرا امیر ہوا اور مشکوٰۃ و معارج النبوت سے بھی بیان کر آئے ہین امام نسائی نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہی اور حافظ محمد ابن موسیٰ الشیرازی نے آیہ وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ کی تفسیر مین انس ابن مالک سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسولخدا نے کہ حق تعالے نے مٹی سے آدم کو پیدا کیا اور مجکو اور میرے اہلبیت کو اختیار کیا اور برگزیدہ کیا جمیع خلق سے اور گردانا مجکو نبی اور علی کو وصی امام احمد ابن حنبل نے اور شیرویہ دیلمی نے کتاب فردوس مین اور ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب مین روایت کی ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ مین اور علیؑ ایک نور تھا خدا کے نزدیک قبل از پیدایش حضرت آدم پھر وہ نور صلب آدم مین رکھا گیا اور ہمیشہ اصلاب طاہر سے منتقل ہوتا ہوا صلب عبد المطلب تک پہنچا اور وہان سے دو حصہ ہوا مجھ مین نبوت اور علیؑ مین خلافت ہوئی مناقب امام احمد ابن حنبل مین ہی کہ سلمان نے کہا یا رسول اللہ من وصیک یعنی کون ہی وصی قال من کان وصی اخی موسیٰ قال سلمان یوشع ابن نون قال رسول اللہ ان وصی ووارثی ومن یقضی دینی وینجز وعدی علی بن ابی طالب فرمایا کون شخص تھا وصی اخی موسیٰ کا سلمان نے کہا یوشع ابن نون جواب دیا رسول اللہ نے کہ تحقیق وارث اور ادا کرنے والا میرے قرضہ کا اور وفا کرنے والا میرے وعدہ کا علی ابن ابیطالب ہی صحیحین مین مشکوٰۃ مین سعد ابن ابی وقاص سے منقول ہی قال رسول اللہ لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی کہ فرمایا رسول خدا نے واسطے علیؑ کے کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہی موسیٰ سے مگر بعد میرے کوئی نبی نہین ہوا اور فرمایا پیغمبرؐ نے القرآن مع علی وعلی مع القرآن اور فرمایا اللھم ادر الحق حیث ما دار اور انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی پس ان نصوص جلیہ وخفیہ سے اور دلایل قطعیہ اور وجوہات مذکورہ سے مثل آفتاب ظاہر ہوگیا کہ غصب امام خالق علام ہوا اور تعلیم حکیم علیم رسول انام ہو واجب لازم تھا کہ

گوہر مراد صفحہ ۱۹۵

گوہر مراد صفحہ ۱۹۳

کہ جسکو پیغمبر خدا نے ابتدا مین نزول وحی آیہ انذر عشیرتک الاقربین سے اور انتہا سے وقت وفات مین
الست اولی بکم لکھا با کہکر اظہار فرمایا جیسا کہ مذکور ہوا نہ خلق وانام پر اور معرفت اُسکے ہر فرد پر افراد امت سے
واجب ہوئی اور مقصر اس معرفت کا حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ
کا مصداق ہوا تنبیہ ہماری مراد تحریر سے اس رسالہ کے یہ نہین ہو کہ ہم حقیقت مذہب مین یا امامت یا خلافت
مین بحث کرین بلکہ خاص منشا ہمارا یہ ہو کہ ابتدا ظہور اسلام اور اظہار رسالت سید مرسلین سے الی الآن
حسد و بغض و کینہ بنی ہاشم سے اور خصوصاً اہلبیت اور علیؑ اور آل رسولؐ سے جاری ہو حتی کہ پیغمبر صلعم کیوقت
مین منافقین کی شناخت بغض و عداوت علیؑ سے ہوتی تھی بعد وفات حضرت رسالتمآب تو جو زمانہ بدلا وہ
ظاہر ہو کہ وہی بغض و حسد علیؑ علامت تقوی اور ایمان قرار پائی کوئی فضیلت منقبت آل رسولؐ اور اہلبیت
اور علیؑ ابن ابیطالب کی ایسی نہین ہو جسکی تاویل اور تضعیف نہ کیگئی حتی کہ یہ شیوہ علما قرار پایا ہو کہ جب کسی
کتاب حدیث کی شرح رقم فرماتے ہین تو جہان کہین فضائل اہلبیت اور مناقب آل عترت کا ذکر آیا تو سیکڑون
معنی اور تاویلین کرنا پڑتا ہو حاصل یہ ہو کہ کوئی تذلیل اور تنقیص علیؑ اور آل رسول اور اہلبیت کے اُٹھا نہین
رکھی گئی امیر معاویہ کے وقت مین تو سب و شتم باعلان منبر و نپر جاری کیا گیا یزید نے تو باعلان اپنے آبا و اجداد
کا ایسا معاوضہ لیا کہ تا قیامت یادگار رہیگا اور بڑا سبب بغض کا یہ بھی تھا کہ کوئی قبیلہ قبائل عرب سے
ایسا نہ تھا کہ جسکے نامی گرامی شجاعو نکو قتل نہ کیا ہو کوئی غزوہ غزوات حضرت رسالتمآب سے ایسا نہین ہوا کہ
جسمین علیؑ موجود نہون اور اُنکے ہاتھ سے کوئی مقتول نہوا ہو پھر کسطرح ممکن ہو کہ وہ بغض و کینہ و حسد سے پاک
صاف ہون جب کل بنی ہاشم اور علیؑ اور آل اور اہلبیت نبیؐ کی توہین مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا
گیا اور نہین کیا جاتا تو جناب ابو طالبؑ کہ باپ تھے علیؑ کے اور عم تھے نبیؐ کے اُنکو کافر کہنا کونسا مقام استعجاب
ہو امیر معاویہ اور دیگر خلفاء اموبیہ نے تو خطبو نمین منبرونپر ہر جمعہ و جماعت مین لعن کرنیکا حکم قطعی دیا تھا اور علیؑ
ولی خدا کو لعن ابو التراب کا خطاب دیا تھا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون اس بحث مین
بغیر قصد کے طول ہوا حالانکہ یکے از ہزار و مشتی از انبار بھی خیر تحریر مین نہین آیا کتب کلامیہ دلایل
و براہین قاطعہ اور نزاع و جدال اور قیل و قال جانبین سے مملو ہین فمن شاء فلیرجع الیہا ابتداء
ہم ذکر بغض و حسد و کینہ کا تمام قبایل کے بنی ہاشم سے کر آئے ہین لہذا بعض احادیث صحیحہ مناقب
و فضائل بنی ہاشم مین جو متفرق طور سے کتب مین مذکور ہین اُنکا بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ
کتب احادیث مین اکثر مناقب قریش تو مرقوم ہوے ہین مگر کوئی باب یا فصل مناقب بنی ہاشم
مین مستقل طور سے پائے نہین جاتے صحیح بخاری مشکواۃ شریف مین ہو عن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ بعثت من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی
کنت منہ شاہ عبدالحق صاحب اسکی شرح مین فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہو کہ مین بھیجا گیا ہون

بہترین طبقات بنی آدم مین ایک قرن سے بعد دوسرے قرن کے قرن سے مراد ایک زمانہ ہو بعد
دوسرے زمانہ کے پس بہترین طبقات بنی آدم ہر وہ طبقہ ہی کہ پدران آنحضرت اُس طبقہ مین تھے چنانچہ
بعد اسمٰعیل کنانہ اور اُنکے بعد قریش اور اُنکے بعد ہاشم یہانتک کہ پہنچا مین اُس قرن تک ہو مین اُس سے
پھر بعینہ یہ عبارت نقل فرماتے ہین کہ ہمہ ایشان از آدم تا عبد اللہ طاہر و مطہر اند از دنس کفر و رجس
شرک چنانچہ فرمودہ بیرون آمدہ ام از اصلاب طاہرہ بارحام طاہرہ و دلایل دیگر متاخرین علما حدیث
آنرا تحریر و تقریر نمودہ اند و لعمری این علمی است کہ حق سبحانہ تعالیٰ مخصوص گردانیدہ است باین متاخرین
را یعنی علم آنکہ آبا و اجداد شریف آنحضرت ہمہ بر دین توحید و اسلام بودہ اند بعد چند سطر کے رقم
کرتے ہین کہ خدا جزا خیر دہد شیخ جلال الدین سیوطی را کہ در این باب رسائل تصنیف کردہ پھر لکھتے ہین
وحاشا اللہ کہ این نور پاک را در جاے ظلمانی نہند و در عرصات آخرت بہ تعذیب و تحقیر آباہا و اخزی و مخذول
گردانند وعن واثلۃ بن الاسقع قال سمعت رسول اللہ یقول ان اللہ اصطفی کنانہ

من ولد اسمعیل و اصطفی قریشا من کنانہ و اصطفی من قریش بنی ہاشم و اصطفانی
من بنی ہاشم یعنے حق تعالے نے برگزیدہ کیا کنانہ کو اولاد اسمعیل سے اور برگزیدہ کیا قریش کو کنانہ سے
اور برگزیدہ کیا قریش سے بنی ہاشم سے اور برگزیدہ کیا مجکو بنی ہاشم سے روایت کیا اُسکو مسلم نے اور ترمذی
مین اسقدر زیادہ ہی ان اللہ اصطفی من ولد ابراہیم اسمعیل و اصطفی من ولد اسمعیل
بنی کنانہ الخ اور بیہقی نے دلایل مین اور طبرانی نے اوسط مین روایت کی ہو عن عائشۃ قالت
قال رسول اللہ قال لی جبرئیل قلبت الارض مشارقہا و مغاربہا فلم اجد رجلا
افضل من محمد و لم اجد بنی اب افضل من بنی ہاشم ترجمہ کہا عائشہ نے فرمایا رسولخدا نے
کہ جبرئیل نے بیان کیا کہ مین تمام زمین کے مشرق و مغرب مین پھرا لیکن کسی کو مین نے افضل محمد
سے نہ پایا اور اولاد بنی آدم مین افضل بنی ہاشم سے کسیکو نہ پایا مین نے وعن عمر قال قال رسول اللہ
ان اللہ خلق الخلق فاختار من الخلق بنی آدم و اختار من بنی آدم العرب و اختار
من العرب مضر و اختار من مضر قریشا و اختار من قریش بنی ہاشم فانا خیار من
خیار الی خیار منقول ہی عمر سے کہ فرمایا رسولخدا نے کہ بتحقیق اللہ نے پیدا کیا خلق کو اور برگزیدہ کیا خلق سے
بنی آدم کو اور بنی آدم سے عرب کو اور عرب سے مضر کو اور مضر سے قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور مجکو
بنی ہاشم سے پس مین برگزیدہ ہون سب برگزیدون سے اول برگزیدہ سے آخر برگزیدہ تک عن ابن عباس
قال قال رسول اللہ ان اللہ حین خلق جعلنی من خیر خلقہ ثم خلق القبایل وجعلنی من خیرہم
قبیلۃ و حین خلق الانفس جعلنی من خیر انفسہم ثم حین خلق البیوت جعلنی من خیر بیوتہم فانا خیرہم
بیتا و انا خیرہم نسبا ابن عباس سے منقول ہی کہ کہا فرمایا رسول خدا نے کہ جسوقت خلق کیا مجکو

تو گردانا مجکو بہترین خلق سے اپنے پھر خلق کیا قبائل کو اور گردانا مجکو بہترین قبائل سے اور جب خلق کیا نفسوں کو
تو گردانا مجکو بہترین نفسوں سے پھر جب خلق کیا بیتونکو تو گردانا مجکو بہترین بیوت سے اور مین بہتر انکا ہون از روے
بیت کے اور از روے نسب کے وعن العباس انہ جاء الی النبی صلعم فکانہ سمع شیئا فقام النبی
علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب
ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلھم
قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیوتا فانا خیرھم نفسا
وخیرھم بیتا اور خود عباس سے منقول ہے کہ تحقیق وہ خدمت نبی مین داخل ہوے ہیں گویا کہ انہوں نے
کچھ سنا تھا کہ آثار غضب چہرہ پر نمایان تھے اور آنحضرت سے بیان کیا پس کھڑے ہوگئے رسول خدا اور گئے منبر
پر اور فرمایا کہ مین کون ہون سب نے کہا آپ رسول اللہ ہین فرمایا کہ مین محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہون
تحقیق کہ اللہ نے خلق کیا خلق کو پس گردانا مجکو بہترین انکا پھر گردانا انکو دو فرقہ اور کیا مجکو بہترین فرقہ سے
پھر کیا انکو قبائل اور گردانا مجکو بہترین قبیلہ سے پھر گردانا انکو بیوت اور گردانا مجکو بہترین بیت سے پس مین
بہترین نفس ہون از روے ذات کے اور بہترین انکا ہون از روے بیت کے وعن عبد المطلب ابن
ربیعہ ان العباس دخل علی رسول اللہ مغضبا وانا عندہ روایت ہیکہ عبد المطلب بن ربیعہ کہ
عباس عم آنحضرت در آمد بآنحضرت در حالیکہ در غضب آوردہ شدہ است عباس یعنی کسے اورا در غضب در آوردہ وکارے کردہ یا حرفے
گفتہ کہ موجب غضب عباس شدہ ومن نزدیک آنحضرت بودم فقال ما اغضبک پس گفت خطاب بعباس
کردہ چہ چیز در غضب در آوردہ ترا فقال گفت عباس یا رسول اللہ مالنا ولقریش چہ حال است
مارا و قریش را اذا تلاقوا بینھم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ وقتیکہ ملاقات کنند قریش میان خود ملاقات
کنند بروی ہاے تر و تازہ و مبشرہ یعنی بازہ ہاے کشادہ روی واذا لقونا لقونا بغیر ذلک وچون
پیش آیند مارا کہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلبیم پیش آیند بغیر آن صفت وحال یعنی بے بشر و طلاقت فغضب
رسول اللہ پس در غضب آمد رسول خدا حتی احمر وجھہ تا آنکہ سرخ گشت روے آنحضرت ثم قال
والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب الرجل الایمان حتی یحبکم للہ ولرسولہ پس گفت آنحضرت
بخدا سوگند در نیاید در دل ہیچ مردے ایمان تا آنکہ دوست دارد شمارا براے محبت خدا و رسول وے
ثم قال یا ایھا الناس من اذی عمی فقد اذانی پس گفت آنحضرت آگاہ باشید اے مردم کسے کہ
آزار کند عم مرا پس تحقیق آزار کرد مرا فانما عم الرجل صنو ابیہ زیرا کہ نیست عم مگر مثل پدر او
رواہ ترمذی غرض مرویات بیہقی و طبرانی و مشکواۃ و ترمذی و صحیحین وغیرہ سے بنی ہاشم کا
بہتر ہونا تمام بنی آدم سے بلکہ تمام خلق سے از روے نسب اور زمانہ اور قبیلہ اور بیت اور نفس کے
اسی طرح ثابت ہے کہ جس طرح خیر البشر ختمی مآب رسول الثقلین محمد مصطفی صلعم کا افضل اور بہتر ہونا

اور برگزیدہ ہونا تمام خلق سے ثابت ہے اور یہی افضلیت ایک سبب قوی بغض و حسد و کینہ کا دیگر
قبائل کے تھا بنی ہاشم سے جو بحدیث عبداللہ ابن عباس اور خود عم آنحضرت مذکور ہوا کہ حضرت عباس
عم رسول نے تمام کو ظاہر فرمایا جسکے سننے سے پیغمبر خدا غضب میں آئے آثار قہر و غضب چہرہ مبارک
رحمۃ للعالمین پر نمایاں ہوئے واحمر وجہہ اور منہ آنحضرت کا سرخ ہو گیا استغفر اللہ من غضب اللہ
و رسولہ اور اسی حالت میں حضرت نے فرمایا کہ جو تمھیں دوست نہیں رکھتا اُسکے دل میں ایمان داخل
نہیں ہوتا یہ حال تو تھا قریش کا بنی ہاشم سے اور بنی عبد المطلب سے اور بنی ہاشم میں جو مرتبہ اور فضیلت
علی ابن ابیطالب کو تھے کسیکو افراد بشر میں حاصل نہ تھی کہ علی و نبی نور واحد تھے شعر علی و نبی ہر دو نسبت
بہم + دو تا ویکے چون زبان قلم - چنانچہ احمد و ثعلبی و امام رازی و نیشاپوری و نبیرہ ابن جوزی و شیرویہ
و ابن مغازلی نے روایت کی ہے سباق الامم ثلثۃ لم یکفروا باللہ طرفۃ عین علی ابن ابی
طالب و صاحب آل یسین و مومن آل فرعون ہم الصدیقون و علی افضلہم
یعنی سباق امم تین شخص ہیں کہ جنھوں نے طرفۃ العین سے کفر نہیں کیا ہو ساتھ اللہ کے ایک علی ابن
ابیطالب ہیں اور صاحب آل یسین اور مومن آل فرعون ہیں وہی صدیق ہیں اور علی اُنسے افضل
ہیں احمد حنبل سے دوسری روایت ہے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے خلقت انا و علی من نور واحد قبل
ان یخلق السموات والارض بالفی عام یعنی میں اور علی نور واحد تھا قبل ہونے آسمانوں اور
زمینوں کے دو ہزار برس پہلے اور حدیث انت منی و انا منہ و حدیث انت منی بمنزلۃ ہارون
من موسی اور حدیث ضربۃ علی یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیامۃ اور حدیث
ولایۃ اور حدیث غدیر اور حدیث ثقلین وغیرہ اور دیگر نصوص قطعیہ سے افضلیت بنی ہاشم و اہلبیت کہ وہ سب
بنی ہاشم ہیں اور خصوصاً علی ابن ابیطالب کہ اکمل افراد ہیں بعد رسول ثابت ہے اور علی و نبی کا نور واحد ہونا اور جناب
رسول خدا کا جمیع ما کان و ما یکون سے بجمیع الوجوہ افضل ہونا قطعی ہے اسی وجہ سے اور اسی طرح سے علی و آل رسول کا
افضل کا ہونا بھی قطعی ہوا اب مقام انصاف ہے کہ فضیلت کثرت ثواب کہ ظنی ہے کیا مقابلہ رکھتی ہے فضیلت قطعی
کے ساتھ ایک ضربت علی اعمال سے تمام امت کے جو قیامت تک کرینگے افضل ہوا اور بالاتفاق ثابت ہے کہ کل
اصحاب آنحضرت شامل امت آنحضرت ہیں پس ضرور علی سب صحابوں سے افضل ہیں اگرچہ وہ صحابہ
لن یجتمع امتی کے مصداق ہوں مگر کیا مقابلہ ہو سکتا ہے کسی فرد کو افراد بشر سے کہ ہم پلہ علی ہو سکے اور
اکثریت ثواب کا دعوی کر سکے اور مسئلہ امامت مفضول باوجود فاضل فضول و نامعقول خلاصہ یہ ہے کہ از منہ
خلفاء جابر و خارج از دایرہ عدل و احسان و متعصبان و معاندان خاندان رسالت مآب میں جو وہ قلبی
عداوت سے توہین و تنقیص علی ابن ابیطالب و آل رسول میں مصروف تھے حتی کہ اپنی صحبت میں نام
ابوتراب یا ابوالحسن تک لینا اور سننا گوارہ نہ کرتے تھے انکی خوشامد میں یہ ہوا و ہوس نفسانی اور حصول

۵ حقائق لدنی فی خصائص علوی امام نسائی صفحہ ۱۱ سطر ۳

دنیا رفانی ہمارا حدیثین انکی مسخ و تمنا مین لوگون نے بنا ڈالین ہر فاسق و فاجر و ظالم و جاہل کو خلیفۃ اللہ
و خلیفۃ الرسول کہنا پڑا احادیث صحیحہ متواترہ کو ضعیف الاسناد آحاد اور موضوع کا خطاب دیا گیا ملت حقہ
رسول آخر الزمان کو متغیر کر ڈالا احادیث من مات فلم یعرف امام زمانہ کا ہر مفضول جابر و فاسق
و جاہل و خارج از دایرہ اسلام کو مصداق ٹھہرایا نصب امام کا وجوب خلق پر منحصر کیا ثقلین کو پس پشت
پھینکا کتاب خدا و حدیث محمد مصطفے کو نسیا منسیا کر ڈالا رفتہ رفتہ اسکو مذہب مقرر کیا حالانکہ امور مذکورہ
بجہتہ حفاظت جان و مال و آبرو یا بوجوہات دیگر بھی عمل مین آئے ہون نہ یہ کہ بنا ر مذہب اُن سب کا یہی
تھا غرض حسد و بغض دیگر قبایل کا خصوصاً قریش کا بنی ہاشم سے مثل آفتاب کے نمایان ہے انتہا یہ ہے
کہ کتب احادیث مین بالاستقلال ابواب و فصول مناقب و فضایل قریش کے مشرحا بیان کی گئی ہین
مگر مناقب بنی ہاشم کا ذکر اگر ضمناً کہین آگیا ہے تو ناچاری سے لکھنا پڑا ہے بالاستقلال کوئی باب منقبت
اور فضیلت کا بنی ہاشم کے صحیحین وغیرہ مین کہین پایا نہین جاتا اور حجۃ الاسلام امام غزالی سر العالمین
مین بیان فرماتے ہین بایں عبارت اختلف العلماء فی ترتیب الخلافۃ و تحصیلہا لمن
آل امرھا الیہ فمنہم من زعم انہا بالنص و دلیلہم فی قولہ تعالی قل للمخلفین
من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید تقاتلونہم او یسلمون فان تطیعوا
یؤتکم اللہ اجرا حسنا و ان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما وقد دعاہم
ابو بکر الی الطاعۃ بعد رسول اللہ فاجابوہ وقال بعض المفسرین فی قولہ تعالی واذ اسر
النبی الی بعض ازواجہ حدیثا قال فی الحدیث ان اباک ھو الخلیفۃ من بعدی یا حمیرا فا
قالت امرءۃ اذا فقد ناک فالی من توجہ فاشار الی ابی بکر ولانہ اقام بالمسلمین علی بقاء رسول اللہ
والامامۃ عماد الدین ھذا جملۃ ما یعلق بہ القائلون بالنصوص ثم تاولوا لو کان علی اول الخلفا
لانصب علیہم ذیل الفناء ولم یاتوا بفتوح ولا مناقب ولا یقدح فی کونہ رابعا لما لا یقدح فی نبوۃ
رسول اللہ اذا کان آخر الخلفاء والذین عدلوا عن ھذا الطریق زعموا ان ھذا التعلق فاسد و
تاویل بارد جاء علی زعمہم واھو بینہم و قد وقع المیراث فی الخلافۃ والاحکام مثل داؤد
و زکریا و سلیمان و یحیی قالوا کان لازواجہ ثمن الخلافۃ فہذا تعلقہم وھذا باطل
اذ لو کان میراثا لکان العباس ولی لکن اسفرت الحجۃ وجہہا واجمع الجماہیر علی متن الحدیث
عن خطبۃ یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وھو یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ
فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولای و مولی کل مومن و مومنۃ فہذا تسلیم
و رضا و تحکیم و بعد ھذا غلب الھوی لحب الریاسۃ و حمل عمود الخلافۃ و عقود البنود و خفقان
الھوی فی قعقعۃ الرایات و اشتباک ازدحام الخیول و فتح الامصار سقاہم کاس الھوی

فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظہورھم واشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون انتہی

یعنے اختلاف کیا ہی علمانے ترتیب خلافت مین اور اُسکی تحصیل مین جسکو یہ خلافت ملی بعض نے گمان کیا کہ از روے
نص ابوبکر خلیفہ ہوئے اور دلیل اُنکی اس امر مین یہ قول باری ہی کہ کہ تو اے پیغمبر مخلفین اعراب سے کہ قریب ہی تم
بلائے جاؤگے طرف اُس قوم کے جو صاحب باس شدید ہی پس بلایا اُنکو ابوبکر نے بعد وفات آنحضرت طرف طاعت
کے اُن لوگون نے اجابت کی پس معلوم ہوا کہ یہی خلیفہ ہین دوسرے یہ کہ بعض مفسرین نے تفسیر آیہ اذا اسر
النبی الی بعض ازواجہ مین کہا ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ باپ تیرا خلیفہ ہوگا بعد میرے ای حمیرا تیسرے یہ
ایک عورت نے حضرت سے پوچھا کہ اگر آپکو نہ پائین ہم تو کسکی طرف رجوع کرین حضرت نے اشارہ کیا طرف
ابوبکر کے چوتھے یہ کہ حضرت کی زندگی مین ابوبکر نے امامت نماز کی اور نماز عمود دین ہی تو لوگ ابوبکر کے
بارے مین نص کے مدعی ہین اُنکی یہ دلیلین ہین اسکے بعد اُنھون نے تاویل کی اور کہا کہ اگر علی اول خلیفہ ہوتے تو
سب کے سب ہلاک ہوجاتے اور یہ فتوح اور مرتبہ نمایان نہ ہوتے اور حضرت کا یعنے علی کا خلیفہ رابع ہونا قادح
نہین ہی جیسا کہ جناب رسالتمآب کا اخر انبیا ہونا قادح نہین ہی اور جن لوگون نے اس رائے سے عدول کیا
وہ کہتے ہین کہ تحقیق یہ سب اور جو اس سے متعلق ہی یہ سب عقائد فاسدہ اور تاویلات باردہ ہین کہ تمھارے زعم
مین تمھاری خواہشون سے واقع ہوئے ہین اور یہ تحقیق کہ خلافت مین میراث جاری ہی مثل داؤد اور
ذکریا اور سلیمان اور یحییٰ کے کہ اُنکو نبوت بمیراث ملی اور اس وجہ سے ازواج کو بھی ثمن خلافت پہنچی ہی اور یہ باطل
ہی اسلیے کہ اگر میراث ہوتی تو عباس زیادہ مستحق خلافت تھے لیکن روشن ہوا چہرہ حجت اور دلیل کا یعنے روشن
اور نمایان ہوئی حجت کہ اجماع کیا ہی جمہور محدثین نے اوپر صحت متن حدیث کے کہ یوم غدیر خم فرمایا آنحضرت
نے اور یہ باتفاق کل محدثین کے ثابت ہی کہ فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اُسپر عمر نے کہا کہ مبارک ہو مبارک ہو
ای ابوالحسن کہ آج صبح کی آپنے اس حالت مین کہ مولا ہوئے ہمارے اور کل مومنین و مومنات کے پس یہ قول
حضرت عمر کا تسلیم اور رضا ہی اور اظہار ہی اسکا کہ حضرت علی کی خلافت اور حکومت پر راضی ہوئے
مگر بعد اسکے غالب ہوئی ہوا و ہوس نفسانی بسبب حب ریاست کے اور اُٹھا لینے عمود خلافت کے اور
اور خلافت کے جھنڈونکا بستہ ہونا اور ہوا سے پھریرونکا اُڑنا اور سوارون کی کثرت سے گھوڑون کی ٹاپین
چوگرد مثل جال کے معلوم ہونا اور ہر شہر و دیار کا فتح کرنا ان سب خیالات نے اُن لوگونکو جام خواہش نفسانی
پلاکر مدہوش کردیا پس پھرگئے وہ لوگ خلاف اول کی طرف اور اُس عہد و تسلیم و رضا و تحکیم
و مبارکباد کو پس پشت ڈالدیا اور خرید لیا بسبب اُسی خواہش نفسانی کے مال قلیل یعنے حکومت
چند روزہ دنیا کو پس کیا بری چیز مول لی اُنھون نے تمام ہوا ترجمہ کلام امام غزالی کا اس جگہ پر
ہمکو ضرور ہی کہ ہم امام غزالی اور اُن کی تصنیف کی نسبت تحقیق علما کی لکھدین کہ عوام یا بعض
خواص اس عبارات کو ملاحظہ فرماکر یہ نہ کہہ بیٹھین کہ یہ عبارت کسی رافضی اور عالم شیعی کی ہی یا اس

عبارت کو منسوب بہ امام غزالی کردیا ہی یا امام غزالی لائق اعتبار نہین ہین یا سر العالمین اُنکی تصنیف
نہین ہی چنانچہ علامہ سیوطی توثیق امام غزالی مین رقم فرماتے ہین قال بعض العلماء الاکابر الجامعین
من العلوم الظاہر والباطن لو کان بعد النبی نبی لکان الغزالی وانہ یحصل ثبوت معجزاتہ ببعض
مصنفاتہ یعنی بعض اکابر علماء ظاہر و باطن نے کہا ہی کہ اگر بعد نبی کوئی نبی ہوتا تو غزالی ہوتے اور اُن کے
معجزات کا ثبوت خود اُنکی بعض مصنفات سے ظاہر اور علامہ سبط ابن جوزی نے کتاب تذکرہ
خواص ائمہ مین بھی بایجاز و اختصار عبارت امام غزالی کو اسی سر العالمین سے نقل کیا ہی اور علامہ
ذہبی نے میزان الاعتدال مین اسی سر العالمین کو تصنیفات امام غزالی سے لکھا ہی اور مراۃ الجنان
امام شافعی ور علامہ سیوطی اور شرح مواہب لدنیہ اور ہدایۃ السعداء دولت آبادی مین مدائح
امام غزالی قابل ملاحظہ ہین بلحاظ طول اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور یہ کتاب یعنے سر العالمین شامل ہی
بیس مقالو پر اور مقالہ چہارم مین یہ عبارت ہی فمن شاء فلیرجع الیہ پس امام غزالی ابی حامد
محمد ابن محمد الغزالی الشافعی مصنف احیاء العلوم حجۃ الاسلام نے تو پوست کندہ احوال صحاب رقم
فرما دیا کہ وہ ہوا و ہوس ریاست مین بادہ حب جاہ و ثروت سے مدہوش ہوگئے تھے اور مادر دیگر
قبائل کے اکثر اُنہین قریشے تھے پھر بنی ہاشم اور آل رسولؐ کا کون پرسان حال تھا اور جناب اہلبیت ور آل
اور عترت ور ذریت ور ذوی القربا مین شریک ہوتے استحقاق خلافت کیونکر حاصل ہوتا اور اگر مسئلہ
فضیلت کثرت ثواب ور مسئلہ امامت مفضول باوجود فاضل نہ گڑھا جاتا تو فضیلت کیونکر
ثابت کی جاتی اور الی الان ہر دُھینہ جُہلا یا چند احادیث موضوعہ یاد کرکے اہلبیت ور آل رسولؐ اور
عترت اور ذریت ور ذوی القربیٰ مین کیونکر شامل ہوتا پس صاف ظاہر ہی کہ امام غزالی نے جن صحاب کی نسبت
رقم فرمایا سقاہم کاس الہوی اُنھین کی محبت ور مودت مین باتباع اُنھین اصحاب کے بعض علما بھی متوالی
ہورہے ہین اپنے اپنے تصنیفات مین کوئی دقیقہ مذلت اور منقصت ور خذلان آل رسولؐ باقی نہین
رکھتے منجملہ اُنھین کے مسئلہ اثبات کفر و شرک آبائے نبوی ہی اور مسئلہ کفر جناب ابی طالب بھی ہی جو پدر جناب علی
اور عم حقیقی رسول مختار اور والد بزرگوار جناب حیدر کرار کے تھے پس جب تمام بنی ہاشم اور اہلبیت نبوی کا
یہ حال ہو تو جناب ابو طالب سب سے زیادہ مستحق ہوئے وہ کیونکر کافر و مشرک نہ بنائے جائین وسیعلم
الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون وعن البراء بن عازب وزید ابن ارقم لما نزل نغدیر خم
اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی ولی بالمومنین من انفسھم قالو بلی قال الستم تعلمون
انی ولی بکل مومن من نفسہ قالو بلی فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال
من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیئا یا بن ابیطالب اصبحت و
امسیت مولی کل مومن ومومنۃ رواہ احمد روایت ہی براء ابن عازب ور زید ابن ارقم سے کہ جب اُترے

آنحضرت غدیر خم مین پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ مین اولی ہون ساتھ مومنین کے اُن کے
نفسون سے سب نے کہا ہان آپ ویسے ہین پھر فرمایا کیا تم نہین جانتے کہ مین ویسے ہون ہر مومن اور مومنہ کی
ذات سے سب نے کہا ہان آپ ویسے ہین پھر فرمایا خداوندا جسکا مین مولی ہون اُسکا علی مولے ہی خداوندا دوست
رکھ اُسکو جو دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اُسکو جو دشمن رکھے علی کو پس ملاقات کی علی سے عمر نے اور کہا
کہ مبارک ہو یا ابن ابیطالب صبح کی تمنے اور شام کی تمنے اسطرح پر کہ مولی ہوئے ہر مومن اور مومنہ کی روایت کی اسکو احمد نے
مولانا عبد الحق صاحب فرماتے ہین اشعة اللمعات مین کہ یہ روایت صحیح ہی بلاشک روایت کیا ہی اسکو
ایک جماعت نے مانند ترمذی ونسائی واحمد کے اور طرق اسکے کثیر ہین روایت کیا اسکو سولہ صحابیون
نے اور احمد کی روایت سے ثابت ہوتا ہی کہ تیس صحابیون نے گواہی دی بہت سی سندین اس کے
صحاح وحسان ہین اور التفات نکرنا چاہیے اُس شخص کے کلام پر کہ جس نے اس روایت کی صحت مین کلام
کیا ہی حاصل یہ ہی کہ باعتراف شیخ عبد الحق صاحب کہ اس حدیث کے طرق کثیرہ ہین اور سب صحاح وحسان ہین
اُسپر بھی بعض نے اسکی صحت مین کلام کیا ہی اور مولے اور اولے کے معنے تباہی ڈالی ہین مگر اکثر علما اور
خصوصًا امام غزالی انصاف فرما چکے ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا تو ہم مولی و اولے کے وہ معنی جو مولوی وحید
الدین صاحب نے حد تحقیق مین فرمائے ہین پسند کرتے ہین وہ فرماتے ہین کہ اولی اور مولی کے معنی کچھہی ہون
مگر جو نسبت رسول اللہ کو مسلمانون سے اور مومنین اور مومنات سے ہی وہی نسبت علیؑ کو بھی ہی یعنے اگر رسولؐ
کو صاحب اختیار اولی بتصرف اور حاکم کل مسلمین اور مومنین کا سمجھین تو علیؑ کو بھی سمجھین اور مبارکباد دینا عمر کا دلیل
قوی ہی کہ اُنھون نے مولی ہونا علیؑ کا بہ نسبت کل کے قبول کیا جیسا کہ کلام حجۃ الاسلام امام غزالی سے مذکور ہوا
عن سعد ابن ابی وقاص قال قال رسول اللہ لعلیؑ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی
الا انہ لا نبی بعدی سعد ابن ابی وقاص کہتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ نے واسطے علیؑ کے کہ تم مجھسے
بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر فرق یہ ہی کہ تحقیق نہین ہی کوئی نبی بعد میرے متفق علیہ یعنے صحیح مسلم
وصحیح بخاری دونون مین یہ حدیث مذکور ہی اس حدیث سے بعد پیغمبر خدا کے اگر حضرت علیؑ کو کوئی نبی کہے
تو خلاف حدیث ہی رافضی بھی علیؑ کو پیغمبر یا نبی نہین کہتے اُسی مشکوۃ مین یہ روایت ابن عمر منقول ہی
کہ جناب رسولؐ خدا نے مواخات مقرر کی درمیان اصحاب کے پس علیؑ نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ یا
حضرت آپنے عقد مواخات کیا درمیان اصحاب کے اور میرے درمیان مین برادری نہین قرار دی فرمایا حضرت
نے کہ تو بھائی میرا ہی دنیا و آخرت مین تجھکو کیا مناسبت ہی کسی سے برادری کی اُسی مشکوۃ مین ہی عن انس
قال کان عند النبیؐ طیر مشوی فقال اللھم ائتنی باحب خلقک الیک یاکل معی ھذا
الطیر فجاء علی فاکل معہ رواہ الترمذی روایت ہی انس سے کہ جناب رسول خدا کے پاس
ایک طیر مشوی تھا پس کہا رسولؐ برحق نے خداوندا بھیج تو میرے پاس ایسے شخص کو کہ محبوب ترین خلق ہو

تیرے نزدیک کہ میرے ساتھ اس طیر کو کھاوے پس آئے علیؑ اور کھایا اُس طیر مشوی کو ہمراہ اُس رسولؐ کے
روایت کیا اسکو ترمذی نے اس لفظ احب پر بھی بحث قیل و قال ہی اور پھر یہ بھی کہا گیا ہی کہ احب مطلق حضرت
رسولؐ تھے پس ہم زیادہ بحث اس لفظ احب پر نہین کرتے مگر یہ کہنا ہی کہ احب خلق حضرت رسول تھے
اس امر کو تو آنحضرت بھی جانتے تھے کہ مین احب خلق عند اللہ ہون پھر یہ سوال فرمانا آنحضرت کا معاذ اللہ
عبث قرار پاتا ہی مگر یہ دعا فرمانا رسالتمآب کا اور بھیجنا خدا کا حضرت علی کو خود دلالت کرتا ہی کہ احب مطلق
نے باوجود علم سوال کیا مراد یہ تھی کہ سب پر واضح ہو جائے کہ بعد میرے یہی احب خلق عند اللہ ہی جیسا کہ
اوپر بھی مذکور ہو چکا کہ فرمایا آنحضرت نے لاعطین ھذہ الرایۃ غدًا رجلًا یفتح اللہ علی یدیہ
یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ پس جسکو خدا اور اُسکا رسولؐ دوست رکھے اور جو خدا اور
رسول کو دوست رکھے وہی احب خلق عند اللہ وعند الرسول ہی اور یہ بھی مذکور ہوا کہ کل مومنین محب خدا
ورسولؐ ہین اور خدا ورسولؐ بھی محب مومنین ہین اب پیغمبر خدا کا فرمانا خود دلالت کرتا ہی کہ جو محبت خدا اور
رسول کو علیؑ سے تھی مومنین مین سے کسی سے وہ محبت نہ تھی اور علیؑ کو جو محبت خدا ورسولؐ سے تھی مومنین
مین سے کسیکو وہ محبت خدا ورسول سے نہ تھی پس بعد احب مطلق رسولؐ برحق وہی علیؑ احب خلق قرار
پائے اور پیغمبر نے اُسی کو طلب کیا اور خدا نے اُسی کو بھیجا فاکل معہ پس کھایا اُنھون نے اُنکے ساتھ اور
اسی معنی مین دوسری حدیث ابن عمر سے بھی منقول ہی قال دخلت مع عمتی علی عایشہ فسالت ای
الناس کان احب الی رسول اللہؐ قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا کہا ابن عمر نے کہ
داخل ہوا مین اپنی پھوپھی کیساتھ عائشہ کے پاس پوچھا مین نے کون شخص محبوب تر تھا رسول اللہ کے پاس
کہا فاطمہ کہا پھر پوچھا گیا مردون سے کون محبوب تر تھا کہا شوہر اُسکا وعن زر ابن حبیش قال قال علی والذی
فلق الحبۃ وبرء النسمۃ لعہد النبی الامی الیّ ان لایحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم
زر ابن حبیش سے روایت ہی کہ فرمایا علیؑ نے کہ قسم ہی خدا کی کہ جسنے چیرا دانے کو اور پیدا کیا خلق کو کہ عہد کیا
نبی نے میرے ساتھ کہ نہ دوست رکھیگا مجھکو مگر مومن اور نہ بغض رکھیگا مجھسے مگر کافر اور حدیث انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابہا
تو مشہور ہی اور یہ قصہ بھی مشہور ہی کہ حضرت عمر نے ایک عورت حاملہ کو بعلت زنا سنگسار کرنیکا حکم دیا اُسوقت حضرت
علیؑ نے کہا کہ تا ولادت مولود مہلت دیجائے ورنہ ایک زانیہ کی سزا مین دو جانین تلف ہونگی چنانچہ حضرت عمر نے
مہلت دی اور فرمایا لولا علی لہلک عمر اور اکثر حضرت عمر فرماتے تھے اعوذ باللہ ان اعیش فی قوم لست فیہم
یا ابا الحسنؑ اور قضیہ ولا ابا حسن لہا تو ضرب المثل ہو گیا تھا اور مشکوٰۃ باب مناقب علیؑ مین ہی عن جابر قال
دعا رسول اللہ علیا یوم الطایف فانتجاہ فقال الناس لقد طال نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ
ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ جابر سے روایت ہی کہ بلایا رسول اللہ نے علیؑ کو بروز غزوہ طائف پس راز مین بات کی
آنحضرت نے اُنسے پس لوگون نے کہا بہت طول ہوا راز مین باتین کرنیکو اُس نبیؐ کو اپنے ابن عم سے اُسوقت کہا آنحضرت نے

کہ مین نے نہین راز مین بات کی ہو علیؓ سے ولیکن اللہ نے راز مین بات کی ہی ام سلمہ سے روایت ہی کہ
فرمایا رسول خدا نے لا یحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن رواہ احمد وترمذی دوسری روایت اُنھین
ام سلمہ سے ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے من سب علیا فقد سبنی رواہ احمد اور القرآن مع علیؑ وعلیؑ مع
القرآن اور فرمانا آنحضرت کا اللھم ادر الحق معہ حیث دار اور آیہ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین
امنو یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ترجمہ نہین کوئی ولی تمھارا مگر اللہ اور رسولؐ
اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین اور قائم رکھتے ہین صلوٰۃ کو اور دیتے ہین زکوٰۃ کو درآنحالیکہ وہ رکوع
کرنیوالے ہین تفسیر معالم التنزیل ور نیشاپوری وغیرہ مین ہین کہ آیۃ یہ شان حضرت علیؑ مین نازل ہوئی
اسیؔ آیہ کی نسبت ایک میرے عنایت زیادی علم حافظ قرآن نے فرمایا کہ اس لفظ ولی سے اس آیہ مین صاحب
امر یعنی حاکم اور صاحب اختیار مراد لیتے ہین تو ایک بڑی قباحت لازم آتی ہی کہ بمجرد نزول آیہ علی حاکم اور
صاحب امر ہوئے جاتے ہین اور بموجودگی رسول برحق یہ امر محال اور غیر جائز ہی جسکے جواب مین احقر نے
عرض کیا کہ کیا آپ بموجودگی خدا رسولؐ کو بھی حاکم نہین سمجھتے یا رسولؐ کو حاکم سمجھنے سے خدا کو حاکم سمجھنا محال
اور غیر جائز ہی جسطرح بموجودگی خدا رسول کو حاکم سمجھتے ہین اُسی طرح بموجودگی رسولؐ علی کو قیاس فرمایے
عدم جواز اور لزوم محال دونو باطل ہین اور چھوٹی سی قباحت بھی لازم نہین آتی شاہ ولی اللہ صاحب
تفہیمات الٰہیہ مین رقم فرماتے ہین یا اخی انی ذاکر لک من الوجاھۃ واحدا من الالف
اذا صار العبد وجیھا جمل وکمل فتکون کل خطوۃ منہ یخطوھا حسنۃ وکل حرکۃ
یتحرک بہا حسنۃ واذا رفع اللقمۃ الی فمہ کانت حسنۃ واذا استنت فرسکان لہ
بکل خطوۃ حسنۃ واذا نام انقلا بہ یمنۃ ویسرۃ کلہا حسنات ویشکر اللہ منہا لا یشکر
اضعافہ من غیرہ وھو المحبوب ولاجلہ خلق ما خلق واذا تمت العصمۃ کانت افعالیہ
کلہا حقہ لا اقول انہا تطابق الحق بل ھی الحق بعینہا بل الامر منعکس من تلک الافاعیل
کالضوء من الشمس والیہ اشار رسول اللہ حیث دعی اللہ تعالی لعلی اللھم ادر الحق معہ
حیث دار ولم یقل درہ حیث دار الحق ای بھائی مین نے وجاہت مین سے ہزار مین سے ایک کو
ذکر کیا کہ جسوقت بندہ وجیہہ ہوتا ہی توجمیل ور کامل ہوجاتا ہی ہر قدم اُسکا کہ اُٹھاتا ہی حسنہ اور کل حرکت کہ
متحرک ہوتا ہی ساتھ اُسکے حسنہ اور جسوقت کہ لقمہ منھ مین رکھتا ہی حسنہ ہوتا ہی اور جسوقت گھوڑا اُسکا
قدم رکھتا ہی یہ سب حسنہ ہوتا ہی سونے مین جو دہنے بائین کروٹ لیتا ہی حسنہ ہوتا ہی قبول کرتا ہی خدا
اُسسے اُس چیز کو جسکے اضعاف کو اُس کے غیر سے قبول نہین کرتا اور وہ ہی محبوب ہے اور اُسکے
واسطے کل مخلوقات پیدا ہوئی ہی اور جب عصمت تمام ہوجاتی ہی تمام افعال اُس کے حق ہین
مین یہ نہین کہتا کہ وہ افعال مطابق حق ہوتے ہین بلکہ وہ افعال اُسکے عین حق ہین بلکہ حق ایک امر ہی

[illegible] مطبع مصطفائی [illegible] ۱۲۸۱

کہ منعکس ہوتا ہی اُسکے افعال سے جیسا کہ ضو منعکس ہوتی ہی آفتاب سے اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہی
رسول اللہ نے جب کہ دعا کی علیؑ کے لیے خدا سے کہ خدایا پھیر تو حق کو ساتھ اُنکے جسطرف کہ وہ پھرین اور یہ
نہ فرمایا کہ پھیر تو اُنکو اُسطرف کہ جسطرف حق پھرے انتہی اس بیان سے شاہ ولی اللہ صاحب کے ظاہر ہو گیا
کہ علیؑ معصوم تھے اور حق علیؑ کے ساتھ پھرتا تھا بلکہ جو افعال و اقوال علیؑ سے منعکس ہوتے تھے وہی حق تھے پس
حق ایک امر قرار پایا کہ جو مستنبط ہوا اقوال و افعال سے علیؑ کے نہ اُنکے غیر سے اور اس قول کو شاہ ولی اللہ صاحب
کے رشید الدین خان مؤلف شوکت عمریہ نے کتاب ایضاح اللطافت مین نقل فرمایا ہی اس امر کے ثبوت مین
کہ اہل سنت عصمت جناب امیر کے اور اہلبیت طاہرین کی عصمت کے قائل ہین اور عزۃ الراشدین مین بھی
انھین رشید الدین خانصاحب نے نقل کیا ہی امامؒ فخر الدین رازی لکھتے ہین ومن اقتدی فی دینہ بعلی ابن
ابیطالب فقد اھتدی والدلیل علیہ قولہ اللھم ادر الحق معہ حیث ما دار یعنے جو شخص پیروی
کرے اپنے دین مین علی ابن ابیطالب کی تو ضرور اُسنے ہدایت پائی دلیل اسپر قول رسول اللہ ہی کہ فرمایا خدایا
پھیر تو حق کو علی کی طرف جسطرف کہ وہ پھرے اور امام فخر الدین رازی نے یہ قول اپنا اُس مقام پر لکھا ہی کہ مذہب
علیؑ تھا کہ نماز کے پہلے بسم اللہ کا آواز بلند کہنا چاہیے مولوی مبینؒ لکھنوی کتاب وسیلۃ النجات مین رقم فرماتے ہین
باب اول در شمائل و فضائل و اعمال و افعال و کرامات مخزن اسرار رسالت معدن انوار ولایت محبوب خدا
حضرت علی مرتضی علیہ السلام از حال ولادت موفور السعادت تا وقت وفات آنصاحب آیات و بینات
بدانکہ بموجب من سعد سعد فی بطن امہ آثار سعادت و صدور کرامت ازان مظہر ولایت قبل از
ظہور عالم شہادت واضح و لائح گشت چنانکہ در شکم مادر کہ بود کرامات از وے مشہور ست و اول و آخر کسے کہ
باسعادت باشد و از لوث شرک و شوب شقاوت و خلط نجاست پاک باشد و بجز طہارت از ابتدا تا انتہا نگذشتہ
باشد سوائے علی مرتضی از صحابہ کسے نبود لہذا بنام نامی وے کرم اللہ وجہہ گویند انتہی شاہ عبد العزیز صاحب
تفسیر عزیزی مین لکھتے ہین در حدیث شریف وارد است مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من
رکبہا نجی ومن تخلف عنہا غرق یعنے مثال اہلبیت من در شما کشتی نوح است ہر کہ سوار شدہ
در آن کشتی از طوفان نجات یافت و ہر کہ پس ماند از ان کشتی غرق طوفان گشت و وجہ تخصیص حضرات
اہلبیت باین مراتب و فضیلت آن است کہ کشتے حضرت نوح کمال علمے آنجناب بود و حضرات
اہلبیت را نیز حق تعالے صورت کمال علمے جناب خاتم المرسلین گردانیدہ بود کہ عبارت از طریقت است
زیرا کہ کمال علمے آنجناب بدون مناسبت مخفے باآنجناب در قوائے روحیہ در عصمت و حفظ و فتوت
و سماحت متصور نیست کہ در ہر کسے جلوہ گر شود این مناسبت بدون ولادت و علاقہ اصلیت و فرعیت
ممکن الحصول نیست پس این کمال را با جمیع شعب آن کہ معدن ولایات مختلفہ است در این مجرا جاری
کردند و از ہمین نا و دان ریختند و ہمین است معنے امامت کہ یکے مر دیگری را از ایشان بآن وصی ساخت

وہمین است برانکہ این بزرگواران مرجع جمیع سلاسل اولیائے اُمت شدند وہر کہ تمسک بحبل اللہ متین نماید چار و ناچار رشد استفاضہ او باین بزرگواران منتہی میگردد و در ان کشتی می نشیند انتہی اس بیان سے بھی شاہ عبدالعزیز صاحب کی عصمت حضرت علیؑ کے اور جو آئمہ کہ اُنکی اولاد سے ہوئے ہین اُنکی بھی عصمت ثابت ہے اور اُنکے غیر مین عصمت کا محال ہونا لازم ہے کہ سلسلہ اصلیت و فرعیت سے وہ خارج ہین تحفہ اثنا عشری کے کید ۸ مین شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہین امام نائب نبے است و نائب نبی صاحب شریعت است نہ صاحب مذہب زیراکہ مذہب نام راہے است کہ بعضے اقیان را در فہم شریعت کشادہ شود و بعقل خود چند قاعدہ قرار دہد کہ موافق آن قواعد استنباط مسائل شرعیہ از ماخذ آن نماید و لہذا محتمل خطا و صواب می باشد و چون امام معصوم از خطا است و حکم نبی دارد نسبت مذہب باو نمودن ہیچ معقول نمی شود و لہذا مذہب را بسوئے خدا و جبرئیلؑ و دیگر ملائکہ و انبیا نسبت کردن کمال بے خردیست بعد اُس کے فرماتے ہین پس حضرات آئمہ در زمان خود مقدمات سلوک و طریقت ساختہ اند و شریعت را بر ذمہ یاران رشید و مصاحبان حمید خود حوالہ فرمودند اس تقریر سے بھی عصمت جناب امیرالمومنین علی و ر کل اہلبیت طاہرین کی مثل خدا و رسولؐ و جبرئیل و ملائکہ و انبیا کے ثابت ہے علامہ عبدالوہاب شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر مین رقم فرماتے ہین ذکر امام مہدی مین فان قلت فما صورۃ ما یحکم بہ المہدی اذا خرج ہل یحکم بالنصوص او بالاجتہاد او بہما فالجواب کما قالہ الشیخ محی الدین انہ یحکم بما القی الیہ ملک الالہام من الشریعۃ وذلک بہ یلہمہ الشرع المحمدی فیحکم بہ کما اشار الیہ حدیث المہدی انہ یقفو اثری ولا یخطی فعرفنا انہ متبع لا مبتدع لانہ معصوم فی حکمہ اذ لا معنی للمعصوم الا انہ لا یخطی وحکم رسول اللہ لا یخطی فانہ لا ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی وقد اخبر عن المہدی انہ لا یخطی وجعلہ ملحقا بالانبیاء فی ذلک الحکم قال الشیخ فعلم انہ یحرم علی المہدی القیاس مع وجود النصوص التی منحہ اللہ ایاہا علی لسان ملک الالہام بل حرم بعض المحققین علی جمیع اہل اللہ القیاس لکون رسول اللہ مشہود لہم فاذا شکوا فی صحۃ حدیث او حکم رجعوا الیہ فی ذلک فاخبرہم بالامر الحق یقظۃ ومشافہۃ وصاحب ہذا المشہد لا یحتاج الی تقلید احد من الائمۃ غیر رسول اللہ قال تعالی قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی واطال فی ذلک ترجمہ پس اگر کہے تو کہ کیا صورت ہے اُس چیز کی کہ حکم کرینگے ساتھ اُسکے مہدیؑ جس وقت کہ نکلے وہ آیا حکم اُنکا بنص ہوگا یا باجتہاد یا بنص و اجتہاد دونون سے ہوگا پس جواب اُسکا مطابق قول شیخ محی الدین عربی یہ ہے کہ بسبب القاء ملک الہام وہ حکم کرینگے شریعت سے اور شریعت محمدیہ پر اُنکو الہام ہوگا جیسا کہ یہ حدیث اُس کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مہدیؑ قائم رکھیگا میری سنت کو یعنی میری پیروی کریگا خطا نکریگا پس پہچانا ہم نے کہ مہدی متبع ہے

اور بیتقیع نہین اور وہ اپنے حکمونمین معصوم ہین اسواسطے کہ معصوم کے معنی یہ ہین کہ وہ خطا نکرے اور حکم رسول
خطا نہین کرتا اسلیے کہ وہ اپنی خواہش سے حکم نکرتے تھے اُنکا حکم مطابق وحی تھا اور تحقیق کہ خبر دی اُنھون نے
مہدیؑ کی حالت سے کہ وہ خطا نکرینگے اور اس حکم مین اُنکو ملحق انبیا سے کیا ہی شیخ کہتے ہین کہ پس جاننا چاہیے کہ قیاس
مہدی پر حرام ہی ساتھ پائے جانے ان نصوص کے کہ عطا کیا ہی حق تعالےٰ نے زبان سے ملک الہام کے بلکہ حرام
کیا ہی بعض محققین نے قیاس کو جمیع اہل اللہ پر کہ رسول اللہ ہر وقت پیش نظر اُنکے ہین پس جسوقت جس حدیث مین
یا جس امر مین اُنکو شک ہوتا ہی رجوع کرتے ہین رسول اللہ کی طرف پس آنحضرت خبر دیتے ہین اُنکو امر حق کی
جانتے ہین اور روبرو مین اور صاحب اس مرتبہ کا محتاج نہین ہی کسی کی تقلید کا آئمہ مین سے بجز تقلید رسول اللہ
کے حق تعالی فرماتا ہی کہہ تو یہ ہی راہ میری بلاتا ہون خدا کی طرف او پر بصیرت کے مین اور جسنے میری پیروی کی
اور بہت طول پایا ہی اس مقام پر گویہ تقریر امام مہدی کی عصمت مین ہی مگر اس تقریر سے عصمت جناب امیرؑ کی ثابت
ہی کہ وہ جناب افضل ہین اور یقینًا اہل اللہ ہین کہ مرجع جمیع سلاسل اولیاء اللہ ہین پس یقینًا معصوم ہین شیخ
عبدالعزیز محشی شرح مقاصد شرح فتوح الغیب مین نقل فرماتے ہین کہ انہ قال نا تواالنبی حیا و نسئلہ
الاحادیث منہا یقول صلعم ھو صحیح وقد یکون غیر صحیح با صطلاح العلوم فی نقل الحدیث یعنی صاحب
فتوح الغیب فرماتے ہین کہ ہم دیکھتے ہین آنحضرت کو اور اُنسے پوچھتے ہین احادیث اور آنحضرت فرماتے ہین کہ
انمین سے یہ صحیح ہی اور مطابق اصطلاح علم حدیث کے وہ صحیح نہین ہی اور اکثر علمانے تصریح فرمائی ہی کہ قول اہل علم
دلیل صحت حدیث ہی اگرچہ اسنادًا وہ حدیث قابل اعتماد نہو اور شیخ محی الدین عربی فرماتے ہین کہ مین نے
ایک حدیث دیکھی کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اُسکی مغفرت ہوگی اور اگر کسی کے لیے پڑھے
تو حق تعالے اُسکی بھی مغفرت کریگا مین نے ستر ہزار مرتبہ لا الہ الا اللہ پڑھا مگر کسی کے لیے خاص نیت
نہین کی ایک روز مین اپنے بعض رفیقون کے ہمراہ دعوت مین گیا وہان ایک جوان صاحب کشف مشہور تھا
وہ بھی آیا اور شریک دعوت ہوا تا کھانا کھاتا کھاتے کھاتے رونے لگا مین نے اُس سے رونیکا
سبب دریافت کیا اُسنے کہا کہ مین اپنی مان کو گرفتار عذاب دیکھتا ہون اُس وقت مین نے اپنے
پڑھنے کا ثواب اُسکی مان کو بخشدیا فورًا وہ جوان ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ اب مین اُسے اچھی طرح
پاتا ہون امام محی الدین فرماتے ہین کہ صحت حدیث اُس جوان کے کشف سے ثابت ہوئی اور اُسکے
کشف کی صحت اس حدیث سے پائی گئی انتہی شیخ عبدالعزیز کا بیان پہلے بھی مذکور ہوا ہی مجملاً یہان پر
بتصریح مرقوم ہوا اور اس سے مولانا علیؑ کا معصوم اور صاحب کشف وکرامات ہونا بالضرور ثابت ہی کہ وہ
حضرت منبع اہل کشف وکرامات اور مرجع اولیاء عالی صفات ہین اور معصوم وہ ہی جس سے خطا نہو اور اس
حالت مین خطا علیؑ سے محال ہی قاضی ملا مبین لاہوری شاگرد شیخ عبدالقادر مفتی مکہ معظمہ کے دراسات
اللبیب مین بعد ذکر کلام شیخ محی الدین عربی کے جو درباره امام مہدیؑ علامہ عبدالوہاب شعرانی نے کتاب

الیواقیت والجواہر مین رقم فرمایا جو اوپر مذکور ہوا فرماتے ہین ولہذا الحقیر ههنا کلام لا یاخذ ماخذه من الحق فی قلوب ابناء الزمان الا بعد خلعهم قلادة الغمارة والانحراف والقائہم آذان العدل والانصاف ولا اسمح به علی متاعب التحریر والتفصیل الا لما انشد وقیل فقل ما یفیض الوقت من غیر سامع ٭ ففی الدهر من یرجی لما لفوز ظافرا ترجمہ اور واسطے حقیر کے اسجگہہ ایک کلام ہی کہ ابنار زمانہ کے قلوب اُسکو حق نہ سمجھین گے اور قبول نکرینگے مگر جب کہ وہ حماقت و نادانی و انحراف کے قلادہ کو اپنی گردنون سے جدا کرین اور عدل و انصاف کے کانون سے سنین اور نہین جوانمردی کرتا ہون مین ساتھ اُسکے اوپر مشقت تحریر کے اور تفصیل کے مگر اسوجہ سے کہ شاعر کہتا ہی پس کہہ تو جو فیض پہچاتا ہی وقت بغیر کسی سامع کے یعنے جو فیض وقت ہو وہ کہہ بغیر کسی سنے والے کے کہ زمانہ مین وہ لوگ بھی ہین جنسے اُمید کی جاتی ہی فوز کی درآنحالیکہ وہ ظفرمند ہون فاعلم رزقک اللہ تعالی لفوز والظفر بالحق حیث ما وجدته ان مدار اثبات العصمة هذه فی المهدی علی ثبوت الحدیث فیه واخبار المعصوم انه لا یخطاء فلو صح الحدیث بالاخبار عن غیره بذلک ثبت عصمته بعین ما اثبته الشیخ له من غیر فرق فی ذلک بینه وبین غیره فتفحصنا عنه فلم نجد مثله فی امام من ائمة الدین من غیر اهلبیت النبی وعلیهم اجمعین وهذا هو المراد من قول الشیخ المتقدم ما نص علی امام من ائمة الدین پس جان تو کہ دے تجکو حق تعالے فوز و ظفر حق پر اس حیثیت سے کہ جو مین نے پایا ہی کہ مدار عصمت کا بیچ مہدیؑ کے ثبوت حدیث پر اور اخبار معصوم پر ہی کہ بہ تحقیق وہ خطا نہ کرینگے پس اگر اخبار سے صحت حدیث اُنکے غیر مین ثابت ہو جائے کہ وہ خطا نکرینگے تو اُنکی عصمت بھی اُسیطرح ثابت ہوگی جسطرح کہ شیخ نے امام مہدیؑ کی عصمت ثابت کی ہی ساتھ اُنکے اور کچھ فرق نرہیگا اُنمین اور اُنکے غیر مین پس بہت تفحص کیا ہم نے اور نہ پایا ہم نے مثل اُسکا بیچ کسی امام کے ائمہ دین سے کہ عصمت اُسکی ثابت ہو سوائے اہلبیت نبی صلعم کے اور یہ ہی مراد ہی شیخ کی قول متقدم سے کہ نہین نص ہی کسی امام کی عصمت پر آئمہ دین سے بعد اسکے ملا محمد معین لاہوری فرماتے ہین ووجدنا فی اهل البیت سلام اللہ علیهم اجمعین وتجبه حدیث التمسک المشهور ففتشنا عن تخریجه فاذا من خرجه ابو الحسن مسلم ابن الحجاج القشیری فی صحیحه ولفظه من حدیث زید ابن ارقم قال قام فینا رسول اللہ خطیبا فحمد اللہ واثنی علیه ثم قال اما بعد یا ایها الناس انا بشر مثلکم یوشک ان یاتینی رسول ربی عز وجل فاجیبه وانی تارک فیکم الثقلین اولهما کتاب اللہ عز وجل فیه الهدی والنور فتمسکوا بکتاب اللہ عز وجل وخذوا به وحث فیه ورغب فیه ثم قال اهلبیتی اذکرکم اللہ فی اهلبیتی ثلث مرات الحدیث فنظرنا فیه فوجدنا یعبر عن القرآن واهل البیت بالثقلین وهو کل نفیس وخطیر مصئون ففهمنا نفاسة اهل البیت و

۱۰ از ینابیع صفحہ ۳۹۰

۱۲ از ینابیع صفحہ ۳۶۰

وخطرہٗ وصونہ من قبیل کل تلک الاوصاف التی للقران للجمع بینہما بذلک وعلمنا ھذہ
الاوصاف وغیرہا للقران یرجع عمدتہا الی افادۃ علوم المعارف الالہیہ والاحکام
الشرعیۃ فظننا انہا فی اھلبیت علی منوالہا فی القران راجعۃ الی افادۃ تلک العلوم وقد
اعتضد نافی ھذا قولہ فی ھذا الحدیث یوشک ان یاتینی رسول ربی فاجیبہ وانی
تارک فیکما الثقلین فان النبی لا یوصی بعدہ الا بالقیام علی الحق والسنۃ فترک الثقلین
فیہا والوصیۃ لہما لیس الا لکونہما خلیفتین منہ فی الارشاد اور پایا ہم نے حقمین اہلبیت
کے حدیث تمسک کو جو مشہور ہی اور ڈھونڈا ہم نے اُن محدثین کو جنھون نے اُس حدیث کو لیا ہی پس پایا ہمنے
سے مسلم ابن حجاج قشیری کو کہ اپنے صحیح مین بیان کیا ہی اور لکھا ہی حدیث زید ابن ارقم سے کہا زید ابن ارقم نے
کہ کھڑے ہوئے ہم مین رسول اللہ درا آنحالیکہ خطبہ پڑھتے تھے پس بعد حمد وثنا فرمایا ایہا الناس مین بھی مثل تمہارے
بشر ہون جلد آئیگا میرے پاس رسول میرے رب کا (یعنے ملک الموت) اور مین قبول کرونگا اُسکو اور بہ تحقیق مین چھوڑتا ہون
تم مین دو چیزین نفیس و بزرگ اول اُنمین کی کتاب خدا ہی جسمین ہدایت و نور ہی پس تمسک کرو تم ساتھ کتاب اللہ
عزوجل کے اور لو تم اُسکو اور برانگیختہ کیا کتاب خدا پر اور رغبت دلائی اُسپر بعد اُسکے فرمایا آنحضرت نے اور میرے اہلبیت
یاد دلاتا ہون مین تمھین خدا کو اپنے اہلبیت کے بارے مین تین مرتبہ فرمایا اسی کو پس ہم نے اس حدیث مین
نظر کی تو پایا ہم نے کہ تعبیر کیا رسول اللہ نے قرآن اور اہلبیت کو لفظ ثقلین سے اور ثقل ہر نفیس و بزرگ
اور محفوظ کو کہتے ہین تو ہم سمجھے کہ نفاست اہلبیت کی اور بزرگی اُنکی اور حفظ اُنکا از قبیل اُن اوصاف کے ہی جو
قرآن کے لیے ہین بسبب مجتمع ہونے اُن اوصاف کے درمیان قرآن اور اہلبیت کے اور جانا ہمنے کہ یہ اوصاف
اور غیر ان اوصاف کے جو واسطے قرآن کے ہین تو عمدہ غرض اُن اوصاف کی راجع ہی طرف افادہ علوم
معارف الٰہیہ اور احکام شرعیہ کے پس گمان کیا ہم نے کہ یہہ ہی اوصاف اہلبیت مین بھی بطور قرآن راجع
ہین طرف افادہ انھین علوم کے اور تائید دی ہمکو اسی ظن مین قول آنحضرت نے کہ قریب ہی کہ آوے میرے
پاس رسول میرے رب کا پس قبول کرون مین اُسکو اور تحقیق کہ مین چھوڑتا ہون تم مین دو چیزین نفیس اور
بزرگ پس بہ تحقیق نہین وصیت کی نبیؐ نے بعد اسکے مگر ساتھ قیام کرنیکے حق پر اور سنت پر پس چھوڑ ثقلین کو
بیچ اُمت کے اور وصیت کرنا اُن دونون کے لیے نہین ہی مگر اسواسطے کہ ہین وہ دونون خلیفہ اُسی سواے
کے ہدایت وارشاد مین واذ قد ثبت صحۃ ھذا الحدیث وما مرّ علیک مما ینوط بہ لفظا و
معنی ودلالۃ وانضمت الیہ آیۃ التطہیر بتفسیرھا الذی تدل علیہا الصحیح فلا وجہ
لان یمتری من لہ ادنی انصاف فی ان من صدق علیہم ھذا الحدیث والایۃ من غیر
شائبۃ وھم الائمۃ الاثنا عشر من اھل البیت وسیدۃ نساء العالمین لصبغۃ رسول اللہ
ام الائمۃ الزھراء الطاھرۃ علی ابیہا وعلیہا الصلوۃ والسلام لاشائبۃ فی کونہم

معصومین کالمہدی منہم من حدیث قفوا لاثر وعدم الخطاء علی ما تمسک بہ الشیخ
الاکبر بالمعنی الذی بیناہ سوالا وجوابا فیما تقدم بل ہذا الحدیث اوثق عروۃ من حیث
الصحۃ بالسند القوی من ذلک الحدیث والکشف یوید ما شاء اللہ سبحانہ ان یوید
اور جسوقت ثابت ہوئی صحت اس حدیث کی اور اُن امور کے جو گذرے اوپر تیرے متعلقات سے اسی
حدیث کے لفظاً اور معنیً اور دلالۃً اور شامل ہوئے طرف اُسی حدیث کے آیہ تطہیر اور وہ تفسیر جسپر دلالت
کرتی ہے حدیث صحیح مسلم پس کوئی وجہ شک کی نہیں ہے اُس شخص کو کہ کچھ بھی انصاف رکھتا ہے کہ جنپر یہ حدیث
اور آیت صادق آتی ہے بلاشک وہ ائمہ اثنا عشرہ ہیں اہل بیت میں سے اور سیدۃ النساء العالمین ہیں
بضعۃ رسول اللہ ام الائمہ زہرا طاہرہ اُنکے باپ پر اور اُنپر درود و سلام بلاشک وہ معصوم ہیں مثل مہدی
کے کہ انھیں میں سے ہیں اور تخصیص کی ہے شیخ نے اُنکی عصمت کی حدیث قفوا لاثر سے اور عدم خطا سے
اُس چیز پر کہ تمسک کیا ہے ساتھ اُسکے شیخ اکبر نے ساتھ اُن معنی کے کہ ظاہر کیا ہے ہم نے اُسکو سوالاً و جواباً نہ بیچ
اُس امر کے کہ باطل کیا گیا ہے یعنے قیاس بلکہ یہ حدیث اوثق ہے من حیث الصحیح ساتھ سند قوی کے بہ نسبت
اُس حدیث امام محمد مہدی کے اور کشف تائید کرتا ہے اُس چیز کی کہ چاہتا ہے اللہ سبحانہ تائید کرنا فان قلت
الخطاء فی الاجتہاد لیس بمعصیۃ حتی یشملہ الرجس فی الایۃ فیلزم نفیہ عن اہل البیت
الکرام عنہ ویشملہ الضلال فی الدین حتی ینتفی عنہم فیثبت عدم ضلالہم بالتمسک
بہم فلا یہ والحدیث وان سلمنا اثباتہما عصمتہم عن الکفر بل المعصیۃ الیتہ لاطلاق
الرجس والضلال وشمولہما جمیعا لکن لا نسلم اثبات العصمۃ عن الخطاء کما فی المہدی
المصرح فیہ بقولہ لا یخطاء قلنا الخطاء فی دین اللہ جہل ومعصیۃ و انتساب لما
لیس من اللہ سبحانہ ورسولہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم والجہل بالانتساب
المذکور مما یعظم امر ہذہ المعصیۃ ولا یحتاج فی کل معصیۃ فہو بنفسہ رجس
وضلال یشملہ اللفظان بلا شک ولا یمنع صدق اللفظ علی معناہ زوال لازمہ الا کثر
بعارض فلا یمنع صدق الرجس والضلال علی الخطاء والجہل والانتساب المذکور زوال
العصیان عن مرتکبہ بعارض کونہ مجتہدا بذل جہدہ فی طلب الحق وبالجملۃ کون الذنب
معفوا عنہ لا یخرجہ عن حقیقۃ حتی لا یصدق علیہ لفظہ واجر المجتہد علی ما ورد
بہ الخبر لیس لخطائہ بل لبذلہ وسع مالہ من الجہد فی فوز الحق لا یخفی واذا ثبت
ہذا اعلم ان من اقر بصحۃ حدیث التمسک الزم بعصمۃ الائمۃ حتی استحالۃ صدور
الخطاء عنہم کالمہدی منہم عند الشیخ وہذا الخصوص فی الائمۃ بالائمۃ من اہل البیت
پس اگر اعتراض کرے کوئی کہ خطا فی الاجتہاد معصیت نہیں ہے یہانتک کہ شامل ہو اسکو رجس بیچ آیت کے اور

جس سے لازم ہو تطہیر اہلبیت کرام کی اور شامل ہو اُسی اجتہاد کو ضلال فی الدین حتی کہ منتفی ہو جائے وہی ضلال
اُنھین حضرات سے اور ثابت ہو عدم ضلال اُن لوگون کا جو متمسک ہوں ساتھ اُنکے یعنی مقصود ضلال تمسک
بہم ہو) پس آیت ورحدیث کو اگر تسلیم کرین ہم کہ اثبات اُن دونوں کا عصمت اہلبیت کی ہی کفر سے بلکہ معصیت سے
بھی کہ اسپر اطلاق رجس وضلال کا ہوتا ہی لیکن ہم تسلیم نہین کرتے اثبات اُس عصمت کا کہ جسکے بعد پھر خطا نہ ہو
جیسا کہ امام مہدی کے بارے مین تصریح ہی کہ وہ خطا نکرینگے تو جواب دینگے ہم کہ خطا کرنا دین مین جبکہ معصیت
ہی اور نسبت دینا ہی امر غیر واقع کی خدا و رسول کی طرف اور ایسا جہل ور لیسے ... سے ... معصیت کا
عظیم ہو جاتا ہی اور یہ دونو معصیت مین پائی نہین جاتی پس خطا فی نفسہ جس ضلال ہی اور ... دونون
لفظون مین داخل ہی اور زوال لازم معنے کا اگر بسبب کسی عارض کے ہو تو وہ مانع صدق لفظ علی المعنی کا
نہین ہی پس صدق رجس کا اور ضلال کا خطا و جہل انتساب مذکورہ پر ممتنع نہین ہی زوال عصیان ... اُسکے
مرتکب سے ہوا بسبب کسی عارض کے تو اُسکے اصلی معنی بدل نہین سکتے اس لیے کہ مجتہد نے جو طلب امر حقیقین
کوشش کی ہی اُسکا انعام دیا گیا ہی بعوض خطائے الاجتہاد پر بھی رجس وضلال فی الدین کا اطلاق ہوگا کیونکہ
اگر گناہ بخش ہی دیا جائے معفو ہو جائے تو حقیقت اُسکی نہ بدلے گی (یعنے یہ نہ ہوگا کہ وہ گناہ گناہ نہ رہے)
یا اطلاق لفظ ذنب کا اُسپر صادق نہ آوے اور یہ جو خبر مین وارد ہوا ہی کہ حاکم خاطی اجر پائیگا تو اُسکی یہ وجہ نہین
ہی کہ اُسنے خطا کی اس وجہ سے مستحق انعام ہوا بلکہ وجہ اجر پانیکی یہ ہی کہ اُسنے بہت کوشش کی و رسعی کی کہ امر
حق پر فائز ہو جیسا کہ پوشیدہ نہین ہی اور جسوقت یہ ثابت ہوا تو معلوم ہوا کہ جو شخص اقرار کرے صحت حدیث
تمسک بالثقلین کا اُسکو ضرور لازم ہی قائل ہونا عصمت آئمہ ہدیٰ کا ایسی عصمت کہ صدور خطا اُنسے محال ہی
جیسا کہ امام مہدیؑ کے بارے مین شیخ قائل ہین اور یہ عصمت مخصوص ہی اس اُمت مین ساتھ ائمہ اہل بیت
علیہم السلام کے ومما یجب ان انبہ علیہ ان ھذا الکلام فی عصمۃ الائمۃ انما جرینا فیہا
علی جری الشیخ الاکبر قدس سرہ فیما فی المہدی رضی اللہ عنہ من حیث ان مقصودنا منہ
ان قولہ صلعم فیہ یقفو اثری لا یخطاء لما دل عند الشیخ علی عصمۃ فحدیث الثقلین یدل
علی عصمۃ الائمۃ الطاہرین رضی اللہ عنہم بما مر تبیانہ ولیست عقیدۃ الا نا مل علی
ان العصمۃ الثابتۃ فی الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام لا توجد فی غیرہم وانما اعتقد
فی اہل الولایۃ قاطبۃ العصمۃ بمعنی الحفظ وعدم صدور الذنب لا استحالۃ صدورہ
والائمۃ الطاہرین اقدم من الکل فی ذلک وبذلک یطلق علیہم الائمۃ المعصومون
فمن رمانی من ھذا البحث باتباع مذہب غیر السنۃ مما یعلم اللہ سبحانہ براءتی
منہ فعلیہ اثم فریتہ واللہ خصیمہ اور واجب ہی ہم پر کہ ہم تنبیہ کرین اوپر اسکے کہ یہ کلام عصمت
آئمہ کے باب مین مطابق اُسکے ہی کہ شیخ اکبر قدس سرہ نے امام مہدیؑ کی ثابت کی ہی اس لیے کہ مقصود ہمارا

از تشیعی صفحہ ۲۵۶ در رسالہ البیت صفحہ

اُس سے یہ ہی کہ رسولؐ خدا کا دربارہ امام مہدیؑ ہی یقفوا اثری لایخطاء یعنے پیروی کریگا میری اور خطا نکریگا
جسوقت یہ حدیث دلیل ہی شیخ کے نزدیک عصمت پر امام مہدیؑ کے پس حدیث ثقلین دلالت کرتی ہی عصمت پر
آئمۂ اہلبیت طاہرینؑ کے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا اور نہین ہی اتفاقی ساہو یہ کہ جو عصمت انبیا کے لیے ثابت ہی اُنکے
غیر بہت نہین پائی جاتی اور فاطمینہ اہل ولایت یعنے اولیاء اللہ کی عصمت کا اعتقاد کیا گیا ہی وہ عصمت کہ جو
یعنے حفظ اور عدم صدور خطا ہی نہ یہ کہ خطا ہونا اُنسے محال ہی اور ائمۂ طاہرینؑ مقدم ہین ان سب امور مین
تمام اولیاء اللہ پر اور اسی وجہ سے اطلاق کیا جاتا ہی اُنپر آئمہ معصومین کا پس جو شخص تہمت لگائے ہم پر
اس محبت کو دیکھکر کہ ہم پیروی کرتے ہین مذہب غیر سنت جماعت کی یعنے جو شخص ہمکو مذہب شیعہ کا پیرو
کہے تو یہی ہو ہمارا خدا کو معلوم ہی پس ایسے شخص پر ہی گناہ افترا کرنے کا اور اللہ خصم اُسکا ہی انتہی
یہانتک جو فضائل اور مناقب اہلبیت بیان ہوئے اور یہ بھی مرقوم ہوا کہ بعض علمائے اہلبیت اور آل اور
عترت اور ذریت اور ذوی القربیٰ کے معنے بتلائے ہین کوشش کیا ہی تنقیص و تذلیل اہلبیت مین خصوصًا
فاطمہؑ اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور یہ بھی مذکور ہوا کہ بعض علمانے قلادہ
تعصب کو گردنون سے اُتار کے پوست کندہ صاف صاف احوال لکھدیا کہ کوئی آئمہ دین مین بجز اہلبیتؑ
کے معصوم نہین ہی اور جو کچھ اُنکو امر حق نظر آیا اُسکا اعتراف کیا حاصل یہ کہ اس اختلاف علما کا کوئی سبب بھی
ہونا چاہیے اگرچہ ابتدائے بعض بعض مقام پر مجملاً مذکور بھی ہوا ہی لیکن زیادتی بصیرت کے لیے پھر توضیح کیجاتی ہی
علامہ ابن تیمیہ اپنے منہاج السنۃ مین تحریر کرتے ہین فانہ من المعلوم انہ لما تولی کان الصحابۃ و
سائر المسلمین ثلثۃ اصناف صنف قاتلوا معہ وصنف قاتلوہ وصنف قعدوا عن هذا
واکثر السابقین الاولین من القعود وقد قیل ان بعض السابقین الاولین قاتلوہ وذکر ابن
حزم ان عمار بن یاسر قتلہ ابو الغادیہ وان ابا الغادیہ هذا من السابقین الاولین
ممن بایع تحت الشجرۃ یعنے جب علیؑ والی خلافت ہوئے تو صحابہ اور سایر مسلمین تین گروہ ہوئے ایک
گروہ تو وہ جنھون نے ساتھ دیا اور اُنکے ساتھ اُنکے مخالفین سے مقاتلہ کیا دوسرے وہ جنھون نے خود
حضرت علیؑ سے مقابلہ اور مقاتلہ کیا تیسرے وہ جو ادھر ہوئے نہ اُدھر بلکہ بیٹھ رہے اور اکثر سابقین اولین
اس قسم مین داخل تھے اور یہ بھی کہا گیا ہی کہ تحقیق کہ بعض سابقین اولین نے قتال کیا علیؑ سے اور ابن حزم
نے ذکر کیا ہی کہ عمار یاسر کو قتل کیا ابو الغادیہ نے اور یہ ابو الغادیہ سابقین اولین سے تھے اور شریک تھے
بیعت الرضوان کے پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہ جنکی مدح مین ہی کہ ابدا امام احمد کے اُستاد اہل حدیث ہین لکھتے
ہین کہ اکثر مہاجرین اولین معاویہ کے ہمراہ تھے اس تقریر سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی واضح ہی کہ جو لوگ جنگ و
جدال اور قتال کرتے تھے علیؑ سے وہ لوگ ضرور کینہ رکھتے تھے علیؑ سے اور جو لوگ شریک نہ ہوئے علیؑ کے اور
اُنسے بیعت نہین کی وہ بھی علیؑ سے صاف نہ تھے اور اُنکو خلیفہ چہارم ہونا بھی علیؑ کا گوارہ نہ ہوا اور بالضرور

ذوالفقار حیدریہ صفحہ ۱۲۷ و ۱۲۸

مناقب و فضائل علیؑ کے منکر ٹھہرے اور باوجود اُنکے امام برحق ہونیکے روگردانی کی اُنسے حالانکہ خلافت حضرت
علیؑ کی باجماع اور باتفاق واقع ہوئی تھی اگرچہ بعض اُن قاعدین کے شریک معاویہ بھی نہین ہوئی مگر باعث خذلان
جناب امیرؑ نو ہوئے اور مستحق ولمو یعرف امام زمانہ بالضرور قرار پائے اور جو لوگ کہ بیعت سے علیؑ کی شرف
اندوز ہوئے اور ابتدا سے انتہا تک ہر جنگ وجدال و ہر معرکہ و قتال مین شریک علیؑ رہے وہی محب
... ٹھہرے اور یہ امر بھی بدیہی ہے کہ دو ثلث صحابہ کبار مین سے مخالف علی ابن ابی طالبؑ تھے تو وہ بیشک
مخالف حق تھے الحق مع علیؑ وعلی مع الحق اور المراد بالحق مع علی حیث دار ارشاد جناب
امیر المومنین علیؑ مین ثابت ہوا اور یہ بھی ثابت ہے کہ بغض و عداوت و خذلان علیؑ بغض و عداوت و خذلان
رسولؐ انام ہے جنگ با علیؑ جنگ با رسول عربی صلعم ہے اور بروایت ابن عساکر قال علیؑ امرنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم بقتال الناکثین والقاسطین والمارقین یعنے کہا علیؑ نے کہ مجکو
حکم کیا ہے رسولؐ خدا نے ساتھ قتال ناکثین اور قاسطین و مارقین کے وھکذا اخرجہ ابن عساکر عن
ابن مسعود ایضاً والمراد بالناکثین طلحہ والزبیر واصحاب الجمل وبالمارقین الخوارج
وبالقاسطین معویہ واصحابہ اور اسیطرح روایت کی ہے ابن عساکر نے ابن مسعود سے بھی اور مراد
ناکثین سے طلحہ اور زبیر اور اصحاب جمل ہین اور مارقین سے خوارج اور قاسطین سے معویہ اور اصحاب اُسکے اب
ہم یہ بھی عرض کردین کہ خوارج کسکو کہتے ہین علامہ عبدالکریم شہرستانی ملل ونحل مین فرماتے ہین الخوارج والمرجیہ
والوعیدیہ کل من خرج علی الامام الحق الذی اتفقت الجماعۃ علیہ یسمی خارجیا
سواء کان الخروج فی ایام الصحابۃ علی الائمۃ الراشدین او کان بعدھم علی التابعین باحسان
والائمۃ فی کل زمان والمرجیۃ صنف اٰخر تکلموا فی الایمان والعمل الا انھم وافقوا
الخوارج فی بعض المسائل التی تتعلق بالامامۃ والوعیدیۃ داخلۃ فی الخوارج وھم القائلون
بتکفیر صاحب الکبیرۃ وتخلیدہ فی النار یعنے خوارج مرجیہ اور وعیدیہ کل وہ لوگ ہین کہ جنھون نے
خروج کیا امام حق پر جسکی امامت پر جماعت نے اتفاق کیا ہو اسکو خارجی کہتے ہین خواہ خروج زمانہ صحابہ
مین ائمہ راشدین پر ہو یا بعد اُنکے تابعین پر یا اور آئمہ پر ہر زمانے مین اور مرجیہ دوسری قسم ہے جس نے کلام
کیا ایمان مین اور عدل مین مگر اُنھون نے موافقت کی ہے خوارج کے بعض مسائل متعلق امامت مین پھر کہتے ہین
الخوارج اعلم ان اول من خرج علی امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب جماعۃ ممن کان
فی حرب صفین واشدھم خروجا علیہ ومروقا من الدین الاشعث بن قیس ومسعود
ابن فدکی التمیمی وزید بن حصین الطائی خوارج مین جان تو تحقیق سب سے پہلے جسنے خروج کیا
امیر المومنین علیؑ پر وہ جماعت ہے جو جنگ صفین مین حضرت علیؑ کے ساتھ تھے اور اُنمین زیادہ تر اور
سخت خروج مین اور دین سے نکلنے مین اشعث بن قیس اور مسعود تمیمی اور زید ابن حصین طائی ہے جن قالوا

سیرۃ نبوی باب ... والشیئون فی فضائل ... من السادات و ...

سطر ... فضل ... مطبوعہ ... ۱۲۶۲ھ

القوم یدعوننا الی کتاب اللہ وانت تدعونا الی السیف حتی قال انا اعلم بما فی کتاب اللہ
انفروا الی بقیۃ الاحزاب انفروا الی من یقول کذب اللہ ورسولہ وانتم تقولون صدق
اللہ ورسولہ جسوقت کہ کہا اُنھون نے کہ قوم بلاتی ہی ہمکو کتاب خدا کیطرف اور تو بلاتا ہی تلوار کیطرف
فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین خوب جانتا ہون کتاب خدا کو کوچ کرو اور جاؤ طرف بقیہ احزاب کے اور ہجوم کرو
اور جاؤ طرف اُس شخص کے کہ کہتا ہی جھوٹ کہا اللہ نے اور اُسکے رسول نے اور تم لوگ کہتے ہو کہ سچ کہا
اللہ نے اور اُسکے رسولؐ نے قاموس مین ہی النواصب والناصبیۃ اهل النصب المتدینون ببغض علی
کرم اللہ وجہہ لانہم نصبوا لہ ای عادوہ نواصب و ناصبیہ و اہل نصب وہ لوگ ہین کہ جنھون نے اپنا
دین بغض علیؑ کو قرار دیا ہی اسواسطے کہ دشمنی رکھتے ہین وہ لوگ علیؑ سے پھر علامہ عبدالکریم شہرستانی فہرست
خوارج کے اخیر مین لکھتے ہین والذین اعتزلوا الی جانب فلم یکونوا مع علیؑ فی حروبہ ولا مع خصومہ
وقالوا لا ندخل فی غمار الفتنۃ من الصحابۃ عبداللہ ابن عمر وسعد بن وقاص ومحمد ابن
مسلمۃ الانصاری واسامۃ ابن زید بن حارثۃ الکلبی مولی رسول اللہ وقال قیس بن
حازم کنت مع علی فی جمیع احوالہ وحروبہ حتی قال یوم صفین انفروا الی بقیۃ الاحزاب
انفروا الی من یقول کذب اللہ ورسولہ وانتم تقولون صدق اللہ ورسولہ فعرفت ایش
کان یعتقد فی الجماعۃ فاعتزلت عنہ اور وہ لوگ جو جدا ہوئے اور کنارہ کش ہوئے اور نہ ساتھ دیا
حضرت علیؑ کا اُنکی لڑائیون مین اور نہ اُنکے دشمنون کے شریک ہوکر لڑے حضرت علیؑ سے کہتے تھے کہ ہم غمار
فتنہ مین داخل نہونگے وہ لوگ صحابہ سے یہ ہین عبداللہ ابن عمر و سعد ابن ابی وقاص و محمد ابن مسلمہ انصاری و اسامہ
ابن زید غلام رسولؐ خدا اور کہا قیس ابن ابی حازم نے کہ مین علیؑ کے ساتھ تھا ہر حال مین اور ہر جنگ مین
یہانتک کہ بروز صفین حضرت علیؑ نے کہا جاؤ طرف بقیہ احزاب کے جاؤ طرف اُس قوم کے جو کہتے ہین دروغ کہا
اللہ نے اور اُسکے رسولؐ نے اور تم لوگ کہتے ہو سچ کہا خدا نے اور اُسکے رسولؐ نے پس ہم نے پہچانا کہ علیؑ کا کیا اعتقاد
ہی جماعت معاویہ کی نسبت اُسوقت کنارہ کیا ہم نے علیؑ سے الغرض یہان ہمکو بحث کرنا دربارہ خلافت مطلوب نہین
ہی بلکہ اصل غرض یہ ہی کہ اکثر یاران رسولؐ مختار اور اصحاب رسولؐ کبار کا یہ حال تھا آئمہ اطہار اور جناب حیدر کرار
سے بقول ابن تیمیہ دو ثلث اصحاب کبار مخالف علیؑ ابن ابی طالب تھے کہ بعض نے تکلف بیعت کی بعض نے اُس حضرت
علیؑ کا نام غمار فتنہ رکھا بعض فی الظاہر شریک خصوم تو نہ ہوئے مگر فی الباطن مدد دیا اور ناکثین و قاسطین کے
ہوئے اب جن صاحبون نے بیعت علیؑ کی اور یاور علی ابن ابیطالب فی الظاہر بنے شریک حروب علی ابن ابیطالب
رہے وہ ایک ثلث تھے اب اس ایک ثلث کا حال جنگ صفین مین کھل گیا اور ایک ثلث کے تین حصہ ہوگئے
ایک حصہ تو معاویہ کو خلیفہ بحق سمجھکر اپنی سرشت کے موافق اُنسے جا ملے ایک حصہ اُنمین کا عثمان و معاویہ و طلحہ
زبیر علیؑ سب کو خارج از دایرہ اسلام اور کافر کہنے لگا ایک حصہ مطیع و فرمان بردار علی ابن ابی طالب کا یہ حال تھا

اصحاب کبار کا اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ جب آپ کو حصہ اصحاب خاص تھا لفت پہ ہون تو احادیث فضائل و مناقب
اہلبیت اور علیؑ کو کون بیان کرے تصور میں حقوق کا کون ثبوت دے بلکہ بالعوض فضائل و مناقب کے یہ حال تھا
کہ سب و شتم لعن و طعن منبر و نہپر مین اور جمعہ و جماعت مین جاری ہو گئی چنانچہ جزثانی مین شرح
نہج البلاغۃ کی جناب امیر المومنین علیؑ سے نقل کیا ہی کہ پوچھا اُنسے درباب ایمان معاویہ اور اصحاب معاویہ کے
فقال علیؑ ما اقول المعاویہ ولا اصحابہ انہم مومنون ولا مسلمون پس فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین
اقرار نہین کرتا کہ معاویہ اور اُسکے اصحاب مومن ہون یا مسلم پھر جناب علیؑ ابن ابی طالب سے منقول ہی قال
والذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ ما اسلموا ولکن استسلموا واسروا الکفر فلما وجدوا علیہ
اعوانا اظہروہ یعنے قسم اُس خدا کی جسنے چیرا دانہ کو اور پیدا کیا خلق کو کہ معاویہ اور اصحاب معاویہ ایمان
نہ لائے تھے لیکن ظاہر مین اسلام قبول کیا تھا اور کفر کو مخفی رکھا تھا پس جسوقت کہ اعوان و انصار کو پایا کفر
مکتوم کو ظاہر کیا اور اُسی جز رابع مین ابن مسعود سے روایت کی ہی قال رسول اللہ اذا رأیتم معاویۃ بن
ابی سفیان یخطب علی منبری فاضربوا عنقہ فقال الحسن فواللہ ما فعلوا ولا افلحوا یعنے پیغمبر خداؐ
نے فرمایا جسوقت معاویہ کو میرے منبر پر خطبہ پڑھتے دیکھو اسکی گردن مارو پس کہا حسن بصری نے قسم خدا کی نہ کیا اُنھون
نے اور نہ فلاح پائی اُنھون نے ابن ابی الحدید لکھتے ہین وخطب بذلک معاویہ باللعن علی منابر الاسلام
وصار ذلک سنۃ فی ایام بنی امیۃ الی ان قام عمر ابن عبد العزیز فازالہ یعنے خطبہ پڑھا معاویہ
نے اور لعن کی معاذ اللہ حضرت علیؑ پر اوپر منابر اسلام کے اور یہ لعن کرنا سنت امویہ ہو گئی تھی زمانہ بنی امیہ
مین اور باقی رہی یہ سنت یہانتک کہ خلیفہ ہوا عمر ابن عبد العزیز پس اُس نے موقوف کی کان خلفاء بنی امیہ
یسبون علیا رضی اللہ عنہ من سنۃ احدی واربعین وھی السنۃ التی خلع الحسن فیھا نفسہ
من الخلافۃ الی اول سنۃ تسع وتسعین آخر ایام سلیمان عبد الملک فلما ولی عمر ابطل
ذلک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعۃ ابدل السب فی آخر الخطبۃ بقراۃ قولہ
تعالی ان اللہ یامر بالعدل الخ وذکر شیخنا ابو عثمان عمرو بن جاحظ ان معاویہ کان یقول
فی آخر خطبۃ الجمعۃ اللہم ان ابا تراب الحد فی دینک وصد عن سبیلک فالعنہ لعنا
وبیلا وعذبہ عذابا الیما وکتب ذلک الی الآفاق فکانت ھذہ الکلمات یشاد بہا علی
المنابر الی خلافۃ عمر ابن عبد العزیز ملخص کلام ابن ابی الحدید اور ابو الفدا اور ابو عثمان عمرو ابن
الجاحظ یہی معاذ اللہ پناہ خدا کہ خود معاویہ ملا منابر اسلام پر عام طور سے خطبہ مین کہتا تھا خدایا ابو تراب
نے شرک کیا تیرے دین مین اور برگشتہ ہو گیا تیری راہ سے پس لعنت وبال کر اور عذاب الیم کر اور یہ حکم آفاق
مین ہر ہر مقام پہ لکھا تھا کہ یہ ہی کلمات ہر مشہد اور مسجد مین اور خطبون مین بالائے منابر پڑھے جائین چنانچہ
یہ سنت قرار پائی تھی بنی امیہ مین اور عمر ابن عبد العزیز کے زمانہ تک جاری رہی اور عمر ابن عبد العزیز اول

اُنکا ہی کہ جسنے موقوف کیا اُسکو اسی جز مین عمر جاحظ نقل کرتے ہین کہ ایک جماعت نے بنی امیہ کی معاویہ سے کہا کہ
ای معاویہ تو اپنی آرزو کو پہنچا اب تو تو زبان لعن کو اس مرد پر روک لیں معاویہ نے جواب دیا کہ لا واللہ حتی
یربو علیہا الصغیر و یہرم علیہ الکبیر و لا یذکر ذاکر فضلا لہ واللہ واللہ زبان لعن کو نہ روکونگا
اُسوقت تک کہ بچے بڑے ہوجاوین اور بڑے بڈھے اور ذکر خیر دنیا سے فنا ہوجائے اور اسکافی سے نقل
کیا ہی کہ ان معاویہ وضع قوما من الصحابۃ و قوما من التابعین علی روایۃ اخبار قبیحۃ فی علیؑ
تقتضی الطعن فیہ یعنے اسکافی سے نقل کیا ہی کہ معاویہ نے ایک قوم کو اصحاب سے اور ایک قوم کو تابعین
سے مقرر کیا تھا کہ نقل کرین اخبار قبیحہ اور احادیث موضوعہ کو کہ شامل ہون طعن پر علیؑ کے اور بجانب پر معاویہ
کے اُنھین ابوہریرہ و عمر ابن عاص و مغیرہ ابن شعبہ ہین اور بروایت زہری تابعین سے عروہ ابن زبیر ہین بیان
کرتے ہین قال حدثتنی عایشہ قالت کنت عند رسول اللہ اذا قبل العباس و علیؑ فقال عایشہ
ان ہذین یموتان علی غیر ملتی و قال دینی بیان کیا مجھسے عایشہ نے کہ مین رسول اللہ کے پاس
تھی کہ ناگاہ آئے عباس و علیؑ پس فرمایا رسولؐ خدا نے ای عائشہ بہ تحقیق یہ دونو مرینگے کہ میری ملت پر
نہ ہونگے یا فرمایا کہ میرے دین پر نہونگے و روی عبد الرزاق عن معمر قال کان عند الزہری حدیثان
روایت کیا عبد الرزاق نے معمر سے کہا کہ زہری کے نزدیک و حدیثین تھین عروہ سے کہ اُسنے عایشہ سے نقل کین
شان علیؑ مین پس مین نے ایک دن دونو حدیثون کی نسبت پوچھا اُسسے فقال ما تصنع بہما و بحدیثہما
اللہ اعلم بہما انی لاتہمہما فی بنی ہاشم قال فاما الحدیث الاول فقد ذکرناہ و اما الحدیث
الثانی فہو ان عروہ زعم ان عایشہ حدثتہ قالت کنت عند النبیؐ اذ اقبل العباسؓ و علی فقال
یا عایشہ ان سرک ان تنظری الی رجلین من اہل النار فانظری الی ہذین قد طلعا فنظرت
فاذا العباسؓ و علی بن ابی طالب الخ اور واقدی نے نقل کیا ہی کہ معاویہ بعد صلح کے امام حسنؑ سے شام مین پہونچا
اور آدمیون کو جمع کیا اور اپنی تعریفین کین بعدہ کہا والعنوا ابا تراب فلعنوہ پھر ذکر کیا کہ صحران بنی امیہ
منعوا من اظہار فضائل علیؑ و عاقبوا ذاکر ذلک یعنے صحیح اور ثابت ہی کہ بنی امیہ کہ جسمین سے معاویہ بھی
ہین منع کرتے تھے اظہار فضائل علیؑ سے اور عقاب کرتے تھے ناقل اور ذاکر فضائل علیؑ پر و روی اہل السیرۃ
ان الولید بن عبد الملک فی خلافہ ذکر علیا فقال لعنہ اللہ بالجر کان لص ابن اللص و اہل سیر
نے روایت کی ہی کہ ولید ابن عبد الملک اپنی خلافت مین جب ذکر علیؑ کرتا تھا تو کہتا تھا لعنہ اللہ بالجر کان
لص بن اللص و امر المغیرہ بن شعبہ و ہو یومئذ امیر الکوفۃ من قبل معاویہ حجر بن عدی
ان یقوم فی الناس فیلعن علیا فابی ذلک فتوعدہ فقام و قال ایہا الناس ان امیرکم امرنی ان العن
علیا فالعنوہ فقال اہل الکوفۃ لعنہ اللہ و عاد الضمیر الی المغیرۃ بالنیۃ و القصد و اراد زیاد ان یعرض
اہل الکوفۃ اجمعین علی البراءۃ من علیؑ و لعنہ و ان یقتل کل من امتنع من ذلک

ویجوب منزلہ حکم کیا مغیرہ بن شعبہ نے اور وہ اُسوقت معاویہ کیطرف سے امیر کوفہ تھا کہ حجر ابن عدی کھڑا ہو
آدمیوں مین اور بناہ خدا لعنت کرے علیؑ پر اُسنے انکار کیا پس ڈرایا اُسکو پس کھڑا ہوا وہ اور کہا ایہا الناس
تمھارے امیر نے حکم کیا ہی مجکو کہ لعنت کرون علیؑ پر پس تم سب لعنت کرو اُسپر پس تمام اہل کوفہ نے کہا لعنت ہو اُسپر
اللہ کی اور عائد کیا ضمیر کو مغیرہ کی طرف نیت اور قصد مین اور ارادہ کیا زیاد نے کہ اہل کوفہ سب برارت کرین
علیؑ سے اور لعنت کرین اُسپر اور اسبات پر آمادہ کیا کہ قتل کیا جائے ہر وہ شخص کہ باز رہے اس لعن سے اور
کھود ڈالا جائے مکان اُسکا وکان الحجاج بلعن علیا ویامر بلعنہ اور حجاج لعن کرتا تھا علیؑ پر اور حکم کرتا تھا
لعن کرنیکا وذکر المبرد فی الکامل ان خالد بن عبد اللہ القسری لما کان امیر العراق فی خلافۃ
ہشام کان یلعن علیًا علی المنبر فیقول اللھم العن علی ابن ابیطالب بن عبد المطلب ابن
ہاشم صہر رسول اللہ وعلی ابنتہ وعلی الحسن والحسین اور ذکر کیا مبرو نے کامل مین کہ خالد بن
عبد اللہ القسری جسوقت امیر عراق ہوا خلافۃ ہشام مین تو منبر پر بیٹھ کر لعنت کرتا تھا علیؑ کو اور کہتا تھا خداوندا لعنت
کر علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم داماد رسول اللہ پر اور اوپر اُنکی بیٹی کے اوپر حسنؑ اور حسینؑ کے
قال ابوبکر حدثنی ابو جعفر قال حدثنی ابراہیم قال حدثنی محمد ابن عاصم صاحب الخانات
قال قال لنا حریز ابن عثمان انتم یا اہل العراق تحبون علی ابن ابی طالب ونحن نبغضہ قالوا
لما قال لانہ قتل اجدادی ویروی فیہ اخبارًا مکذوبۃ کہا ابوبکر نے بیان کیا مجھسے ابو جعفر نے کہا
حدیث کی مجھسے ابراہیم نے کہا بیان کیا مجھسے محمد ابن عاصم صاحب خانات نے کہا کہ کہا ہمکو حریز ابن عثمان نے ای
اہل کوفہ تم دوست رکھتے ہو علی ابن ابیطالب کو اور ہم بغض رکھتے ہین اُسسے لوگون نے کہا کسواسطے تو بغض رکھتا ہی
جواب دیا کہ اُسنے ہمارے اجداد کو قتل کیا ہی اور روایات مکذوبہ اور اخبار موضوعہ شان علی مین بیان کرتا ہی
وکان الاشعث ابن قیس الکندی وجریر ابن عبد اللہ البجلی یبغضانہ اور اشعث ابن قیس کندی
اور جریر ابن عبد اللہ بجلی مبغضان علی بن ابی طالب سے تھے وکان ابو مسعود الانصاری منحرفًا عن علیؑ
اور ابو مسعود انصاری بھی منحرف تھا علیؑ سے وکان کعب منحرفًا عن علیؑ وکان نعمان ابن بشیر انصاری
منحرفًا عنہ وعدوًا لہ اور کعب منحرف تھا علیؑ سے اور نعمان ابن بشیر انصاری منحرف تھا اُنسے اور دشمن
تھا اُنکا وقد روی ان عمران ابن حصین کان من المنحرفین عنہ اور بتحقیق روایت ہی کہ عمران ابن
حصین منحرفین علیؑ سے تھا ومن المنحرفین عنہ ای علی المبغض لہ عبد اللہ ابن زبیر اور منحرفین
اور مبغضین علیؑ سے عبد اللہ ابن زبیر تھا ومن المعلوم الذی لاریب فیہ لاشتہار الخبر بہ واطباق
الناس علیہ ان الولید بن عقبہ ابن ابی معیط کان یبغض علیًا ویشتمہ وابوہ عقبہ ابن ابی
معیط ہو العدو قال الازدی بملہ اور مشہور ومعروف ہی کہ جسمین شک نہین ہی اور اتفاق ہی آدمیونکا
کہ تحقیق کہ ولید ابن عقبہ ابن ابی معیط بغض رکھتا تھا علیؑ سے اور سب وشتم کرتا تھا اُن کی اور باپ

اُسکا وہ عدو الرزّاق تھا کہ مین دو روایتی صاحب کتاب الغارات عن اسمٰعیل بن حکیم عن ابی مسعود
الجریری قال کان ثلثۃ من اہل البصرۃ یتواصلون علی بغض علیؑ مطرف ابن عبداللہ ابن الشخیر
والعلاء ابن زیاد وعبداللہ ابن شقیق صاحب کتاب غارات نے روایت کی ہو اسمٰعیل بن حکیم سے
اُسنے ابی مسعود جریری سے کہا کہ تین شخص اہل بصرہ سے ہمشگی کرتے تھے بغض علیؑ مین مطرف بن عبداللہ
بن شخیر اور علا ابن زیاد اور عبداللہ ابن شقیق ومسروق ابن الاجدع واسود ابن یزید یفرطان فی سب
علی بن ابی طالب مسروق ابن اجدع اور اسود ابن یزید سب علی بن ابیطالبؑ مین افراط کرتے تھے و
روی ابونعیم عن عمرو ابن ثابت عن ابی اسحٰق قال ثلثہ لا یو منون علی علیؑ بن ابیطالب مسروق
ومرۃ وشریح وروی ان الشعبی رابعھم ومن المبغضین القالین ابو بردۃ ابن ابی موسی
الاشعری ابونعیم نے روایت کی عمر ابن ثابت سے اور اُسنے ابی اسحٰق سے کہا کہ تین شخص قابل اعتماد
نہین ہین علی ابن ابی طالب کے باب مین ایک مسروق دوسرے مرہ ہمدانی اور تیسرے شریح اور روایت ہی
کہ شعبی چوتھی اُنکے ہین اور ابونعیم نے روایت کی ہی کہ ابو بردہ اور ابو الغادیہ جہنی قاتل عمار یاسر منحرفین سے
تھے اور من المنحرفین ابوعبدالرحمن السلمی القاری وکان قیس ابن ابی حازم یبغض علیا
وکان سعید ابن المسیب منحرفا عن علی اور منحرفین سے ابوعبدالرحمن سلمی قاری تھا اور تھا قیس ابن ابی
حازم کہ بغض رکھتا تھا علیؑ سے اور سعید ابن المسیب منحرف تھا علیؑ سے وکان الزھری من المنحرفین عنہ
اور زہری منحرفین علیؑ سے تھا اور عروہ ابن زبیر بھی کذالک وکان یزید ابن ثابت وعمرو ابن ثابت من
اعداء علیؑ ومبغضیہ اور یزید ابن ثابت اور عمرو ابن ثابت دشمنان علی و مبغضین سے اُنکے تھے روی فی
عمرو انہ وکان یرکب ویدور القری بالشام ویجمع اھلھا ویقول ایھا الناس ان علیا کان
رجلا منافقا فالعنوہ ثم یسیر الی القریۃ الاخری فیامرھم بمثل ذلک وکان فی ایام
معاویہ روایت کی گئی ہی عمرو ابن ثابت کے حق مین کہ بتحقیق وہ سوار ہوتا تھا اور پھرتا تھا شام کے
قریون مین اور اہل قریہ کو جمع کرتا تھا اور کہتا تھا ایھا الناس تحقیق کہ علیؑ ایک مرد منافق تھا پس لعنت کرو
اُسپر پھر وہان سے دوسرے قریہ مین جاتا تھا اور اُنکو اسیطرح حکم کرتا تھا اور تھا زمانہ معاویہ کا وکان
مکحول من المبغضین لہ اور مکحول مبغضین علیؑ سے تھا قال شیخنا ابوجعفر الاسکافی کان اہل البصرۃ
کلھم یبغضونہ وکثیر من اھل الکوفۃ وکثیر من اھل المدینۃ واما اھل مکۃ فکلھم کانوا
یبغضونہ قاطبۃ وکانت قریش کلھا علی خلافہ وکان جمھور الخلق مع بنی امیہ کہا شیخ ہمارے
ابوجعفر اسکافی نے کہ اہل بصرہ کل بغض رکھتے تھے علیؑ سے اور بہت سے اہل کوفہ اور بکثرت اہل مدینہ دشمن
علیؑ تھے اور لیکن اہل مکہ پس وہ تو کل قاطبۃ بغض و عداوت علیؑ رکھتے تھے اور کل قریش خلاف علیؑ کے تھے اور
جمہور خلق بنی امیہ کے ہمراہ تھے وقد روی یونس ابن ارقم عن یزید ابن ارقم عن ابی ناجیۃ مولی ام ہانی قال

عند علیؑ فاتاہ رجل علیہ زی السفر فقال یا امیر المومنین انی اتیتک من بلدۃ ما رایت لک بہا محبا قال من این اتیت قال من البصرۃ تحقیق کر روایت کی یونس ابن ارقم نے یزید ابن ارقم سے اور انھون نے ابی ناجیہ علام ام ہانی سے کہا اُسنے کہ مین علیؑ کے پاس تھا پس آیا اُنکے پاس ایک شخص لباس سفر پہنے ہوئے اُسنے عرض کی یا امیر المومنین مین آپکے پاس آتا تھا ایک شہر سے نہ دیکھا مین نے کوئی دوست آپکا فرمایا تو کہان سے آتا ہی کہا بصرہ سے منقول ہی کہ ابو ہریرہ اور عمر ابن عاص اور مغیرہ بن شعبہ اور تابعین سے عروہ ابن زبیر وضع کرتے تھے احادیث مذمت علیؑ مین اور مدح معاویہ مین چنانچہ شارح نہج البلاغہ نقل کرتے ہین ابو ہریرہ کی نسبت کہ ضربہ عمر بالدرۃ وقال قد اکثرت من الروایۃ واحر بک ان تکون کاذبا علی رسول اللہ یعنے حضرت عمر نے ابو ہریرہ کو درے لگائے اور کہا کہ مین جانتا ہون کہ تو زیادتی کرتا ہی روایت مین اور دروغ بندی کرتا ہی رسول خدا پر روی سفیان الثوری عن منصور عن ابراھیم التیمی قال کانوا لا یاخذون عن ابی ھریرۃ الا ما کان من ذکر جنۃ او نار سفیان ثوری نے منصور سے اور اُنھون نے ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ کہا لوگ نہ لیتے تھے ابی ہریرہ سے کوئی حدیث لیکن جسمین ذکر جنت و نار ہوتا تھا امام فخر الدین رازی سورہ حمد کی تفسیر مین اپنی تفسیر کبیر مین نقل کرتے ہین عن علیؑ قال الا ان اکذب الناس علی رسول اللہ ابو ھریرۃ الدوسی یعنے منقول ہی علیؑ سے کہ دروغ گو ترین مردم رسول خدا پر ابو ہریرہ ہی اور ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ سے نقل کرتے ہین کہ الصحابہ کلھم عدول الا رجالا منھم ابو ھریرۃ وانس بن مالک صحابہ کل عدول ہین مگر دو شخص ایک اُنمین کا ابو ہریرہ ہی اور دوسرا انس ابن مالک وکان المغیرۃ صاحب دنیا یبیع دینہ بالقلیل النزر منھا ویرضی معاویۃ بذکر علیؑ قال یوما ان علیا لم ینکحہ رسول اللہ ابنتہ حبا ولکنہ اراد ان یکافی بذلک احسان ابی طالب الیہ یعنے مغیرہ صاحب دنیا تھا اُسنے اپنے دین کو دنیائے قلیل کیواسطے بیچ ڈالا اور راضی کیا معاویہ کو ذکر علیؑ سے یہانتک کہ ایک روز کہا کہ رسول اللہ نے عقد فاطمہ زہرا کا علیؑ سے از روئے محبت کے نہین کیا بلکہ بارادہ مکافات احسان ابو طالب یہ نکاح کر دیا قال ابو جعفر وقد روی ان معاویۃ بذل لسمرۃ ابن جندب مائۃ الف درھم سمرہ ابن جندب کو معاویہ نے سو ہزار درہم دیے کہ آیہ ومن الناس من یعجبک کو حق مین علیؑ کے روایت کردے اور آیہ ومن الناس من یشری نفسہ کو شان ابن ملجم مین اُسنے قبول نہ کیا پھر دو لاکھ درہم دینے کا وعدہ کیا اُسپر بھی نہ مانا پھر چار لاکھ درہم دینے کہے اُسوقت حدیث محمد مصطفےٰ اور دونون آیتون کے سبب نزول کو اعلان دیا پھر ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ بہت سے صحابہ اور تابعین اور محدثین منحرف تھے علیؑ سے اور اس امر پر تمام مشائخ بغداد متفق ہین پھر لکھتے ہین کہ ذکر شیخنا ابو جعفر رح فی ھذا المعنی فی کتاب التفصیل وذکر جماعۃ من شیوخنا البغدادیین ان عدۃ من الصحابۃ والتابعین والمحدثین کانوا منحرفین من علیؑ وقائلین منہ السوء منھم من کتم مناقبہ

[margin notes:]
شرح نہج البلاغہ صفحہ [illegible] سطر [illegible]
تفسیر کبیر صفحہ [illegible] سطر [illegible]
تفسیر کبیر سطر [illegible]
شرح نہج البلاغہ صفحہ [illegible] سطر [illegible]

واعان اعداء ثم میلا مع الدنیا وابتغاء العاجلة فمنهم انس بن مالک ذکر کیا ہی ہمارے شیخ ابو جعفرؒ نے اسی معنی مین کتاب تفصیل مین اور ذکر کیا ایک جماعت نے ہمارے شیوخ بغداد سے کہ بہت سے صحابہ سے اور تابعین اور محدثین سے منحرف تھے اور بدی بیان کرتے تھے علیؑ کی اور اُنکے فضائل اور مناقب کا کتمان کرتے تھے اور اُنکے دشمنون کی اعانت کرتے تھے بسبب میلان دنیا کے اور طالب تھے کہ جلد اُنکو ملے منجملہ اُنکے انس ابن مالک تھے چنانچہ جب حضرت علیؑ نے شہادت حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ چاہی تو انس ابن مالک نے کہا کبرت سنی ونسیت یعنے کہ مین ضعیف ہوگیا اور بھول گیا اسپر فرمایا علیؑ نے اللھم ان کان کاذبا فارمہ بہا بیضاء لا تواریہا العمامہ کہ خداوندا اگر انس دروغ گو ہی تو تو اُسکو مبروص کر دے بسبب اُسی کے وہ برص عمامہ سے پوشیدہ نہ ہو سکے طلحہ ابن امیر کہتے ہین کہ واللہ دیکھا مین نے کہ سفیدی برص ما بین آنکھون کے ظاہر ہوئی کہ انس اُسکو چھپا نہ سکے اسیطرح زید ابن ارقم سے استشہاد فرمایا اُسی حدیث من کنت مولاہ پر فامسک زید ابن ارقم فلم یشہد وکان یعلمہا فدعا علیہ بذہاب البصر فعمی یعنے زید ابن ارقم نے شہادت نہ دی باوجود اس حدیث کے جاننے کے پس علیؑ نے دعا کی کہ اگر جان بوجھ کر یہ شہادت نہین دیتا تو خدایا اُسکو اندھا کر دے دفعتہً وہ اندھا ہوگیا وکان علیؑ یقنت فی صلوۃ الفجر وفی صلوۃ المغرب و یلعن معاویہ وعمرو والمغیرہ والولید بن عقبہ واباالاعور والضحاک بن قیس وبسر بن ارطاۃ وحبیب بن مسلمہ واباموسی الاشعری ومروان ابن الحکم وکان ہولاء یعنون علیہ و یلعنونہ یعنے حضرت علیؑ نماز صبح اور مغرب مین قنوت پڑھتے تھے اور لعنت کرتے تھے معاویہ اور عمرو اور ولید ابن عقبہ پر اور ابو الاعور اور ضحاک بن قیس بسر بن ارطاہ اور حبیب بن مسلمہ اور ابو موسے اشعری اور مروان ابن حکیم پس یہ عیب جوئی کرتے تھے اور لعنت کرتے تھے اُن حضرت پر حتی کہ منقول ہی وان علیا لما قتل قصدا بنوہ ان یخفوا قبرہ خوفا من بنی امیہ یعنے جسوقت علی شہید کیے گئے تو اُنکے صاحبزادون نے ارادہ کیا کہ قبر کو حضرت علیؑ کی پوشیدہ کرین بنی امیہ کے خوف سے اور خطبون مین جناب علیؑ نے جو جو اوصاف معاویہ اور اعوان وانصار معاویہ بیان فرمائے ہین بکثرت شرح نہج البلاغۃ مین مسطور ہین اور دیگر کتب مین خطبہ مین فرماتے ہین ونحن سائرون انشاء اللہ الی من سفہ نفسہ وبیتنا ول ما لیس لہ ولا یدرکہ معویہ وجندہ الفئۃ الطاغیۃ الباغیۃ یقودہم ابلیس ویبرق لہم ببارق تسویفہ ویدلیہم بغرورہ وانتم اعلم الناس بالحلال والحرام فاستغنوا بما علمتم واحذروا ما حذرکم اللہ من الشیطان وارغبوا فیما عندہ من الاجر والکرامۃ الخ یعنے اور ہم جانے والے ہین انشاء اللہ اُس شخص کیطرف کہ جسنے اپنے نفس کو احمق بنایا ہی اور اخذ کرتا ہی اُسکو جو اُسکے لائق نہین ہی اور اُس چیز کو کہ جسکو سمجھتا نہین وہ معاویہ ہی اور لشکر اُسکا کہ وہ گروہ سرکش اور باغی ہی اور پیشوا اُنکا ابلیس ہی اور چمک دیکھاتا ہی اُنکو اپنے فریب دینے کی بجلی سے اور نزدیک کرتا ہی اُنکو اپنے غرور سے

اور تم اعلم ناس ہو حلال و حرام سے اور مستغنی ہو اُس چیز سے کہ عمل کرتے ہو تم اور ڈرو تم اُس چیز سے کہ خدا نے تمکو ڈرایا ہی اور وہ شیطان ہی اور رغبت کرو اُس چیز مین کہ نزد اللہ وہ اجر و کرامت ہی اور شارح نہج البلاغت علامہ ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ قیس ابن ابی حازم کہتا تھا کہ انی ابغض علیا و بغضہ فی قلبی یعنے مین بغض رکھتا ہون علیؑ سے اور اُنکا بغض میرے دل مین ہی اسماء الرجال مشکوٰۃ مین عبد الحق دہلوی لکھتے ہین عمران ابن حطان قال العجلی تابعی ثقۃ قال ابو داؤد لیس فی اہل الاہواء اصح حدیثا من الخوارج وکان خارجیا مدح ابن ملجم یروی لہ البخاری وابو داؤد والنسائی یعنے عمران ابن حطان کی نسبت کہا عجلی نے کہ تابعی اور بصری تھا ابو داؤد نے کہا کہ بدعت والون مین خارجیون سے زیادہ کوئی سچا نہین ہی اور اس عمران نے ابن ملجم کی مدح مین اشعار لکھے ہین اور روایت کی ہی اس سے بخاری نے اور ابو داؤد اور نسائی نے اور قتادہ نے کہا کہ یہ حدیث مین متہم نہین ہی عمرو عاص کا احوال تو مشہور ہی کہ امیر المومنینؑ جو بعد بسم اللہ صلح نامہ مین لکھا گیا تو مجمع عام مین اُسنے کہا کہ لفظ امیر المومنین نکال ڈالو کہ وہ ہمارے امیر نہین ہین اشعث ابن قیس خلیفہ اول کے بہنوئی نے کہا کہ مٹا دو اس لقب کو خدا مٹا دے اس لقب کو یہ وہ اشعث ہین جنکی نسبت علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ فی ترجمۃ الصحابہ مین لکھتے ہین کہ یہ مرتد ہو کر خلیفہ اول کی خدمت مین آیا اور پھر اسلام لایا اور کسی نے انکو صحابیت سے خارج نہین کیا اور سب نے انسے حدیثین نقل کین ہین عبد الرحمن ابن خالد جنکی شان مین ہی کان عبد الرحمن من فرسان قریش وشجعانہم وکان لہ فضل وزہد وقوم الا انہ کان منحرفا عن علی وبنی ہاشم یعنے عبد الرحمن فرسان اور شجاعان قریش سے تھا صاحب فضل و کرم و زہد تھا مگر علیؑ اور بنی ہاشم سے خلاف تھا براؑ ابن عازب نے گواہی ندی اور کتمان کیا حدیث من کنت مولاہ کا دعائے جناب امیرؑ سے اندھے ہو گئے عبد اللہ ابن عمر نے بیعت علیؑ نہ کی چنانچہ مستدرک امام حاکم مین ہی کہ علیؑ نے سعد ابن وقاص اور عبد اللہ ابن عمر اور محمد ابن مسلمہ سے کہلا بھیجا کہ تمھاری خبرین ہمکو پہنچتی ہین جسکے جواب مین کہا کہ ہم نہ تمھاری بیعت کرینگے نہ تمھارے ساتھ جہاد مین نکلین گے جب تک ایسی تلوار ندو کہ جو کافر اور مومن کو پہچانے اور عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ ہمکو مجبور نہ کرو بیعت پر ہم بیعت نکرینگے جبتک سب مسلمانونکا اجماع نہو غرض علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ مین لکھتے ہین کہ امام زہری فرماتے ہین کہ تعجب ہی عبد اللہ ابن عمر اور سعد وقاص سے کہ دونو صاحبون نے علیؑ کی تو بیعت نہ کی مگر معاویہ اور یزید کی بیعت کر لی انتہی علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین لکھتے ہین کہ معاویہ نے جب عبد اللہ ابن عمر کی بیعت چاہی تو پہلے اُنھون نے انکار کیا معاویہ نے ایک لاکھ درہم عبد اللہ ابن عمر کو بھیجے جسے اُنھون نے لے لیا آخرش جب معاویہ کا انتقال ہوا تو عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو لکھ بھیجا کہ ہمنے تمھاری بیعت قبول کی علامہ قسطلانی ارشاد الساری مین لکھتے ہین کہ بعد فوت معاویہ عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو خط لکھا کہ تمھاری بیعت ہمنے منظور کی الحین عبد اللہ ابن عمر کی نسبت لکھتے ہین کہ ایک روز عائشہؓ نے سنا کہ عبد اللہ ابن عمر کہتے ہین کہ اگر کوئی

ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۴۴

تہذیب التہذیب صفحہ ۱۶۷ سطر ۹

ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۴۴

ارشاد الساری جلد ۱۰ صفحہ ۴

کسی عورت کا بوسہ لے تو وضو جاتا رہتا ہی عائشہ نے کہا کہ اکثر حضرت رسول اللہ روزے کی حالت مین بوسے لیتے تھے
اور اعادہ وضو نکرتے تھے اسیطرح صحیح مسلم و دیگر صحیح بخاری مین ہی کہ عثمان کی ایک بیٹی مری اسکی تعزیت کے واسطے
عبداللہ ابن عمر اور ابن عباس گئے اور انکی بیٹی کو رونے سے منع کیا اور کہا کہ عزیز و نکے رونے سے میت پر عذاب
ہوتا ہی ابن عباس نے کہا تمھارے باپ بھی ایسا ہی کہتے تھے یہ ذکر عائشہ سے کہا خدا بخشے عمر کو قسم خدا کی ہرگز
رسول اللہ نے یہ نہین کہا بلکہ کافر کے مردہ پر رونے سے عذاب ہوتا ہی یہ بیان حال عبداللہ ابن عمر اسواسطے لکھا کہ جو شخص متہم
بکذب ہو اور ایک حدیث جھوٹی بیان کرے تو اسکی بیان کی ہوئی حدیث مقبول نہین ہی عبداللہ ابن زبیر کا احوال تو
مشہور ہی کہ کلاب حواب کے بارے مین پچاس آدمیون سے جھوٹی گواہی دلوائی کہ یہ آب حواب نہین ہی اسکی نسبت
لکھا جاتا ہی کہ اول شہادت دروغی بود کہ در اسلام بوقوع پیوست ابو دردا بھی تارکین بیعت مرتضوی سے
تھے سنن بیہقی مین ہی کہ ابو دردا نے خطبہ مین بیان کیا کہ جو شخص شب کو سو کر صبح کو ایسے وقت اٹھے کہ جسمین نماز صبح پڑھی
جائے تو وہ نماز وتر نہین پڑھ سکتا یہ خطبہ جب صدیقہؓ نے سنا فرمایا کذب ابو دردا کان النبی یصبح فیوتر
یعنے ابو دردا جھوٹے ہین رسول اللہ صبح کرتے تھے اور بعد نماز صبح وتر پڑھتے تھے پس کذب ابو دردا کا
بہ لسان صدیقہؓ یہان بھی ثابت ہی اور حسان ابن ثابت کعب ابن مالک مسلمہ ابن مخلد ابو سعید خدری
محمد ابن مسلمہ نعمان ابن بشیر زید ابن ثابت رافع ابن خدیج فضالہ ابن عبید کعب ابن عجرہ انہون نے
بیعت علیؑ سے کنارہ کیا اور بیعت نہ کی علامہ ابن اثیر لکھتے ہین کہ عبداللہ ابن سلام صہیب ابن سنان
مسلمہ ابن سلامہ بن وقش اسامہ بن زید قدامہ بن مظعون مغیرہ ابن شعبہ عبداللہ ابن سلام صحابہ کبار
سے ہین اور صہیب ابن سنان مہاجرین اولین سے ہین ایسا ہی اسماء الرجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی
مین بھی ہی عبدالرحمٰن ابن عثمان تیمی ابو الاعور ابو سفیان پدر معاویہ خالد ابن ولید بحسب نصوص خلیفہ دوم
مبتلائے زنا ہوئے ابو بکرہ نافع ابن کلیدہ شبل بن معبد معاویہ ابن حدیج مہاجرین سے ہین جنھون نے محمد ابن
ابی بکر کو قتل کیا اور گدھے کی کھال مین رکھکر جلوا دیا جسپر ام المومنین عائشہؓ نے لعنت کی در مستدرک امام
حاکم مین ہی بذیل حدیث طولانی کہ عائشہ نے کہا کہ خدا لعنت کرے عمر عاص پر کہ وہ گمان کرتا ہی کہ اُسنے
ذوالثدیہ کو مصر مین قتل کیا تھا لکھتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہی مگر صحیحین مین نہین ہی علامہ سیوطی اپنی کتاب
الوسائل الی معرفۃ الاوائل مین لکھتے ہین اول من رشا فی الاسلام المغیرہ بن شعبۃ رشا یرفا
حاجب عمر ذکرہ ابو نعیم یعنے مذہب اسلام مین جسنے پہلے پہل رشوت کو رواج دیا وہ مغیرہ
بن شعبہ ہی کہ خلیفہ دوم کے دربان یرفا کو رشوت دی اور اُسی مستدرک مین ہی کہ ان المغیرۃ بن
شعبۃ سب علی ابن ابیطالب فقام الیہ زید ابن ارقم فقال یا مغیرۃ الم تعلم ان رسول اللہ
نہی عن سب الاموات یعنے مغیرہ بن شعبہ سب علی کرتا تھا زید ابن ارقم نے کہا کہ آیا تم نہین جانتے کہ
رسول اللہ نے مردو نکو گالی دینے سے منع کیا ہی اس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ مغیرہ جو بقول شیخ عبدالحق سر دفتر الاسلام تھے

تاریخ ابن اثیر جلد ۳ مطبوعہ مصر صفحہ

ذوالفقار جلد ۳ صفحہ

ذوالفقار جلد ۳ صفحہ

وہ بعد وفات حضرت علیؑ بھی انکو گالیان دینے سے باز نہین آئے اور یہ مغیرہ زانی بھی تھے کہ ام جمیل سے زنا کرنا اور تین صحابیون کا خلیفہ دوم کے سامنے زبان پر گواہی دینا اور ایک تابعی کا پوری پوری گواہی نہ دینا مشہور اور معروف ہی جسکی طرف خود خلیفہ دوم نے دیکھکر کہا اری رجلا ارجوان لایفضح اللہ بہ رجلا من اصحاب رسول اللہ یعنے مین ایسے مرد کو دیکھتا ہون امید کرتا ہون کہ نہ فضیحت کریگا اللہ بسبب اُسکے ایک اصحاب رسول کو اس کلام کو سنکر اُس تابعی نے پوری گواہی نہین دی اور حد زنا سے بچا لیا عمران ابن حطان صحابی یا تابعی تھے اور ابن ملجم قاتل علی بن ابیطالب کے مداح تھے اشعار مدح مین ابن ملجم کے کہتے تھے اور باتفاق اہلسنت وجماعت کے خارجی ہوگئے تھے ولید ابن عقبہ صحابی مشہور ہین اور شراب خواری مین نامی گرامی تھے چنانچہ روضۃ الاحباب مین ہی کہ حضرت عثمان نے حکومت کوفہ سے ولید کو معزول کیا اُسکا سبب باین عبارت لکھے ہین کہ سبب عزل وے آن بود کہ صیت اشتغال وے بشرب خمر در افواہ والسنہ اہل کوفہ افتادہ الخ سمرہ ابن جندب مشہور صحابی تھے اسماء الرجال مشکوۃ شیخ عبد الحق دہلوی مین ہی کہ سمرہ بن جندب کان علی رای الحروریۃ یا الخوارج ومن قال بھم فی مذاھبھم یعنے سمرہ بن جندب کا مذہب مطابق حروریہ اور خوارج کے تھا چنانچہ کسی نے عمر سے کہا کہ سمرہ نے شراب بیچی ہی پس اُنھون نے کہا خدا لعنت کرے سمرہ پر عبد اللہ ابن ابی صحابی مشہور ہین یہ وہ صاحب ہین کہ جنگ احد مین تین سو آدمیون کو حضرت کے لشکر سے لیکر نکل گئے جس سے آپکی فوج ایک ثلث کم ہو گئی اس حساب سے تو ایک ثلث صحابہ کا متصف بارتداد و نفاق ہونا ثابت ہوتا ہی ربیعہ ابن امیہ صحابی عہد خلیفہ دوم مین نصرانی ہوگئے احمد ابن حنبل نے بھی ناقل روایات ہین الغرض حال منحرفین اور مبغضین علی بن ابیطالب اور حال اصحاب ارتداد و نفاق اور افعال و کردار و بغض اصحاب اگر لکھا جائے تو ایک مطول بنتا رہیگا نظر باختصار اسیقدر پر اکتفا کیا گیا اور فضائل و مناقب اہلبیت اور علی بن ابیطالب سے صحاح ستہ مملو ہین مشتی نمونہ خیر تحریر مین آئی اور بعض بعض مقامون پر مذکور بھی ہونگے اور بعض علما متبعین منحرفین صحابہ کے اعتراض جو دربارہ جدال و قتال علیؑ ہین اُسکے جواب اور نقل اعتراضات سے ہم نے عمدا پرہیز کیا کہ جدال و قتال علیؑ مطابق فرمودہ آنحضرت بعینہ اور مطابق جدال و قتال رسول اللہ واقع ہوا چنانچہ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید مین منقول ہی قال حدثنی یحیی بن سلیمان قال حدثنی یحیی بن عبد الملک ابن حمید بن عُیینہ عن ابیہ عن اسمعیل بن رجاعن ابیہ محمد ابن فضیل عن الاعمش عن اسمعیل بن رجاعن ابی سعید الخدری قال کنا مع رسول اللہ فانقطع شسع نعلہ فالقاھا الی علیؑ لیصلحھا ثم قال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابو بکر الصدیق انا ھو یا رسول اللہ فقال لا فقال عمر ابن الخطاب انا یا رسول اللہ قال لا ولکنہ ذاکم خاصف النعل ویدہ علیؑ علی نعل النبیؐ یصلحھا الخ ابو سعید خدری کہتے ہین کہ ہم رسول اللہ کے پاس تھے کہ بند نعل آنحضرت ٹوٹ گیا تو دیا اُسکو علیؑ کو کہ درست کردین بعد اسکے فرمایا تم مین سے

ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۰۱ سطر ۵ مطبوعہ مصر

اسماء الرجال مشکوۃ ... باب ...

شرح نہج البلاغہ ... جلد ... صفحہ ۱۷۵ سطر ۲

وہ شخص ہی کہ مقاتلہ کریگا تاویل قرآن پر جیسا کہ مقاتلہ کیا مین نے تنزیل قرآن پر پس کہا ابو بکر صدیق نے وہ مین ہون
یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت نے کہ نہین پھر کہا عمر ابن خطاب نے انا یا رسول اللہ فرمایا تم بھی نہین ہو و لیکن وہ شخص
ہی درست کرتا ہی میرے نعل کو اور رہا تھا علیؑ کا نعل آنحضرتؐ پر تھا کہ درست کر رہے تھے اُسکو اور حدیث ابو ایوب
انصاری جو مذکور ہی کہ کہا ابو ایوب انصاری نے کہ ان رسول اللہ عہد الینا ان نقاتل مع الناکثین
فقاتلنا ھم و عہد الینا ان نقاتل مع القاسطین فہذا وجہنا الیہم یعنی معاویہ و اصحابہ
و عہد الینا ان نقاتل مع المارقین ولم ارہم بعد تحقیق کہ رسول اللہ نے حکم فرمایا ہم کو کہ قتال کرین
ناکثین سے پس قتال کیا ہم نے اُنسے اور حکم فرمایا ہم کو آنحضرت نے کہ مقاتلہ کرین ہم قاسطین سے پس ہم
متوجہ ہین اُنکی طرف یعنی معاویہ اور اُسکے اصحاب کیطرف اور حکم فرمایا ہمکو کہ ہم مقاتلہ کرین مارقین کے ساتھ اور
نہین دیکھا ہم نے اُنکو ابتک اور احادیث صحیحہ متواترہ جو شان علیؑ مین مکرر مذکور ہوئے کہ دشمن علیؑ اور دشمن
رسول اور حرب علیؑ حرب رسولؐ اور سب علیؑ سب رسولؐ اور اذیت علیؑ اذیت رسولؐ ہی اور نیز ثابت ہی کہ شناخت
منافق کی زمانہ رسالت مآبؐ مین یہ مقرر تھی کہ منافق وہ ہی جو بغض و حسد رکھے علیؑ سے اور مولانا عبد الحق
باوجود تعصب شدید کے یزید کو شقی اور واجب اللعن فرماتے ہین اور مستحق لعن ہونے مین یزید کے فرماتے ہین کہ
کہ عند البعض یزید بھی مستحق لعن نہین ہی کہ اُسنے حکم قتل امام حسینؑ نہ دیا تھا بعضے کہتے ہین کہ قتل مومن گناہ کبیرہ ہی
وہ موجب لعن نہین کہ لعنت مخصوص ہی کفار سے اُسکا جواب رقم فرماتے ہین باین عبارت کہ لیت شعری کہ
ارباب این اقاویل با حدیث نبوی کہ ناطق اند بانکہ بغض و ایذا و اہانت فاطمہؑ و اولاد وے موجب بغض و عداوت
و اہانت رسولؐ است چہ میگویند و آن سبب کفر و موجب لعن و خلود نار جہنم است بلاشک و لاریب ان الذین
یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا و الآخرۃ و اعد لہم عذابا مہینا پس ارباب ناظرین
سے انصاف طلب یہ امر ہی کہ جب بغض و حسد و ایذا و اہانت حضرت فاطمہ زہراؑ اور اُنکی اولاد کی موجب بغض و
عداوت و اہانت رسول خداؐ ٹھرے اور وہ سبب کفر اور موجب لعن اور خلود نار جہنم ہوا تو حضرت علیؑ اہلبیت
نبوی مین ایک فرد اعلیٰ اور اکمل ہین اور بلاشک حضرت فاطمہؑ اور اُنکی اولاد سے کسی طرح مرتبہ مین کم نہین ہین
اور اُن سب حدیثون مین جو بہ نسبت جناب فاطمہؑ اور اُنکی اولاد کے بغض و عداوت مین مذکور ہوئین شامل
ہین اور ما ورا اُن حدیثون کے احادیث صحیحہ متواترہ شان علی ابن ابیطالبؑ مین وارد ہین اور ناطق ہین
کہ پیغمبر خدا نے ایذا علیؑ کو اپنی ایذا اور اُنکے خذلان کو اپنا خذلان اور اُنکی اہانت کو اپنی اہانت اور اُنکی حرب
کو اپنی حرب فرمایا اور بغض و عداوت و اہانت و سب و شتم و لعن و طعن علیؑ بعینہ ایذا اور بغض و حسد و
عداوت و اہانت و سب و لعن نبی صلعم قرار پائیگا اور وہ موجب کفر و لعن اور خلود نار جہنم ہوگا پس معاویہ
اور اُسکے اصحاب و اعوان و انصار اصل استحقاق سے کیونکر نجات پا سکتے ہین کہ مولانا شیخ ممدوح محبت معاویہ مین
باتباع اسلاف نا انصاف رقم فرماتے ہین آنچہ از بعضے ازایشان در مشاجرات و محاربہ مقصود تقصیر در حفظ حقوق

اہلبیت نبوی در رعایت سوئے ادب باینشان نقل کنند بعد از تسلیم آن اخبار ازان اغماز کنند و تغافل ورزند و گفتہ
را ناگفتہ و شنیدہ را ناشنیدہ انگارند اگر بہ نسبت معاویہ اور اصحاب معاویہ اغماز و تغافل و گفتہ را ناگفتہ
تسلیم کر لیا جائے تو بیچارہ یزید کیون محروم کیے جاتے ہین اُنکی نسبت بھی یہی اعتقاد کرنا لازم ہی اسواسطے
کہ اول تو یزید نے ورا ثتہً دعوائے خلافت کیا اور خود معاویہ قریب موت یزید اپنے اعوان و انصار سے
لے چکا تھا جسطرح معاویہ نے مقابلہ علیؑ کیا اور ہزار ہا مومنین اور اصحاب رسول مختار مقتول ہوئے یزید
نے بھی اُسی تبعیت کی پیروی کی فرق اتنا ہی رہا کہ علیؑ نے مجبور ہوکر مصلحت وقت سے مصالحہ پر صبر فرمایا اور سکوت
کیا اور امام حسینؑ نے بمصلحت اطاعت یزید گوارہ نکی ورنہ کوئی دقیقہ توہین اور تنقیص اور جدال و قتال کا
معاویہ نے اُٹھا نہین رکھا قتل کرنے مین جناب امیرؑ کے کون سعی کوشش تھی جو معاویہ نے نہین کی اور بعد
مصالحہ جو جو امور سب و لعن اہلبیت اور علیؑ اور اولاد فاطمہؑ کے معاویہ سے سرزد ہوئے ثمرہ اُسکا اور یزید کو ہوا
دوسرے یہ کہ جس قسم کے اخبار سیر و تواریخ مین امیر معاویہ کے منقول ہین اُسی قسم کے اخبار یزید کے
بھی اُنھین کتابون مین مذکور ہین پس جس دلیل سے اغماض و تغافل اور گفتہ را ناگفتہ دربارہ معاویہ ثابت
کیا جاتا ہی اُنھین وجوہ سے اخبار یزید بھی قابل اغماز و تغافل قرار پاتے ہین کہ مولانا عبدالحق صاحب فرماتے
ہین زیرا کہ صحبت ایشان با پیغمبر یقینی ست و نقل ہائے دیگر ظنی و ظن با یقین معارض نگردد و یقینی با ظنی
متروک نشود پس حدیث عمار ابن یاسر کہ صحیح بخاری و نیز تکملۃ الایمان مین مذکور ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے ویلک
یا عمار ستقتلک الفئۃ الباغیۃ تدعوھم الی الجنۃ ویدعونک الی النار
پس فرقہ باغیہ ہونا معاویہ اور اُنکے اصحاب کا اور جہنمی ہونا اُنکا اس حدیث سے بھی بے تکلف ثابت ہی پس
یہ حدیث بمنزلہ یقینی کے ہی کہ سرحد تواتر کو پہنچی ہی بخلاف یزید کے کہ جس قسم کے اخبار و نقول کہ دربارہ معاویہ
ایسے اغماض و تغافل کا حکم لگایا گیا ہی یزید کے بارے مین بھی پائے جاتے ہین یہی سبب ہی کہ بعضے
بھی بعد لسان ہے کے قائل ہین پس بالضرور بہ اغماض و تغافل افعال و کردار یزید سے لازم ہوا کہ کوئی
حدیث بابت یزید مثل حدیث عمار یاسر بیان نہین ہوئی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ فتنہ باغیہ اور صاحب نار
ہونا معاویہ کا یقینی ہی اور ناجی ہونا کل اصحاب پیغمبر کا ظنی اور بقول مولانا ظن ساتھ یقین کے معارض نہین
ہوتا اور یقینی ظنی سے متروک نہین ہوتا اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جب یزید لعین قابل لعن ہی تو امیر
معاویہ بدرجہ اولے مع فتنہ باغیہ مستحق لعن و خلود نار جہنم قرار پاتے ہین اور فی الحقیقت تو یہ اغماض و
تغافل اخبار و نقلہائے مندرجہ سیر و تواریخ درباب معاویہ سے نہین ہی بلکہ یہ تغافل و اغماض ہی اُن
احادیث صحیحہ متواترہ سے کہ جو دربارہ معاویہ اور اہلبیت و علیؑ اور اولاد فاطمہؑ کے وارد ہین اور بالضرور
یہ کہنا پڑیگا کہ بعد از تسلیم صحت و تواتر احادیث ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی ازان اغماض
کنند و تغافل ورزند و گفتہ رسول مقبول را ناگفتہ انگارند پھر اُسی تکملۃ الایمان مین رقم فرماتے ہین بالجملہ سرحد

دار اسلام وسنت جماعت با معاویہ وعمر بن عاص ومغیرہ بن شعبہ واشباہ وامثال ایشان است جماعت ہی پہر
کہ سرحد دار اسلام وسنت جماعت جب معاویہ اور عمرو عاص اور مغیرہ قرار پائے اور ان تمام قبول کا حال
بھی مذکور ہوا کہ باعلان منابر اسلام پر ہر جمعہ وجماعت مین سب ولعن علی اور اہلبیت کو مسنون جانتے تھے
اور حکم کرتے تھے حکام کو کہ ہر شہر و دیار مین اس امر کو شہرت دین پس بقول مشہور چون کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند
مسلمانی جب سرحد دار اسلام منحرف ومبغض حیدر کرار ہوئے تو مسلمان وہ ہی قرار پائے جو باتباع سرحد
داران دشمن ہون علی بن ابی طالب کے اور سب ولعن اہلبیت اور علی کو مسنون سمجھے نہ یہ کہ دعوائے محبت اہلبیت
کرنا اور باین ہمہ دعوائے محبت اہلبیت کرنا مصداق قول حق تعالے یقولون بافواھھم ما لیس فی قلوبھم
کے قرار پائیگا پھر مولانا صاحب فرماتے ہین کہ الحق من لیس بلعان ولعنت خصوص شخصی گرچہ کافر باشد
جائز ندارند یعنے عادت اور رسم اہل سنت وجماعت کے ترک سب ولعن ہے کہ مومن لعان نہین ہوتا اس تقریر
سے مولانا صاحب کے صاف صاف ظاہر ہوگیا کہ معاویہ اور اصحاب معاویہ سنت وجماعت اور مومن ہی تھے
اور فی الحقیقت سب ولعن کی عادت جبتک ترک نکیجائے اسوقت تک سرحد داران اسلام اس سب ولعن
سے محفوظ نہین رہ سکتے بلکہ واجب اللعن قرار پاتے ہین حاصل یہ ہے کہ جب ایسے ایسے منحرفین اور معاندین اور
مبغضین علیؑ اور اہلبیت سرحد دار اسلام ہون تو کیون آبا واجداد رسولؐ خدا اور علی مرتضے کافر ومشرک
نہ بنائے جائین کہ علی بن ابیطالب خطبہ مین فرماتے ہین اپنے احباب سے کہ سیروا الی اعداء اللہ سیروا
الی اعداء القرآن کہ چلو دشمنان خدا کیطرف اور چلو دشمنان قرآن کی طرف یعنے چلو واسطے قتال اہل شام کے
پس جن لوگون کو حضرت علیؑ دشمن خدا ورسولؐ فرماوین اور وہ ہی سرحد دار اسلام ہون تو کیونکر آبا واجداد
رسول خدا اور علیؑ عاصی ومشرک کا خطاب نہ پائین اور اہلبیت رسولؐ پر حق سب ولعن سے یاد نکیے جائین
چنانچہ امام حافظ حجر عسقلانی تہذیب التہذیب اور نووی تہذیب الاسماء اور لمعات اور وفیات الاعیان وغیرہ مین
لکھتے ہین ابو عبد الرحمن احمد ابن علی بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر نسائی امام اہل حدیث ہین مصر سے
شام مین آئے اور جامع دمشق مین داخل ہوئے دیکھا کہ تمام معتقد اور مقلد معاویہ ابن ابی سفیان کے ہین
اور ہر ہر مسجد مین خطیب مقرر ہین اور اُن خطیبون کے وظیفہ معین ہین کہ بعد نماز کے خطبہ مین بعد حمد خدا و
نعت محمد مصطفے سب ولعن معاذ اللہ علی بن ابیطالب پر کرین امام نسائی کو یہ امر نہایت شاق ہوا ہر شخص
کو منع کرتے تھے کوئی نہ مانتا تھا پس چند روز مین نہایت مختصر اور چند حدیثین صحاح احادیث کی کہ جو متفق
علیہ اُمت تھین جمع کین اور خصائص علیؑ نام رکھا اور بغرض ہدایت اُنکو منبر پر پڑھنا شروع کیا اثنائے وعظ مین
ایک جماعت نے کہا کہ احادیث فضائل معاویہ سے بھی کچھ بیان کیجیے اُنکے جواب مین امام احمد نسائی نے فرمایا
کہ معاویہ کو اتنا کافی نہین ہے کہ برابر سبر نکل جاوے یہانتک ترجیح دیا جائے اور تم فضل معاویہ کے خواہش کرتے ہو
ما اعرف لہ فضیلۃ الا قال النبی صلعم لا اشبع اللہ بطنہ یعنے میرے نزدیک کوئی حدیث صحیح

اسکی فضیلت مین وارد نہین ہوئی سوا اسکے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ خدا تیرے شکم کو سیر نکرے پس وفقہ کل اہل مسجد دمشق نے ہجوم کیا اور خصیہ امام نسائی کوٹ ڈالے اور کھینچتے ہوئے مسجد کے باہر لائے کہ اُسی صدمہ سے وہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اور وقت انتقال اُنھون نے وصیت کی کہ مجھکو مکہ معظمہ مین دفن کرنا دارقطنی کہتے ہین کہ بروز دوشنبہ تیرہ صفر اور بقول دیگر شعبان ۳۰۳ھ مین یہ واقعہ ہوا اور ولادت شہر نسا مین ۲۱۵ھ یا ۲۱۴ھ مین ہوئی تھی مکہ معظمہ مین دفن کیے گئے اور بقولے رملہ کہ ارض فلسطین سے ہے وہان مدفون ہوئے اور بقولی بیت المقدس مین حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری کہتے ہین کہ اول محدثین اسلام مین نسائی تھے امام سبکی نے اپنی شیخ ذہبی سے پوچھا کہ ایہما احفظ مسلم ابن الحجاج او النسائی فقال النسائی یعنے کون ان دونون مین احفظ ہی مسلم ابن حجاج یا نسائی ذہبی نے کہا نسائی دارقطنی کہتے ہین کہ نسائی مقدم ہین اُن لوگون پر کہ علم حدیث اور تعدیل وجرح مین امام ہوئے ہین اور نورالہدایہ ترجمہ اُردو شرح وقایہ کے مقدمہ کتاب مین احوال امام نسائی بایں عبارت لکھا ہی کہ امام نسائی نے بڑے بڑے عالمون کو علم حدیث کے پایا شافعی مذہب تھے اور بڑے عابد تھے ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے پہلے ایک کتاب حدیث لکھی نام اسکا سنن کبری رکھا اور اسمین سے احادیث صحیحہ کو انتخاب کیا اور نام اُسکا مجتبی رکھا اور اُسکو سنن صغری بھی کہتے ہین اور وہ جو سنن نسائی مشہور ہی وہ یہی سنن صغرا ہی سبب اُنکی وفات کا یہ ہوا کہ حضرت علی مرتضے کے مناقب مین ایک کتاب اُنھون نے تصنیف کی بعد فراغت کے اُنھون نے چاہا کہ اس کتاب کو جامع دمشق مین بیان کرین کہ وہان کے لوگ بسبب سلطنت بنی امیہ کے خوارج کی طرف میل رکھتے ہین غرض کچھ تھوڑا سا بیان کیا تھا کہ ایک شخص نے کہا آپنے امیر المومنین معاویہ کے مناقب مین بھی کچھ لکھا ہی فرمایا کہ معاویہ کو یہی کافی ہی کہ نجات پاجائین اُنکے مناقب کہان ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلمہ بھی کہا کہ میرے نزدیک اُنکے مناقب مین سے کچھ صحیح نہین ہی اسیطرح کچھ کہا کہ عام لوگون نے اُنکو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتین مارنا شروع کین کچھ چوٹ اُنکے فوطون مین پہنچی کہ اُسکے سبب سے آپ نیم جان ہوگئے خادم اُنکو اُٹھا کر گھر مین لے آئے اُنھون نے کہا کہ مجھکو اسیوقت مکہ معظمہ لے چلو کہ وہان جاکر مرون یا راستہ مین مرجاؤن غرض مکہ مین پہنچے اور صفا و مروہ کے بیچ مین مدفون ہوئے وفات اُنکی دن شنبہ تاریخ ۱۳ صفر سال تین سو تین مین ہوئی اور بعض کہتے ہین کہ راہ مین انتقال ہوا اور وہان سے لاش اُنکی مکہ مین لے گئے اب اہل انصاف خود انصاف کرین کہ امام نسائی جو فن حدیث مین سب پر مقدم اور احفظ تھے اور کسی طرح اُنپر تہمت رفض اور شیعہ ہونے کی نہین کی گئی جب اُنھون نے بعض مناقب و فضائل بیان کیے اور کلمہ حق دربارہ معاویہ زبان سے نکالا جسکے معاوضہ مین کس ذلت و خواری سے غربت سفر و بیکسی مین قتل کیے گئے اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے پھر کون ایسا تھا کہ فضائل و مناقب اہلبیت خصوصًا فضائل علی بیان کرتا اور کلمہ حق زبان پر جاری کرتا اور یہ زمانہ پورخرا ور حکومت بنی امیہ کا نہ تھا ۹۹ھ مین کہ سلطنت عمر ابن عبدالعزیز کی تھی سب و لعن خطبون سے موقوف ہوچکی تھی کہ جسکو دو سو چار برس گذرے

تھے غرض امام نسائی اُسی کتاب مناقب میں بیان فرماتے ہیں انبانا احمد بن شعیب قال اخبرنا اسحاق بن ابراہیم ومحمد بن قدامہ واللفظ لہ عن جریر عن الاعمش عن اسمٰعیل ابن رجاء عن ابیہ عن ابی سعید الخدری قال کنا جلوسا ننظر رسول اللہ فخرج الینا قد انقطع شسع نعلہ فرمی بہا الی علیؑ فقال ان منکم من یقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابو بکر انا فقال لا فقال عمر انا فقال لا ولکن خاصف النعل اس حدیث کو ہم بیان کر آئے ہیں لیکن چونکہ خصائص میں باسانید معتبرہ یہ حدیث تھی بایں وجہ ہم نے نقل کر لی کہ اس حدیث سے یہ امر ثابت ہے کہ قتال علیؑ مثل قتال رسولؐ ہے خواہ وہ ناکثین سے ہو خواہ قاسطین سے ہو خواہ مارقین سے پس یہ قتال ناکثین وقاسطین ومارقین کا پیغمبرؐ برحق سے واقع ہوا نہ فقط علیؑ سے اسیطرح حدیث عمار بھی اسی خصائص میں مذکور ہے بچند سند لہذا مع اسانید ہم نقل کرتے ہیں کہ کسی کو شک باقی نہ رہے انبانا حمید بن مسعدہ عن یزید وھو ابن زریع قال حدثنا ابن عون عن امہ عن ام سلمہ قالت لما کان یوم الخندق وھو یعطیھم اللبن وقد اغبر شعر صدرہ قالت فواللہ ما نسیت وھو یقول اللھم ان الخیر خیر الآخرہ فاغفر للانصار والمھاجرۃ قالت وجاء العمار فقال ابن سمیہ تقتلہ الفئتہ الباغیہ اسی حدیث کو پھر رقم فرماتے ہیں امام نسائی اخبرنا محمد بن عبید بن عبد الاعلیٰ قال حدثنا ابن عون عن الحسنؑ قال قالت ام الحسینؑ قالت ام سلمہ ما نسیت یوم الخندق الخ پھر اسی حدیث کی سند میں فرماتے ہیں اخبرنا احمد بن عبد اللہ بن عبد الحکیم ومحمد بن الولید قال حدثنا ابن محمد بن جعفر قال حدثنا شعبہ عن خالد عن عکرمہ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہؐ قال لعمار الخ پھر رقم فرماتے ہیں انبانا اسحاق بن ابراہیم قال انبانا النضر بن شمیل عن شعبہ عن ابی سلمہ عن ابی نضرۃ عن ابی سعید الخدری قال حدثنا من ھو خیر منی ابو قتادہ ان رسول اللہؐ قال لعمار یوشک یا ابن سمیہ ومسح الغبار عن راسہ لعلک تقتلک الفئتہ الباغیہ پھر لکھتے ہیں امام نسائی کہ انبانا احمد بن سلیمان قال حدثنا یزید قال انبانا العوام عن الاسود بن مسعود بن حنظلہ بن خویلد قال کنت عند معاویہ فاتاہ رجلان یختصمان فی راس عمار یقول کل واحد منہما انا قتلتہ فقال عبد اللہ بن عمرو لیطب احدکما نفسا لصاحبہ فانی سمعت رسول اللہؐ یقول تقتلک الفئتہ الباغیہ قال ابو عبد الرحمٰن خالفہ شعبہ عن العوام عن رجل عن حنظلہ بن سوید دوسرے حدیث اس طرح نقل کی ہے اخبرنی محمد بن المثنیٰ قال حدثنا محمد قال خبرنا شعبہ عن عوام بن حوشب عن رجل من بنی شیبان عن حنظلہ بن سوید قال جئی براس عمار فقال عبد اللہ ابن عمرو سمعت رسول اللہ یقول لعمار تقتلک الفئتہ الباغیہ

خصائص نسائی علوی صفحہ ۱۹۰ سطر ۵

ایضاً سطر ۱۲

ایضاً سطر ۱۴

ایضاً صفحہ ۱۹۱ سطر ۱

پھر نقل کرتے ہین اخبرنی محمد بن قدامہ قال حدثنا جریر عن الاعمش عن عبد الرحمن عن
عبد اللہ بن عمر قال سمعت رسول اللہ یقول تقتل عمار الفئۃ الباغیۃ قال ابو عبد الرحمن
خالفہ معاویہ فرواہ عن الاعمش قال اخبرنا عبد اللہ بن محمد قال ابو معاویہ قال حدثنا
الاعمش عن عبد الرحمن بن ابی زیاد پس تعدد طرق سے اور درجہ تواتر کے پہنچنے سے صحت حدیث مین
تو کوئی کلام نہین حتی کہ صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تعاون مسجد مین بھی مرقوم ہی کہ فرمایا پیغمبر خدا نے ویح عمار
تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم الی الجنۃ ویدعونہ الی النار ویقول عمار اعوذ باللہ
من الفتن یعنے ہائے عمار کہ قتل کریگا اسکو گروہ باغی کہ دعوت کریگا عمار ان لوگون کو طرف جنت کے
اور وہ لوگ بلائینگے عمار کو دوزخ کیطرف اور عمار کہتے تھے کہ پناہ مانگتا ہون مین طرف اللہ کے فتنون سے
ان چند حدیثون سے ثابت ہوتا ہی کہ پیغمبر برحق نے اول تو معاویہ اور انکے ساتھیون کو فئۃ باغیہ کا خطاب دیا
پس قیامت تک جو طرفدار اور محب مخلص معاویہ ہین اور اسکے قول و فعل پر راضی ہین وہ سب فئۃ باغیہ
قرار پاتے ہین ثانی فرمایا پیغمبر برحق نے یدعوھم الی الجنۃ یعنے کہ عمار انکو جنت کی طرف بلائیگا پس بیعت
علیؑ اور انکے گروہ کو جنت فرمایا پس دوست اور محب علیؑ بالضرور جنتی ہین ثالث ویدعونہ الی النار فرمایا
جسکا صاف ترجمہ یہ ہی کہ بلائینگے وہ لوگ عمار کو طرف نار کے پس بیعت معاویہ اور انکے گروہ کو نار سے خطاب فرمایا
تو بلاشک فرقہ معاویہ ناری ہوا اور اسکے جب معاویہ نے عمار کے قتل ہونیکی خبر پائی تو کہا کہ عمار کو علیؑ نے قتل
کرایا قاتل عمار خود علیؑ ہین جسکے جواب مین حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بقول معاویہ قاتل حمزہؓ بھی کفار نہ ہوئے بلکہ خود
پیغمبر خدا ہوئے مسند امام احمد سے مناوی نے کنوز الحق مین ابن عساکر سے روایت کی ہی قال دم عمار حرام
علی النار ان تاکلہ او تمسہ یعنے خون عمار حرام ہی آگ پر کہ کھاوے یا مس کرے اسکو ہم تاسف کی نظر
سے دیکھتے ہین کہ یہ حدیثین اور خصوصاً حدیث عمار صحیح ہی اور صحیح بخاری شریف مین بھی موجود ہی اور اس امر سے
بھی انکار نہین ہوسکتا کہ گروہ معاویہ نے عمار کو قتل کیا اور گروہ معاویہ مین صحابہ کبار بھی شریک تھے اور حق بھی
علیؑ کی طرف تھا اور فرقہ علیؑ کو جنتی بھی آنحضرت نے فرمایا اور فرقہ معاویہ کو نار یعنے جہنمی بھی خطاب کیا باوجود ان
سب نصوص صریحہ صحیحہ کے معاویہ مجتہد خاطی مستحق اجر کیونکر قرار پائے اور طرفداران معاویہ اور اصحاب جو شریک
معاویہ تھے کیا وہ سب بھی مجتہد خاطی تھے کہ فی النار والسقر ہونے سے نجات پائینگے اور اجر کے مستحق قرار پائینگے
افسوس ہی کہ تمام افعال و کردار اور اقوال کفر اثار مجتہد صاحب کے خلاف کتاب خدا اور برعکس نصوص محمد مصطفےٰ
تھے اور تمام عمر اسی پر قائم رہے اور بغض و عداوت اہلبیت رسولؐ کبریا سے مرتے دم تک باز نہ آئے اور خطائے
اجتہادی پر قائم رہے حتی کہ زمانہ امام حسنؑ تک یہ شرط لگائی گئی کہ سب و شتم علیؑ پر موقوف نہ کیجائیگی مگر جس صحبت مین
تم ہوگے سکوت کیا جائیگا باینہمہ سرحد دار اسلام اور مجتہد خاطی اور انکے افعال و اقوال کو ناشنیدہ کرنے کا
حکم حالانکہ حق تعالے صریحاً فرماتا ہی کہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون پس خلافت

بما انزل اللہ حکم کرنا اور مخالف احادیث رسول مختار اجتہاد کرنا کفر و نفاق ہی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ حق تعالےٰ نے
اپنے پیغمبر پر جہاد کو واجب کیا بقولہ تعالیٰ یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم یعنے ای
نبی جہاد کر کفار و منافقین سے اور شدت کر اُنپر اس آیہ وافی ہدایہ سے ثابت ہوتا ہی کہ حکم ہوا حق تعالےٰ کا اپنے
حبیب پر کہ جہاد کرین کفار و منافقین سے پس قتل کفار تو بدست حق پرست رسول مختار بالاتفاق ثابت ہی لیکن
قتل منافقین آنحضرت سے وقوع مین نہین آیا حالانکہ حکم خدا جاہد الکفار والمنافقین ہی اگر جاہد الکفار و جاہد المنافقین
ہوتا تو البتہ ہوسکتا تھا کہ جاہد کفار کے معنے اور جاہد منافقین کے معنے مین فرق ہوتا جیسا کہ اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول واولوالامر منکم کہ اطاعت خدا اور اطاعت رسولؐ مین فرق تھا تو اطیعوا کا لفظ باوجود
عطف کے حق تعالےٰ نے مکرر فرمایا اور اطاعت رسولؐ اور اطاعت اولوالامر مین فرق نہ تھا اس سبب سے
فقط واو عطف پر اکتفا فرمایا اور اطیعوا کا لفظ ملحق نہ کیا پس اب معنی جاہد الکفار والمنافقین کے یہ ہوئے
کہ جہاد کر کفار سے اور منافقین سے یعنے جسطرح کہ جہاد کرنا کفار سے لازم ہی اُسیطرح منافقین سے بھی جہاد کرنا
لازم اور یہ امر بھی مشہور اور معروف ہی کہ فعل نائب فعال منوب سے محسوب ہوتا ہی پس جدال و قتال علیؑ ابن ابیطالب
کو بالاتفاق خلیفہ رسولؐ تھے جدال و قتال رسولؐ خدا قرار پایا اور نیز پیغمبر برحق نے اسی کی توضیح بھی فرمادی کہ
کہ یا علیؑ حربک حربی کہ تیری حرب میری حرب ہی اور اگر یہ معنے نہ لین تو ترک واجب سید المرسلین حبیب رب
العالمین سے لازم آتا ہی اور وہ محال ہی پس جہاد علیؑ بداہتہ و بالاتفاق منافقین سے واقع ہوا اب
نجات منافقین پر دہ اجتہاد سے محال ہی بقولہ تعالیٰ ان المنافقین فی الدرک الاسفل
من النار حاصل یہ ہی کہ بقول ابن تیمیہ تمام اصحاب کبار منقسم تھے تین قسم پر پس اُسیطرح تابعین اور تبع تابعین
اور علمائے ماہرین اور فضلائے کاملین الی الآن منقسم بہ سہ قسم پائے جاتے ہین پس کل فرقہ سنت و جماعت
منقسم بسہ قسم ہوا چنانچہ ایک قسم سنت و جماعت مین سے وہ لوگ ہین کہ جب اُنھون نے کہین فضائل و مناقب
اہلبیتؑ اطہار خصوصا فضائل حیدر کرار قاتل کفار کو دیکھا از سرتا پا بے اختیار ہوگئے تاویلات بے سروپا کرنے
لگے اور اہل اور بیت اور آل اور عترت اور ذریت اور ذوی القربا اور مولے کے معنے تحریف بیان کرنے لگے
جب کسی کتاب مین فضائل احمد مختار اور مناقب اصحاب کبار دیکھے اُسکی شرح مین بدل و جان مصروف ہوئے
جب تمام اصحاب کے مناقب و فضائل سے فرصت پائی اور کوئی فضل مناقب اہلبیتؑ اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ
و حسینؑ علیہم السلام آئے فوراً رنگ تحریر بدل گیا اہل اور بیت اور آل اور عترت اور ذریت اور ذوی القربےٰ
کے معنے بتانے لگے کہ یہ الفاظ مخصوص فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ سے نہین ہین اور جب دشمنان اہلبیتؑ کا
ذکر آگیا تو اُنکی نجات اور برائت کی تاویلین کرنے لگے کہین خطائے اجتہادی قرار دی کہین کف لسان کا حکم
فرمایا کہین فاعل کبیرہ یا فاسق کہکر لعن سے بچایا لیکن مشاجرات صحابہ مین فکر و خوض کرنے سے منع فرمایا صحابہ
بھی وہ صحابہ جنکی شان فیئہ باغیہ پیغمبر خدا نے فرمایا جو نار کی طرف بلانے والے ہین بحدیث عمار یاسر جو مرتے

مرتے ظلم وستم سے باز نہین آئے اہلبیت نبوی کے مٹانے کی کوشش وسعی مین آخر وقت تک ثابت رہے چنانچہ
تفریح الاذکیا فی احوال الانبیا جلد دوم مین ہی کہ سنہ ۵۱ ہجری مین معاویہ ابن ابی سفیان حج کیواسطے بیت اللہ گیا
اصل منشا و اُسکا اخذ بیعت یزید عدو اللہ تھا چنانچہ مکہ مین اہل حجاز اور حرمین شریفین سے جبراً بیعت یزید کرائے
مگر امام حسینؑ اور عبد الرحمن ابن ابی بکر اور عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن زبیر اور عبد اللہ ابن عباس نے بیعت
نہ کی تو معاویہ نے یہ حیلہ کیا کہ منبر پر چڑہکر خطبہ پڑھا اور کہا کہ ابن عمر اور ابن ابی بکر اور ابن زبیر نے یزید کی بیعت
کی جسکے جواب مین اہل شام نے کہا کہ بیعت یزید پر کہ مخفی کی ہی ہم راضی نہین ہین جب تک علانیہ بیعت نہ کرین و الا
ہم اُنکی گردن مارینگے غرض جب معاویہ نے بیعت یزید مین یہ کوشش کی اور یہ بھی خطاے اجتہادی معاویہ ٹھری
جس خطا کا یہ ثمرہ ہوا کہ شہادت خامس آل عبا کربلاے معلے مین واقع ہوئی اور مثل ہندیان ترک و روم
اہلبیت رسول خدا سر برہنہ دیار بدیار پھرائے گئے اور سر ہاے شہدا جنمین اٹھارہ بنی ہاشم تھے مع سید الشہدا
روحی لہم الفدا نیزون پر چڑھائے گئے درختون مین لٹکائے گئے گھرونمین صندوقون مین رکھے گئے پھر صفحہ ۵۴۴
مین لکھتے ہین کہ یزید اور ابن زیاد کو یہ بھی منظور تھا کہ سب جگہ کے لوگ واسطہ اور بلا واسطہ آگاہ ہون کہ پیغمبر خدا
کی وفات سے تھوڑے عرصے کے بعد عوض اپنے اعزا و اقارب کا جو بسبب شرک و کفر مارے گئے تھے پیغمبر کی
اولاد سے کیا خوب لیا القصہ خطاے اجتہاد سے معاویہ نے خاتمہ کر دیا اہلبیت نبوت کا لیکن مجتہد خاطی مستحق
ثواب ہوتا ہی پھر بھی حضرت معاویہ مستحق ثواب قرار پائے مقام افسوس تو یہ ہی کہ شہادت امام نسائی جو جامع دمشق
مین ہوئی تو بقول صاحب نور الہدایہ اہل دمشق خوارج کیطرف میل رکھتے تھے باین وجہ امام نسائی شہید کیے گیے
لیکن معاویہ نے امام بحق پر خروج بھی کیا بیعت یزید جبراً ہر شخص سے لے اور یزید نے اپنے اعزا اقربا کا عوض بھی
اولاد پیغمبر سے خوب لیا مگر حضرت معاویہ مستحق ثواب ہی رہے خارجی تو معاویہ کو کون کہہ سکتا ہی بلکہ حضرت معاویہ
نے امیر المومنینؑ کا خطاب پایا اُنکے حرکات کا قرآن سے اغماض اور تغافل کرنا عین ایمان قرار پایا اگر کسی نے پنجتن
پاک کا نام لیا نائرہ آتش سینہ پر کینہ سے نکلنے لگا اور لگے آستینین چڑھانے کہ یا حضرت یہی پنجتن پاک تھے اور
دوسرے سب ناپاک جب آیہ تطہیر کا ذکر آیا تمام ازواج اور اولاد ہاشم کو داخل کر دیا مزار پیغمبر خدا ھٰذا
اھلبیتی کہا کیے ایک نہ سنی اور اگر ذکر یزید آیا علیہ ما یستحقہ کہکے اوڑا دیا اور اللھم اغفر للمومنین مین شامل فرما دیا
الغرض اگر تمام حالات اس قسم سنت جماعت کے لکھے جائین تو ایک مطول طیار ہو قسم دوم دوسری قسم سنت
جماعت کے وہ لوگ ہین کہ ذکر فضائل اہلبیت پر بھی خوشی ظاہر کرتے ہین اور فضائل و مناقب بھی انکے سنتے
ہین اور لکھتے ہین اور آل و عترت و ذریت و اہلبیت و ذوی القربےٰ اور مولا کے معنے مین تاویلین بھی فرماتے
ہین ذکر معاویہ و یزید پر رضی اللہ عنہما بھی کہتے ہین اور یزید کو اللھم اغفر للمومنین والمومنات مین شریک بھی کیے
جاتے ہین اگر کسی نے پوچھا یا حضرت آپ تو عالم ہین معاویہ و یزید کے بارے مین کیا فرماتے ہین جواب دیا کہ
ہمارے مذہب مین لعن طعن نہین ہی جسنے جو کچھ کیا اچھا یا برا جو جس بات کا مستحق ہی خدا کے یہان اُس کو ملے گا

تفریح الاذکیا جلد ۲ صفحہ ۵۱۹

ہم اگر کسی پر لعنت کرین اور شاید خدا اسکو بخشدے یا وہ مستحق لعن نہو تو یقین ہم پر آئیگی اگرچہ معاویہ و طلحہ
و زبیر وغیرہم مین مقاتلے ہوئے مگر ایک دوسرے کے دشمن نہ تھے ہزارہا آدمی طرفین سے مقتول ہوئے سب حق پر
تھے درجہ شہادت پر فائز ہوئے قاتل و مقتول دونو مثاب سبحان اللہ کیا فتوی ہی افسوس ہی کہ معاویہ تو خطائے اجتہادی
سے بھی مستحق ثواب ہوئے مگر قاتل و مقتول من قتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم سے کیونکر بچے حاصل یہ ہی کہ
حدیث غدیر کو کہ الست اولی بالمومنین من انفسہم اور من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور اللہم وال
من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ ہی اسکا اقرار کرتے ہین اور یہ بھی
کہتے ہین کہ جو فضائل علی بن ابی طالب کو حاصل تھے صحابہ مین سے ایک کو بھی حاصل نہ تھے چنانچہ حاکم نے امام
ابن حنبل سے روایت کی ہی کہ ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ من الفضائل ما جاء لعلی بن
ابی طالب یہ بھی انکا منقولہ ہی کہ پیغمبر خدا نے لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق اور من سب علیا
فقد سبنی اور اللہم ادر الحق معہ حیث ما دار اور القرآن مع علی و علی مع القرآن اور جب ذکر
معاویہ آگیا تو امیر المومنین معاویہ اور سیدنا معاویہ فرمانے لگے غرض ظاہر تحریر و تقریر انکی مبہم ہی اور مساوات پر
دلالت کرتی ہی اور احادیث منقولہ بالا کو بھول جاتے ہین اور گفتہ رسول مقبول کو ناگفتہ اور ناشنیدہ کر دیتے ہین
حاصل یہ ہی کہ محبت معاویہ مین سرشار اور دوستی علی کا اظہار اگرچہ معاویہ نے تمام عمر اپنی سب علی و اہلبیت
مین بسر کی اگر کسی نے کہا کہ ای معاویہ تو اپنے مقصود کو پہنچا اب تو لعن و طعن اس مرد پر موقوف کر تو جواب دیا کہ جبتک
بچے بڑے نہ ہو جاوین اور بڈھے فانی نہ ہون اور ذکر خیر انکا دنیا سے مفقود نہ ہو جائے اسوقت تک ترک نکرونگا
اور جب ان حرکات اور اقوال کو احادیث متواترہ منقولہ بالا سے ملاتے ہین تو تمام عمر جو معاویہ کی سب و شتم علی
مین گذری بلاشک سب و شتم پیغمبر مین گذری مگر یہ سب خطائے اجتہادی ہی رہی اس قسم کے سنت جماعت تابعین
اس گروہ کے ہین کہ جو شریک علی نہ ہوئے اور بیعت سے اُن حضرت کی کنارہ کیا بلکہ خلافت حضرت علی کو [illegible]
قرار دیا اور ظاہر مین شریک معاویہ بھی نہ ہوئے **قسم سیوم** سنت جماعت کے وہ لوگ ہین جو تابعین ہین
اس گروہ اصحاب کے جنھون نے بیعت کی علی ابن ابی طالب کی ابتدا سے انتہا تک ہر مقام مین شریک حضرت علی
رہے بغض و عداوت علی کو علامت نفاق سمجھے محبت علی کو ایمان جانا سب علی سب رسول انھے سمجھے نصرت علی کو
نصرت رسول خیال کیا ولائے علی کو ولائے پیغمبر حرب علی کو حرب رسول سمجھے بڑی بڑی سختیان اٹھائین مصیبتین
جھیلین مگر زبان پر یا محمد یا علی جاری رہا اولاد علی کو اولاد رسول جانا کیے دشمنان علی کو دشمنان پیغمبر برحق سمجھے
فدائے اہلبیت اور آل رسول رہے اجتک علمائے کاملین عارف باللہ صاحب کشف و کرامات موجود ہین
اور اہلبیت اور عترت رسول کو معصوم جانتے ہین اور عصمت ائمہ طاہرین کو اقوال بعض مارقین سے ہم ثابت
کر آئے ہین اب ایک امر یہ بھی لائق اظہار ہی کہ خارجی کون ہی اور سنت جماعت کے عرف مین خارجی کسکو کہتے ہین
علامہ شہرستانی نے ملل و نحل مین جو تعریف خوارج کی کی ہی اور ہم اسکو بیان کر چکے ہین کہ جن لوگون نے خروج کیا

امام برحق پر جنکی امامت پر اتفاق کیا ہے جماعت مشہورہ خارجی ہیں پس اس تعریف مین تمام ناکثین اور
قاسطین اور مارقین خارجی قرار پاتے ہیں در حالیکہ علی ابن ابیطالب خلیفہ رابع مشہور ہوئے اور اگر خلافت ناکثین
اور قاسطین کے ثابت ہی تو علیؑ اور انکے تمام ہمراہی معاذ اللہ خارجی کہلائیں اور فی زمانہ اکثر مذہب سنت
بھی خارجی مارقین کو کہتے ہیں کہ جو جنگ صفین مین بوقت تحکیم حضرت علیؑ و معاویہ دونون کو لعن کرنے لگے
اور نیز عثمان کو خارج از دائرہ اسلام سمجھنے لگے تھے یہی کہ علیؑ اور ہمراہیان علیؑ کو خارجی کہہ سکتے ہیں نہ
کہ خلیفہ رابع قبول کرنا پڑا ہی ناکثین بیعت مرتضوی کو بھی خارجی نہین کہہ سکتے کہ صحابہ کبار بلکہ عشرہ مبشرہ میں سے
راس و رئیس ناکثین ہین کہ بعد نکث بیعت انھون نے دعوائے خون عثمان کیا اگرچہ بلا اتفاق تھا اور نیز وہ سب
دوستداران معاویہ بھی تھے اور قاسطین تو خود معاویہ اور طرفداران معاویہ کا نام ہی اگرچہ تعریف خوارج
ان تینون فرقون پر صادق آتی ہی مگر حضرت معاویہ کے دوست علیؑ کو اور انکے تابعین کو باعلان ظالم اور خاطی
بلکہ کافر کہنے والے تھے انکو کیونکر خارجی کہہ سکتے ہین اب رہے مارقین انھون نے عثمان معاویہ علی سب کو
بالاتفاق کافر کہنا شروع کیا تو وہ بیشک خارجی ہوئے حاصل یہ ہوا کہ جو معاویہ اور حضرت عثمان کو سب و
لعن کرے وہ خارجی ہی کہ ناکثین نے تو ظالم اور خاطی کہا علیؑ کو مگر وہ خارجی نہ ہوئے قاسطین نے باعلان سب
و لعن علیؑ کو مستون سمجھا مہزار ہا مومنین کو شہید کیا مگر خارجی نہ ہوئے ہان مارقین نے سب و لعن معاویہ جو کیا
تو خارجی ہونے سے بچ نہین سکتے تو اب تعریف خوارج کی یہ ہوئی کہ جو معاویہ کو سب و لعن کرے وہ خارجی ہی یہ کہ
باغیان و معادیان علیؑ خوارج کہلائیں حیرت و افسوس تو یہ ہی کہ تفریح الاذکیا جلد دوم مین لکھتے ہین کہ مناقب حضرت
ولایت مآب بکثرت ہین کہ کسی کے حق مین نہین منجملہ متواترات کے یہ ہی کہ فرمایا حضرت نے علی منی وانا منہ
یعنے علی مجھ سے ہی اور مین علی سے ہون یعنے علیؑ کا کمال مجھسے ہی اور میرا کمال علیؑ کے سبب سے عالم مین ظاہر ہوگا
اور باقی رہیگا اور میری ولاد اُس سے چلے گی پھر فرمایا اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ یعنی خداوندا جو اُسکی
محبت رکھے تو اُس سے محبت رکھنا اور جو اُس سے عداوت رکھے تو اُس سے عداوت رکھنا یہان سے ظاہر ہوا کہ محبت
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مسلمان کا ایمان ہی اور عداوت موجب کفر و خذلان ہی اور من کنت مولاہ فعلی
مولاہ یعنے میرے اور علی کے موالات ایک ہی ہی جسکو اُس سے موالات نہین ہی اُسکو مجھسے بھی نہین ہی پس جسطرح بدون موالات
مصطفوی ولایت الہیہ کا حاصل ہونا محال ہی اُسیطرح بدون ولائے مرتضوی وہ ولایت نہین حاصل ہو سکتی
از انجملہ فرمایا کہ علیؑ سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہی اور بغض رکھنا نفاق ہی چنانچہ جامع ترمذی مین ابو سعید
خدری سے روایت ہی کہ ہم گروہ انصار اسی بات سے منافقون کو پہچانتے تھے کہ وہ علی مرتضے سے بغض رکھتے
تھے یعنے حضرت سرور کائنات سے جو بغض تھا کھلنے نہین پاتا تھا مگر علی مرتضے کیطرف اُسکا خبث باطنی کچھ کھل
بھی جاتا تھا یہ بھی فرمایا کہ جو چیز مین نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضے کے واسطے مانگی ز آنجملہ فرمایا کہ مسجد مین
بحالت جنب کسیکو جانا نہین درست مگر مجھکو اور علی کو یعنے طہارت حقیقیہ روحانیہ اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ

جزئیہ کے احکام مغلوب ہو گئے تھے ازانجملہ فرمایا انا مدینۃ العلم و علی بابھا یعنے سر القرب باطنی بلا تقرب علی مرتضٰے کے کسیکو حاصل نہ ہوگا ازانجملہ فرمایا کہ مجھے وحی ہوئی کہ علی بن ابیطالب قائد الغر المحجلین ہے یعنے علی میرے اُمت کا کھینچ لانے والا ہے جنت میں امام المتقین سید المومنین ہے یہا تلک تفریح الاذکیا کی بعینہ عبارت نقل کی ہے اور صواعق میں مذکور ہے کہ قال رسول اللہ من سب اھلبیتی فانما یرتد عن اللہ والاسلام ومن اذانی فی عترتی فعلیہ لعنۃ اللہ یعنے فرمایا رسول اللہ نے کہ جسنے سب میرے اہلبیت کے کی پس ضرور وہ مرتد ہوا خدا سے اور اسلام سے جس نے اذیت دی مجکو میری عترت کے بارے میں اسپر لعنت ہے خدا کی دیلمی نے روایت کی ہے من اذی علیا فقد اذانی ومن اذانی فعلیہ لعنۃ اللہ یعنے جسنے اذیت دی علی کو پس تحقیق کہ اذیت دی مجکو اور جسنے اذیت دی مجکو اسپر لعنت ہے خدا کی کشاف زمخشری میں ہے کہ بعد برکت کے بجائے سب علی بارھان اللہ یامر بالعدل والاحسان مقرر ہوا اور باسانید مختلفہ ابن حبش سے روایت کی کہ فرمایا علی نے کہ رسول برحق نے مجھسے عہد کیا کہ لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق ترمذی نے بھی اسی روایت کو ام سلمہ سے بیان کیا کہ منافق علی کو دوست نہ رکھے گا اور مومن بغض نہ رکھے گا احمد و حافظ وابو نعیم نے حدیث مدارج میں حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں قال لنبی ان اللہ تعالی عھد الی ان علیا لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق وجعلتہ امام اولیای یعنے خدا نے مجھسے مقام قاب قوسین میں عہد کیا کہ بتحقیق کہ دوست نہ رکھے گا علی کو مگر مومن اور بغض نہ رکھے گا مگر منافق اور گردانا میں نے علی کو مقتدا اولیاؤن اپنے کا اور سید علی ہمدانی وشیرویہ دیلمی و مناوی نے روایات قدسیہ میں ذکر کیا ہے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا لولا علی لم یعرف حزبی ولا اولیای ولا اولیاء رسلی یعنے اگر علی عالم میں موجود نہوتے تو نہ پہچانے جاتے گروہ میرے دوستون کے اور نہ دوست میرے کے رسولون کے اور ترمذی میں ابوسعید خدری سے روایت مذکور ہو چکی ہے کہ انصار رسول مختار کہتے تھے کنا نحن معاشر الانصار نعرف المنافقین ببغض علی بن ابیطالب الغرض ان حدیثون سے اور احادیث مرقومہ بالا سے ثابت ہے اور نیز صاحب تفریح الاذکیا نے بھی لکھا ہے اور اکثر محدثین کا اتفاق ہے کہ مناقب حضرت علی سقدر ہیں کہ صحابہ میں سے کسیکے نہیں ہیں اب منصفین انصاف فرمائین کہ زمانہ جناب رسول مختار مین تو علامت نفاق بغض و عداوت علی قرار پائے اور محبت علی علامت ایمان سمجھی جائے اور نیز باحادیث صحیحہ ثابت ہو کہ ایذائے علی ایذا رسول ولائے علی ولائے رسول خذلان علی خذلان رسول حرب علی حرب رسول نصرت علی نصرت رسول دشمنی علی دشمنی رسول سب علی سب رسول ہے اور ان حدیثون میں الفاظ مثل اہلبیت اور آل اور عترت وغیرہ کے بھی نہیں ہین کہ جسکے معنے بنائے جاوین اور نیز کوئی دوسرے علی بھی نہیں ہین کہ جو شریک ان احادیث مین کیے جائیں اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ وقت خلافت خلیفہ اول جن لوگون نے مخالفت ابوبکر کی اُنکو مرتدین اور اہل ردہ کا خطاب دیا گیا مگر مخالفان و خاذلان و دشمنان علی ہرحال میں مومن ہی رہے

بعد وفات رسولؐ کبریا علامت نفاق کہ بغض و عداوت علیؑ کا نام تھا اسکی بھی وفات ہوگئی محبت علیؑ کہ علامت
ایمان تھی وہ بھی فانی ہوگئے اور سب علیؑ کہ سب رسولؐ ایذار علیؑ ایذار رسولؐ ولائے علیؑ ولائے رسولؐ
نصرت علیؑ نصرت رسولؐ خذلان علیؑ خذلان رسولؐ حرب با علیؑ حرب با رسولؐ بھی ہمراہ رسول مقبول مدفون
ہوگئی پھر معادیان و خاذلان و اعیان و موذیان و محاربان علیؑ کیونکر مرتد و خارج از دائرہ اسلام قرار پاتے
ہزار ہزار افسوس ہے کہ بعد وفات سرور کائنات وہ زمانہ آیا کہ ناکثان بیعت مرتضوی نے خروج کیا اور تہمت
قتل حضرت عثمان حضرت علیؑ پر کی الا انکہ بقول عائشہ جو ابن اعثم کوفی نے لکھا ہے اور نیز تمام سیر احوال سے معلوم ہین چنانچہ لکھتے ہین کہ عائشہ در قتل
عثمان جہد وافی میند ول امید اشت و میگفت کہ ہنوز پیراہن مصطفیؐ کہنہ نشدہ است عثمان شریعت او را کہنہ ساخت ہان ای مردم بکشید این
پیر کفتار را کہ خداوند این سر کفتار را زندہ نگذارد و عبد اللہ ابن عباس بیشتر او باز آمدہ عائشہ او را گفت ای عبد اللہ حق تعالے
عقلے و فصیلتے ترا دادہ است زنہار مردمان را از کشتن این طاغے باز ندارے ام المومنینؓ عائشہ چندانکہ
توانست وو انست ہر دم را در قتل عثمان تحریص کردتا گاہے کہ سفر مکہ در پیش داشت در مکہ او را آگاہے دادند
کہ عثمان بدست صنادید اصحاب مقتول شد بیک شاد شد پہلے تو یہ کد و کوشش تھی قتل حضرت عثمان مین مگر احوال
بیعت علیؑ سنکر دعوائے خون عثمان ہمراہ طلحہ و زبیر کے ہوکر فرمایا اگرچہ ام المومنین ام سلمہ نے حدیث جناب
رسالت مآبؐ یاد دلائی اور نصیحت بھی کی کہ ای عائشہ آنحضرت نے فرمایا تھا لا تکونی صاحب کلاب
الحوئب ولا یغرنک الزبیر والطلحۃ فانہما لا یغنیان عنک من اللہ شیئًا یعنے ای عائشہ زنہار
آن زن نباشی کہ سگان آب حوئب در روئے بانگ کنند و نفریبد ترا سخن زبیر و طلحہ کہ ایشان ہیچ چیز از تو باز
ندارند در قبول قول و سخن ایشان ترا ہیچ منفعت نباشد مگر اس حدیث نبویؐ اور نصیحت ام سلمہ سے کچھ اثر
نہوا اور احوال جنگ جمل تو مشہور ہی ہے جو ہوا سو ہوا مگر فریقین مین یہی رہے سبحان اللہ بیعت علیؑ کو عمارؓ فتنہ بھی قرار
دیا نصرت علیؑ بھی نہکی خذلان علیؑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا عداوت سے بھی باز نہین آئے اللہم
وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ کی کچھ پرواہ نہین کی من سب
علیا فقد سبنی کو فراموش کیا پس کیا خذلان رسولؐ نہین ہوا نصرت رسولؐ سے روگردانی نہین ہوئی سب
علیؑ سب رسولؐ نہ ٹھہری عداوت علیؑ عداوت خدا و رسولؐ قرار نہین پائی موذیت مین کسی طرح کا فرق نہ پایا یوذون
اللہ ورسولہ کے مصداق نہین ہوئے بعد جنگ جمل جب معاویہ کی طرف رجوع کی تو جہنم کی طرف نہین
گئے وہ امیر المومنین معاویہ جنکی تمام عمر سب علیؑ مین کٹی خروج بھی کیا خلیفہ وقت پر کہ جنپر اجماع ہو چکا تھا مگر
خارجی قرار نہ پائے اور جب بعد قصہ تحکیم ایک گروہ نے معاویہ اور علیؑ دونون کو چھوڑ دیا تو خارج از اسلام اور
خارجی کہلائے جسکا پورا پورا مطلب یہ ہے کہ جو معاویہ کو چھوڑدے اور انپر لعن و طعن کرے اور انسے عداوت
رکھے وہ خارجی اسواسطے کہ علیؑ کے چھوڑنے والے علیؑ سے لڑنے والے سب علیؑ کرنے والے نکث بیعت علیؑ
کرنے والے عمار یاسر کے قاتل یعنیہ پیغمبرؐ سے لڑنے والے اور آنحضرتؐ کے سب کرنے والے آنحضرتؐ کی

صفحہ ۱۵۹

صفحہ ۱۶۰

صفحہ ۱۶۱

کی نصرت سے منھ موڑنے والے تو نہ ہوئے بلکہ سب کے سب مومن ہی رہے اور جب حضرت معاویہ سیدنا
معاویہ امیر المومنین معاویہ کو بد کہا تو خارجی واجب اللعن واجب القتل قرار پائے پس قسم اول ثانی کے سنت
جماعت فی الظاہر اور بغض فی الباطن مخالف اہلبیت و خصوصاً علیؑ و اولاد علیؑ قرار پاتے ہین اور کیونکر نہون
کہ حب و ثلث صحابہ کبار مخالفت پر پردہ خطائے اجتہادی مین گرفتار اور مبتلائے دنیائے ناپائدار ہون اور
بیعت علیؑ کو غمار و فتنہ فرمائین سب علیؑ باعلان جاری رکھین اور حضرت معاویہ کی خوشامد مین حدیثین وضع
کرین توہین و تنقیص حضرت علیؑ مین کوششین کرین حتے کہ جناب رسالتمآب کی تنقیص شان آسان جانے
عقد حضرت فاطمہؑ کا سبب مکافات احسان ابیطالب قرار دین آیہ ومن الناس من یعجبک کو شان
علیؑ مین روایت کرین ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء کو شان ابن ملجم مین قرار دین اور نیز ثابت
ہے کہ مشائخ بغداد متفق ہین کہ بہت سے صحابہ و تابعین اور محدثین منحرف تھے علیؑ سے اور انکا ذکر بدی کرتے
تھے اور کتمان مناقب علیؑ اور اعلان مناقب و فضائل اعداء علیؑ مین مبتلا تھے پھر اگر انھون نے بغض و عداوت
رکھی علیؑ اور اولاد علیؑ سے اور اسکا اعلان کیا تو کونسا استعجاب ہے بلکہ فی الحقیقت بمتابعت انھین صحابہ
کبار کے تابعین اور تبع تابعین اور بعض علمائے دین بھی پائے گئے تو کیا تعجب ہے مگر انھین مین سے کوئی
حق پسند ایسا بھی نکل آتا ہے کہ کلمہ حق کہہ جاتا ہے جہاد لسانی کر جاتا ہے پھر آپ ایسے سنت جماعت سے سنی کہین
یا رافضی جیسے کہ امام شافعی یا امام نسائی امام شافعی فرماتے ہین ان کان الرفض حب علیؑ فانا رافضی
اور امام نسائی تو بیچارہ شہید کیے گئے اب ہم کچھ حالات بعض علمائے اعلام اور محدثین و فقہائے عالی مقام
کے اور انکے اقوال جو بہ نسبت اہلبیت اور آل رسول مختار کے واقع ہوئے ہین مختصراً عرض کرتے ہین کہ زیادتی بصیرت
ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مقولہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین قال فی حق علی اخطاء فی سبعۃ عشر شیئاً
ثم خالف فیہا نص الکتاب یعنے کہا ابن تیمیہ نے حق مین علیؑ کے کہ انھون نے سترہ چیزون مین خطا کی
اور مخالفت کتاب خدا کی شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین بلکہ غلط از حضرت مرتضےٰ واقع شدہ آن غلط
در نفس مسئلہ فقہ بود و پس عدم ذکر غلطات حضرت مرتضےٰ در کتب متداولہ بجہت اختفاء علم او و اختلاط قضایائے
او ست چون روات او مستور الحال غیر حفاظ بودہ اند مولوی محمد احسن بھوپالی تحریر فرماتے ہین کہ جناب امام
زین العابدینؑ کی نسبت کہا گیا کہ یہ نوبت پرستون کیسی باتین کرتے ہین امام محی الدین کا قول تو دربارہ جناب
امام حسینؑ مشہور ہے کہ قتل بسیف جدہ کہ اپنے جد کی تلوار سے قتل کیے گئے یعنے یزید کی طاعت فرض تھی امام
ذہبی امام عقیلی سے ناقل ہین کہ امام موسیٰ کاظم کی حدیثین غیر محفوظ ہین امام ذہبی ابو حاتم سے نقل کرتے ہین
امام رضا علیہ السلام کے بارے مین یاتی عن ابیہ العجائب یعنے اپنے باپ سے عجیب باتین نقل کرتے ہین ا
قطنی امام حبان سے ناقل ہین یروی عن ابیہ العجائب یہم ویخطی یعنے اپنے باپ سے عجیب روایتین
نقل کرتے ہین جنمین وہم بھی کرتے ہین اور خطا بھی ابن تیمیہ لکھتے ہین کہ زفر و ابن لیلیٰ طبری اور ابراہیم حربی و

ادامی ہیر واحد انکا زیادہ جاننے والا ہو دین رسولؐ ہو واالواجب علی مثل العسکریین وامثالہما ان
تتعلموا من الواحد من ہولاء یعنی واجب تھا عسکریین یعنی امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ اور
اُنکے امثال پر کہ تعلیم لیتے ان اشخاص مذکورین سے علامہ سیوطی لکھتے ہین الحسن العسکری لیس بشئی یعنے
امام حسن عسکری تو کچھ چیز بھی نہین ہین امام حنفیہ کمال الدین ابن الہمام نے تو ایسا الزام دیا ہی امام حسنؑ کو کہ
جسپر ملا معین لاہوری حنفی المذہب کو بھی ناگوار گذرا جسکا جواب وہ لکھتے ہین لما قال مالک الحجیۃ عمل
اہل المدینۃ المعظمۃ لزمہ القول بحجیۃ عملہم لاسیما فیما اجتمع علیہ الائمۃ الاثنا عشر
لما ذکرنا والحق حق وان لم یاخذ بہ احد وعلی ہذا الذی اعتقد فی اہل بیت النبوۃ انتقد
علی امام الحنفیۃ کمال الدین ابن الہمام فی موضعین من کتابہ فتح القدیر فقد احرق قلبی
بالافراط فیہ مع وفور علمہ وحسن سیرتہ وشمائلہ فستر بنا اللہ وایاہ بجمیل عفوہ ورحمتہ
لعترتہم وجاہہم علی جدہم وعلیہم افضل الصلوٰۃ والتسلیمات احدہما فی مباحث الطلاق
حیث ذکر قولہ لعن اللہ کل ذواق مطلاق وحرم بذالک فعلہ ثم قال واما ما فعل الحسن
فرای منہ یعنی ما فعلہ رضی اللہ عنہ من کثرۃ الطلاق فرای منہ فی مقابلۃ النص من غیر
تمسک بنص آخر ولا جواب عن ہذا فلا یقبل فان یکون تمسک من النص وجواب عما یرد
علیہ لیس ہذا عنوان ذکرہ فیفید عدم قبول قولہ مع ان الحنفیۃ یقبلون الف رای
کذلک عن علمائہم ویرتکبون لفظہم تاویل النصوص بل یدعون نسخہا حمایۃ لہم ولا
یاتون فی رائہم مثل ہذا القول الذی جاء بہ امام من ائمتہم فی رای الحسن غیر ما ول
لا حد لہ ولم یصحبہ حجابا الحدیث یعنے جب امام مالک قائل ہین حجیۃ عمل اہل مدینہ تو لازم ہی قائل
ہونا حجیۃ عمل اہلبیت خصوصاً جسپر اجماع ہوا ائمہ اثنا عشر کا جیسا کہ ذکر کیا ہم نے اور حق حق ہی اگرچہ اسکو کوئی
قبول نکرے اور اختیار نکرے اور اسی اعتقاد کے سبب سے دو بارہ اہلبیت نبوت مین معترض ہون امام
الحنفیہ کمال الدین ابن ہمام پر دو مقامون مین اُنکی کتاب فتح القدیر سے جسنے جلا دیا میرے قلب کو ساتھ
اس چیز کے کہ افراط کیا بیچ اُنکے یعنے اعتراض کرنے مین اُنپر افراط کی باوجود وفور علم اور حسن سیرت اور حسن
شمائل کے خدا مغفرت کرے اُنکی اور ہمارے ساتھ جمیل عفو اور رحمت اپنے کے بحرمت عترت جاہ آل اہلبیت
کے اُنپر افضل صلوات اور تسلیمات ایک اُن دو مقامون مین سے بحث طلاق ہی اس طرح سے کہ حدیث منقول حضرت
اُنہون نے بیان کی کہ خدا لعنت کرے بہت چکھنے والے طلاق دینے والے پر اور تحریم بیان کی اُس فعل کی پھر کہا
جو کچھ کیا اُسکو امام حسنؑ نے یہ اُنکی رائے سے تھا یعنے کثرت طلاق جو آنحضرت سے ہوئی یہ اُنکی رائے اور اجتہاد تھا
نص کے مقابلہ مین بغیر تمسک بہ نص دیگر کے اور کوئی جواب اُسکا نہین ہوسکتا پس قابل قبول نہین پس اگر وہ فعل
اُنکا ہونا مطابق نص کے یا کوئی جواب ہونا اس اعتراض کا تو اسی عنوان سے ذکر نکرتے امام ابن ہمام پس

یک مشکوٰۃ شریف مطبوعہ صفحہ ۲۸۳
ازالۃ الخفا مطبوعہ صفحہ ۱۳۳
در رسالہ اہلبیت

مفاد اس اعتراض کا یہ ہی کہ کوئی اُنکے قول کو قبول نکرے باوجود اسکے کہ حنفی لوگ بہت سے اپنے علماؤن سے قبول کرتے ہین اور اُنکے اقوالون کی تاویلین کرتے ہین بلکہ ادعا کرتے ہین کہ رائے اور قیاس ناسخ نص ہی اور اُنکی حمایت کرتے ہین اور اُنکی راؤن پر ایسا اعتراض نہین کرتے جو کوئی امام اُنکے آئمہ سے ایسی رائے اور قیاس کرتا ہی جیسا کہ امام حسنؑ کی رائے پر کیا نہ صلاح کی تھی اس قول کی نہ تاویل کی بلکہ رد کردیا اُسکو حدیث سے مغلوب ہوکرکے وثانیھما فی باب الثنا عشر حیث تکلم علی قول ابی جعفر محمد بن الباقر فیما اخبر بہ عن جدہ علی بن ابیطالب انہ کان یری سہم ذوی القربی لاہلہ لم یعطہم مخافۃ ان یدعی علیہ بخلاف سیرۃ ابی بکر وعمر لکلام محصولہ نقول ان ذلک الخبر خلاف الواقع فیکون ذلک اما من جہلہ بمذہب علی بن ابیطالب وسہوہ او نسیانہ او کذبہ علیہ لترویج مذہبہ ومذہب الائمۃ من ولدہ وکل ذلک یقشعر منہ الذین یخشون ربہم ولوکان رایا من ابی جعفر فرد ما یبدی لہ لکان اہون رد ما رواہ وخبر بہ فالعجب کل العجب علی الائمۃ ان خلت کتب لمذاہب الاربعۃ عن مذہب ائمۃ اہل الحدیث ثم اذا وجد فیہا شی من ذلک یعارض بمثل ہذا وقد سبقت منا رسالۃ مفردۃ فی انتقاد الموضعین وتکلمنا فیہا علی الثانی واستوفینا الکلام فیہا عن الامام الحق فلیکتف بہ ولنتکلم علی الاول فاعلم ان الائمۃ الطاہرین لم یروا الرای والقیاس ولہذا لما دخل ابوحنیفہ علی جعفر بن محمد علی ما حکاہ الشعرانی فی لواقح الانوار قال لہ لقد بلغنی انک تقیس لا تقس ان اول من قاس ابلیس فانتسابہ ذلک الی الامام الحسن باطل وانما عملہم علی النصوص والالہام والکشف والفہم من اللہ سبحانہ فی معانیہا اور دوسرا مقام باب غنایم ہی جسپر اعتراض کیا ہی امام ابوجعفر محمد ابن علی الباقرؑ کی اُنہون نے خبر دی اپنے جد علی ابن ابیطالبؑ سے کہ اُنکی رائے یہ تھی کہ سہم ذوی القربی کا ہی لیکن اُنکو دیا نہین اس خوف سے کہ دعوی کیا جائیگا کہ خلاف شیخین کیا حاصل کلام یہ ہی کہ یہ خبر امام محمد باقرؑ کے خلاف واقع ہی پس نہ ہوگا یہ مگر یا جہل اُنکا مذہب علیؑ سے یا اُنکو سہو اور نسیان ہوا یا کذب وافترا کیا علیؑ پر واسطے رواج دینے اپنے مذہب کے اور مذہب باقی آئمہ کے اپنی ولاد سے یہ کل باتین ایسی ہین کہ جس سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین اُنکے جو اپنے خدا سے ڈرتے ہین اور اگر یہ رائے ہوتی ابوجعفر کی پس رد اُسکا کہ وقوع مین آیا ابن ہمام سے سہل ہوتا اس امر سے کہ رد کیا اُنکی روایت اور خبر کو اور تکذیب کی اُنکی خبر کی اور جھوٹا کہا اُنکو پس وا اسے ہی صد وائے ہی اُن آئمہ پر کہ کتابین اُنکی خالی ہین مذہب آئمہ اہل حدیث یعنے مذہب اہلبیت سے بعد اُسکے جسوقت کوئی شی مذہب اہلبیت سے پائیگی تو اُسکا معارضہ کیا جاتا ہی مثل ایسے معارضہ کے اور تحقیق کہ قبل ازین ہم سے ایک رسالہ مفردہ ان دو مسئلون کی نسبت ہو چکا ہی اُس مین نہایت تحقیق سے کلام کیا ہی اور ثابت کیا ہی اور اعتراض ثانی کا جواب پورا ہو لیا

دیا ہی اور اول اعتراض کا جواب جو درباره امام حسن ؑ کی ہی یہ ہی جان تو تحقیق کہ ائمہ طاہرین نے رائے اور قیاس کو حرام کیا ہی اسی سبب سے جسوقت ابو حنیفہ ہو پہنچے خدمت میں امام جعفر صادق ؑ کے جیسا کہ بیان کیا ہی امام شعرانی نے لواقح الانوار میں تو کہا امام جعفر صادق نے کہ میں نے سنا ہی کہ تو قیاس کرتا ہی اے ابو حنیفہ قیاس نکر پہلے جسنے قیاس کیا وہ شیطان تھا ابن سنادرا سے اور قیاس کی امام حسن ؑ کی طرف باطل ہی اور جزاین نسبت کرے جہل کی ائمہ اہلبیت کا نصوص الی ان الماء لا یہ اہل کشف اور فہم معانی پر تھا انتہی امام ذہبی امام جعفر صادق کی نسبت لکھتے ہیں کہ نہیں احتجاج کیا انسے بخاری نے یعنے انسے روایت نہیں لی یحیی ابن سعید قطان استاد بخاری کا قول ہی کہ مجالد مجھے انسے زیادہ محبوب ہی کچھ میرے دل میں انکی طرف سے ہی (یعنے تفنن) اور روایت انسے امام مالک نے جب تک کسی کو انکے ساتھ شریک نکر لیا اور یہ ہی ذہبی کتاب مغنی میں حضرت امام جعفر صادق کو ضعفا سے شمار کرتے ہیں بحر العلوم عبد العلی لکھتے ہیں کہ اجماع اہلبیت حجت نہیں اسوجہسے کہ وہ عمدا خطا کر سکتے ہیں جیسا کہ واقع ہوا سیدۃ النسا فاطمہ زہرا سے کہ انھوں نے کلام اور سلام حضرت ابو بکر سے ترک کر دیا حیثیت رد کا انکو ابو بکر نے فدک سے آپ کے چلیے جناب رسول خدا کا احوال اور طلب قرطاس اور قول حضرت عمر قد یغلب علیہ الوجع او حسبنا کتاب اللہ تو مشہور ہی حاجت تحریر نہیں مگر نہ یہ رائے مخالف نص کہی جاتی ہی نہ کسی طرح کا الزام لاحق کیا جاتا ہی نہ انکو نسبت جہل دی جاتی ہی فاعتبروا یا اولی الابصار اور ہم نہیں سمجھتے کہ علماء محمدوحین نے جناب رسول خدا کی نسبت کیا خیال کیا ہوگا کہ آنحضرت نے ھولاء اھلبیتی انکی شان میں فرمایا اور وقت نزول آیہ تطہیر و آیہ مباہلہ اور بعدہ چھ ماہ تک ہر روز فاطمہ صلواۃ اللہ علیہا دروازہ پر تشریف لیجا کر الصلواۃ یا اہل البیت انما یرید اللہ الخ کیونکر فرمایا اور ما ورا اسکے فرمایا ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا اور احدھما من الاخر اور مثل سفینۃ نوح اور اللھم صل علی محمد وال محمد کما صلیت الخ اور اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ اور من سب علیا فقد سبنی اور اللھم ادر الحق معہ حیث ما دار اور القران مع علی وعلی مع القران اور من تخلف عنہا غرق اور لا یحبہ الا مومن ولا یبغضہ الا منافق اور احب خلق وغیرہ کہ جنکا لکھنا طول کلام ہی کہ صحاح ستہ مملو ہیں ان احادیث سے یہ فضائل و مناقب اور یہ اوصاف ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی نے کیون فرمائے کیا یہ سبب خطائین پیغمبر برحق کی طرف منسوب نہ ہونگی کہ فاطمہ زہرا اور علی اور حسن اور حسین کا نام لیکر یہ فضائل و مناقب اور یہ اوصاف انکی شان میں فرمائے اسواسطے کہ جب علی سے تشترہ خطائیں اور خصوصا اصل مسئلہ تعیین خطا واقع ہوئی تو بالضرور قرآن و حق دونون سے جدا ہوگئے یا قرآن و حق ناحق ہوگئے کہ علی کی طرف پھر گئے یا دعائے آنحضرت قبول نہ ہوئی یا پیغمبر نے خطا کی اسیطرح تمام اہلبیت خصوصا جناب سیدہ طاہرہ اور حسن مجتبے اور حسین شہید کربلا کا خاطی ہونا علما نے ثابت فرمایا حاصل یہ ہی کہ یہ علما مستحق ان مناقب کے تھے معاذ اللہ

رسول خدا روحی لہ الفدا نے اپنے اہلبیت اور آل خصوصاً اپنی پارۂ جگر فاطمہؑ وعلیؑ وحسنؑ وحسینؑ کی محبت مین
بغیر استحقاق انکو متصف ان صفات سے کردیا پس ان سب علما کو پکار پکار کر اعدل یا محمد اعدل یا محمد
کہنا لازم ہی اگرچہ در پردہ تو کہہ رہے ہین کہ فرادی فرادی سب کو خاطی بنا دیا بلکہ جیسی خطائین کہ پیغمبر کیطرف منسوب
ہوتی ہین حق تعالے کی نسبت منسوب ہوتی ہین کہ جیسا انصاف رسول نے کیا ویسا ہی خدا نے بھی کیا کہ پیغمبر
برحق نے تو محبت اہلبیت مین بغیر استحقاق انکو فضائل مذکورہ بالا کا مستحق قرار دیا اور خدا نے بھی انھین کی محبت
کا حکم دیا اور فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی یعنے کہہ تو اے محمد مین تم سے کچھ نہین
مانگتا مگر دوستی اپنے اقربا کی اور فرمایا رب العزت نے یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ ورسولہ اور
من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور فاتبعوہ لعلکم تہتدون غرض حق تعالے تو عالم الغیب
تھا اور ما کان او ما یکون سے واقف تھا جانتا تھا کہ رسول میرا محبت اہلبیت اور آل مین خصوصاً محبت فاطمہ
اور علی اور حسن اور حسین مین انصاف نکریگا ہم تو اپنے رسول حبیب کو آگاہ کردین مگر خدا نے بھی یہی حکم
دیا کہ اطاعت رسول اطاعت خدا ہی اسی رسول کی تابعداری کرو وہی ہدایت پاویگا جسنے رسول کی اطاعت
کی اسنے خدا کی اطاعت کی خدا کو تو معلوم تھا کہ میرا پیغمبر القران مع علی وعلی مع القران فرمائیگا اور دعا
کریگا کہ خداوندا پھیر تو حق کو جسطرف علی پھرے اور کہا اگر تم تمسک باہلبیت کروگے تو گمراہ نہوگے اور یہ بھی
جانتا تھا کہ علی سترہ مقامہ پر خصوصاً نفس مسئلہ فقہ مین خطا کریگا اور فاطمہ ابوبکر سے ... کرینگی
حسن بہت طلاق دینے والون سے ہونگے حسین تو مخالفت یزید کرکے اپنے ... رسول کی
اطاعت کیونکر اطاعت خدا ہوسکتی ہی پس جو لوگ احکام خدا کے جاننے والے ...
والے تھے انکی اطاعت خدا کی طاعت ہوگی لیکن معاذ اللہ خدا نے بھی عدل ... اور رسول ...
ایک ایسے ہوگی کہ وہ اہلبیت خصوصاً علی و فاطمہ حسن و حسین کہ خطائین کرتے جائین ...
دوڑتا چلا جائے اور بیچارہ علما سترہ سترہ خطائین پکڑتے ہین مگر نہ خدا سنتا ہی نہ رسول ... علما کو لازم ہی
کہ اعدل یا رب کا کلمہ پڑہین علامہ ذوالنسبین ابن دحیہ کتاب شرح اسماء النبی مین قصہ خالد ابن ولید کے یمن
پہنچنے اور جناب امیر کے جانے اور بریدہ کی شکایت کرنے اور حضرت رسول خدا کے فرمانے مین لکھتے ہین
اوردہ البخاری ناقصا مبترا کما تری وہی عادۃ فی ایراد الاحادیث التی من ھذا القبیل و
ما ذلک الا بسوء رایہ فی التنکب عن ھذا السبیل یعنے وارد کیا ہی اس روایت کو بخاری نے ناقص
ادھورا جیسا کہ اسکی عادت ہی اُن حدیثون کے وارد کرنے مین جو اس قبیل سے ہین اس وجہ سے کہ وہ منحرف
اور برگشتہ ہی اس راہ سے پھر اسی کتاب مین صحیح مسلم سے ایک روایت نقل کی ہی بعدہ بخاری سے پھر لکھتے ہین
انما اوردہ مسلم لانہ اورد بکمالہ وقطعہ البخاری واسقط منہ علی عادۃ کما تری وھو
مما یعیب علیہ فی تصنیفہ علی ما جری ولا اسقاطہ لذکر علی رضی اللہ عنہ یعنے ہمنے مسلم سے

اسواسطے روایت کو نقل کیا ہی وہ روایت کو پورا پورا نقل کرتا ہی اور بخاری نے اُسکو کاٹ چھانٹ کر
ذکر کیا ہی جیسا کہ اُسکی عادت ہی کہ دیکھتا ہی تو اور یہ قطع برید بخاری کی ایسی ہی کہ جسنے انکی تصنیف کو عیب لگا دیا ہی
جیسا کہ گذرا اور خصوصًا اسوجہسے کہ ساقط کر دیتا ہی وہ ذکر کو علی کے علامہ عبد الکریم شہرستانی مرجیہ کی فہرست
مین لکھتے ہین مقاتل ابن سلیمان کو جو امام شافعی کے اُستاد تھے اور حماد ابن ابی سلیمان کو کہ اُستاد تھے ابو حنیفہ
کے اور امام اعظم ابو حنیفہ کو اور ابو یوسف اور محمد ابن حسن کو کہ شاگرد امام اعظم تھے اور سعید ابن جبیر و طلق
ابن حبیب و عمر و ابن مرہ محارب ابن دثار اور ذر و عمرو ابن ذر و قدید ابن جعفر اور حسن ابن محمد کو کہ یہ سب مرجیہ
ہین اور نیز یہ کل آئمہ فن حدیث ہین اور یہ سب اصحاب کبائر کو کافر نہین کہتے اور اُنکے مخلد فی النار ہونے کی
قائل نہین ہین بخلاف خوارج اور قدریہ کے یعنے خوارج سے اس مسئلہ مین مخالف ہین اور غوث اعظم نے مرجیہ
کے بارہ فرقے لکھے ہین اور مرجیہ کا ایک فرقہ حنیفہ ہی وھذہ عبارتہ اما الحنیفۃ فہم بعض اصحاب
ابی حنیفۃ النعمان ابن ثابت یعنے حنیفہ بعض اصحاب ہین ابی حنیفہ نعمان ابن ثابت کے اور مختصر تاریخ
خطیب مین علامہ ابو علی یحیی لکھتے ہین کہ سعید ابن سالم نے قاضی القضاۃ ابو یوسف شاگرد تھے ابو حنیفہ کے
اُنسے کہا کہ اہل خراسان ابو حنیفہ کو جہمی مرجی کہتے ہین ابو یوسف نے کہا کہ ہم لوگ فقط علم فقہ اُنسے سیکھتے
تھے دین مین اُنکی تقلید نہین کرتے تھے حاصل یہ ہی کہ ہم نے جو احوال یہانتک لکھے ہین غرض ہماری اس تحریر
سے یہ نہین ہی کہ ہم اثبات مذہب حق مین بحث کرین بلکہ منشا ہمارا یہ ہی کہ باوجود کثرت اہتمام رسالتمآب
کے دربارہ حقوق اہلبیتؑ اور خصوصًا علی اور فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کے اکثر اصحاب کبار رسول مختار کے کیا
روش اور کس قسم کی رفتار تھی ان اہلبیتؑ کے ساتھ اور فرمان رسول مقبول کو کہ فانظروا کیف تخلفونی
کو کسقدر نبھایا اور کتنے اصحاب متمسک باہلبیتؑ رہے اور کتنے صاحبون نے ترک تمسک کرکے شریک مخالفین
ہوئے بلکہ خود مخالفت کے بانی ہوئے مقابلہ اور مقاتلہ کیے توہین اور خذلان اہلبیتؑ و آل اطہار مین
سرگرم رہے سب اہلبیتؑ اور خصوصًا سب علیؑ مین اس دنیاے فانی سے رحلت فرمائی بغض و عداوت کو
خاندان رسالت کے مرتے دم تک نہ چھوڑا منابر اسلام پر باعلان لعن و طعن کو ایمان اپنا قرار دیا مال ناپایدار کو
عزیز کیا جاہ و حشمت کے طالب رہے پھر کسطرح ممکن ہی کہ تابعین اُن اصحاب کے اُس راہ کو اختیار نکرتے اور
جب اُنھون نے بھی وہی راہین اختیار کین تو تبع تابعین اور علماء دین کیونکر پیروی اُنکی نکرتے یہ ہی
سبب ہی کہ اکثر علماء اعلام نے اہلبیتؑ خصوصًا علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کو خاطی عاصی
اور لیس بشئی کا خطاب دیا ہی پس جو شخص ان چند اوراق کو بہ نظر انصاف دیکھے گا بیساختہ کہے گا کہ ان علما
اور محدثین نے پیروی کی ہی اُن اصحاب کی جو ناکثین اور قاسطین اور مارقین سے تھے اب ہماری غرض یہ
ہی کہ بفرض محال اصحاب رسول امام تو الصحابۃ کلھم عدول سے بھی نجات پا جاوینگے مگر تابعین اور تبع
تابعین اور علما و ماہرین جو ان اصحاب کے مقلدین ہین اُنکے اقوال و افعال کا تتبع کرتے ہین اُنکی پیروی یہ

تکمیل الایمان صفحہ ۹۵

جان دیتے ہین کیونکر نجات پائینگے چنانچہ شیخ عبد الحق تکمیل الایمان مین فرماتے ہین واصحابہ خیر الامۃ اصحاب
پیغمبر ما رضوان اللہ علیہم اجمعین فاضل تر و بہتر و مہتر از باقی امت اند خیر دہ لو خیر امت تھے اور مرفوع القلم
تھے کلہم عدول ہے مگر امت اُنکے چال وچلن اور اُنکے افعال کی پیروی نہ کرنا چاہیے کہ اُنکو بالضرور
گرداب ضلالت مین پہنچا ہوگا کہ کبھی نجات نہ ملے گی اگر مثل معاویہ و عمرو عاص و مغیرہ وغیرہ سب اہلبیت اور
جدال و قتال کرینگے سیدھے آتش دوزخ مین چلے جاوینگے کف لسان اور گفتہ را ناگفتہ کے مستحق نہ ہونگے
پھر فرماتے ہین کہ از امام مالک آوردہ اند ما افضل علی ما ہو لصفعہ من الخوا صنا پھر بعد دو سطر کے
فرماتے ہین واین فضائل کہ ذکر کردہ شد راجع بکثرت ثواب و نفع اہل اسلام نیست بلکہ بمجرد شرف نسب و کرامت
جوہر ذات است چہ شک نیست کہ در اولاد پیغمبر کہ اجزائے وے اند شرفے و شانے ہست کہ در ذات شیخین
نیست ہیچ کس را درین جا مجال توقف و انکار نخواہد بود پھر رقم کرتے ہین کہ و نکف عن ذکر الصحابۃ
الا بخیر روش اہل سنت آنست کہ صحابہ رسول را بجز بخیر یاد نہ کنند و طعن و سب و شتم و اعتراض و انکار بایشان
براہ سوئے ادب نروند از جہت نگاہ داشت نسبت صحبت آنحضرت سبحان اللہ جناب امیر المومنین اور فاطمہ
زہرا اور امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو اصحاب مین بھی شامل نہین کرتے پھر بعد پانچ چھ سطرون کے رقم فرماتے ہین
وانچہ از بعضے از ایشان مشاجرات و محاربات و تقصیر در حفظ حقوق اہلبیت نبوی در رعایت سوئے ادب
بایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار ازان اغماز کنند و تغافل ورزند و گفتہ را ناگفتہ و شنیدہ را ناشنیدہ
انگارند زیرا کہ صحبت ایشان با پیغمبر یقینے است و نقل ہائے دیگر ظنی یقینے بظنی متروک نشود و ظن با یقین
معارض نگردد بالجملہ سرحد دارہ اسلام و سنت جماعت با معاویہ و عمرو عاص و مغیرہ ابن شعبہ و اشباہ و امثال ایشان است کہ بمراہ عتبہ مشائخ سنت
وجماعت ود گو زبان را از سب و لعن ایشان بربندد اگرچہ بجہت تصور بعضی امور کہ ارباب سیر و تواریخ نقل کنند و قدر مشترک آن بسر حد تواتر
رسید باطن را وحشتی و خاطر را کدورتی دست دہد باوجود آن سلامت در اغماض و کف لسان است پس مطابق تحریر شیخ عبد الحق صاحب
جو کچھ کہ افعال و کردار کہ اصحاب باغی طاغی بیان کیے گئے اُن سب سے چشم پوشی کی جائے اور گفتہ کو ناگفتہ
اور شنیدہ کو ناشنیدہ فرما دیا جائے مگر اُنکے افعال و اقوال کی پیروی تو نہ کی جائے اور جو کچھ کہ نقل سیر و تواریخ
سے بسر حد تواتر پہونچا ہے کہ جس سے باطن کو وحشت اور خاطر کو کدورت حاصل ہوتی ہے اُسکی اتباع نہ کیجائے
کہ وہان تو کف لسان اور اغماض کا حکم ہے مگر مقلدین اور پیروان اُن اصحاب کے تو مستحق اسی امر کے ہونگے
کہ جس سے کف لسان اور اغماض کیا گیا ہے پھر رقم فرماتے ہین کہ علماء سنت و جماعت گویند کہ نہایت کار معاویہ
وامثال وے بغی و خروج است برامام برحق و خلیفہ مطلق کہ علی مرتضیٰ باشد چنانچہ در حدیث عمار ابن یاسر کہ
بسر حد شہرت و تواتر معنوی رسیدہ ستقتلک الفئۃ الباغیۃ تدعوہم الی الجنۃ و یدعونک
الی النار اگرچہ مطابق حدیث صحیح و متواتر کے جناب معاویہ طاغی باغی خارجی ناری قرار پائے ہین اور کل
ہمراہیان معاویہ بھی کذلک مگر آپ فرمودہ رسول مقبول کو ناگفتہ و حدیث صحیح و متواتر کو ناشنیدہ و دیدہ

تکمیل الایمان صفحہ ۹۶

تکمیل الایمان صفحہ ۹۷

اور کف لسان اور اغماض در الصحابہ کا بعد دل کا قوت دی جاسکے اور جو وجہ اغماض کیسے کہ کف
لسان عن الصحابہ کا بعد دل کا خیال رکھے نفس طاغی باغیہ [illegible] اور آپکے سب اصحاب کو اور
اسپر [illegible] قرار دیا اور علیؑ اور انکی جانب اور انکو جنت کا خطاب بھی دیا معلوم ہوا کہ کف لسان اور
[illegible] فرمایا اے صاحب اصحاب [illegible] اصحاب جنت تو [illegible]
[illegible] پھرا ہوا اگر دل کسی [illegible] گو کہے ہیں اور طاغی کہتے ہیں [illegible] کرنے والے اور
[illegible] کرنے والے کو اور غلو کرنے والے کو کفر ہیں [illegible] کو بسبب معاویہ کو اور
[illegible] حق سے پھرا ہوا اگر دل کسی کا ذب اشرف العاصی خالی فی الکفر [illegible] قرار دیا اور [illegible]
[illegible] ایک صفت کہ جسے آپنے موصوف فرمایا نص کلام مجید [illegible] ہی پھر کف لسان [illegible]
ایک [illegible] بھلا کیا ہی اس لعین کو اپنے ایک چیستان بنایا ہی لعن کے معنے [illegible] دور کردن [illegible]
از رحمت کے ہین پس طاغی باغی ظالم کاذب کون سے صفت ایسی ہی جو قابل سلام وصلوٰۃ یا رضی اللہ کے ہی
بلکہ حق تعالے تو ظالمین و کاذبین پر باعلان لعن فرمارہا ہی اب یا اغماض و کف لسان کا سبب کہ صحبت
ایشان با پیغمبر یقینی است و در از جہت نگاہ داشت صحبت آنحضرت پس یہی انصاف جناب ابوطالب کو نہین دیا
جاتا کہ صحبت و پرورش و نصرت و محبت و حفاظت و حراست اُنکی یقینی و مدلالالا اللہ کہنے سے انکار کرنا
اُنکا ظنی ہی اور یقینی ظنی سے متروک نہین ہوسکتا پھر شیخ عبدالحق صاحب فرماتے ہین کہ در حدیث آمدہ است
کہ ہر کہ دیگری را کافر گوید اگر وی در نفس الامر کافر نبود قائل بالفعل کافر گردد مطابق اس تحریر کے بھی جو لوگ جناب
ابوطالب کو کافر کہتے ہین اور ثبوت کفر مین اُنکے رسالہ لکھ رہے ہین اگر وہ نفس الامر مین کافر نہ تھے تو اب
قایل کے بالفعل کافر ہونے مین کوئی شک باقی نہ رہا اور افسوس ہزار افسوس تو یہ ہی کہ اُسی تکملہ مین فرماتے
ہین و بعضے دیگر گویند خاتمت وے (یعنی یزید) معلوم نیست شاید بعد از ارتکاب از کفر و معصیت توبہ کردہ
باشد و در نفس آخر بہ توبہ رفتہ باشد و میل امام غزالی در احیاء العلوم باین حکایت است کیون حضرت جس نے
تاراج کردیا اہلبیت کو اور اٹھارہ بنی ہاشم کو قتل کیا جنکا مثل و نظیر عالم مین نہ تھا اور تمام اعوان و انصار حسینی
کو شہید کیا سر ہائے بریدہ یزید کی سنانون کی نوکون پر رکھکر دیا بدیار پھرایا اہلبیت عصمت و طہارت کو بے مقنع و چادر
دربار عام مین بلا کر کیسا ذلیل کیا کیسی کیسی تکلیفین دین اطفال شیر خوار تک زندہ نہ رکھے ایسے پلید عدو اللہ
شارب الخمر تارک الصلوٰۃ زانی فاسق مستحل محارم کی نسبت تو یہ عقیدہ کہ بعد از ارتکاب از کفر و معصیت توبہ
کردہ باشد اور حضرت ابوطالب کہ عم رسول برحق اور مربی و معین دیا ور و ناصر و حامی جو آنحضرت کے دین
کو خیر الادیان اور خود آنحضرت کو رسول کہکے خطاب کرے اور دوسرون کو ترغیب دے اور سمجھا دے کہ
یہ رسول برحق ہین یہ کبھی جھوٹ نہین بولے عرب مین انسے بڑھکر کوئی صادق نہین یہ جو دعوے نبوت کرتے
ہین سچے ہین انکی پیروی کرو اور وہ خود اپنے جان و مال و اولاد فدائے آنحضرت کرے اور فی الظاہر کلمہ

لا الہ الا اللہ عند البعض نہ کہے اور بعض دیگر کے نزدیک بروایت ابن عباس بسبب اُس کلمہ کا کہنا ثابت اُنکی طرف
بیشتر شدہ کہ وہ کافر از دنیا رفتہ انکی طرف التفات بھی نہین کیا جاتا کہ بعد از انکار بنفس الاخیر اقرار کردہ باشد
اور صفحہ ۹ مین اُسی تکملہ کے فرماتے ہین المومن لیس بلعان یعنے مومن لعنت کرنے والا نہین ہوتا پس
معلوم نہین کہ ابتدا از زمانہ معاویہ تا زمانہ عمر ابن عبد العزیز جو سنہ ۹۹ ہجری مقرر ہوتے تھے اور خطیب منابر
اسلام پر باعلان لعن کرتے تھے حضرت علی اور اہلبیت پر اور نسبت کفر و الحاد کی اُن حضرت کو دیتے تھے وہ
مومن تھے یا نہین اور بعد ان افعال کے بھی مومن رہے یا نہین اور نفس الامر مین جناب علی مرتضے اور اُنکے ہمراہی
اگر طاہر اور کافر نہ تھے تو قائلین اور لاعنین زمرہ کفار مین محسوب ہوئے یا نہین اور جب جناب علی ابن ابیطالب
اور اُنکے اصحاب کا مستحق لعن ہونا بالاتفاق ثابت نہین تو لعن قائلین پر عائد ہوئی یا نہین باوجود ان سب امور کے
کف لسان کا حکم اور جناب ابوطالب کی نسبت بزبان درازیان فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم
حالانکہ جناب ابوطالب بھی اصحاب آنحضرت مین ہین کہ ابو مندہ اور ابو نعیم کے نزدیک صحابیون مین وہ لوگ
بھی ہین جو قبل از نبوت ایمان لائے تھے اور بعد نبوت آنحضرت کی خدمت مین نہ پہونچے جیسا کہ بحیرہ کہ اُنکو اصحاب
آنحضرت مین شمار کیا ہی پس جناب ابوطالب بدرجہ اولے افضل اصحاب مین شمار ہو سکتے ہین بلکہ السابقون
السابقون اولئک المقربون کے مصداق ہین مگر دشمنی اہلبیت سے بسبب سیاہ چشم نابینا گوش کر زبان گنگ
ہی فقط طاغیان و باغیان و معادیان اہلبیت کو جو الصحابہ کلہم عدول کے مصداق بنائے جاتے ہین
اُنکی پیروی کیجاتی ہی اور کوئی دقیقہ اہل بیت طاہرین خصوصاً حضرت علی مرتضے اور فاطمہ زہرا حسن مجتبے
حسین شہید دشت کربلا اور دیگر آئمہ ہدا علیہم آلاف التحیۃ والثنا کی ذلت و خواری کا باقی نہین رکھا جاتا کیسی
کیسی تہمتین دی جاتی ہین خاطی مخالف نص عمل کرنے والے کاذب لیس بشئی بنائے جاتے ہین احادیث و
آیات جو شان مین آئمہ اہلبیت کے ہین اُنکی تاویلین کیے جاتے ہین اور تمام تر کوشش و سعی کی جاتی ہی کہ
دشمنان اہلبیت سے کف لسان کیا جائے اور جہان کہین ال رسول اہلبیت ذوی القربے ذریت اولے
مولی کا لفظ آیات و احادیث مین آگیا فوراً معنے بنا ڈالے اور تاویلات بیسر و پا کرنے لگے کف لسان کا
سبب تو از جہت نگاہ داشت نسبت صحبت آنحضرت قرار دیا اور جو اجزا بدن اور پارہ جگر آنحضرت تھے
اُنکی یہ عظمت کی کہ خاطی کاذب لیس بشئی مخالف نص عمل کرنے والے ٹھہرائے وہان نہ جہت نگاہ داشت نسبت
صحبت کا لحاظ کیا نہ اجزا جسم و روح آنحضرت کا خیال کیا الغرض جو منصف مزاج ان حالات سے واقف
ہوگا وہ بالضرور قائل ہوگا کہ یہ اقوال بعض علما کے ہین جو پیرو ہین اُن اصحاب کے کہ جو طاغی و باغی و عادی
اہلبیت تھے اور متصف باصحاب بغض و عناد تھے چنانچہ شیخ دہلوی کے کلام سے معلوم ہوا کہ بعض علما فرماتے ہین
کہ خاتمہ دے یعنے یزید معلوم نیست شاید کہ بعد از ارتکاب آن کفر و معصیت توبہ کردہ باشد و بہ نفس آخر بہ توبہ رفتہ
باشد اور بعضے یزید کو اللھم اغفر للمومنین والمومنات مین شامل فرماتے ہین ہم پہلے بیان کر آئے ہین

کرا ٹھ حصہ اصحاب کبار رسول مختار کہ کلہم عدول کا خطاب پائے ہوئے ہیں منحرف تھے اہل بیت سے خصوصاً
علی بن ابیطالبؑ سے حتےٰ کہ بعضے تو رسولؐ برحق پر تہمت کی کہ بسبب مکافات احسان ابوطالب کے عقد جناب
فاطمہؑ زہرا کا علیؑ سے کر دیا تھا اور بعض دیگر نے خوشامد معاویہ میں منبر و بیتر با علان لعن کرنا شروع کیا علیؑ و اہلبیتؑ پر
بعض نے یزید تک کی بیعت کی مگر علیؑ و حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کی بیعت نہ کی چنانچہ عبد الحق صاحب فرماتے
ہیں نعم جماعتی از مدینہ مطہرہ بشام نزد وے (یعنے یزید) کرہاً و جبراً رفتند و جائزہاے سنی و فائدہ ہائے سنی
ایشان نہاد اس بیان سے بھی صاف ظاہر ہی کہ اہل مدینہ بیعت یزید کر کے شام گئے مگر امام حسینؑ کی بیعت نہ کی گو
مولانا عبد الحق صاحب نے کرہاً و جبراً فرمایا مگر یہ نفرمایا کہ جبر و کرہ کس قسم کا تھا مجبوری کی یہ شان نہیں ہوتی کہ
بعد اس عبارت کے لکھتے ہیں بعد ازان کہ حال قباحت مال ورا دیدند بمدینہ باز آمدند و خلع بیعت وے کردند
و گفتند کہ وے عدو اللہ شارب خمر تارک الصلوٰۃ زانی فاسق مستحل محارم است پس مجبور خلع بیعت پر کیونکر مختار
ہوئے حاصل یہ ہی کہ دشمن خدا و رسولؐ سے بھی بیعت جائز اور اہلبیت علیہم السلام کی بیعت سے انکار بالجملہ فضائل
و مناقب اہلبیتؑ جو صحاح سے خصوصاً صحیحین سے مختصراً مذکور ہوئے جنسے صاف صاف ثابت ہوتا ہی کہ اہل بیت
واجب التمسک اور واجب التعظیم تھے جنکی محبت ایمان جنکا بغض نفاق تھا جنکا خذلان خذلان رسول جنکی
اہانت اہانت رسولؐ جنکا بغض بغض رسول جنکی ایذا ایذائے رسولؐ تھی اور موذی رسولؐ واجب اللعن بنص

جلی ہی کہ حق تعالےٰ فرماتا ہی ان الذین یوذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ
واعد لہم عذابا مہینا اور جناب شیخ عبد الحق صاحب فرماتے ہیں و مارا و دوستان ما را در زمرہ محبان
ایشان محشور گرداند و در دنیا و آخرت بر دین و کیش ایشان بدارد بمنہ و کرمہ وہو قریب مجیب آمین اس
قول سے بھی محبت اور صدق عقیدت اور دین و کیش اہل بیت نبوت کا واجب التمسک قرار پاتا ہی اور افضل
اہلبیت علی بن ابی طالب بلا شک و لا ریب ہیں کہ ماورے قرابت نسبی کے پیغمبر برحق نے انت اخی فی الدنیا
والاخرۃ اور لحمک لحمی بھی فرمایا پس جناب فاطمہ زہرا کو بضعۃ منی فرمایا اور علی مرتضےٰ کو لحمک لحمی
کہ فاطمہ پارہ جگر ہی اور علیؑ کا گوشت و خون میرا گوشت و خون ہی اور انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ
اور القران مع علی و علی مع القران بھی فرمایا مگر جس وقت بمکر و حیلہ عمرو عاص معاویہ کی طرف قرآن بلند
کیے گئے تو حدیث پیغمبرؐ کو ناشنیدہ کر دیا اور قول علیؑ مقبول نہ ہوا اگرچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا تھا
لا یحبہ الا مومن و لا یبغضہ الا منافق اور شان علیؑ میں فرمایا آنحضرتؐ نے احب الخلق اور
اللہم ادر الحق حیث ما دار اور فرمایا انت اخی و وزیری و خیر من اخلف بعدی اور یہ بھی
فرمایا و تجاہدہم علی التاویل کما جاہدتہم علی التنزیل اخرجہ الدیلمی و ابن مردویہ
اور فرمایا انت سید فی الدنیا و الاخرۃ اخرجہ ابو عمر و الحاکم و الخطیب و زاد فیہ دیلمی من
احبک فقد احبنی و حبیبک حبیب اللہ و من ابغضک فقد ابغضنی و بغیضک بغیض اللہ الویل

لمن ابغضك من بعدی یعنے تو دنیا و آخرت کا سردار ہی ابو عمر اور حاکم اور خطیب بغدادی نے اس حدیث کو اسیقدر لفظون سے روایت کیا ہی لیکن شیرویہ دیلمی نے فردوس الاخبار مین اسی روایت کو اسطرح روایت کیا ہی کہ یا علی جسنے تجھسے محبت رکھی اسنے مجھسے محبت رکھی اور حبیب تیرا حبیب خدا کا ہی اور جسنے تجھسے بغض رکھا اُسنے مجھسے بغض رکھا اور تیرا دشمن خدا کا دشمن ہی اسپر وائے ہو جو میرے بعد تجھسے بغض رکھے اور فرمایا پیغمبر خدا نے انت اول من امن بی وصدق وانت صدیق الاکبر اخرجہ الحاکم نقلت من الریاض النضرۃ ای علی تو وہ شخص ہی جو سب سے پہلے مجھپر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اور تو صدیق اکبر ہی اور سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری سے مروی ہی کہ پیغمبر خدا نے پکڑا ہاتھ علی کا اور فرمایا ھذا اول من امن بی کہ یہ اول ہی اُس کا جو سب سے پہلے مجھپر ایمان لایا ھذا فاروق ھذہ الامہ اور یہ جدا کرنیوالا ہی اس اُمت مین حق و باطل کا ھذا یعسوب المومنین یہ امیر مومنین ہی ھذا من یصافحنی یوم القیامۃ یہ وہ ہی جو قیامت کے روز مصافحہ کریگا مجھسے وھذا الصدیق الاکبر اور یہ صدیق اکبر ہی اخرجہ الطبری والدیلمی والطبرانی فی الکبیر فی مسند سلمان دوسری حدیث بھی عن ابی ذر غفاری قال سمعت رسول اللہ یقول لعلی انت الصدیق الاکبر والفاروق الاعظم الذی یفرق بین الحق والباطل الریاض النضرۃ فی فضائل العشرہ محب الطبری ابی ذر غفاری سے روایت ہی کہ مین نے رسول اللہ سے سنا ہی کہ علی سے فرماتے تھے کہ تم صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو کہ فرق کروگے حق و باطل مین عن ابی لیلی قال قال رسول اللہ سیکون من بعدی فتنۃ فاذا کان ذلک فالزموا علیا فانہ الفاروق بین الحق والباطل اخرجہ الخوارزمی والدیلمی وابن عبد البر فی الاستیعاب ابی لیلی سے روایت ہی کہ جناب ختمی مآب فرماتے تھے عنقریب میرے بعد فتنہ ہوگا تو تم ملازمت ابن علی کے رہنا کہ تحقیق کہ وہ حق و باطل مین فرق کرنیوالا ہی اور حافظ ابی بکر محمد ابن ابی نصر ابن ابی بکر القنوانی نے اور دیلمی نے اور نقاش نے انس سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ نے انا وعلی حجۃ اللہ علی عبادہ حذیفہ سے منقول ہی کہ فرمایا رسالتمآب نے کہ یا علی انت قسیم النار والجنۃ اخرجہ الدیلمی وابن المغازلی وقاضی عیاض فی الشفا عقبہ ابن سعد العوفی سے روایت ہی کہ ہم جابر ابن عبد اللہ کے پاس گئے اور اُنکے ابرو کے بال اُنکی آنکھون پر پڑے ہوئے تھے ہم نے علی ابن ابیطالب کی نسبت سوال کیا وہ اپنی آنکھون سے اپنا ابرو کے بال اٹھا کر کہنے لگے کہ وہ تو خیر البشر ہی اخراج کیا اُسکو احمد نے اپنے مناقب مین اور ابن مردویہ نے حذیفہ سے روایت کی ہی کہ فرمایا رسول اللہ نے علی خیر البشر من ابی فقد کفر یعنے علی خیر البشر ہین جسنے انکار کیا وہ کافر ہی غرض فضائل و مناقب علی ابن ابی طالب سے کتب مملو ہین تمام مہاجرین و انصار اور کل اصحاب کبار رسول مختار ان مناقب و فضائل سے واقف تھے باوجود اُسکے حاسد و اتباع نفس اُسکے مصداق بنا کینہ دل مین اُنکا لکھ کر بیعت کرنا انکار و انعقاد سے دست بردار ہونا اور مخالفت کرنا زینت دنیا مخالفت کرنا مدامہ [illegible]

۱ نور الابصار عن ترمذی علی ابن ابیطالب
سنن ارجح المطالب مطبوعہ لاہور صـ ۲۳ سطر ۱۵
ایضا صـ ۲۳ سطر ۱۹
ارجح المطالب صـ ۲۵ سطر ۱۶
ایضا صـ ۲۶ سطر ۴
ارجح المطالب صـ ۳۳ سطر ۱۵
ایضا صـ ۳۴ سطر ۱
ایضا صـ ۴۶ سطر ۱۳
ایضا سطر ۲۴

ومخالفین کی خوشنودی مین حدیثین بنانا سب وشتم علی مرتضے کو مسنون جاننا جمعہ وعیدین کے خطبون مین منابر اسلام
پر باعلان لعن کرنا کلمات نامربوط شان اہلبیت مین کہنا کسی کو خاطی کسی کو مخالف نص عمل کرنیوالا کسی کو لیس
بشئے سمجھنا یہ سب امر ہم تصریحًا بیان کر آئے ہین یہ سب افعال واقوال باعث ایذا رسول اللہ ہین یا نہین
اور یوذون اللہ ورسولہ کے مصداق ہین یا نہین مگر ہم کف لسان کرتے ہین بجز صبر و شکر کچھ نہین کہتے
نگہداشت نسبت صحبت آنحضرت پر عمل کرتے ہین لیکن جن علماؤن نے باتباع اُن اصحاب موصوفین کے
از حضرت فاطمہ زہرا وعلی مرتضے تا حضرت امام عسکری علیہم السلام سب کو خاطی عاصی لیس بشئی فرمایا اُنکی نسبت
کف لسان کی کیا وجہ ہے منصفین انصاف فرمائین کہ جب فاطمہ زہرا بضعۃ خیر الورے اور علی مرتضے نفس خاتم
الانبیا اور حسن مجتبے اور حسین شہید دشت کربلا کی نسبت ایسی ایسی خطائین منسوب کیجائین اور دیگر آئمہ جو
اولاد فاطمہ زہرا سے ہین اُنکو عاصی خاطی کاذب لیس بشئے کہا جاوے اور حضرت معاویہ کی خوشامد مین خود
آنحضرت پر تہمت رکھی جائے کہ عقد فاطمہ بسبب مکافات احسان ابوطالب کے علی کے ساتھ واقع ہوا نہ بسبب محبت
علی کے تو ایسے ایسے اصحاب اخیار اور ایسے ایسے مہاجر وانصار اگر بہ نسبت ابوطالب کے کہ والد حقیقی علی اور
والد مجازی رسول اللہ ہین اہتمام کرین اور حدیثین وضع کرین اثبات کفر مین اُنکی تاکہ موجب توہین اور تنقیص ہو
علی اور اولاد علی کا تو کوئی مقام تعجب نہین ہے پس جتنی حدیثین کہ کفر جناب ابوطالب مین مذکور ہین وہ سب
موضوعات زمانہ امویہ اور عباسیہ کی ہین اور علمائے اعلام نے اُنہین صحابیان ممدوحین کی اُن احادیث کو ذکر
کیا ہے اور اُنکی پیروی کی ہے پس ایسے اقوال و احادیث اگرچہ صحیحین مین کیون نہ ہون معتبر نہین ہوسکتے چنانچہ
شیخ عبد الحق صاحب شرح سفر السعادت در اشعۃ اللمعات مین لکھتے ہین در جامع الاصول میگوید کہ اخذ کردہ اند
جماعت از ائمہ حدیث کہ از فرقہ خوارج اند از آنہائیکہ منسوب اند بقدر و تشیع و رفض و دیگر اصحاب بدع و اہوا
اور عبارت جامع الاصول یہ ہے قد اخذ جماعۃ من ائمۃ الحدیث عن الخوارج وجماعۃ ممن
نسب الی القدر والشیعۃ والرافضۃ واصحاب البدع والاہوا پس صحیح بخاری مین بکثرت روایات
خوارج سے اور جو لوگ بکثرت میلان بخوارج رکھتے تھے موجود و ماخوذ ہین اور خوارج کا مذہب تو مشہور ہے
کہ جو حضرت مولانا علی کو خارج از دائرہ اسلام جانتے تھے پھر اگر اُن خوارج نے اپنی دشمنی قلبی سے جناب
ابوطالب کے کفر کی حدیثین وضع کین تو کوئی مقام تعجب نہین ہے اور صحاح ستہ مین ان حدیثون کا ہونا
ہمارے مطلب کے مخالف نہین ہے اگرچہ صحیح بخاری مین بھی ہون اسواسطے کہ اشعۃ اللمعات مین شیخ عبد الحق
صاحب فرماتے ہین کتب ستہ کہ مشہور اند در اسلام عبارت اند از صحیح بخاری و مسلم و جامع ترمذی و سنن ابوداود
و نسائی و نزد بعضے موطا است بدل ابن ماجہ و صاحب جامع الاصول موطا را اختیار کردہ و درین کتب
ستہ اقسام احادیث از صحاح و حسان و ضعاف ہمہ موجود است و تسمیہ آن بصحاح بطریق تغلیب است
اس عبارت سے ثابت ہے کہ صحاح ستہ مین صحاح و حسان و ضعاف کا وجود ثابت ہے اور یہ بھی اسی عبارت سے

اشعۃ اللمعات ص ۱

ثابت ہی کہ صحیح بخاری منجملہ کتب ستہ ہی اور کتب ستہ کا تسمیہ بہ طریق تغلیب ہی تو پھر صحیح بخاری کا تسمیہ بھی تصحیح بہ طریق تغلیب ہونا چاہیے بالجملہ احادیث منقولہ صحاح ستہ کا ضعیف ہونا البداہتہ ثابت ہی اور ہمارے مطلوب کی منافی نہین ہے اور نیز ہم یہ بھی ثابت کردیتے ہین کہ راویان احادیث کفر جناب ابوطالب کس قسم کے ہین بیعت علیؑ کو عار فتنہ کہنے والے یا نکث بیعت کرنے والے یا افراد فتنہ باغیہ جو جہنم کیطرف بلانے والے تھے یا خروج کرنے والے امام برحق پر کہ جنکی امامت پر اتفاق جماعت بھی ہوچکا تھا یا محب خالص علی بن ابیطالب کے اور اُنکی بیعت کو حق اور اُنکو امام برحق سمجھنے والے تھے اور بااین ہمہ اگر اغماض کیا جائے اور راویونکا احوال بھی مدنظر رکھا جائے جب بھی وہی حدیثین جنسے آپ کفر ثابت کرتے ہین وہ ہی ہماری دلیلین ہین اُنھین سے اسلام اور مومن خالص ہونا جناب ابوطالب کا ثابت ہوتا ہی احوال بغض بعض صحاب تو ہم لکھ آئے ہین بقدر حاجت اور یہ بھی ظاہر کرنا ضرور ہی تاریخ ابوالفدا جلد اول مین ہی کان خلفاء بنی امیة یسبون علیا من سنة احدی واربعین وھی السنة التی خلع الحسن فیھا نفسہ من خلافتہ الی اول سنة تسع وتسعین اخر ایام سلیمان ابن عبدالملک فلما ولی عمر ابطل ذلک وکتب الی نوابہ بابطالہ ولما خطب یوم الجمعہ بدلہ السب فی اخر الخطبة وبقراءة قولہ تعالی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان یعنے خلفاء بنی اُمیہ سب علیؑ کرتے تھے ابتدا ۴۱ سنہ ہجری سے کہ جس سنہ مین امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا اول ۹۹ سنہ تک کہ جو آخر زمانہ سلیمان ابن عبدالملک کا تھا پس جسوقت متولی خلافت عمر ابن عبدالعزیز ہوا تو یہ سب علیؑ موقوف ہوئی اور لکھا کہ حکام کو کہ موقوف کرین خطبون سے جمعہ وجماعت کے سب علیؑ کو اور جسوقت کہ خطبہ یوم جمعہ ہوا تو بدل دیا آخر خطبہ سے سب علیؑ کو اور پڑھا اُسمقام پر قول حق تعالی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان صحیح مسلم جلد دوم عن عامر ابن سعد ابن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویہ بن ابی سفیان سعدا ما منعک ان تسب ابا تراب یعنے معاویہ نے حکم دیا سعد ابن ابی وقاص کو کہ کون سی چیز تجھے مانع ہی سب ابوتراب کرنے مین ابن ابی الحدید لکھتے ہین کہ بعد خلع خلافت امام حسنؑ کے معاویہ خلیفہ مقرر ہوا اور کل مسلمانون نے اُسکی بیعت کرلی تب اُسنے اپنے عاملونکو لکھا کہ جو کوئی فضائل حضرت علیؑ و اہلبیت بیان کریگا اُس سے ذمہ بری ہی یعنے اُسکے لیے امان نہین ہی پس خطیبون نے خطبون مین بالائے منابر علیؑ اور اہلبیت پر لعنت کرنا شروع کردیا اُسوقت اہل کوفہ کا نہایت سخت حال تھا اسلیے کہ وہان شیعہ بہت تھے معاویہ نے زیاد ابن سمیہ کو وہانکا حاکم کیا وہ چونکہ زمانہ علی علیہ السلام سے شیعون کو خوب جانتا تھا اُنکے ہاتھ اور پیر کاٹے آنکھین نکلوا لین اور درخت مین سولی دیکر لٹکا دیا یہانتک کوئی مشہور اُنمین سے باقی نرہا پھر معاویہ نے عاملونکو لکھا کہ جس پر ثابت ہو جائے کہ وہ محب علیؑ و اہلبیت ہی اُسکا نام دفتر سے کاٹ دو اور اُسکا وظیفہ بند کردو پھر دوسرا نامہ عمال کو یہ لکھا کہ ثبوت کا ذکر نہین جسپر تمکو اہلبیت کی محبت کا شبہہ ہو اُسکو بلائے سخت مین مبتلا کردو گھر کھدوا دو

الغرض اس حالت مین شیعیان علیؑ گرفتار رہے حتے کہ جو شیعہ و محب علیؑ اپنے کسی دوست پر بڑا اعتبار رکھتا تھا اور وہ اُسکے مکان مین مخفی آتا تھا اور ملاقات مین رازداری کی بات بیان کرتا تھا اور اپنے ملازمین اور غلام و کنیز سے اپنے ڈرتا تھا اور سخت قسمین دیتا تھا کہ کسی پر اُسکا راز ظاہر ہونے نہ پاوے کہ سبب قتل اُس مومن کا ہوتا تھا یہانتک کہ جناب امام حسنؑ نے وفات پائی پس بہت زیادہ ہوا فتنہ اور فساد اور کوئی محب علیؑ کے نام سے نرہا مگر یہ کہ وہ خائف تھا اپنی جان پر یا جلا وطن ہو گیا تھا اور بعد شہادت امام حسین عبدالملک بن مروان حاکم ہوا اُسنے اور زیادہ سختی کی اُس زمانہ کے اہل تقوے بغض علیؑ و اہلبیت سے عبدالملک کا تقرب حاصل کرتے تھے اس بیان سے صاف ظاہر ہی کہ ۴۱ سنہ ہجری سے ۹۹ سنہ تک اٹھاون برس ہوئے جو ابتداء زمانہ خلافت عمر ابن عبدالعزیز تھا اور ۴۱ سنہ مین جو جناب امام حسنؑ نے خلع خلافت کیا تو تمام ناکثین اور قاسطین اور جو مارقین سے چند اشخاص نہروان مین بچے تھے اُن سب نے دشمنی علی اور اہلبیت کو مخفی پھیلایا سب ایک دل ہوگئے اس سبب سے کہ عثمان تو شہید ہو چکے تھے اُنسے تو معاد ضرے چکے تھے اور زمانہ معاویہ عروج پر تھا اُنکی دشمنی کا اظہار بخوف جان و مال و آبرو کر نہ سکتے تھے باقی رہے علیؑ اور اہلبیت علیہم السلام اُنکی تذلیل اور تنقیص کا موقع ہاتھ لگا تمام خوارج نہروان اور قاسطین و ناکثین آپسمین ایک ہو گئے اور دشمنی علیؑ اور اہلبیت پر کمر مستحکم باندھی اور اپنے آبا و اجداد کفار کا کہ از دست حیدر کرار قاتل کفار جہنم داصل ہوئے تھے عوض لینے پر آمادہ ہو گئے اور اس اٹھاون برس مین یہ نوبت پہونچی کہ صحابہ و تابعین ملکہ کل ہمان دشمن علیؑ اور اہلبیت کا اظہار کرنے لگے اگرچہ اُنمین اکثر محب خالص بھی تھے مگر بخوف جان اور آبرو اور ... پوشیدہ کرتے تھے اور اظہار محبت نکر سکتے تھے پھر اٹھاون برس تک فضائل اہلبیت کون بیان کرتا مذہب اہلبیت کیونکر رواج پاتا دین و کیش اُنکا کس طرح باقی رہتا حاصل مطلب یہ ہی کہ وصیت حضرت رسالت مآب کو کہ ہم ذکر کر آئے ہین کہ فرمایا آنحضرت نے آخر حدیث مین فانظروا کیف تخلفونی اور اذکرکم اللہ فی اہلبیتی کو کیا خوب نباہا اور کیا اچھا سلوک کیا اہلبیتؑ سے جب اہلبیتؑ کی یہ حالت پہونچی کہ کوئی دقیقہ اُنکی ذلت و خوار کا چھوڑا نہین گیا جیسا کہ مذکور ہوا تو منجملہ اُنھین ذلتون کے ایک یہ بھی امر خوشامد بنی اُمیہ و بنی مروان مین اگر ظاہر کیا گیا کہ علیؑ کے باپ یا آبائے رسول مقبول سب کافر تھے تو کیا استعجاب کا مقام ہی اسواسطے کہ آبا و اجداد بنی امیہ کا کفر علی العموم ثابت ہی وہ اُنکی ذلت و خواری کا سبب تھا جب آبا و اجداد رسول خدا اور علی مرتضے کافر مشہور کیے گئے تو و ... ذلت نرہی اور اُن خلفائے باغی و طاغی کی خوشنودی بھی ہوئی اور دیگر اصحاب بھی جایزہائے نہال اور فائدہ ہائے سنی سے محروم نرہے تاریخ الخلفا الخلفا صفحہ ۱۹۸ مین ہی عبداللہ بن احمد ابن حنبل قال سالت ابی عن علی و معاویہ فقال اعلم ان علیا کان کثیر الاعداء ففتش لہ اعداءہ عیبا لم یجدوا فجاؤا الی رجل قد حاربہ و قاتلہ فاطروہ کیادا منہم عبداللہ ابن احمد ابن حنبل نے کہا کہ پوچھا مین نے اپنے باپ سے علی اور معاویہ کے باب مین پس جواب دیا کہ جان تو بہ تحقیق دشمنان علی بکثرت تھے اور عیب جوئی کرتے تھے اُنکی اور نہ ملتا تھا اُنکو کوئی عیب

تاریخ الخلفا صفحہ ۱۹۸

پس گئے وہ لوگ اُس شخص کی طرف کہ جسنے مقابلہ اور مقاتلہ کیا اُنسے شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ مین ایک قول امام غزالی سے نقل فرماتے ہین جسکا خلاصہ یہ ہی کہ جب زمانہ خلفائے راشدین کا ختم ہوا اور خلافت آگئی اُس قوم مین کہ جنکو کچھ استحقاق نہ تھا حتیٰ کہ علم فتاوی اور احکام کا بھی انکو نہ تھا پس وہ خلفا مضطرب ہوکر طالب اعانت فقہا سے ہوئے اور علما بطریق صحابہ عامل حدیث تھے بدون قیاس کے جب اُن علمانے دیکھا کہ عزت و دولت خلفا کی رضامندی مین ہی پس اُن علمائے خلفاء وقت کی خوشنودی کے واسطے قیاس کو دخل کیا کہ بحث و تقریر کو گنجائش ملے غرض یہ وہ قیاس ہی جو ناسخ نص سمجھا جاتا ہی اب ملاحظہ فرمایا جائے کہ ہم پہلے بیان کرآئے ہین کہ زمانہ خلافت عبد الملک بن مروان مین حکم تھا کہ پرہیز کیا جاوے محبت علیؑ سے اور اکثر محبان علیؑ مبتلا بعذاب شدید ہوتے تھے اُسی زمانہ مین امام زہری تابعی قاضی تھے اُمور دنیا [illegible] انھین کی ذات سے متعلق تھا اور امام زین العابدینؑ انھین کے زمانہ مین خانہ نشین تھے عبد الوہاب شعرانی جلد اول لواقح الانوار مین لکھتے ہین کہ امام زہری کہتے تھے کہ دنیا مین چار عالم ہین ایک ابن المسیب مدینہ مین دوسرے حسن بصرہ مین تیسرے مکحول شام مین چوتھے شعبی کوفے مین زہری تابعی نہ کہہ سکے کہ امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ بھی عالم ہین زہری ان دونو اماموں کو عالم ہی نجانتے تھے اور انھین زہری نے کہ اول صدی ہجری میں در زمانہ حکومت بنی مروان تھا احادیث جمع کیے اور لکھے یہ پہلی کتاب ہی علم حدیث مین اسکے قبل علم حدیث مین کوئی کتاب نہ تھی پس زہری عہد عبد الملک مین کہ عہدہ قضا پر تھے فضائل و مناقب علیؑ کیونکر جمع کرتے اور لکھتے اور اصحاب تابعین مین کون ایسا تھا جو حدیث فضائل اہلبیتؑ کا اظہار کرتا سوا اہانت و ذلت اہلبیتؑ کے اور کون ایسا تھا کہ جو مروج مذہب اہلبیتؑ ہوتا اور دین و کیش اُنکا رواج پاتا امام زین العابدینؑ اور امام محمد باقرؑ تو زمرہ علما مین بھی شامل نہ کیے گئے اُنکے مذہب کو کون پوچھتا امام ابو حنیفہ سنہ ۸۰ھ زمانہ خلافت عبد الملک مین پیدا ہوئے اور امام شعبی اور امام حماد زمانہ خلافت بنی مروان مین مجتہد تھے انھین دونو صاحبوں سے امام ابی حنیفہ نے تحصیل علم کیا سنہ ۱۲۰ھ مین امام حماد کی وفات ہوئی اور ابتدائے زمانہ اجتہاد امام ابو حنیفہ ہوا انکے زمانہ مین بھی امام جعفر صادقؑ موجود تھے مگر انھین ابو حنیفہ نے فقہ کو مرتب کیا اور ظاہر بھی ہی کہ فقہ و حدیث اقوال اہلبیت و علیؑ اور اولاد علیؑ سے خالی ہی اور اگر کوئی حدیث یا کوئی مسئلہ ائمہ اہلبیتؑ سے منقول بھی ہی تو یا اُسکو قول ضعیف کہکے اوڑا دیا یا اُسکو اجتہاد اور رائے مقابل نص کہکر ساقط کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور آل مروان کا دشمن خاندان آل رسولؐ ہونا بالاتفاق ثابت ہی انھین کے زمانہ خلافت مین حدیثین جمع کی گئین فقہ مرتب ہوئی اور مذہب حنفی بھی شروع ہوا اور راویان حدیث بھی اکثر قبیلہ مروان کے لوگ ہین جو کربلا مین قاتلان امام حسینؑ کے شریک تھے اور جو شریک بھی نہ تھے تو اکثر دشمنان آل رسول تو تھی دوستداران آل مروان تھے اور یہ امر بھی مثل آفتاب کے روشن ہی کہ اگر خوشنودی خلفاء جور و فساد کی نہ کی جاتی تو احادیث کا جمع کرنا اور ترتیب فقہ کا موقع ہاتھ نہ لگتا کہ خلفاء وقت اگر بوے محبت اہلبیتؑ پاتے تو زاہدان زمانہ بنائے جاتے نہ عہدہ قضا پر معین کیے جاتے نہ مجتہد کہے جاتے

موقع ہاتھ لگتا بلکہ مثل امام نسائی قتل کیے جاتے پس فقہ وحدیث مذہب اہلبیتؑ اور دین وکتب اہلبیت سے بالضرور مخالفت اور خلفا وقت کے مذہب کے موافق قرار پائے حاصل یہ ہی کہ جب آئمہ اہلبیت کا شمار علما مین بھی نہ کیا گیا بلکہ خاطی عاصی لعین نشمی مخالف نص عمل کرنے والے مقتول السیف جد امجد قرار پائے از علی ابن ابیطالب تا امام جعفر صادق کہ زمانہ امامت ابوحنیفہ رہا امام جاننا تو کیسا کوئی عالم بھی نہ جانا گیا تو جناب ابوطالب کا اسلام وایمان کہان رہتا ہی اگر مذہب حنیفہ کے معتقد ہوتے تو مومن کہلاتے اب جناب ابوطالب کو کافر کہنا اُنکے کفر کی حدیثین بنانا خلفائے بنی اُمیہ اور مروانیہ وخوش کرنا عین ایمان قرار پایا اگر ان حالات کی تفصیل کی جائے تو ایک مطول تیار ہو اور اصل مطلب فوت ہو جائے لہذا ہم بروش اہل سنت وجماعت بہ نسبت صحابہ کبار کے کف لسان اور اغماض کر کے گفتہ را نا گفتہ وشنیدہ را ناشنیدہ کیے دیتے ہین مگر تابعین اُن اصحاب کے جو اُنکے اقوال وافعال کی پیروی اور اتباع کرتے ہین کہ جو اہل سیر وتواریخ نے نص کیے ہین جسکی نسبت شیخ عبدالحق صاحب نے تکملہ مین فرمایا ہی کہ قدر مشترک ازان بسر حد تواتر رسیدہ ودبسر حد شہرت وتواتر معنوی رسیدہ اور پھر تحریر فرمایا کہ باطن را وحشتے وخاطر را کدورتے دست دہد پس تابعین و تبع تابعین سے جو ایسے ایسے حرکات قولا اور فعلا ظہور مین آئے ان کی نسبت تو کف لسان اور کلہم عدول اور اغماض و شنیدہ را ناشنیدہ اور گفتہ را ناگفتہ صادق نہ آئے گا اور تابعین اور تبع تابعین سے جو جو تقصیرین حفظ مراتب اہلبیت نبوی مین واقع ہوئین یقین ہی کہ اُنسے تو اغماض نکیا جائے مگر ہم روش سنت وجماعت کا حکم تابعین اور تبع تابعین پر بھی لگائے دیتے ہین اور بفرض محال کلہم عدول بھی کیے دیتے ہین اور کف لسان بھی کرتے ہین مگر قاعدہ سنت وجماعت جو اخذ احادیث مین منقول ہی کہ فرقہ خوارج اور قدریہ اور شیعہ اور مرجیہ وغیرہ اور اصحاب بدع واہوا سے بھی آئمہ حدیث نے احادیث اخذ کیے ہین شیخ عبدالحق صاحب فرماتے ہین مختار آنست اگر داعی باشد بسوے بدعت خود و در مقام ترویج وتزئین آن بود قبول نکنند واگر چنین نبود قبول کنند پس یہ ہی قاعدہ یہان بھی جاری رکھنا چاہیے کہ جو مشاجرات ومحاربات مابین صحابہ واقع ہوئے اور آپس مین ایک دوسرے کی توہین وتذلیل مین احادیث وآیات بیان ہوئے مسموع نہون اور اسیطرح تابعین اور تبع تابعین اور علما دین بجہت خوشامد خلفائے جور وفساد بطمع جائزہ اپنے سنی اور فائدہ اپنے سنی توہین وتذلیل اہلبیت نبوی مین مصروف رہے اُنکے اقوال واحادیث جو مقام ترویج اور تزئین و تفخر و مباہات مین اُن خلفائے بنی امیہ اور بنی مروان کے وارد وصادر ہون قبول کیے نہ جائین اگرچہ وہ سب متصف بصدق لہجہ اور صیانت لسان اور تقوے اور ورع اور احتیاط کیون نہ ہون اس لیے کہ اگر پابندی اس قاعدہ کی نکیجائیگی تو کبھی یہ اقوال واحادیث منقولہ اصحاب معاویہ کو جو متصف بفئتہ باغیہ تھے اور دیگر معاونین ومصاحبان خلفائے اموئیہ اور مروانیہ کہ اکثر اُنمین اصحاب کبار رسول مختار بھی بالاتفاق تھے اہل بیت اور آل رسول پر سب وشتم کے مجاز ہو جائینگے اور کبھی باتباع اہلبیت دیر اقوال واحادیث منقولہ آل رسولؐ اور اصحاب ومعاونین علیؑ اُن سب پر لعن وطعن کرنیکے مستحق ہو جائینگے اور یہ امر بالضرور محال ہی پس اب ہم جواب لاجواب فصل ثانی کا جو

احمد رضا خان نے تحریر فرمایا ہی لکھتے ہین و بہ نستعین قولہ فصل دوم اقول فصل دوم مین جو حدیث چہارم جو سیدنا عباس عم رسول اللہ سے صحیحین اور مسند امام احمد مین سے مذکور ہوئے ارشاد الساری وقسطلانی شرح صحیح بخاری جز ششم باب قصہ ابیطالب مین باین اسناد مذکور ہی حدثنا مسدد هو ابن مسرهد قال حدثنا یحیی بن سعید القطان عن سفیان الثوری انه قال حدثنا عبدالملك بن عمیر حدثنا عبدالله ابن الحارث بن نوفل ابن الحارث بن عبدالمطلب قال حدثنا العباس بن عبدالمطلب قال للنبی صلعم ما اغنیت عن عمك فوالله كان یحوطك و یغضب لك قال هو فی ضحضاح من نار ولولا انا لكان فی الدرك الاسفل من النار یعنے مسدد نے یحیی سے اور اُنھون نے سفیان ثوری سے اور اُنھون نے عبدالملک ابن عمیر سے اور اُنھون نے عبداللہ ابن حارث سے اور اُنھون نے حضرت عباس سے اس حدیث کو لیا ہی سفیان ثوری امام علم حدیث ہین ورع اور زہد مین مشہور اور ائمہ مجتہدین مین معدود ولادت انکی سنہ ۹۶ خلافت سلیمان ابن عبدالملک مین ہوئی اور وفات انکی سنہ ۱۶۱ خلافت مہدی مین ان سفیان ثوری نے عبدالملک ابن عمیر سے اس حدیث کو سنا ولادت عبدالملک ابن عمیر سنہ ۳۳ مین ہوئی جب سفیان ثوری سولہ برس کے ہوئے تو عبدالملک تہتر برس کے ہوچکے کہ سنہ ۱۱۲ خلافت ہشام کی تھی اور یہ سن ابتداء بلوغ و مراہق کہلاتا ہی انتہا اسکی اکیس سال ہی اور بائیسوین برس سے سن فتی اور سن رشد شروع ہوتا ہی تو سفیان ثوری کے بائیس برس کے سن مین عبدالملک ابن عمیر کا سن چھیاسی برس کا ہوا کہ سنہ ۱۱۸ ہجری تھی علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین اسطرح تحریر فرماتے ہین ثقة فقیه تغیر حفظه وربما دلس پس سفیان ثوری کا عبدالملک ابن عمیر سے اخذ روایات کرنا اُنکے ۸۶ و ۷۰ برس کے سن مین کہ جس سن مین تغیر حفظه وربما دلس کے مصادق ہو چکے تھے نہایت حیرت خیز ہی اور پھر وہ روایت صحیحین مین امام بخاری و امام مسلم کا نقل فرمانا اور بھی حیرت افزا ہی اور ایسی روایت پر اعتماد کرنا اور اُسکو صحیح جاننا سب سے زیادہ عجیب ہی کہ ایسے وقت کی حدیث مین کسی احتمال سے صحیح ہونیکی گنجایش باقی نہین رہتی اس حدیث کو صحیح کہہ سکتے ہی نہین اس سبب سے کہ وجوہ طعن مین شیخ عبدالحق صاحب فرماتے ہین وجہ پنجم سوء حفظ است اور اسکی تفصیل مین فرماتے ہین کہ سوء حفظ اگر لازم حال وی در جمیع اوقات عمر است گرد حدیث وی معتبر نبود و این قسم را شاذ گویند بر راے بعض محدثین و اگر طاری و عارض شدہ بجہت عارضے مثل اختلال حافظہ بکبر سن یا ذہاب بصر یا فوات کتب این قسم را مختلط نامند پس عبدالملک ابن عمیر کے نسبت تو تغیر حفظه وربما دلس بھی ہی تو یہ حدیث مختلط بھی قرار پائے اور مدلس بھی اب آپ فرمائینگے کہ صحیحین مین تو موجود ہی تو ہم پہلے عرض کرچکے ہین کہ تسمیہ صحیحین کا بطریق تغلیب ہی ثانیاً ہم پہلے بقول علامہ ذوالفقار علی صاحب وجہہ بیان کر آئے ہین کہ امام بخاری کی عادت ہی کہ وہ ذکر علی کو ساقط کردیتے ہین اور وہ برگشتہ ہین اس سبیل سے پس جب وہ ذکر مناقب علی ساقط کرنیکے عادی ہین اور منحرف اور برگشتہ ہین اس سبیل سے تو بالضرور علی اور اُنکی اولاد اور اُنکے آبا و اجداد کی توہین اور تنقیص و تذلیل کے بھی عادی اور حریص ہونگے اور دلیل اسپر اسی حدیث مختلط اور مدلس کا اپنی صحیح مین وارد کرنا ہی لیجیے صحیحین کی حدیث ہی اور کسی طرح صحیح نہین قرار پاسکتی ثالثاً ابن خلکان احوال عبدالملک ابن عمیر

قسطلانی جز ۶ صفحہ ۱۶۰
سطر ۲۳ مطبوعہ نولکشور

تقریب تہذیب
صفحہ ۲۳۶

اشعۃ اللمعات جلد اول
صفحہ ۴

اسطرح لکھتے ہیں کان قاضیا علی الکوفۃ بعد الشعبی کہ قاضی کوفہ ہوئے بعد شعبی کے تھے بن اسن عبدالملک بن عمیر کا پچاس برس کا یا کچھ کم تھا کہ خلافت عبدالملک بن مروان کی ۶۵ھ سے ۸۶ھ تک رہی پھر ابن خلکان لکھتے ہیں روی عن جابر ابن عبداللہ ومن اخبارہ انہ قال کنت [illegible] عبدالملک بن مروان بقصر الکوفہ حین جیٔ براس مصعب ابن زبیر فوضع بین یدیہ فرانی [illegible] تعدت فقال لی مالک فقلت اعیذک یا امیر المومنین کنت بھذا القصر [illegible] عبیداللہ ابن زیاد فرایت راس الحسین ابن علی بین یدیہ فی ھذا المکان ثم رایت فیہ مع المختار بن ابی عبید الثقفی فرایت راس عبیداللہ ابن زیاد فیہ بین یدیہ ثم انت فیہ مع مصعب بن زبیر فرایت راس المختار فیہ بین یدیہ ثم ھذا راس مصعب بن زبیر بین یدیک قال فقام عبدالملک من موضعہ [illegible] ذالک الطاق الذی کنا فیہ وکانت وفاتہ سنتہ ست وثلثین ومائۃ وھو ابن [illegible] روایت ہی جابر ابن عبداللہ سے کہا عبدالملک بن عمیر نے کہ میں قصر کوفہ میں عبدالملک ابن مروان کے پاس بیٹھا تھا اسوقت سر مصعب بن زبیر کا لایا گیا اور آگے رکھا گیا اُسنے مجھے دیکھا [illegible] میں کانپنے لگا اُسنے مجھسے پوچھا کہ یہ کیا حال ہی تیرا میں نے کہا کہ پناہ مانگتا ہوں میں تیرے [illegible] خدا سے ای امیر المومنین کہ اسی مقام پر اسی قصر میں عبیداللہ ابن زیاد کے پاس بیٹھا تھا میں کہ دیکھا میں نے سر حسین ابن علی کو اسی مقام پر بعدہ اسی قصر میں مختار بن عبیدہ ثقفی کے ساتھ بیٹھا تھا میں دیکھا میں نے سر عبیداللہ ابن زیاد کا اسی جگہ پر پھر میں اسی قصر میں مصعب بن زبیر کے پاس بیٹھا تھا کہ سر مختار کو اسی مقام پر دیکھا میں نے اب یہ سر مصعب ابن زبیر تیرے سامنے آیا ہی عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ اُٹھ کھڑا ہوا عبدالملک ابن مروان اور حکم کیا کہ اس طاق کو منہدم کردو کہ ہم جسمیں تھے اس بیان سے ابن عمیر کے صاف ظاہر ہی کہ عبیداللہ ابن زیاد کی مصاحبت میں سر امام حسینؑ کا تماشا کیا اور مصاحبت ترک نہ کی پھر رفاقت مختار میں سر عبیداللہ ابن زیاد کا مشاہدہ کیا اور ترک رفاقت اُنکی بھی نہ کی پھر مصعب ابن زبیر کی معیت میں سر مختار کا نظارہ کیا اور معیت سے کنارہ نہ کیا پھر عبدالملک ابن مروان کی مصاحبت میں سر مصعب ابن زبیر کی زیارت کی ورار تعادوار تعاش تمام بدن میں پیدا ہوا اور خدا سے پناہ مانگنے لگے امیر المومنین عبدالملک ابن مروان کے لیے سبحان اللہ کیا محبت تھی عبدالملک ابن مروان کی کہ تمام بدن میں رعشہ پڑ گیا اور حق تعالے سے دعا نکلنے لگے اور بدبختی مکان سے آگاہ کرکے انہدام قصر کرادیا مگر جب سر سید الشہدا دیکھا نہ بدن میں رعشہ ہوا نہ زبان کی حرکت ہوئی نہ خدا سے پناہ مانگی بلکہ بطیب خاطر مصروف تماشا رہے ان ابن ابی عمیر نے فقط سر سید الشہدا دیکھنے کا اقرار کیا لیکن فقط سر ہی نہیں دیکھا بلکہ تمام اہل بیت عصمت و طہارت کو سر برہنہ دربار عام میں مثل بندیان ترک و دیلم رسیدہ [illegible] ہوا ذلت وحقارت سے اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھا اور غالب ہی کہ تہنیت ومبارک باد دیا کئے ہونگے عبیداللہ ابن زیاد کو غرض [illegible] عبدالملک ابن مروان مذکور بھی

ہو چکا ہی کہ خاندان رسول کا دشمن تھا جس نے حکم دیا تھا کہ اتقاء کرو محبت علیؑ سے اور ابن عمیرہ کے ہاتھ پاؤن کاٹکر درخت مین لٹکا دیا تھا کہ محبت اہلبیت کی یہ سزا ہی اور علی ابن عبد اللہ ابن عباس کی کنیت ابو الحسن تھی عبد الملک بن مروان نے کہا کہ نام اور کنیت کو اپنی بدل ڈالو مجکو اس نام سے اور کنیت سے عداوت ہی مین نہین چاہتا کہ اس نام اور کنیت سے کوئی شخص موسوم اور مکنی ہو چنانچہ ابن خلکان نے بھی اسی حوال کو اس عبارت سے لکھا ہی قال الحافظ ابو نعیم فی کتاب حلیۃ الاولیاء انہ قدم علی عبد الملک ابن مروان فقال لہ غیر اسمک وکنیتک فلا صبر لی علی اسمک وکنیتک فقال اما الاسم فلا واما الکنیۃ فاکنی بابی محمد فغیر کنیتہ وانتہی کلام ابی نعیم پھر ابن خلکان لکھتے ہین قلت وانما قال لہ عبد الملک ہذہ المقالۃ لبغضہ فی علی بن ابی طالبؓ کرہ ان یسمع اسمہ وکنیتہ یعنے ابن خلکان کا قول ہی کہ عبد الملک ابن مروان نے بے شک بغض علی ابن ابیطالب سے یہ خواہش کی کہ سنا اسم وکنیت علیؑ کا اُسکو کریہہ معلوم ہوتا تھا حاصل یہ کہ زمانہ خلفائے مروانیہ مین محبان اہلبیتؑ پر جو جو سختیان گذری ہین بیان سے باہر ہی تاریخ ابو الفدا مین مرقوم ہی کہ سنہ ۱۲۱ اور قبل سنہ ۱۲۲ مین زمانہ ہشام ابن عبد الملک کا تھا زید ابن علی بن حسین ابن علی ابن ابیطالب کو یوسف ابن عمر ثقفی نے شہید کیا زید کے ہمراہیون نے ان کی نعش کو مخفی دفن کر دیا یوسف ابن عمر نے سراغ لگا کر اُنکی قبر کو کھدوا کر سر زید شہید کاٹ کر ہشام کے پاس بھیجدیا اُس نے دمشق مین اُس سر کو لٹکوا دیا اور جثہ زید کو صلیب پر چڑھا دیا حتے کہ تین برس یا چار برس وہ سر لٹکا رہا اور بدن مصلوب سنہ ۱۲۵ھ مین ہشام مرا اُس وقت ولید خلیفہ ہوا اُسنے بدن مصلوب زید کو جلوایا حاصل یہ ہی کہ ابن عمیر کی وفات سنہ ۱۳۶ھ مین ہوئی اگر محبت آل رسول بھی ہوتی تو اُسکو ظاہر نفرماتے مگر اُنکی سوانح عمری سے جو اوپر مذکور ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ محبت مروان تھی اگر اُنکے حفظ مین تغیر بھی نہ ہوا ہوتا اور تدلیس بھی اُنپر غالب نہ ہوتی اور علی ابن ابی طالب یا اُنکے باپ ابو طالب کو کافر کہتے اور حدیث وضع فرماتے تو اُنکو شایان تھا مگر ہم تو اُنپر بھی بروش سنت جماعت کف لسان کر کے کہتے ہین کہ یہ حدیث اُنھون نے اپنے امام عبد الملک ابن مروان کی خوشامد مین بطمع فائدہ ہائے سنی و رجائزہائے بہنی بیان فرمائی یہ حدیث کسی طرح قابل اعتماد نہین ہو سکتی کہ اخذ حدیث مین شرط ہی کہ خوارج اور روافض و رشیعہ اور اہل بدع واہوا اگر ہون اور خود کے مذہب کی ترویج مین جو حدیث بیان کرین وہ قابل قبول نہین ہی کہ شیخ عبد الحق صاحب فرماتے ہین کہ اگر داعی باشد بہ بدعت خود و در مقام ترویج و تزئین آن بودہ قبول نکنند پس ویسا ہی یہان بھی تصور کرنا لازم و واجب ہی کہ اگر داعی باشد بطمع فایدہ ہائے بہنی و جائزہ ہائے سنی خود و در مقام خوشامد خلیفہ وقت باشد قبول نکنند پس یہ حدیث اگرچہ صحیحین اور مسند مین اور مسند امام احمد مین بھی مذکور ہی مگر قابل اعتماد اور قبول نہین ہو سکتی

قولہ حدیث پنجم صحیحین اور مسند مین ابو سعید خدری سے ہی ان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ذکر عندہ عمہ ابو طالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح فی

ابوالفدا جلد ۱ ص ۲۱۷

فی النار یبلغ کعبیہ یغلی منہ دماغہ یعنے حضور اقدس سید عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے سامنے
ابوطالب کا ذکر آیا فرمایا مین اُمید کرتا ہون کہ روز قیامت میری شفاعت اُسے یہ نفع دیگی کہ جہنم مین پاؤن
تک کی آگ مین کردیا جائیگا جو اُسکے ٹخنون تک ہوگی جس سے اُسکا دماغ جوش ماریگا یونس ابن بکیر نے حدیث
محمد ابن اسحق سے یون روایت کی ہی یغلی منہ دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ اُسکا بھیجا ابل کر پاؤن پر
گریگا عمدۃ القاری وارشاد الساری شرح صحیح بخاری ومواہب لدنیہ وغیرہ مین امام سہیلی سے منقول ہی
الحکمۃ فیہ ان اباطالب کان تابعا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بجملتہ الا انہ
استمر ثابت القدم علی دین قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ خاصۃ لتثبیتہ ایاھما
علی دین قومہ یعنے ابوطالب کے پاؤن تک آگ رہنے مین حکمت یہ ہی کہ اللہ عزوجل جزا مشاکل عمل دیتا ہی
ابوطالب کا سارا بدن حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی حمایت مین صرف رہا ملت کفر پر ثابت قدمی
نے پاؤن پر عذاب مسلط کیا اسیطرح تیسیر شرح جامع الصغیر وغیرہ مین ہی **اقول** یہ حدیث بحمد اللہ صحیحین اور مسند
مین موجود ہی چنانچہ قسطلانی وارشاد الساری شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین حدثنا عبد اللہ ابن یوسف
التنیسی قال حدثنا بالجمع ولابی ذر حدثنی الیث ابن سعد قال حدثنا بالجمع ولابی ذر
حدثنی ابن الہاد ھو یزید ابن عبد اللہ ابن اسامہ ابن الہاد اللیثی عن عبد اللہ ابن
حباب الانصاری التابعی عن ابی سعید سعد بن مالک بن سنان الخدری انہ سمع
النبی ذکر عندہ عمہ ابوطالب فقال لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح
من النار یغلی منہ دماغہ دوسری سند حدثنا ابراہیم ابن حمزۃ الزبیری الاسدی
المدنی قال حدثنا ابن ابی حازم عن سلمۃ ابن دینار والدہ والدراوردی عبد العزیز ابن
محمد عن یزید ابن الہاد لہذا الحدیث المذکور وقال تغلی منہ ام دماغہ وفی روایۃ
یونس عن ابن اسحق فقال یغلی منہا دماغہ حتی یسیل علی قدمیہ اس حدیث مین علامہ ابن
حجر عسقلانی نے احوال دراوردی اسطرح تحریر فرماتے ہین عبد العزیز ابن محمد بن عبید الدراوردی
ابو محمد الجہنی مولاھم المدنی صدوق کان یحدث من کتب غیرہ فیخطی قال النسائی
حدیثہ عن عبید اللہ العمری منکر من الثامنۃ مات سنۃ ست او سبع وثمانین یہ
عبد العزیز صدوق ہین کتب غیر سے حدیث بیان کرتے ہین پس خطا کرتے ہین نسائی کہتے ہین کہ حدیث انکی
عبید اللہ عمری سے منکر ہی طبقہ ثامنہ سے ہین ۱۸۶ھ یا ۱۸۷ھ مین مرگئے جو زمانہ خلافت ولید ابن عبد الملک ابن
عبد الملک بن مروان کا تھا ابن ابی حازم سلمہ ابن دینار ۱۳۴ھ مین مرگئے یا کچھ قبل اسکے امام بخاری نے
عبد العزیز ابن محمد کو کہ خاطی تھے ابن ابی حازم سے مقرون کرکے حدیث انکی اپنی صحیح بخاری مین درج فرمائی
خلافت عبد الملک بن مروان مین اُنھون نے وفات فرمائی یہ وہ زمانہ دشمنان اہلبیت کا تھا کہ محب اہلبیت

جن جن کے قتل کیے جاتے تھے اور بعض روایات سے تو ثابت ہوتا ہی کہ فرمایا تھا پیغمبر خدا نے کہ فرعون میری
اُمت کا ولید نامے ایک شخص ہوگا پس یہ ہی ولید ابن عبد الملک ابن مروان فرعون امت محمدی تھے اور
بعضین خلفائے بنی مروان کے وقت مین ذلت و حقارت اہل بیت و محبان اہلبیت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا گیا جسکو ہم مکرر ذکر کر چکے ہین پھر یہ حدیث منقولہ درا ورد اگرچہ مفرد نابغیرہ یعنے عبد العزیز
ابن ابی حازم سے بھی بیان فرمائی گئی صحیح و قابل اختلاج نہین ہو سکتی کہ اُن خلفائے جور و فساد اور
معاندین و خاذلین اہل بیت کے وقت مین مذکور ہوئی ہی کہ جو نام علیؑ و اہل بیت سننے سے بھی بیزار
تھے اور بغیر عداوت اہلبیت و اظہار بغض علی کوئی شخص مناصب جلیلہ اور فوائد و مراتب جمیلہ کا
مستحق ہوتا تھا یہ حال تو راویان حدیث کا ہی اب ختم اسناد ابو سعید خدری پر ہی جنکا اسم مبارک سعد ابن
مالک ابن سنان ہی یہ بزرگوار بھی معتزلین بیعت مرتضوی سے جیسا ابو الفدا نے لکھا ہی اس مضمون کو
بھی ہم بصراحت بیان کر آئے ہین مگر زیادتی بصیرت کے واسطے مکرر عبارت ابو الفدا کو نقل کیے دیتے ہین
وہ عبارت یہ ہی بایعته الانصار الا نفرا قلیلا منهم حسان ابن ثابت وکعب
ابن مالك ومسلمه ابن مخلد وابو سعید الخدری ونعمان ابن بشیر ومحمد ابن مسلمه
وفضاله ابن عبید وکعب بن عجره وزید ابن ثابت وکان هولاء قد ولاهم عثمانؓ
علی الصدقات وغیرها وکذلك لم یبایع علیا سعید بن زید وعبد الله ابن سلام و
صهیب بن سنان واسامه ابن زید وقدامه ابن مظعون والمغیره ابن شعبه وسموا
هولاء المعتزله لاعتزالهم بیعته علی یعنے بعد شہادت عثمان و بیعت مہاجرین و انصار باجید کرار
قاتل کفار تھوڑے صاحبون نے اعتزال کیا بیعت علیؑ سے بقول ابو الفدا وہ لوگ معتزلی ہوئے پس یہ ابو سعید
خدری معتزلین مین سے تھے اعتزال کے معنے اہل لغت نے بیکسو شدن کے لکھے ہین اور قاموس مین
بھی عزله یعزله فاعتزله وانعزل وتعزل نحاه جانبا فتنحی پس مطابق معنے لغوی جو لوگ بیعت
علی کو چھوڑ کر ایک جانب ہوگئے اور بیعت علی کو عمار فتنہ قرار دیا اور ناکثین و قاسطین مین جا ملے اور باوجود
اجماع صحابہ فتنہ اُنکے اجماع سے مخالفت کی وہ لوگ معتزلہ ہوئے اور راس و رئیس معتزلین ابو موسی
اشعری تھے کہ جنہوں نے امام حسنؑ کو یہ حدیث بیان فرمائی کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہی کہ بعد میرے فتنہ برپا ہوگا
[illegible] بہتر ہو قائم سے اور قائم بہتر ہی ماشی سے اور ماشی بہتر ہی راکب سے اور یہ امر متواترات سے
ہے کہ [illegible] تابعین علیؑ باوجود ماشی و راکب ہونے کے مصروف جدال و قتال بھی ہوئے پس معنی
[illegible] اور تابعین [illegible] یعنے اصحاب جمل [illegible] جو شریک حضرت علی ہوئے تھے [illegible]
[illegible] معین ہوا [illegible] و تارکین بیعت علی [illegible] اور قاسطین
[illegible]

اور واصل اُنکے شاگرد سے مشہور ہی کہ حسن بصری نے واصل کو کہا اعتزل عنا واصل فسمی هو واصحابه
معتزله یہ اعتزال ثانوی ہی ورنہ فی الحقیقت تارکین بیعت علی معتزلہ اولی ہین اور جسطرح اعتزال ثانوی کی
معتزلہ مخالف مذہب حسن بصری قرار پائے اُسیطرح معتزلہ اعتزال اول کے بھی مخالف مذہب علی ہوئے پس
تارکین بیعت علی کے روایات جو توہین و تنقیص و تذلیل علی میں ہون کسی طرح قابل قبول نہین ہوسکتین خصوصا
جب وہ راوی معتزلین اور مثل ناکثین اور قاسطین اور فرقہ باغیان وطاغیان مین محسوب ہون پس
یہ ابو سعید خدری منجملہ اُن اصحاب کے ہین کہ ترک بیعت کر کے شام چلے گئے اور اہل شام کا اعتقاد بہ نسبت
علی بن ابی طالب کے مشہور اور کتب سیر و تواریخ و حدیث مین مسطور اور اسی رسالہ مین شمہ اُسکا مذکور
ہو چکا ہی جنکے اکراہ امام نسائی تک مقتول ہوگئے پس اگر وہ لوگ باعلان جناب امیر کو اور اہلبیت کو کافر کہین
اور فقط جناب ابوطالب کو کافر کہین اور اُن کے کفر کی حدیثین وضع فرمائین تو نہ وہ قابل لوم ہین نہ
وہ حدیثین قابل احتجاج اب رہا صحیحین اور مسند مین ہونا وہ بھی ہم بیان کر چکے ہین کہ ایک راوی اس کے
دراوردی جو مخاطی ور حدیث اُنکی منکر ہی اور ختم سند ابو سعید خدری پر ہی اور امام بخاری کی عادت ہی
کہ وہ ذکر علی کو قطع کر دیتے ہین اور اس سبیل سے برگشتہ ہین پھر اگر اس حدیث کو بھی اپنی صحیح مین داخل
فرمایا تو بھی قابل احتجاج نہین ہوسکتی اس مقام پر ہم معتزلین اولین کا ایک اعتقاد اور بھی عرض کر دین علامہ
شہرستانی تحریر فرماتے ہین فی الفریقین من اصحاب الجمل واصحاب صفین ان احدهما مخطئ
لا بعینه وکذلک قوله فی عثمان وقاتلیه وخاذلیه قال احد الفریقین فاسق لا محالة
کما احد المتلاعنین فاسق لا بعینه وقد عرفت قوله فی الفاسق واقل درجات
الفریقین انه لا یقبل شهادتهما کما لا یقبل شهادة المتلاعنین یعنے اصحاب جمل کے دونو
فریقون مین سے اور اصحاب صفین کے دونو فریقون مین سے ایک اُن دونو کا مخطی ہی لا بعینہ یعنے ہم
کسیکو معین نہین کر سکتے اسیطرح قول اُسکا ہی بہ نسبت عثمان کے اور قاتلین اور خاذلین عثمان کے کہ ایک
اُن دونون کا لا محالہ فاسق ہی جیسا کہ احد المتلاعنین فاسق ہین اور اقل مدارج فریقین یہ ہی کہ اُن کی
شہادت مقبول نہو پھر بعد دو تین سطرون کے لکھتے ہین لو شهد رجلان من احد الفریقین مثل
علی ورجل من عسکرہ او طلحه و زبیر لم یقبل شهادتهما یعنے دونون فرقون کے دو شخص مثل
علی یا کوئی شخص لشکر علی کا یا طلحہ و زبیر کی عم گواہی مقبول نہین اور تارکین بیعت علی کا یہ ہی عقیدہ تھا بہ نسبت
علی کے اور یہ ہی سبب ہوا ترک بیعت یا نکث بیعت کا اور وہ لوگ ملحق ہوئے عسکر طلحہ اور زبیر سے یا شام
جا کر اصحاب معاویہ ہوئے پس اُن کی شہادت بہ نسبت علی اور اہلبیت کے اور علی کے باپ ابوطالب کے
کیونکر مقبول ہوسکتی ہی پس حدیث منقولہ ابو سعید خدری بہ نسبت جناب ابوطالب کے اگرچہ تمام صحاح ستہ
مین کیون نہو مقبول نہین ہوسکتی عمدۃ القاری اور ارشاد الساری اور مواہب سے جو عبارت آپنے

نقل فرمائیے وہ آپکے مطلوب کی منافی و رہماری موید بلکہ مثبت ایمان جناب ابوطالب ہی امام سہیلی کا قول
روض الانف میں فیہ ان اباطالب کان تابعا لرسول اللہ بجملتہ یعنے ابوطالب بتحقیق کہ تھے پیرو رسول اللہ
کے تمامہ پہلے تو آپ بیان کر آئے ہین کہ ابوطالب حامی و ناصر و معین و یاور و کفیل تھے رسول اللہ کے اب امام
سہیلی نے اس حدیث کی شرح میں بصاف صاف فرما دیا کہ ابوطالب تابع رسول اللہ تھے بجملتہ اور اصطلاح محدثین
میں تابع اور تابعین مسلم اور مسلمین کو کہتے ہین اور اہل لغت خصوصا قاموس میں لکھی کہ تبع کفرح تبعا
بالتحریک وتباعتہ مشی خلفہ اور تبعہ ای لحقہ اور تابع بمعنی عاشق کے بھی ہین تو امام سہیلی
کی عبارت کے معنے یہ ہوئی کہ تھے ابوطالب پیرو تمامہ یعنے بتمامہ قدم بقدم رسول اللہ کے چلتے تھے اور ملحق
برسول اللہ تھے اور عاشق رسول اللہ تھے پس جناب ابوطالب کا پیرو ہونا رسول اللہ کا یعنے قدم بقدم
رسول اللہ کے چلنا اور ملحق ہونا آنحضرت سے اور عاشق ہونا انکا اور مسلم ہونا انکا ثابت ہوتا ہی اب رہی حکمت
حکیم مطلق کہ جسکی سبب سے پاؤنپر عذاب مسلط ہوا جسکا سبب امام سہیلی نے ہے ثم ثابتا القدم علی دین
قومہ فسلط العذاب علی قدمیہ فرمایا اولاً تو اس عبارت کا ترجمہ آپنے فرمایا کہ ملت کفر پر ثابت قدمی
نے پاؤن پر عذاب مسلط کیا دین قوم سے ملت کفر مراد لینا یہ آپ کی کمال عداوت ہی اسواسطے کہ ابتدای نزول
وحی سے تا بوقت ظہور دعوت عام کہ تین سال ہوگئے تھے اور آنحضرت نے دو مرتبہ طعام قلیل طیار کرایا
اور تمام بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور ابلاغ رسالت فرمائی اسوقت جناب ابوطالب نے فرمایا کہ ای محمد مجکو
کوئی امر تیری اعانت سے زیادہ محبوب نہین ہی اگر یہ سب قبول کرین تو مین سب پر سبقت کرتا ہون ورنہ مین
دین عبدالمطلب پر ہون اور وہ حدیث جو آپ بحث آیہ انک لا تہدی اور آیہ ما کان للنبی مین بیان
کر آئے ہین کہ جناب ابوطالب کا آخر ما کلمہم بہ علی ملتہ عبدالمطلب تھا اور بعض روایت مین علی
ملتہ الاشیاخ فرمایا اور قسطلانی مین تحت حدیث ہذا امام سہیلی سے علی دین قومہ کے مقام پر علی دین
عبدالمطلب موجود ہی پس جب تک آپ کفر جناب عبدالمطلب و رتمام اشیاخ ابوطالب کا کہ وہ سب
اشیاخ رسول اللہ ہین ثابت نفرمائیے گا وہانتک علی دین قومہ سے ملتہ کفر مراد لینا آپکا کفر ثابت کریگا
جسکو ہم مکرر بیان کر چکے ہین اگر آپ دین قوم سے مراد گروہ موجودہ لین کہ جو اسوقت موجود تھے تو جواب
اسکا ظاہر ہی کہ کبھی جناب ابوطالب نے نہ اس گروہ سے کہا کہ مین تمھارے دین پر ہون نہ کسی دوسرے سے
اقرار کیا بلکہ جب فرمایا تو یہ ہی کہ مین دین عبدالمطلب پر ہون پس یہ استقرار ثابت قدمی کا علی دین قومہ ثابت
ہو تو وہ دین عبدالمطلب کہ دین ابراہیم تھا قرار پائے گا اور نیز حق تعالے نے
واتبع ملتہ ابراہیم فرما دیا اس بات پر جناب ختمی مآب بھی تھے پس ملت ابراہیمی کو ملت کفر خطاب کرنا
مخاطب کے کفر کی دلیل واضح ہی ثانیاً حدیث چہارم اور پنجم کے ترجمہ مین آپ بیان کر آئے ہین کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ مین نے اسے سراپا آگ مین ڈوبا ہوا پایا تو اسے کھینچ کر پاؤن تک کی آگ مین کر دیا اور امام اہلسنت

حجر کے بیان سے آپ ثابت کر چکے کہ شفاعت یعنے پاؤن تلک کی آگ مین کر دینا آنحضرت کی خصوصیت سے
ہوا اسی حدیث پنجم مین یہ عبارت بھی موجود ہی لعله تنفعه یوم القیامة فیجعل فی ضحضاح پھر آپنے امام
سہیلی سے نقل فرمایا کہ اللہ عزوجل جزاء بشکل عمل دیتا ہی ابوطالب بن قوم پر ثابت قدم رہے اس سبب سے
پاؤن پر عذاب مسلط ہوا دیکھی حدیث صحیحین مین اور حکمت اللہ مین تعارض و تناقض موجود ہی کہ جب حق تعالی
نے ابوطالب کو جزاء بشکل عمل دی تو پھر خصوصیت آنحضرت کہان رہے اور قول آنحضرت لعله تنفعه
شفاعتی نے کیا نفع بخشا اگر امام سہیلی کا مقولہ من باب النظر فی حکمة اللہ صحیح ہی تو صحیحین کی دونون
حدیثین غیر صحیح اور اگر دونو حدیثین یعنے چہارم اور پنجم صحیح ہین تو قول امام سہیلی کا غیر معتبر ثالثاً استمر ثابت
القدم علی دین قومہ مین ثابت القدم استعارہ ہی اسواسطے کہ کفر و ایمان فعل قلب کا نام ہی جسکو ہم
بحث ایمان و کفر مین ثابت کر آئے ہین پس قلب کو ایک شخص تصور کیا جائے اور اُسکے جوارح فرض کیے
جائین در کہا جائے استمر ثابت القدم تو عبارت کے معنے درست ہون اور استعارہ حدیث نبوی مین
بھی واقع ہوا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا الفتنة نائمة لعن اللہ من ایقظها فتنہ کو ایک شخص تصور
کرکے متصف بہ نوم و یقظہ کیا اب فرمایئے کہ یہ کون سی حکمت ہی کہ فرضی قدمون کے عوض مین حقیقی قدمون پر
عذاب مسلط ہو اور فرضی قدمون کے ثبات پر اصلی قدم جو ابتدا سے انتہا تک حفاظت و حراست مین ثابت
رہے ہون اور ایک دم خدمت آنحضرت سے جدا نہ ہوئے ہون رات کو مثل پروانہ گرد آنحضرت پھرتے ہون
تمام شب قائم رہتے ہون کہ کوئی کافر گزند نہ پہنچانے پائے آنحضرت کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر
چھپاتے پھرتے ہون اور تمام کفار عرب کے مقابلہ پر مرتے دم تک قائم رہین اُنپر تو عذاب مسلط ہو اور
فرضی پاؤن چین سے استراحت کرین سبحان اللہ کیا خوب حکیمانہ تحقیق ہی آپکی کیون نہ ہو حکمت حق تعالی
کو بھی آپنے بقواعد حکیمانہ ثابت کر دیا بیشک اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ حق تعالی جزاء ہم شکل عمل دیتا ہی
اسی سبب سے جناب ابوطالب کے قدمون پر عذاب کو مسلط کیا واہ واہ کیا عالمانہ تحقیق ہی مگر اس تقریر سے
آپکی اور امام سہیلی کی عبارت سے صحیحین کی حدیثون کو خلعت فاخرہ موضوعیت بھی مل گئی رابعاً الغرض محال
الا انہ استمر ثابت القدم الخ کو تسلیم بھی کر لین اور یہ بھی قبول کر لین کہ حق تعالی جزاء ہم شکل عمل دیتا ہی
تو پھر جناب ابوطالب تابع تھے رسول اللہ کے انجلیة اور جزاء بسبب ثابت قدمی کے ہم شکل عمل دی گئی تو یغلی
منه دماغه حتی یسیل علی قدمیه خلاف حکمت قرار پاتا ہی کہ تابع انجلیة مین دماغ مستثنے نہین کیا گیا
پھر بیگناہ دماغ کو کہ تابع رسول اللہ تھا ضحضاح نار نے کیون غلیان دیا کہ بیگناہ تھا اور بلکہ قدمونپر گر کر داخل
ضحضاح ہوا سبحان اللہ آپکی نظر حکیمانہ ہی کہ خیال مجنونانہ اور یہ کلام عالمانہ ہی کہ بیان وحشیانہ خامساً امام سہیلی
کے کلام کو آپ سمجھے نہین کہ یہ احادیث جو صحیحین مین ہین امام سہیلی کو ظاہر لبظاہر رد کرنا ان حدیثون کا منظور
ہوا بسبب حفظ مراتب امام بخاری و امام مسلم کے بابت وجہ امام موصوف نے حکیمانہ طور سے رد بھی فرمائی

اور موضوعیت بھی ثابت کردی بگوش دل اور بعقل سلیم سنیئے اور سمجھیے فرماتے ہین کہ ان اباطالب کان تابعًا
لرسول اللہ بجملتہ اور یہ نہ کہا کہ ان اباطالب کان ناصرًا وحامیًا لرسول اللہ بجملتہ چونکہ امام
سہیلی کو اثبات اسلام وایمان ابوطالب کرنا منظور تھا ورنہ اس حدیث کی شرح مین تابعًا نفرماتے کہ اصطلاح
حدیث مین تابع مسلم اور مسلمین واحد وجمع دونون کے واسطے مصطلح ہی اور اہل لغت نے تابع کے معنے عاشق قدم
باقدم چلنے والے اور پیرو کے لکھے ہین الا انہ استمر ثابت القدم علی دین قومہ استثنا کرکے فرمایا کہ
وہ ہمیشہ ثابت قدم رہے دین پر اپنی قوم کے سبحان اللہ پہلے تو قدم با قدم رسول اللہ کے چلنے والے کہا اور
اب ثابت قدم دین پر اپنی قوم کے فرمایا غرض دین وایمان فعل قلب کا نام ہی جیسے ہم بحث ایمان وکفر مین
ثابت کر آئے ہین پس اب اس قلب کو ابوطالب فرض کیا جائے اور کہا جائے کہ دونون قدم فرضی ابوطالب
کے اپنی قوم کے دین پر ثابت رہے تو معنے درست ہون اس مقام پر امام سہیلی نے استمر علی ملۃ الکفر
رقم نہ فرمایا کہ استمرار ملت کفر پر ثابت ہو جاتا اور حدیث صحیحین کی صحت کی دلیل ہوتی ور آپنے اپنی عادت جبلی
یہان بھی ترک نہین فرمائی قسطلانی نے شرح صحیح بخاری مین تحت مقولہ امام سہیلی علی دین عبد المطلب لکھا ہی اور
آپ اُس مقام پر علی دین قومہ رقم فرماتے ہین اور معنے اُسکے ملت کفر لیتے ہین اور ان سب تحریفون کے بعد
کفر جناب ابوطالب ثابت فرماتے ہین یہ آپ نہین سمجھتے کہ امام سہیلی کی شرح ان صحیحین کی حدیثون کو موضوع بنائے
دیتی ہی غرض امام سہیلی بعد اُسکے فرماتے ہین فسلط العذاب علی قدمیہ لتثبیتہ ایاھما علی دین
قومہ یعنے دین قوم پر ثابت قدمی کے سبب سے قدمون پر حق تعالے نے عذاب مسلط کیا کہ خدا جزا ہمشکل عمل
دیتا ہی مراد امام سہیلی کی یہ ہی کہ ابوطالب کا عمل مومنین مرتکبین کبائر کا سا ہی ورنہ تمام تر عذاب کے مستحق ہوتے کہ
کفار کو تو شفاعت شافعین کی نفع نہین دیتی کہ حق تعالے و تنفعہم شفاعۃ الشافعین فرماچکا ہی
پس شرح کرنا امام موصوف کا معارض ور مضاد ہی حدیث صحیحین کی شرح تو جب ہوتی کہ یہ حکمت بیان فرماتے
اور فسلط العذاب علی قدمیہ کے مقام پر فسلطت علیہ غمرات النار لکن من برکتہ رسول اللہ وشفاعتہ
خرج منہا یعنے ملت کفر پر ہمیشہ رہنے کے سبب سے سراپا آگ مین داخل کیے گئے لیکن برکت رسول اللہ
سے اور اُنکی شفاعت سے غمرات نار سے نکال لیے گئے اور ضحضاح مین کردیے گئے پس اگر اسطرح سے
رقم فرماتے تو شرح حدیث کی کہلاتی اور صحیحین وغیرہ کی حدیثین صحیح قرار پاتین مگر امام موصوف نے ان حدیثون کی
ردکی ہی اور انکی موضوعیت ثابت کی ہی آپ نہ سمجھین تو امام سہیلی کا کیا قصور فتدبروا وتفہموا قولہ حدیث
بزار اور ابو یعلی ور ابن عدی و تمام جابر ابن عبد اللہ انصاری سے راوی ہین قیل للنبی صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم ہل نفعت اباطالب قال اخرجتہ من غمرات جہنم الی ضحضاح منہا یعنے حضور
اقدس سے عرض کی گئی کہ حضور نے ابوطالب کو کچھ نفع دیا فرمایا مین نے دوزخ کے غرق سے پاؤن تک
آگ مین کھینچ لیا امام عینی عمدۃ مین فرماتے ہین فان قلت اعمال الکفرۃ ہباءً منثورًا لا فائدۃ فیہا فما ہذا النفع

هذا النفع من برکة رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم وخصائصه اسکا بھی وہی مطلب ہی
کہ ابوطالب کو یہ نفع ملنا صرف حضور اقدس کی برکت سے ہوا ورنہ کافرون کے اعمال تو ہبارمنثورا ہوا پر اڑائے
ہوئے **اقول** حدیث ششم اور پنجم اور چہارم مین کوئی فرق زیادہ نہین ہی اور وہ سب بتشریح امام سہیلی بحمد
الله تعالی بفضل حق تعالی شانہ ہبا منثورا ہوگئین باوجودیکہ صحیحین اور مسندون سے منقول تھین
بلکہ انھین حدیثون سے مسلم ومومن وتابعین سے ہونا جناب ابوطالب کا ثابت ہوچکا اور وہ بیشین موضوعات
بن گئین تو اب اس حدیث ششم کی رد کی حاجت نہین رہی کہ خود راویان حدیث ہذا مجہول الحال ہین یا ضعفا
مین سے ہین کما قال الامام البخاری بن عدی جماعة من الضعفاء مجهولون بالروایات علیه
علی ان فی حدیثه بعض ما فیه اور علامہ ابن حجر نے کہا ابن عدی بن الکندی شیخ لعیسی ابن
یونس لم یسم ولا یعرف حاله اور اسی طرح ابو یعلی بھی صدوق ہین تکلم فی شأنہ ہین کہ علامہ
ابن حجر نے رقم فرمایا ہی اور امام عینی نے عمدہ مین جو فرمایا قلت هذا النفع من برکة رسول الله وخصائصه
اولا تو قول امام سہیلی جو اوپر مذکور ہوا وہ معارض ومضاد کلام امام عینی ہی اور ایک دوسرے کی رد کے لیے
کافی ہی نہ امام سہیلی کا کلام قابل استدلال ہی نہ امام عینی کا بیان منفعت بخشتا ہی ثانیاً اسنی المطالب مین جسکا
ترجمہ محبوب الرغائب ہی قول برزنجی اسطرح مذکور ہی فان قلت اثبت العلماء نوعا من الشفاعة للکفار
وجعلوا ذلک خصوصیة لنبینا ومثلوا ذلک بشفاعة لابی طالب وهی التخفیف من عذابه
یعنی اگر تو کہے کہ علما نے ایک قسم کی شفاعت کفار کے واسطے بھی ثابت کی ہی اور اسکو ہمارے نبی کا خاصہ
قرار دیا ہی اور اسکی تمثیل مین شفاعت کرنا آنحضرت کا ابیطالب کے لیے اور تخفیف عذاب ہونا بیان کرتے
ہین اسکا جواب چند سطرون کے بعد یون دیتے ہین کہ فلیس مستثنی من قوله تعالی فما تنفعهم شفاعة
الشافعین ولا مخصصا لعموم الآیة فهی باقیة علی عمومها ولیس عندهم مثال آخر یمثلون
به بشفاعة لاحد من الکفار غیر ابیطالب فان کان لهم دلیل آخر فلیبینه کی حتی ننظر فیه
یعنی قول خدا مین استثنا نہین ہی اور کوئی تخصیص بھی نہین ہی اور آیہ اپنے عموم پر موجود ہی اور ان علما کے
پاس کوئی دلیل بھی نہین ہی کہ بہ نسبت کسی کافر کی شفاعت نبی کی مثال دین پس اگر انکے پاس کوئی دوسری
مثال یا دلیل ہو تو بیان کرین کہ ہم اسمین نظر کرین فتدبر بلکہ احادیث متعددہ صحیحین اور دیگر صحاح مین موجود ہین
کہ فرمایا پیغمبر خدا نے شفاعتی لاهل الکبائر لمن لم یشرک بالله شیئا یعنی میری شفاعت ان اہل کبائر
کے لیے ہی کہ جس نے خدا کے ساتھ کسیکو شریک نہ کیا ہو اور یہ لام لمن کا اختصاص کے واسطے آیا ہی مثل لام
الحمد کے یعنی میری شفاعت مخصوص ہی اہل کبائر کے ساتھ امام احمد وطبرانی وابن ابی شیبہ نے ابی موسی
اشعری سے روایت کی ہی قال قال رسول الله انی خبأت شفاعتی وجعلتها لمن مات من
امتی لا یشرک بالله شیئا یعنی پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مین نے اپنی شفاعت اس شخص کے ساتھ

میزان الاعتدال صفحہ ۳۴۴

[illegible] صفحہ ۳۶۴

[illegible]

مخصوص کی ہی کہ جسنے میری اُمت مین سے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو وفی روایۃ لابی یعلی وابی نعیم
عن ابی ذر وھی نائلۃ منھم انشاء اللہ تعالیٰ من لم یشرک باللہ شیئا یعنے میری شفاعت
اُنکو پہونچیگی کہ جنھون نے شرک نہ کیا ہو اللہ کے ساتھ روایت کیا اُسکو احمد نے اپنی مسند مین اور ابو داؤد اور
نسائی اور ابن حبان نے اور حاکم نے انس ابن مالک سے مستدرک مین اور روایت کیا اسکو طبرانی نے کبیر
مین ابن عباس سے اور خطیب نے ابن عمر سے اور کعب بن عجرہ سے اور اوسط مین بسند حسن ابو سعید
خدری سے قال قال رسول اللہ انی خبأت شفاعتی لامتی وھی بالغۃ انشاء اللہ تعالیٰ
من مات لا یشرک باللہ شیئا یعنے مین نے اپنی شفاعت کو اپنی اُمت کے لیے موخر رکھا ہی کہ وہ انشاء اللہ
اُس شخص کو پہونچیگی کہ جو بوقت موت مشرک باللہ نہو مناوی نے تیسیر مین جو شرح ہی جامع صغیر کی فرمایا
شفاعتی مین اضافت یعنے الف لام عہد کے ہی شفاعتی وہ شفاعت جسکا حق تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہی
پس ان احادیث سے صاف صاف ثابت ہی کہ شفاعت ہمارے پیغمبرؐ کی مخصوص اہل کبائر سے ہی اور بقول
برزنجی لمن جو احادیث مین آیا ہی تو اُسکا لام مثل لام الحمد کے ہی اور تفسیر جامع البیان سورہ نسا مین تحت
قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لکھتے ہین لا یغفر لعبد لقیہ
مشرکا ویغفر ما دون الشرک صغیرا وکبیرا لمن یرید تفضلا یعنے نہ بخشیگا اُس بندے کو
جو ملاقات کرے اپنے خالق سے درحالیکہ مشرک ہو اور ماسوائے شرک اپنے فضل و کرم سے بخشیگا جسکو
چاہیگا خواہ وہ گناہ کبیرہ ہون یا صغیرہ حاصل یہ ہی کہ جب اہل شرک کی مغفرت ہی نہ ہوگی تو پھر وہ تحت شفاعت
کیونکر داخل ہوسکتے ہین کہ ہر عذاب مقابل ذنب ہی جب تک اُس ذنب کی مغفرت نہ ہوگی عذاب مرتفع نہ ہوگا
اور جب یہ ثابت ہوگیا کہ شرک لائق مغفرت ہی نہین ہی اور بنص کلام مجید شفاعت شافعین کچھ نفع نہ دیگی تو
اب کہنا کہ یہ شفاعت مخصوص ہی اور خصوصیات سے ہمارے پیغمبرؐ کے ہی دعوائے بے دلیل ہی ثالثاً
بالفرض یہ برکت رسول اللہ شفاعت آنحضرتؐ نے اگر نفع دیا اور وہ خصوصیات ور برکت آنحضرتؐ سے
قرار پایا تو وہ عذاب جو مقابلہ ذنب بمقام مرتفع ہوا پس وہ ذنب اُس مبارک لہ کا ذنب ہی نہ رہا بلکہ قابل مغفرت
قرار پایا اور اُسی برکت رسول اللہ نے درک اسفل سے کہ جو مقام کفار و مشرکین کا تھا نکال کر داخل ضحضاح کیا
اور ضحضاح گنہگاران اُمت محمدیؐ کا مقام ہی تو ابو طالب شامل اُمت محمدیؐ ہوئے اور روز قیامت آنحضرتؐ
بالضرور اپنی اُمت کے گنہگارون کو اُسمین سے نکال کر داخل جنت کرین گے تو ابو طالب کو بدرجۂ اولےٰ
داخل جنت کرین گے یہ جواب ہمارا اُسوقت مین ہی کہ ہم امام عینی کے اجتہاد مقابلہ نص کو قبول کرین اور تسلیم
کرین ورنہ فی الحقیقت تو قولہ تعالیٰ لا تنفعھم شفاعۃ الشافعین فائدہ عموم کا دے رہا ہی وکذلک
لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک پھر کس طرح ممکن ہی کہ امام عینی کا قول معتبر سمجھا جائے اور
اور نیز سورہ زخرف مین حق تعالےٰ فرماتا ہی ان المجرمین فی نار جھنم خالدون تفسیر جامع البیان ہی

کہ مجرمین یعنے کفار کے ہی اور معالم التنزیل مین مجرمین یعنے مشرکین ہی یعنے کفار و مشرکین ہمیشہ جہنم مین رہینگے
لا یفتر عنہم وھم فیہ مبلسون فاتر لغت مین سست و ناتوان کو کہتے ہین مفسرین نے لا یفتر کی تفسیر
لا یخفف و لا ینقص کے ساتھ کی ہی یعنے نہ تخفیف ہونگے اور نہ کم ہونگے عذاب اُنسے اور وہ لوگ اُس مین
خاموش اور مایوس ہونگے نا امید ہوکر وما ظلمناھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون حق تعالے فرماتا ہی
کہ اُن لوگون پر ہم نے ظلم نہین کیا لیکن وہ ہی لوگ اپنے نفسون پر ظلم کرنیوالے ہین پھر حق تعالے سورۂ نور مین
فرماتا ہی والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ
شیئا یعنے جو لوگ کفر کرتے ہین اعمال اُنکے مثل سراب کے ہین صحرا ہموار مین کہ گمان کرتا ہی اُسکو پیاسا کہ وہ پانی
ہی یہانتک کہ جب پہنچتا ہی اُس تک تو نہین پاتا اُسکو کوئی شی اور سورۂ فرقان مین حق تعالے فرماتا ہی وقدمنا
الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا ان سب آیات مین جو حکم محکم حق تعالے نے فرمایا ہی اعم ہی
نہ کہین استثنا کیا ہی نہ کسی جگہ کوئی خصوصیت ہی اور تکرار حکم فائدہ تاکید کا دیتی ہی کہ کفار و مشرکین کے عذاب مین
تخفیف اور کمی نہ ہوگی بلکہ نا اُمید کرتا ہی کفار و مشرکین کو اور سورۂ زمر مین حق سبحانہ تعالے فرماتا ہی ولقد
اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین یعنے
پھر اُنہ تحقیق کہ وحی کی گئی تیری طرف اور اُن لوگون کی طرف جو تجھسے قبل گذرے ہین یعنے انبیا و رسل
کے اگر تو شرک کریگا یہ خطاب مفرد اس مقام پر باعتبار ہر واحد کے ہی تو البتہ گرجائینگے عمل تمھارے اور ہوجاؤگے
خاسرین سے پیچھے اس آیت مین تو خاص کر خطاب ہمارے پیغمبر اور پیغمبران سلف سے ہی کہ اے حبیب ہمارے تمکو
بھی وحی کی جاتی ہی اور تمھارے قبل جو انبیا گذرے اُنپر بھی وحی نازل کی کہ اگر شرکت کروگے تو عمل تمھارے
گرجائینگے اور تم خسران آخرت کے مستحق ہوجاؤگے مفسرین نے تفسیر اسکی اس طرح کی ہی کہ خطاب فرمایا حقتعالے
نے انبیا علیہم السلام سے تادیبا یعنے یہ خطاب ادب سکھاتا ہی انبیا کو یا برانگیختہ کرتا ہی اُنکو یا نا اُمید کرتا ہی کافرون کو
یا ہدایت اور ڈراتا ہی اُمت کو یا خطاب ہی انبیا سے اور مراد اُمت اُنکی ہی بہرحال آیات مذکورہ مین کفار و
مشرکین کی عدم نجات اور مخلد ہونا فی النار اور عدم تخفیف عذاب اور عدم مغفرت اور عدم منفعت شفاعت
شافعین کی ہی اور اُن مین نہ کسیکا استثنا ہی نہ کسی کی تخصیص ہی اور اس آیت مین خطاب ہی ہمارے پیغمبر سے
اور خبر ہی پیغمبران سلف کی کہ اُنسے بھی یہی خطاب ہوا [illegible] کیا کوئی مسلم کہسکتا ہی کہ معاذ اللہ کسی پیغمبر سے
اگر شرک صادر ہوتا تو حق تعالے اُسے خاسرین مین [illegible] قطعیہ ہین اگرچہ ایسے اُمور بہ نسبت انبیا
علیہم السلام کے [illegible] محالات کے ہین حق سبحانہ تعالے [illegible] انبیا و [illegible] کو برانگیختہ کیا ہی اور سمجھایا ہی
[illegible] شرک [illegible] گناہ [illegible] ہی کہ اگر تمام عمر ہدایت خلق کرو [illegible] نبوت کو [illegible] شرک سب اعمال گرا د [illegible]
[illegible] شرک کوئی عمل [illegible] آئیگا تا کہ انبیا سب [illegible] اور اہلبیت کی شفاعت [illegible]
[illegible] شرک [illegible] ہوجاوے [illegible]

ان نصوص قطعیہ سے مستثنا ہو سکتے ہیں اور جو اقوال مخالف ہیں ان نصوص کے کیونکر مقبول ہو سکتے ہیں و
یہ کہنا کہ ہذا النص من بوکتہ رسول اللہ وخصائصہ دعواے بے دلیل و مخالف تنزیل او
اجتہاد بمقابلہ نصوص بے دلیل ہے رہا وہ جو حدیثیں آپ نے صحیحین اور غیر صحیحین سے نقل فرمائیں کہ
فرمایا رسول خدا نے ہو فی ضحضاح من نار ولولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار اور فرمایا وجدتہ
فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح اور فرمایا اخرجتہ من غمرات جہنم الی الضحضاح منہا
ان سب حدیثوں میں نہ ذکر شفاعت ہے نہ ذکر قیامت اور بالاتفاق زبان زد خلائق ہے کہ جناب رسالتمآب صلعم
شافع روز جزا ہیں اور دار دنیا میں بشیر و نذیر ہیں پس اگر ان سب حدیثوں کو تسلیم بھی کر لیں اور بالفرض
محال صحیح بھی مان لیں تو بھی ہمارے واسطے وہ سب دلیلیں ہیں اور آپ کو کوئی نفع نہیں تثبیت کر فرمانا
پیغمبر کا کہ ہو فی ضحضاح کہ وہ ضحضاح میں ہیں اور ضحضاح مقام ہے عصاۃ مومنین کا تو جناب ابو طالب
عصاۃ مومنین میں شامل ہوے لولا انا لکان الخ یعنی اگر میں نہوتا تو درک اسفل نار میں ہوتے جو مقام کفار
و مشرکین کا ہے حاصل معنی یہ ہیں کہ ابو طالب مومن ہیں اگر میں نہ ہوتا یعنی اگر میں ہدایت نہ کرتا تو کافر مشرک
ہوتے اور مستحق درک اسفل نار کے ہوتے اور فرمایا وجدتہ فی غمرات من النار فاخرجتہ الی ضحضاح
یعنی پایا تھا میں نے ابو طالب کو مستحق غمرات نار کا بسبب انکے کفر کے پس نکال لیا میں نے انکو طرف ضحضاح
کے یعنی میں نے ہدایت کی ایمان کی اور وہ ایمان لائے اس سبب سے وہ اب عصاۃ مومنین میں شامل
ہیں اور حدیث ششم جو آپ نے رقم فرمائی اس میں بھی اخرجتہ من غمرات جہنم الی ضحضاح منہا ہے پس
ہو فی ضحضاح واخرجتہ اور وجدتہ جو ان احادیث میں مذکور ہوے دلالت کرتے ہیں معنی خبر
اور خبر پر ماضی پس ہو فی ضحضاح یعنی وہ ضحضاح میں ہے یہ خبر ہے اگر یہ حدیث صحیح سمجھی جاوے
تو خبر مخبر صادق کی کہ محتمل صدق و کذب نہیں ہو سکتی حالانکہ دوسری حدیث سے ضحضاح میں ہونا بعنوان شک
وارد ہوا ہے اور وہ بھی زمان آئندہ میں چنانچہ حدیث پنجم میں جو صحیحین اور مسند سے منقول فرمائی ہے وارد ہے
کہ فرمایا رسول خدا نے لعلہ تنفعہ شفاعتی یوم القیامۃ فیجعل فی ضحضاح یعنی میں امید کرتا ہوں
کہ یوم القیامۃ میری شفاعت انکو نفع دیگی پس وہ ضحضاح میں کر دیے جاوینگے اب فرمایئے کہ احادیث مذکورہ
بالا صحیح ہیں یا یہ حدیث صحیحین اگر دونوں مضمون ان حدیثوں کے صحیح ہیں تو وہ کونسا غمرات ہے جہاں سے
آنحضرت نے ابو طالب کو نکالا اور وہ کونسا ضحضاح ہے جہاں داخل کیا اور اس خروج و دخول کی کیا علت ہے
اور یوم القیامہ بشفاعت نفع رسانی کی جو امید فرمائی ہے کہ وہ ضحضاح میں کر دیے جاوینگے وہ کونسا ضحضاح ہے
اور اگر وہ ضحضاح میں ہیں اور غمرات سے نکل چکے تو امید تحصیل حاصل کی قرار پاتی ہے اور ایسی نسبت دینا
ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کے مصداق کو تاسب کے کفر کی دلیل ہے اور فی الحقیقت حدیث
پنجم ان حدیثوں کی مخالف اور متضاد ہے کہ حدیث پنجم میں خبر ہے کہ یوم القیامۃ شفاعت ختمی مرتبت صلعم

نفع دیگی اور وہ صحت [illegible] جائینگے اور ان حدیثون [illegible] وقوع نسبت [illegible] الوارق
مفہوم ہوتا ہی [illegible] اور دخول فی الضحضاح کے فی الواقع اور تقصیر [illegible]
ہو حالانکہ نقیض اسکی [illegible] بغت نسبت لا وقوع کا اذعان حاصل [illegible] غمرات سے
نکالے گئے ضحضاح [illegible] داخل [illegible] غمرات مین داخل کیے گئے تھے پس حدیث [illegible] بسبب [illegible]
لفظ لعلہ کے مجملہ تصورات [illegible] کہ بمنزلہ اخبار اور انتساب کے [illegible] اور متعلق ہو [illegible] سے شک
اور آپس مین تضاد رکھتے ہین اس سبب سے درجۂ عمل سے ساقط اور قابل اعتبار [illegible]
سے آپ [illegible] جناب ابوطالب کا اور نکلنا اُنکا غمرات سے اور ان حدیثون [illegible]
شفاعت [illegible] کا قرار دینا ثابت فرمایا کبھی تو آپ بحدیث صحیحین ثابت فرماتے ہین کہ شفاعت
آنحضرت صلعم داخل ضحضاح کریے جائینگے اور کبھی دلیل لاتے ہین دیگر احادیث سے کہ غمرات سے ابوطالب کو
پیغمبر صلعم نے نکال لیا اور ضحضاح مین داخل کردیا اور وہ ضحضاح مین ہین پس وہ کونسا ضحضاح ہی جس مین
بروز قیامت بشفاعت آنحضرت داخل کیے جاوینگے اور وہ کونسا غمرات ہی جہان سے [illegible] اور کونسا ضحضاح
ہی جہان داخل کیا اور کس ضحضاح مین ہین یہ حدیثین خود آپس مین مخالف اور متضاد ہین [illegible] ثابت دوسرے
کی رد کے لیے کافی ہی اور نقیض انکی صحیح اور صادق اور امام سہیلی کا مقولہ جو من [illegible] التطرق حکمہ [illegible] اللہ مذکور
ہوا کہ [illegible] بمقابلہ ذنب ہوتا ہی اور ابوطالب بشفاعت و برکت آنحضرت درک اسفل نار سے نکالے گئے
یا نکالے جائینگے تو وہ [illegible] جو بمقابلہ ذنب تھا مرتفع ہوگیا یا ہوجائیگا پھر دخول ضحضاح کی کیا علت قرار
پائی کہ ضحضاح تو مقابل ذنب بعض مومنین مرتکبین کبائر کے ہی نہ بمقابلہ ذنوب کفار و مشرکین حاصل یہ ہی کہ جو
مصداق ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم کے ہون وہ ان احادیث کو کیا سمجھین بفرض
صحت احادیث مذکورہ معنی لطیف اور مفہوم انکا یہ ہی کہ فرمایا جناب پیغمبر برحق صلعم نے وجدتہ یعنی پایا تھا
مین نے ابوطالب کو مستحق غمرات نار کا فاخرجتہ پس نکال لیا مین نے اُنکو غمرات سے بسبب اپنی ہدایت کے یعنی
مین نے اُنکو ہدایت کی اور وہ ایمان لائے اب کوئی حالت منتظرہ ابوطالب کے لیے باقی نہین رہی وہ کفر
سے نکل چکے لولا انا لکان فی الدرک الاسفل من النار یعنی اگر مین نہ ہوتا تو ابوطالب درک اسفل نار مین
ہوتے اور الی ضحضاح جو ان احادیث مین ہی اول تو کوئی علت ضحضاح مین داخل کرنے کی نہین پائی جاتی
اور ضحضاح مقام ہی عصاۃ مومنین اور مرتکبین کبائر کا کہ جو طبقۂ فوقانیہ ہی جہنم کا اور لغت مین ضحضاح اُس
زمین نرم کو کہتے ہین کہ جس مین پانی اور مٹی ملا ہوا ہو یعنی کیچڑ ہو کہ وہ ٹخنون تک پہونچے پس اس مقام سے
کوئی طبقۂ فوقانیہ مفہوم نہین ہوتا اس لیے کہ بعض روایات مین وارد ہوا ہی البس نعلین من النار
[illegible] لا تغطی ظھور رجلیہ اور بعض دیگر مین ہی ما مست الا تحت قدمیہ یعنی دو نعلین آتش
پہنائی گئین کہ پشت پا کھلی رہی اور بعض مین ہی کہ مس کیا آگ نے مگر ابوطالب کے تلوون کو پس

اس طبقہ سے بڑھکر کونسا طبقہ فوقانیہ ہی اور یہی طبقہ تو فاسق عصاۃ مومنین کا ہی [illegible] اس طبقہ میں داخل ہونا جناب ابو طالب کا فرض کیا گیا اور عصاۃ مومنین کی شفاعت آنحضرت سے مخصوص ہے کہ وہ ضرور داخل ہونے کیسے جاوینگے تو جناب ابو طالب بالضرور داخل [illegible] ابو طالب [illegible] حیدر آباد میں لکھتے ہیں قد صح ایضا ھذہ الطبقۃ [illegible] عصاۃ ھذہ الامۃ [illegible] نار ھا و تصفق بالریح ابوابھا و ینبت فیھا [illegible] تحقیق [illegible] عصاۃ امت کے یہ طبقہ بجھ جائیگا اور ہوا اسکے دروازے [illegible] اور [illegible] میں آگ ہوگی پس جب یہ طبقہ طبقہ ہی نہ رہیگا اور [illegible] تو جناب ابو طالب اس میں کیونکر رہ سکتے ہیں بالضرور جناب ابو طالب داخل [illegible] حدیث [illegible] ہیں قول آنحضرت [illegible] اور حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے [illegible] پیغمبر خدا تو فرماتے ہیں کہ [illegible] کہ میری شفاعت [illegible] شفاعت [illegible] پس کسی طرح جناب ابو طالب کفار [illegible] شریک نہیں [illegible] جناب [illegible] الحصول ہی اور جناب ابو طالب مستحق شفاعت آنحضرت ہیں اور شفاعت آنحضرت مخصوص ہے عصاۃ مومنین سے پس جناب ابو طالب شامل ہیں عصاۃ مومنین میں اور اسی حدیث تحیہ میں ہے فیجعل فی ضحضاح ہے تو آنحضرت بھی دلالت کرتا ہی کہ ابو طالب [illegible] پیغمبر خدا نے فیجعلہ فی ضحضاح نہیں فرمایا جس سے خلود فی الضحضاح لازم آوے پس بالیقین جناب ابو طالب بشفاعت آنحضرت داخل جنت ہونگے **قولہ** حدیث ہفتم طبرانی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی سے راوی ہیں ان الحارث ابن ھشام اتی النبی یوم حجۃ الوداع فقال یا رسول اللہ انک تحث علی صلۃ الرحم والاحسان الی الجار وایواء الیتیم واطعام الضیف واطعام المساکین وکل ذلک کان یفعلہ ھشام بن المغیرۃ فما ظنک بہ یا رسول اللہ فقال رسول اللہ کل قبر لا یشھد صاحبہ ان لا الہ الا اللہ فھو جذوۃ من النار وقد وجدت عمی ابا طالب فی طمطام من النار فاخرجہ اللہ لمکانہ منی و احسانہ الی فجعلہ فی ضحضاح من النار یعنی حارث ابن ہشام نے روز حجۃ الوداع حضور اقدس سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور ان باتوں کی ترغیب فرماتے ہیں رشتہ داروں سے نیک سلوک ہمسایہ سے اچھا برتاؤ یتیم کو جگہ دینا مہمان کو مہمانی دینا محتاجوں کو کھانا کھلانا اور میرا باپ ہشام یہ سب کام کرتا تھا تو حضور کا اسکی نسبت کیا گمان ہی فرمایا جو قبر جسکا مردہ لا الہ الا اللہ نہ کہتا ہو وہ دوزخ کا انگارہ ہی اور تحقیق کہ پایا میں نے اپنے چچا ابو طالب کو سر سے [illegible] آگ میں میری قرابت اور خدمت کے باعث سے اللہ تعالی نے انھیں وہاں سے نکال کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا **اقول** اولاً تو یہ حدیث حارث ابن ہشام ابن مغیرہ ابن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم ابو عبد الرحمن المکی سے ہی آپ سے

بعداوت جناب ابوطالب طبرانی اور ام سلمہؓ پر اختتام و اقتصار فرمایا مگر حدیث نے خود گواہی دی کہ ناقل خائن ہی ختم اسناد حارث ابن ہشام بن مغیرہ پر ہی اور یہی حدیث خود پکار پکار کر تصدیق کر رہی ہی کہ حارث وہ رضی اللہ ہین جنھون نے اپنے باپ مشرک کی مدح کی اور پیغمبر خدا سے فما ظنک سے خطاب کیا اُسکا جواب رحمۃ للعالمین نے نہین دیا کہ تیرا باپ فی النار والسقر ہی بلکہ عام لفظون سے کام لیا کہ جس صاحب قبر نے شہادت لا الٰہ الا اللہ نہ دی ہو وہ دوزخ کا انگارہ ہی کہ یہ حارث کہین مرتد نہ ہو جائے اور کوئی فتنہ برپا نہ کرے اور یہ فرمانا جناب ختمی مآبؐ کا وقد وجدت [illegible] سوال حارث کا کہ حارث نے جب دیکھا کہ پیغمبر نے تو میرے باپ کو جہنم کا انگارہ بنا دیا ہین بھی انکے باپ کو زبان سے دوزخ کا انگارہ بنوا دون یہ سوچکر دوبارہ سوال کیا این ابوک یہ مقام بھی لائق انصاف ہی کہ رحمۃ للعالمین نے تو حارث کا یہ حفظ مراتب کیا کہ اُسکے باپ کو باوجود کافر ہونے کے فی النار والسقر کہنے سے اجتناب کیا اور عام لفظون سے اُسکے استحقاق کو ظاہر فرمایا اور کل کفار کی نسبت حکم عام دیا کہ کل کافر آگ کا انگارہ ہین اگر حارث واقف تھے کہ جناب ابوطالب بھی کافر تھے تو اس سوال کی کیا حاجت تھی علی ہذا القیاس جناب رسالتمآبؐ کو بعد ایک کلیہ بیان فرمانے کے ایک فرد کلی کا ذکر کرنا خلاف قیاس ہی رحمۃ للعالمین حارث کا تو یہ خیال کرین کہ اُسکے باپ کو مخصوص آگ کا انگارہ نہ کہین اور بشمول کل کفار کے اُسکے استحقاق کو ظاہر فرمائین اور اپنے محسن اور مربی اور حامی اور ناصر اور چچا کو بغیر اُنکے ذکر کے ایسی کریہ لفظون سے ذکر فرمائین محال اور غیر ممکن ہی بالضرور حارث رضی اللہ نے اپنے دل کی آگ کو مشتعل کیا اور زبان کہ ترجمان دل ہی جو اُنکے دل مین متمکن تھا اُسکا سوال بے ادبانہ فرمایا کہ این ابوک اسپر بھی رحمۃ للعالمین نے کس حلم سے جواب دیا کہ میرے عم بھی مستحق طمطام نار تھے مگر حق سبحانہ تعالیٰ نے میری قرابت اور احسان ابوطالب کی وجہ سے انکو ہدایت فرمائی اور طمطام کہنار سے نکال لیا اور ہدایت خدا ایصال الی المطلوب ہی اور دخول ضحضاح کی علت مفقود ہی اور آپ کے خیالات مخبوط ہین حاصل یہ ہی کہ ختم اسناد حارث ابن ہشام پر ہی جو ایسے غلیظ القلب بے ادب زبان دراز تھے کہ ایک مسئلہ کلیہ آنحضرت نے بیان فرمایا کہ کل کافر آگ کا انگارہ ہین اُسپر بھی این ابوک کہہ دیا یہانتک کہ پیغمبر خدا کو اُنکے مرتد ہونیکا خوف ہوا اور تصریح اُسکی آگے آتی ہی پھر اس حدیث سے دلیل لانا جہالت ہی اور اگر اس حدیث کو اصح صحاح مین سے تصور کرین اور بفرض محال صحیح ترین احادیث بھی تسلیم کرین تو بھی ہر ہر لفظ اس حدیث کا دلیل ایمان ابوطالب ہی کہ اول تو اس مین خدا کا تخفیف عذاب کرنا اور نکالنا طمطام سے مذکور ہی اور دوسرے مثاب ہونا اپنے اعمال حسنہ سے اور تیسرے ضحضاح مین داخل ہوتا ہی اور تینون امر کفار کے لیے ممنوع ہین کہ تخفیف عذاب اور اخراج طمطام سے محال ہی کہ وہ جزاے کفر ہی کہ جسکی نسبت انبیا تک خسران آخرت سے ڈرائے گئے ہین پھر غیر انبیا کا کیا ذکر ہی اور اعمال حسنہ سے مثاب ہونا مخصوص ہی مومنین سے کہ کفار سے

اعمال حسنہ مثل سراب کے ہین اور ہبّا منثورا ہین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور نیز حق تعالیٰ سورہ فاطر
کے تمامی کے قریب فرماتا ہی والذین کفروا لہم نار جہنم لا یقضی علیہم فیموتوا ولا یخفف عنہم
من عذابہا کذلک نجزی کل کفور یعنی جن لوگون نے کہ کفر کیا ہی اُنکے لیے نار جہنم ہی نہ حکم کیا جاویگا
اُنپر مرنے کا کہ وہ مرکر عذاب سے رہائی پائین یعنی ہمیشہ جہنم مین رہین گے اور نہ ہلکا کیا جاویگا کوئی عذاب
جہنم کا اسی طرح جزا دیتے ہین ہم ہر بڑے کافر کو پس تخفیف عذاب اور اخراج طمطام سے اور داخل ہونا
ضحضاح مین اور نفع پانا اعمال حسنہ سے یہ سب امور بفرض صحت حدیث دلائل ایمان ابوطالب ہین اور
کافر کہنے والا ابوطالب کا مبغض ابوطالب موذی نبی وآل نبی ہی و فی شرح الشہاب لابن وحشی قال
ابو طاہر من یبغض ابا طالب فہو کافر باللہ عز وجل و ابوسعید خدری سے دیلمی نے نقل کیا ہی کہ فرمایا
پیغمبر برحق نے کہ اشتد غضب اللہ علی من اذانی فی قرابتی یعنی غضب خدا سخت تر ہوگا اُس شخص پر
کہ جو میرے قرابت دار کو اذیت دیکر رنجیدہ کرے ابن عساکر نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہی کہ فرمایا
رسول خدا نے من اذی شعرۃ منی فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ تعالیٰ یعنی جس نے میرے
ایک بال کو ایذا دی اُسنے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی پس بہ تحقیق اُسنے اللہ کو ایذا دی اور
موذی خدا و رسول بلاشک کافر ہی ثانیاً سوال حارث سے صاف ظاہر ہی کہ وہ درپے وہ مستفسر ہوا
جو جو صفتین جناب ابوطالبؑ کی مشہور تھین وہ سب صفتین اُسنے اپنے باپ کی قرار دین اور پیغمبر خدا
اُسکے منشے کو سمجھ گئے کہ تیور اُسکے بدل گئے ہین آپ نے اُسکے باپ کا نام تو نہ لیا اور ایک حکم قطعیا
بیان فرمایا کل کفار کی نسبت اُسپر بھی حارث کو چین نہ آیا اور باپ نہ ابولہ زبان پر لایا اُسکا جواب بھی کس
حلم سے آنحضرت نے دیا کہ وہ بھی مستحق طمطام تھے مگر میری قرابت اور اُنکے احسانات کے سبب سے خدا
اُس مقام سے نکال لیا اور وہ مومن ہین چنانچہ اسنی المطالب اور محبوب الرغائب مین لکھتے ہین و بعدہم
ہذا ما اورد فی الدر المنثور من طریق ابن جریر عن قتادہ یعنی درمنثور مین بطریق ابن جریر قتادہ
سے منقول ہی ان رجالا من اصحاب رسول اللہ سألوہ عن الاستغفار لابائہم یعنی چند شخصون
نے اپنے آباے مشرکین کے لیے استغفار کرنے کا سوال کیا رسول خدا سے فقال واللہ انی لاستغفر
لابی کما استغفر ابراہیم لابیہ فانزل اللہ تعالیٰ ما کان للنبی الخ فقال النبی انی اوحی الی کلمات
قد دخلن فی اذنی ووقرن فی قلبی امرت ان لا استغفر لمن مات مشرکا الخ پس جواب میں پیغمبر خدا
نے کہ قسم ہی خدا کی کہ مین اپنے باپ کے لیے استغفار کیے جاؤنگا جس طرح ابراہیم نے اپنے باپ کے لیے
استغفار کیا پس آیہ ما کان للنبی نازل ہوئی اُسوقت حضرت نے فرمایا میری طرف چند کلمات وحی کیے
گئے ہین کہ میرے کانون مین بھر گئے ہین اور میرے دل مین متمکن ہو گئے ہین مجھکو حکم ہوا ہی کہ جو کوئی شخص
مشرک مرا ہو اُسکے لیے استغفار نہ کرون پس پیغمبر خدا کا قسم کھانا کہ مین اپنے باپ کے لیے استغفار کیے جاؤنگا

اور یہ فرمانا کہ مجھکو حکم ہوا ہی کہ جو مشرک مرے اُسکے لیے مین استغفار نہ کرون [illegible] کہ مجھکو حکم
ہوا ہی کہ مین اپنے باپ کے لیے استغفار نہ کرون اس بیان سے آنحضرت کے صحابہ [illegible]
اُن سائلین کے جو اپنے آبا مشرکین کے لیے استغفار کرنے کی اجازت چاہتے تھے [illegible]
اس مین یہ ہی کہ میرے باپ مشرک نہ تھے اور مراد باپ سے چچا ہی اور ایسے اشارہ [illegible]
کہ جس مین کوئی لفظ کلام آنحضرت مین خلاف واقع نہ ہوتی تھی کہ آپ معصوم تھے [illegible]
ایسی عام لفظ فرمائی کہ جس سے سائلین اصحاب کا جواب بھی ہو گیا اور باشارہ خفی [illegible]
بھی ثابت ہو گیا اور مثل حدیث منقولہ بحادثہ یہ حدیث بھی اسنی المطالب مین ہی جسکا ذکر کیا [illegible]
ہے عن ابن عمر قال جاء اعرابی الی النبی فقال ان ابی کان یصل الرحم وکان وکان فاین ھو
قال فی النار یعنی ابن عمر سے روایت کی ہی کہ ایک اعرابی نبی کے پاس آیا اور کہا کہ میرا باپ صلہ رحم
کرتا تھا اور وہ ایسا اور ایسا تھا یعنی بہت سی صفتین اُسکی بیان کین اور پوچھا کہ وہ کہان ہی جواب دیا
کہ فی النار اُسوقت وہ رنجیدہ ہوا فقال لرجل این ابوک اُس اعرابی نے کہا کہ آپ کے باپ کہان
ہین اُسکا جواب دیا فقال حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار فاسلم الاعرابی پس جواب سنیے
کہ فرمایا آنحضرت نے کہ تو جب کسی کافر کی قبر پر گذرے تو اُسکو بشارت دے دوزخ کی پس یہ کیسا جواب
صادق اور مجمل اور جامع ہی کہ وہ اعرابی بھی خوش ہوا اور یہی عادت تھی آنحضرت صلعم کی کہ جبوقت
کوئی اعرابی اس قسم کا سوال کرتا تھا کہ جس مین خوف فتنہ وفساد واضطراب پایا جاتا تھا تو آپ ایسا جواب
دیتے تھے کہ جس مین حفاظت صدق کے ساتھ توریہ اور ابہام ہوتا تھا یہان بھی رحمۃ للعالمین نے
اپنے باپ اور چچا کا حکم کہ مخالف اُسکے باپ کے حکم کے تھا بسبب خوف ارتداد اُس اعرابی کے ظاہر نہ فرمایا
کہ نفوس غیر کی فضیلت گو کہ جو اپنے نفس پر پائی جاتی ہی مگر وہ سمجھتے ہین اور عرب کے تو [illegible] تنگدلی
بھی اس سبب سے حضرت نے اُسکے خوش کرنے کو اور بخوف ارتداد کے مبہم جواب دیا اور یہی روایت
بقول بیہقی اور زرقانی بمقابلہ دوسری روایتون کے کہ جنکو راویون نے متغیر کر ڈالا ہی معتبر ہی مثل روایت
مسلم کے کہ مضمون سے اُسطرح روایت کیا ہی ان رجلا قال یا رسول اللہ این ابی قال فی النار فلما ولی
دعاہ فقال ان ابی واباک فی النار یعنی ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرا باپ کہان ہی آپ نے جواب
دیا جہنم مین پس وہ منھ پھیر کر چلا آپ نے اُسکو بلایا اور فرمایا کہ میرا باپ اور تیرا باپ دونون جہنم مین ہین
پھر اُسی اسنی المطالب اور مجبوب الرغائب مین لکھتے ہین فھذہ الروایۃ منکرۃ وللعلماء فیھا کلام کثیر
لخصہ الزرقانی فی شرح المواھب قال واحسن ما یقال فیھا ان الرواۃ تصرفوا فیھا واختلفت
روایاتھم وان الصواب ھو الروایۃ الاولی وھو حیث ما مررت بقبر کافر فھی فی غایۃ
الاتقان یتبین بھا ان اللفظ عام وھو حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ بالنار یعنی یہ روایت منکر ہی

اور علما نے اس مین بہت کلام کیا ہی جسکا خلاصہ زرقانی نے شرح مواہب مین کہا ہی کہ اس روایت
کے متعلق حسن یہ ہی جو کہا گیا ہی کہ راویون نے اس روایت مین تصرف کیا ہی اور انکی روایتین مختلف
ہوگئی ہین اور صحیح وہی پہلی روایت ہی کہ نہایت اتقان پر ہی کہ فرمایا پیغمبر نے کہ جسوقت تو کسی کافر کی قبر پر
سے گذرے اسکو دوزخ کی بشارت دے وهو الصادر منه صلی الله علیه وآله وسلم فکان بعض الرواة
فهمات قوله حیث ما مررت بقبر کافر شامل لابی النبی وانه کافر فغیره بالمعنی علی حسب فهمه
وقال ان ابی واباك فی النار یعنی وہی روایت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی بعض راویون
نے سمجھا کہ آپ کا قول حیث مررت آپ کے والد پر شامل ہی اور وہ کافر ہین پس اس عبارت کو متغیر کر ڈالا
اور اپنی سمجھ کے موافق اس معنی مین یہ الفاظ رکھ دیے اور کہہ دیا ان ابی واباك حالانکہ یہ تصرف راویون کے
ہین پھر اس روایت پر اور جو مثل ان روایات کے ہین انپر کیونکر اعتماد ہوسکتا ہی یہ حارث بھی انھین مین سے
ہین کہ جنھون نے اپنے آباء مشرکین کی نسبت فی النار جو سنا تو پیغمبر خدا کے آباء مومنین کو شامل کفار کر دیا
کہ کوئی مجھکو کافر بچہ نہ کہے اور اگر کسی نے طعن کیا کہ یہ کافر بچہ ہی اور باپ اسکا بسبب کفر کے فی النار ہوا تو مین
جواب دونگا کہ خود پیغمبر نے اپنے باپ وچچا کو کافر اور فی النار فرمایا ہی یہ امر باعث ذلت نہین ہی حال یہ ہی
کہ یہ حارث اس فکر کے تھے کہ حدیث پیغمبر کو الٹ پلٹ کر متغیر کر ڈالا اور اپنے مطلوب کے موافق بنا لیا پھر
ایسے احادیث متغیرہ اور موضوعہ سے دلیل لانا جہالت ہی **قوله** مجمع البحار مین بعلامت ک ت از کرمانی شارح
بخاری سے منقول ہی نفع ابا طالب اعماله ببرکته صلی الله تعالی علیه وسلم وان کان اعمال الکفرة
هباء منثورا یعنی نبی کی برکت سے ابوطالب کے اعمال نفع دیگئے ورنہ کافرون کے اعمال تو برے
برباد ہوتے ہین **اقول** جس طرح سے کہ حق سبحانہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے رسالت آپ پر ختم کر دیا
جناب ختمی مآب صلعم پر اسی طرح سے اختتام برکت نبوی جناب ابوطالب پر ہوگئی پس وہ جناب صلعم خاتم
الرسالت من عند اللہ ہین اور جناب ابوطالب خاتم البرکة من عند الرسول ہین اگر کسی مجادل و معاند کے
پاس کوئی دوسری مثال ہو تو پیش کرے کہ کون سے مشرکین وکفار ببرکت رسول مختار باوجود [illegible]
مشرک ہمیر و مبارک فیہ ہوے اور ہونگے اور اعمال کفار تو ہباء منثورا ہی ہین کہ انکو نفع شفاعت شافعین
نفع نہ دیگی اور حق تعالی وعید مشرکین وکفار کے واسطے فرما چکا ہی کہ وہ کبھی بخشے نہ جائینگے اور انپر تخفیف
عذاب نہ ہوگی اور نیز جناب رسالت مآب اپنی شفاعت کو مومنین کے واسطے مخصوص فرما چکے ہین اور مبغوضین
قرآن کو اپنی شفاعت سے محروم اور مایوس کر چکے ہین بمقابلہ کلام خدا اور حدیث محمد مصطفی صلعم ببرکته
اور وانکان الخ کہنا خود ہباء منثورا ہی جیسا کہ بالتصریح مذکور ہوچکا ہی **قوله** حدیث ہشتم امام احمد اور
بخاری اور مسلم اپنے صحاح مین حضرت عبداللہ ابن عباس سے راوی رسول اللہ صلعم فرماتے ہین اهون اهل
النار عذابا ابوطالب وهو منتعل بنعلین من نار یغلی منهما دماغه بیشک دوزخ مین سب سے کم عذاب

ابوطالبؑ پر ہی وہ آگ کے دو جوتے پہنے ہوے ہی جس سے اسکا دماغ کھولتا ہی **اقول** اولاً صحیح مسلم مین یہ حدیث ابو سعید خدری سے اور نیز ابن عباسؓ سے منقول ہی بتفاوت بعض الفاظ ابوسعید کی روایت مین ابوطالب کا نام نہین ہی یہ عبارت ہی عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال ان ادنی اہل النار عذابا ینتعل بنعلین من نار یغلی دماغہ من حرارۃ نعلیہ اور ابن عباسؓ سے وہی روایت ہی جو آپ نے رقم فرمائی یہ دونون حدیثین قابل احتجاج اور استدلال نہین ہین کہ ابوسعید خدری کا احوال تحریر ہوچکا ہی کہ وہ معترض بیعت مرتضوی سے ہین باوجود اجماع اہل حل وعقد کے انھون نے بیعت نہ کی اسی سے انکا انحراف واعتزال ظاہر ہی پھر انکی روایت بہ نسبت تذلیل جناب ابوطالب اور تو ہین جضرت علی میں کس طرح قابل قبول نہین ہو اب رہی روایت عبداللہ ابن عباسؓ تو انکا احوال ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین لکھتے ہین کہ عبداللہ ابن زبیر نے ایام خلافت مین اپنی چشمک کی ابن عباسؓ پر اور کہا ان اناسا اعمی اللہ قلوبھم کما اعمی ابصارھم یفتون بالمتعۃ بعضے آدمی ہین کہ اندھا کر دیا ہے اللہ نے انکے قلبون کو جیسا کہ انکی آنکھین اندھی ہین کہ وہ فتوی دیتے ہین متعہ کرنے کا فقال انک لجلف جاف فلعمری لقد کانت المتعۃ تفعل فی عہد امام المتقین پس جواب دیا انھون نے کہ تو جاہل جافی ہی قسم ہی اپنی عمر کی کہ متعہ جاری تھا اور کیا جاتا تھا رسولؐ خدا کے وقت مین ابن زبیر نے جواب دیا فجربت بنفسک واللہ لئن فعلتھا لارجمنک کہ تو نے فجور کیا اپنے نفس کے ساتھ واللہ اگر تو نے اب کیا تو ہم تجھ کو سنگسار کرینگے امام نسائی نے بھی اسی کا ذکر کیا ہی اور لکھا ہی کہ کوئی شک نہین کہ یہ چشمک ابن زبیر کی ابن عباس پر تھی اور وہ جواز متعہ پر مستمر القول تھے پس بقول ابن زبیر فاجر قرار پائے اور شفاے قاضی عیاض مین ہی فی تفسیر النقاش عن احمد ابن حنبل انا اقول بحدیث ابن عباس بعینہ راہ حتی انقطع نفسہ احمد ابن حنبل سے ہی کہ کہتا ہون مین بحدیث ابن عباسؓ کہ پیغمبر خدا نے اپنی آنکھون سے دیکھا اپنے رب کو یہان تک کہ سانس انکی منقطع ہوگئی تھی ترمذی نے اپنی صحیح مین روایت کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہی کہ ابن عباس نے ملاقات کی کعب سے مقام عرفہ مین کعب نے کہا کہ خدا نے اپنے دیدار اور کلام کو درمیان حضرت محمدؐ اور موسیٰؑ کے تقسیم کیا دو مرتبہ موسیٰؑ سے کلام کیا اور دو مرتبہ رسولؐ خدا نے خدا کو دیکھا مسروق کہتے ہین کہ مین خدمت مین ام المومنین عائشہ کی گیا اور پوچھا کہ کیا رسولؐ خدا نے اپنے خدا کو دیکھا تھا جسکا جواب صدیقہ نے دیا کہ تیرا کہان خیال ہی تو نے وہ بات پوچھی جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے مسروق نے اس آیت کی تلاوت کی لقد رای من ایات ربہ الکبری ام المومنین نے کہا کہ وہ تو جبرئیل تھے جنکو رسولؐ خدا نے دیکھا تھا اور جسنے تجھے یہ خبر دی تھی اسنے افترائے عظیم کیا ہی رسولؐ خدا پر صحیح بخاری صحیح مسلم مین بھی اس مضمون کی روایتین موجود ہین شفاے عیاض مین بھی کچھ تفاوت اور تغیر سے یہ روایت موجود ہی پس بتصریح حضرت عائشہ ابن عباسؓ اور کعب مرتکب افترائے عظیم ہوے رسولؐ خدا پر

تاریخ خمیس ور مواہب ابن حجر عسقلانی مین بھی یہ ہی روایت رویت پروردگار کی انھین ابن عباس سے
منقول ہی پھر اور روایات انکے مطابق قاعدہ مقررہ اہل سنت کے کیونکر معتمد ہوسکتے ہین کہ علامہ سیوطی
تدریب مین لکھتے ہین کہ جو جھوٹ کہے ایک حدیث مین اُسکے پہلے کی حدیثین رد کی جائینگے ایسا ہی
بغوی نے تقریب مین لکھا ہی قال السمعانی من کذب فی خبر واحد وجب اسقاط ما تقدم من
حدیثہ یعنے جو ایک حدیث جھوٹی بیان کرے واجب ہی ساقط کرنا اُسکی تمام پہلی حدیثون کا پس جب ابن
عباس فاجر کاذب مفتری ٹھہرے تو ان کی بیان کی ہوئی حدیث ساقط الاعتبار ہوا اور بخاری کا برگشتہ
ہونا علیؑ بن ابی طالب سے ثابت ہو چکا ہی پھر کیونکر انکی روایتین معتبر اور معتمد ہوسکتے ہین پس یہ روایت
بہ نسبت جناب ابو طالبؓ کی صحاح ستہ مین کیون نہ ہو لیکن کسیطرح مقبول نہین ہوسکتی ثانیاً اس حدیث سے
اھون اور ادنے اہل نار ہونا جناب ابو طالبؓ کا ثابت ہی اور اہل نار کا لفظ اعم ہی مشرکین و کفار اور
مومنین عصاۃ کو پس جناب ابو طالب کا اھون اہل نار ہونا بہ نسبت مشرکین و کفار اور مومنین عصاۃ اہل نار
کے صادق آتا ہی اور جب عذاب جناب ابو طالب کا جمیع مومنین عصاۃ سے بھی ہون ہوا تو جناب ابو طالب
کل مومنین عصاۃ سے افضل و اشرف ہوئے اور بالضرورا و بالاتفاق ثابت ہی کہ مومنین عصاۃ بشفاعت
شافع روز جزا داخل جنت ہونگے پس جناب ابو طالبؓ بدرجہ اولے بشرافت و فضلیت و اھونیت
مستحق شفاعت رسول کبریا اور رحمت و غفران حق تعالے داخل جنت ہونگے اور بجہت حامی اور ناصر و
محب و عاشق و چچا اور باپ ہونے کے رحمۃ للعالمین کے مستحق ہین اُن مدارج عالیہ کے کہ جسکا فوق بجز
درجہ رسالت کے محال ہی پس ضرور ہی کہ حضرت رسالت مآب اپنے درجہ مین جگہ دین اسواسطے کہ جزا
و سزا حق تعالے بمشکل عمل دیتا ہی جناب رسالت مآب بھی احسانات جناب ابو طالبؓ کا معاوضہ بمشکل انھین
احسانات کے فرماوینگے بقولہ تعالے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان قولہ صحیحین مین نعمان ابن
بشیر کی روایت سے ہی رسول اللہ نے فرمایا ان اھون اھل النار عذابا من لہ نعلین وشرا
کان من نار یغلی منہما دماغہ کما یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منہ عذابا وانہ
لا ھون منہم عذابا دوزخ مین سب سے ہلکے عذاب الا وہ ہی جسے آگ کے دو جوتے اور دو
تسمی پہنائے جائینگے جنسے اُسکا دماغ دیگ کی طرح جوش ماریگا وہ یہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب
اسی پر ہی حالانکہ اسپر سب سے عذاب ہلکا ہوگا اسی حدیث مین امام احمد کی روایت یون ہی یوضع فی اخمص
قدمیہ جمرتان یغلی منہما دماغہ تلوون مین دو آگ کے انگارہ رکھے جائینگے جس سے بھیجا البیگا
اقول یہ جو اپنے رقم فرمایا کہ صحیحین مین نعمان ابن بشیر کی روایت سے ہی یہ کہنا ہی صحیح نہین ہی صحیح مسلم مین البتہ
یہ روایت موجود ہی لیکن صحیح بخاری و نیز اُسکی شرح قسطلانی مین بلفظہ اس حدیث کا نشان تک نہین ہی ہان
صحیح مسلم باب شفاعت مین یہ حدیث ہی بلکہ جس حدیث کو آپ امام احمد کیطرف منسوب کر رہے ہین یہ حدیث

بھی بعینہ صحیح مسلم میں باین عبارت موجود ہے ان النعمان ابن بشیر کان یخطب و یقول سمعت رسول اللہ یقول ان اھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ لرجل یوضع فی خمص قدمیہ جمرتان یغلی منہما دماغہ اور صحیح بخاری ور اسکی شرح قسطلانی میں بہ تغیر بعض الفاظ یہ حدیث جو آپنے امام احمد کی طرف منسوب کی ہے باین اسناد موجود ہے حدثنا محمد بن بشار قال حدثنا غندر حدثنا شعبہ قال سمعت ابا اسحق قال سمعت النعمان قال سمعت النبی یقول ان اھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ لرجل یوضع فی خمص قدمیہ جمرۃ یغلی منہا دماغہ اور دوسری حدیث بھی اسی مضمون کی باین اسناد ہے حدثنا عبد اللہ ابن رجاء قال حدثنا اسرائیل عن ابی اسحق عن النعمان ابن بشیر قال سمعت النبی یقول ان اھون اھل النار عذابا یوم القیامۃ رجل علی خمص قدمیہ جمرتان یغلی منہما دماغہ ثم یغلی المرجل بالقمقم پس آپنے جو اس حدیث کو امام احمد کی طرف منسوب کیا اور نعمان ابن بشیر کا نام ساقط کیا آپ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ نعمان دشمن علی تھے کہ ایک حدیث کو تو نعمان ابن بشیر کی سند سے ظاہر فرمایا اور دوسری حدیث سے اُنکے نام کو ساقط فرما کر امام احمد کی طرف منسوب کیا کہ مضمون حدیث کی تقویت ہو جائے اور جہلا وام مکر میں آپکے پھنس جائیں ایسی تحریفیں آپکی شان سے بعید ہیں یہ دونوں حدیثیں بہ تفاوت بعض الفاظ نعمان ابن بشیر سے مروی ہیں اور تقریب تہذیب علامہ ابن حجر عسقلانی میں ہے نعمان ابن بشیر ابن سعد بن ثعلبہ الانصاری الخزرجی لہ ولابیہ صحبۃ ثم سکن بالشام ثم ولی امرۃ الکوفۃ ثم قتل بحمص سنۃ خمس و ستین ولہ اربع و ستون سنۃ یعنے نعمان ابن بشیر یہ دونو رضی اللہ اصحاب رسالت مآب صلعم سے ہیں انصاری خزرجی شام میں جا کر رہے متولی امر کوفہ ہوئے حمص میں قتل کیے گئے سنہ ۶۵ھ تھی اور چونسٹھ برس کا سن تھا استیعاب میں ہے کان النعمان امیرا علی الکوفۃ لمعاویۃ تسعۃ اشھر ثم کان امیرا علی حمص لمعاویۃ ثم لیزید فلما مات یزید صار زبیریا فخالفہ اھل حمص فاخرجوہ منہا واتبعوہ فقتلوہ یعنے یہ نعمان امیر کوفہ رہے نو مہینے تک معاویہ کی طرف سے پھر امیر حمص ہوئے پہلے معاویہ کی طرف سے پھر یزید کیطرف سے پس جب یزید بھی اپنے مقام پر پہونچا تو عبد اللہ ابن زبیر کی اطاعت کی یزیدی سے زبیری ہوئے اہل حمص نے اُنسے مخالفت کی شہر بدر کیا اور ڈھونڈھ کر قتل کیا اور بھی ابن رضی اللہ کے اوصاف و مناقب سنیے کہ یہ نعمان ابن بشیر بعد شہادت حضرت عثمان پیراہن خون آلود و انگشتان مقطوعہ نائلہ زوجہ عثمان لے کر معاویہ کے پاس چلے گئے ابو الفدا لکھتے ہیں ... النعمان بن بشیر الی الشام و معہ ثوب عثمان الملطخ بالدم فکان معاویۃ یعلق قمیص عثمان علی المنبر یحرض اھل الشام علی قتال علی واصحابہ وکلما راہ اھل الشام ازدادوا غیظا یعنے نعمان ابن بشیر پیراہن خون آلودہ

صحیح بخاری مصری جلد ۴ صفحہ ۵۸ ؍ جلد ۲ صفحہ ۱۲۳ (؟)

تقریب تہذیب صفحہ ۳۶۲

استیعاب جلد ۲ صفحہ ۳۳۱ (؟)

ابو الفدا مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۰

عثمان لیکر شام معاویہ کے پاس چلے گئے معاویہ نے اُس قمیص خون آلودہ کو منبر پر لٹکا دیا تا کہ اہل شام غمگین
اور اندوہگین ہو کر قتل علیؑ اور اصحاب علیؑ پر آمادہ ہو جائیں اور جو لوگ شام کے اُس قمیص خون آلودہ
کو دیکھتے تھے تو غیظ و غضب اُنکا زیادہ ہوتا تھا یہ نعمان ابن بشیر ایسے رضی اللہ تھے اور ایسے محب نبیؐ اور
آل رسولؐ تھے اور ایسے دوست صادق تھے علیؑ اور اولاد علیؑ اور اصحاب علیؑ کے اور خلیفہ تھے معاویہ
اور یزید اور ابن زبیر کے پھر ایسے رضی اللہ کی حدیث بیان کی ہوئی کیونکر صحیح قرار نہ پائے اور صحیحین میں کیونکر
داخل نہ کی جائے کہ خاص اہل شام کو اور معاویہ وغیرہ کو آمادہ کرنے والے تھے قتل حضرت علیؑ و اصحاب
حضرت علیؑ پر اور یقینا بطمع فائدہ پائے ستی و رجائزہ پائے ہنی و رحصول دنیا و دین کے اُسی منبر پر کہ جسپر
قمیص خون آلودہ اور انگشتان مقطوعہ بی بی نائلہ لٹکائے گئے تھے اور گرد اُس منبر کے تمام اہل شام کا ہجوم
ہوتا تھا خطبہ فرمایا ہوگا اور مولانا علیؑ اور تمام اہلبیت نبویؐ اور اصحاب علیؑ کی مذمت میں کوئی دقیقہ اُٹھا
نہ رکھا ہوگا اور اس خطبہ میں ضرور ان افتراء عظیم کے مرتکب ہوئے ہونگے حضرت رسالتمآب صلعم پر
کہ یہ حدیث آنحضرت نے فرمائی ہے اس لیے کہ شام اور کوفہ اور حمص میں نعمان ابن بشیر نے خلافت کی ہے
معاویہ اور یزید کی اور معاویہ کا حکم جاری کرنا خطبوں پر اور نیز خود باعلان سب و لعن کرنا مولانا علیؑ اور آل نبیؐ
اور اولاد علیؑ اور اصحاب علیؑ پر مشہور اور تمام کتب تواریخ و سیر و رجال سے معمور ہیں کہ سب و لعن کرنا علیؑ پر
سنت امویہ قرار پائی تھی اور یزید نے تو اپنے باپ دادا پردادا کا ایسا عوض لیا کہ تا قیامت یادگار زمانہ
رہیگا غرض ہم باوجود ان فضائل و مناقب نعمان ابن بشیر کی بھی پیروی اہل سنت و جماعت الصحابۃ کلہم
عدول ہی کہے جائینگے اور ثقہ اور صدوق کا خطاب دیے جائینگے مگر یقین ہے کہ کوئی منصف مزاج اُنکی
شہادت بہ نسبت توہین و تذلیل مولانا علیؑ اور آبا و اجداد علیؑ کی قبول نہ کریگا اور قاعدہ جو احادیث میں جرح
اور رد و افضل اور اصحاب [illegible]
مذمت علیؑ اور آبا و اجداد علیؑ میں جو مذکور ہوں مسموع نہوں جیسا کہ شرح نہج البلاغہ بیان کرتے ہیں کہ کان
نعمان ابن بشیر الانصاری منحرفا عن علیؑ و عدو له پس کیونکر یہ خطبہ اور روایات مسموع ہو سکتے
ہیں اور اگر بفرض محال ان احادیث کو صحیح بھی سمجھیں تو بھی ہوں اہل نار ہونا اور یوضع فی اخمص قدمیہ جمرۃ
اور یوضع فی اخمص قدمیہ جمرتان دخول و خلود جنت کی دلیلیں ہیں کہ جنکو مکرر بیان کیا ہے قولہ اور صحیحین میں
انس کی روایت سے ہے رسول اللہ فرماتے ہیں یقول اللہ لاھون اھل النار عذابا یوم القیمۃ
لو ان لک ما فی الارض من شیء کنت تفتدی بہ فیقول نعم فیقول اردت منک اھون
من ھذا وانت فی صلب آدم لا تشرک بی شیئا فابیت الا ان تشرک بی دوزخیوں میں
سب سے ہلکے عذاب والے سے اللہ عز و جل فرمائیگا تمام زمین میں جو کچھ ہے اگر تیری ملک ہوتا تو کیا
اُسے اپنے فدیہ میں دیکر عذاب سے نجات مانگنے پر راضی ہوتا وہ عرض کریگا ہاں فرمائیگا میں نے تو

روز میثاق اس سے بھی ہلکی ور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نکرنا مگر تونے نہ مانا بغیر میرا شریک کیے ہوئے اس حدیث سے بھی ابوطالبؑ کا شرک پر مرنا ثابت فقط **اقول** یہ حدیث صحیحین تو ہی مگر صحیح نہین ہو سکتی اولاً تو انس بن مالک ابن النضر الانصاری الخزرجی خادم رسول اللہ تھے یہ وہ بزرگ ہین جنکی نسبت امام ابو حنیفہ فرماتے ہین الصحابۃ کلھم عدول الا انس اور یہ وہ بزرگ ہین جنکا باغ برکت دعائے پیغمبر سے سال مین دو مرتبہ میوہ دیتا تھا عمر ان کی سو سے تجاوز کر گئی تھی تا زمانہ یزید زندہ رہے صحابت معاویہ اور یزید سے بہرہ ور ہوئے اور جب جناب علیؑ نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی نسبت گواہی طلب کی اکثر اصحاب نے گواہی دی جناب میر نے پوچھا کہ کیون اے انس تم بھی تو موجود تھے تم کیون خاموش ہو جواب دیا کہ ضعیف ونسیان یعنے بڈھا ہو گیا اور بھول گیا مین اُسوقت حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدایا اگر انس جان بوجھ کر کتمان کرتے ہین تو تو انکی پیشانی کو مبروص کر دے کہ عمامہ سے پوشیدہ نہو سکے اسیوقت برص اُن کی پیشانی پر نمایان ہوا کہ جسکو چھپا نہ سکتے تھے اور دربار ابن زیاد مین بھی یہ بزرگ موجود تھے جب سر جناب امام حسینؑ آیا اور سامنے رکھا گیا سبط ابن جوزی لکھتے ہین کہ کیا حقوق رسول اللہ کے انس پر اتنے بھی نہ تھے کہ منع کرتے ابن زیاد کو چھڑی مارنے سے دندان مبارک پر سید الشہداء کے حاصل یہ ہی کہ ایسے بزرگ اگر کوئی حدیث کفر جناب ابوطالب مین وضع فرمائین تو اُن کی شان سے کیا بعید ہی کہ پدر بزرگوار علیؑ اور جد امام حسینؑ تھے اُنکے فضائل کا کتمان اور بہ نسبت اُنکے قبائح کا اعلان یہ کتنی بڑی بات تھی پھر ایسے رضی اللہ کی حدیث بہ نسبت کفر جناب ابوطالبؑ کے کیونکر معتبر اور معتمد ہو سکتی ہی ثانیاً حدیث مذکور مین نام ابوطالبؑ کا نہین ہی یقول اللہ تعالیٰ لاھون اھل النار ہی اور اھون اھل نار سے مراد ابوطالب لیے جاتے ہین اور پھر یہ بھی ثابت کیا جاتا ہی کہ حق تعالےٰ کے کا اردت منک اھون من ھذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرک بی شیئاً فابیت الا ان تشرک بی کہ مین نے جو تجھ سے روز میثاق اس سے بھی ہلکی ور آسان بات چاہی تھی کہ کسی کو میرا شریک نکرنا پس تو نے انکار کیا اور شرک کیا پس قول منسوب بحق تعالےٰ سے شرک بالذات اھون و ادنی ذنب قرار پاتا ہی کہ جسکی جزا اھون اہل نار ہوتا ہی اور جہان کہین اھون اہل النار یا اخف اہل نار یا ادنی اہل نار ضحضاح قدمیہ جمرہ پایا جاتا ہی اس سے مراد ابوطالب ہی لیجاتی ہی اس سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمام مومنین عصاۃ کی ذنب سے بھی ذنب شرک ابوطالبؑ اھون اور ادنی ہی پس جب کہ ذنب کبائر مومنین عصاۃ کے بمقابلہ ذنب ابوطالبؑ اکبر اور اعظم قرار پائے کہ عذاب مقابل ذنب ہوتا ہی اور اھون اور ادنے اہل نار کے ابوطالبؑ قرار دیے گئے بلکہ وہ چنگاریوں کے مستحق ہوئے کہ تلوون مین پاؤن کے رکھے جاوین اور اس سے زیادہ اھونیت کا کوئی درجہ عقل ور نقل سے پایا نہین جاتا تو شرک جناب ابوطالبؑ کا ایمان مومنین عصاۃ سے بدرجہا افضل ور اعلی قرار پایا کہ عذاب مومنین عصاۃ کا وشدہ و اعظم اہل نار ہوا

پس جب عذاب مومنین عصاۃ کہ اشد و اعظم ہی اور شفاعت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بخشا جائیگا اور داخل جنت کیے جائینگے تو جناب ابو طالب کا ذنب تو اخف و ادنیٰ ہون اور ادنے ہی بالضرور بشفاعت آنحضرت داخل جنت ہونگے اور اس حدیث سے ذنب شرک تو اصغر صغائر مین محسوب ہوا جاتا ہی تمھید و تدبر ثانیاً بالاتفاق ثابت ہی کہ مومنین عصاۃ بسبب اپنے گناہون کے اور ارتکاب بعض کبائر کے داخل جہنم ہونگے اور بشفاعت رسول مقبول جہنم سے نکالے جائینگے اور جنت مین داخل کیے جائینگے جیسا کہ صحیح بخاری مین ایک طولانی حدیث موجود ہی جسکے آخر مین یہ جملہ ہی ما بقی فی النار الا من حبسہ القران یعنے نہ باقی رہے گا نار مین مگر وہ شخص کہ حبس کیا ہی اسکو قرآن نے یعنے کفار و مشرکین اور شرک و کفر کہ جو ابو طالب کی طرف نسبت دیا جاتا ہی وہ تو فی الحقیقت افضل ہی اسلام اور ایمان سے اور مطابق احادیث منقولہ مذکورہ کے مصداق برعکس نہند نام زنگی کافور ہی کہ شرک و کفر کو ایمان و اسلام اور ایمان و اسلام کو شرک و کفر کا خطاب دیا گیا ہی اور شیخ عبد الحق صاحب بروایت صحیح بخاری ابو سعید خدری سے نقل کرتے ہین قال رسول اللہ یخلص المومنون من النار الخ اور اسکی شرح کے آخر مین لکھتے ہین کہ ازین جا معلوم میشود کہ درآوردن مومنان فاسق در دوزخ برائے تنقیہ و تہذیب ایشان است از کثافت تا پاک و صاف کردہ در بہشت کہ مکان خلود ایشان است درآرند نہ بطریق غضب و عداوت چنانچہ در دنیا بامراض و مصائب کفارات ذنوب می نمایند محققان گفتہ اند کہ بعضے گناہان ہست کہ بامراض و مصائب ازان پاک گردانند و بعضے بشدت سکرات موت و بعضے بعذاب قبر و بعضے گناہان ہست کہ جز بآتش دوزخ ازان پاک نگردد چنانچہ طلا و نقرہ جز بگداختن پاک و صاف نگردد فوالذی نفس محمد بیدہ لاحدھم اھدی بمنزلہ فی الجنۃ منہ بمنزلۃ الذی کان لہ فی الدنیا پس بخدا سوگند کہ ہر آئینہ یکے از ایشان راہ یابندہ تر و شناسندہ تر است بمنزل و مکان خود کہ در بہشت دارد از خودش کہ راہ یابندہ و شناسندہ بود بمنزل و مکان خود کہ بود مر او را در دنیا اشارت است بقوت نورانیت قلب و ہدایت بعد از وجود تہذیب و تنقیہ و باکی چون در دنیا بنور توفیق بایمان و عمل صالح و مقام قرب الٰہی عزوجل ہدایت یافت در آخرت نیز بمنزل و مقام خود کہ در بہشت دارد اہتدامی یابد و ثانی اثر اول است رواہ البخاری شیخ عبد الحق صاحب نے شرح مین اس حدیث کی فرمایا کہ اقوال محققین سے ثابت ہوتا ہی کہ بعض گناہ مومنین کے ایسے ہین کہ بغیر آتش دوزخ کے جلے بھنے وہ پاک و صاف نہ ہونگے جسطرح کہ طلا و نقرہ بغیر پگھلنے کے پاک و صاف نہین ہوتا پس اسی تحقیق محققانہ محققین سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ مومنین ضحضاح نار اور نعلین نار اور دو چنگاریون سے نار کی پاک نہین ہو سکتے جب تک سر سے اونچی آگ مین نہ ڈالے جائین بخلاف جناب ابو طالبؑ کے کہ انکا سارا بدن تو پاک و صاف تھا کہ لائق ہوا رہنے فقط پاؤن پر عذاب مسلط ہوگا ضحضاح نار یا نعلین نار یا دو چنگاریونکا پس بلا شک و لاریب سر سے اونچی آگ والے مومنین کے ایمان سے کفر و شرک جناب ابو طالبؑ بدرجہا افضل ہوا اور جب وہ مومنین بہ شفاعت

رحمۃ للعالمین مستحق خلود جنت ہین تو جناب ابوطالبؓ بدرجۂ اولے مستوجب خلود جنت ہین اور آیات و احادیث سے ہم مکرر ثابت کر چکے ہین کہ کفار و مشرکین سے نہ کبھی عذاب مرتفع ہوگا نہ اُنکو شفاعت شافعین نفع دیگی نہ اُنسے عذاب ہلکا کیا جائیگا بلکہ وہ عذاب شدید مین گرفتار رہین گے اور اس حدیث کو کیونکر صحیح کہہ سکتے ہین کہ کفار و مشرکین جو مرتکب اکبر کبائر اور اعظم ذنب کے ہون وہ تو اہون نار کے مستحق ہون اور مومنین جو مرتکب اصغر کبائر اور اخف ذنب کے مستحق ہون اعظم اور اشد عذاب کے یہ امر محال و نرا وہم و خیال ہی کہ شرک و کفر کا اعظم و اکبر کبائر سے ہونا بالاتفاق ثابت ہی اور حدیث ہذا سے اہون اہل نار ہونا مشرکین و کفار کا پایا جاتا ہی چنانچہ برزنجی وزینی رقم فرماتے ہین ولو کان ابوطالبؓ کافرًا لکان عذاب الکفر دون عذاب الکبایر ومعان عذاب الکفر فوق عذاب الکبایر قطعًا وھذا لاشک فیہ فان الکفر اکبر الکبایر ولا یغفر بخلاف بقیۃ الکبایر ولو وجد مؤمن عاصٍ اخف عذابًا من ابی طالبؓ لزم الخلف فی قول الصادق صلی اللہ علیہ والہ وسلم حیث جعلہ اخف اھل النار عذابًا علی الاطلاق فوجب ان یکون لہ عذاب کعذاب عصاۃ المومنین بل یکون اخف العصاۃ عذابًا یعنے اگر ابوطالبؓ کافر ہوتے تو کفر کا عذاب دیگر کبایر کے عذاب سے کم ہوتا حالانکہ عذاب کفر کا عذاب کبایر سے قطعًا فائق ہی کہ جسمین کسی طرح کا شک نہین ہو سکتا کہ کفر اکبر کبایر ہی کہ جو بخشا ہی نجائیگا بخلاف باقی کبائر کے اور اگر کوئی مومن عاصی ایسا پایا جائے کہ جسکا عذاب ابوطالبؓ کے عذاب سے اخف ہو تو معاذ اللہ مخبر صادق رسول برحق کے کلام مین کذب لازم آئیگا اس سبب سے کہ اپنے مطلقًا اہل نار سے ابوطالبؓ کو اہون اور اخف کا خطاب دیا ہی اسی سے لازم و واجب ہو گیا کہ مثل مومنین عصاۃ کے عذاب ابوطالبؓ کا ہو بلکہ مومنین عصاۃ سے بھی اخف ہو انتہی اس تقریر سے بھی اس حدیث کا موضوعات سے ہونا اور جناب ابوطالبؓ کا جنتی ہونا ثابت ہی اور ان احادیث موضوعہ کو دلائل کفر جناب ابوطالبؓ سمجھنا سفاہت و جہالت ہی **قولہ** کتاب الخمیس فی احوال نفس نفیس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مین ہی قیل ان النبیؐ مسح اباطالبؓ بعد موتہ والنبی تحت قدمیہ ولذا ینتعل بنعلین من النار یعنے کہا گیا ہی نبیؐ نے بعد مرگ ابوطالبؓ کے بدن پر دست اقدس پھیر دیا مگر تلوون پر ہاتھ پھیرنا بھول گئے یا دنرہا اس لیے ابوطالبؓ کو روز قیامت آگ کے دو جوتے پہنائے جائینگے باقی جسم برکت دست اقدس سے محفوظ رہیگا **اقول** اولًا تو یہ قول خود ہی ضعیف ہی کہ بلفظ قیل مذکور ہی پھر قابل استدلال کیونکر ہو سکتا ہی ثانیًا کبھی دخول ضحضاح اور ینتعل بنعلین من نار اور یوضع فی اخمص قدمیہ کا سبب شفاعت و برکت و خصوصیت جناب ختمی مرتبت قرار دی جاتی ہی اور کبھی من باب النظر فی حکمۃ اللہ جزا بشکل عمل قائم کی جاتی ہی اور کبھی برکت مسح دست اقدس سے محفوظ رہنا تمام جسم کا اور عروض نسیان مسح تحت قدم سے منتعل بنعلین ہونا ثابت کیا جاتا ہی غافل اس سے کہ علل متضادہ متخالفہ خود ہی ایک

صفحہ ۸۰

دوسرے کی رد کر رہے ہین ثالثا بعد وفات جناب ابو طالب آنحضرت صلعم کا ہاتھ پھیرنا تمام جسم پر دلالت کرتا ہی کہ
بعد موت ابو طالب بھی انکو دوست رکھتے تھے اور جو محبوب رسولؐ ہی بلا شک وہ محبوب خدا ہی اگر معاذ اللہ
عروض نسیان بھی آنحضرتؐ کے لیے ثابت کیا جاوے اور کہا جائے کہ جسطرح غلب علیہ الوجع کہنا شائبہ
ماینطق عن الہوی ان ھو الا وحی یوحی کے جائز ہی اُسی طرح غلب علیہ النسیان بھی کہنا جائز ہی
تو بھی حبیب خدا کا محبوب بلا شک محبوب خدا ہی جسطرح بمحبت جناب پیغمبر خدا نے تمام بدنکو مسح کر کے آگ سے
محفوظ رکھا حق تعالے اپنے حبیب کے نسیان سے حبیب کے محبوب کو کبھی معذب بنعلین نار نہ فرمائیگا کہ
حبیب خدا کا محبوب محبوب خدا ہی جناب ابو طالبؓ کو حق تعالے وہ درجہ جنت مین عطا فرمائیگا جو محبوبین خدا کا
درجہ ہی تاکہ حبیب رب العالمین محمد مصطفےٰ علیہ وعلی آلہ التحیۃ والثنا متاسف اپنے نسیان پر نہون رابعًا اس
حدیث سے تو جناب ابو طالبؓ کا طبقات جہنم مین سے کسی طبقہ مین جانا ہی ثابت نہین ہوتا بلکہ بغیر دخول نار
بہ برکت مسح آنحضرت صلعم تمام جسم کا محفوظ رہنا ثابت ہی اگر بالفرض ینتعل بنعلین من نار کو صحیح بھی رکھین
تو بھی ظاہر ہی کہ نعلین نار سے تصفیہ تحت قدم کا ہو جائیگا اور بشفاعت شافع روز جزا داخل جنت ہونگے
بخلاف اُن مومنین مرتکبین کبائر کے کہ جو مثل طلا و نقرہ آگ مین پگھلائے جائینگے جب بھی پاک و صاف
نہونگے تنبیہ ان اقوال و احادیث سے صاف صاف ظاہر ہی کہ جناب ابو طالبؓ کے کافر بنانیکی کیا کیا
کوششین کی گئی ہین کہین تو آیات قرآنی کے تاویلین کی جاتی ہین کسی مقام پر حدیثین موضوع ہوتی ہین کبھی تخفیف
سے تخفیف عذاب کبھی ضحضاح مین داخل ہونیکی علت جزاہستکل عمل قرار دیجاتی ہین کبھی بہ برکت دخصوصیت
آنحضرت نفع پاتا ابو طالبؓ کا ضحضاح مین داخل ہونا ثابت کیا جاتا ہی کبھی برکت مسح آنحضرت جسم ابو طالبؓ
کا محفوظ رہنا بیان کیا جاتا ہی کبھی اھون اھل النار مشرک کی صفت گردانی جاتی ہی کبھی دوچندگار ہونے
مستحق کیے جاتے ہین بس ایسے دلائل منتشرہ متضادہ مخبوط فیہا سے کونسا دیندار مسلمان جناب ابو طالبؓ
کو کافر کہہ سکتا ہی اور باوجود اس کد و کوشش کے بھی جناب ابو طالبؓ کا مومن و محبوب خدا و رسول ہونا ثابت
ہوتا ہی حیرت تو یہ ہی کہ جناب ابو طالبؓ نہ طالب خلافت تھے نہ دعوائے نبوت کرتے تھے نہ یہ کوئی مسئلہ
اعتقادیہ ہی کہ جسکو اصول و فروع مین کوئی دخل ہو پھر یہ کوششین اور عرق ریزیان اثبات کفر مین جو کیجاتی ہین
تو سوا بغض و عداوت کے اور کیا کہہ سکتے ہین حالانکہ آئمہ اربعہ کے اقوال سے ثابت ہی کہ بغض و عداوت
اور توہین و تذلیل جناب ابو طالبؓ فتنہ پیدا کرنا ایذا دینا ہی جناب حضرت رسالت مآب کو اور موذی بنی کا فر
اور جگہ اُسکی درک اسفل نار ہی فتدبر قولہ حدیث ثم امام شافعی و امام احمد و امام اسحق ابن راہویہ و ابو داؤد
و طیالسی سے اپنے مسانید اور ابن سعد طبقات اور ابو بکر ابن ابی شیبہ مصنف اور ابو داؤد و نسائی و سنن
اور ابن خزیمہ نبی صحیح اور ابن الجارود منتقی مین اور مروزی کتاب الجنائز اور بزار اور ابو یعلی مسانید
اور بیہقی سنن مین بطریق عدیدہ حضرت سیدنا امیر المومنین مولی علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی قال قلت

حدیث

للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان عمک الشیخ الضال قد مات قال اذهب فوار اباک یعنی میں نے
حضور اقدس سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ حضور کا چچا وہ بڈھا گمراہ مرگیا فرمایا
جا اُسے دبا آ **اقول** اس حدیث کو آپ بڑے زور شور سے لکھ گئے اور کسقدر اپنے آئمہ دین اور راویان شرع
متین سے کس شد و مد سے رقم فرما گئے یہ بھی آپ نہ سمجھے کہ شیخین نے صحیحین میں کیون اس حدیث کو ترک فرمایا
اولاً تو جو روایت عروض نسیان جناب ختمی مآب میں کتاب الخمیس سے آپنے رقم فرمائے اس حدیث نے
اُس حدیث منقولہ کتاب الخمیس کو ھبآءً منثورا کر دیا کہ اُسمین وقت وفات جناب ابوطالب پیغمبر خدا کا اُنکے
پاس موجود ہونا اور بعد موت ابوطالب مسح کرنا اُنکے تمام جسم پر اور نسیان فرمانا تحت قدم کا مذکور ہی اور حدیث
ہذا سے ثابت ہوتا ہی کہ فقط امیر المومنینؑ نے حبیب رب العالمین کو خبر دی ور آنحضرتؐ نے جواب دیا کہ جاؤ
دفن کر دو نہ جناب رسالت مآب اُنکے پاس تھے نہ گئے پھر اُنکے جسم پر ہاتھ کا پھیرنا اور اُنکے جسم کا محفوظ رہنا
اور عروض نسیان اور باعث استعمال نعلین کیونکر ثابت ہوا بلکہ منافات بیجا سے موضوعیت احادیث کا ثبوت
کامل ہی ثانیاً اگر اس حدیث کو صحیح بھی فرض کرین تو یہ بھی حدیث دلالت کرتی ہی کمال ایمان اور تیقان
اور محبت اور رفعت شان اور علو مکان جناب ابوطالبؑ پر مگر آپ تو مصداق لا یعقلون اور لا یسمعون
اور لا یبصرون کے ہین عداوت اہل بیتؑ اور خاندان نبوت خصوصاً عداوت جناب ابوطالبؑ مین آپ
مدہوش ہو رہے ہین کیونکر آپکی سمجھ مین آوے حدیث کی عبارت تو یہ ہی قال علی للنبی ان عمک الشیخ
الضال قد مات جسکے ترجمہ مین آپ رقم کرتے ہین کہا مولانا امیر المومنین علیؑ نے حضور اقدس سید المرسلینؐ
سے کہ وہ آپکا چچا گمراہ بڈھا مرگیا اس قول منسوب بعلیؑ سے ایک بڈھے چچا گمراہ کا مرنا ثابت ہوا اُسوقت تک
ابولہب بھی زندہ تھا اور حضرت عباس بھی مشرف باسلام نہ ہوئے تھے اور حضرت ابوطالبؑ بھی کہ اللہ
پھر جناب ختمی مآبؐ نے اس کلام حضرت علیؑ سے کہ ایک خبر مبہم تھی کیونکر یقین فرمایا کہ جناب ابوطالب ہی نے
انتقال کیا عمک الشیخ الضال شامل ہی تینون چچاؤن پر پھر ایسی اعم خبر سے خاص جناب ابوطالبؑ مراد لینا خالی
تکلف سے نہین ہی اب بتکلف ور احتمال ہی تسلیم کر لین کہ عمک سے ابوطالبؑ مراد لی تو شیخ اور ضال دونو
لفظ ایسے ہین کہ جیسا لفظ عمک کا ہی کہ شیخ اور ضال بھی تینون چچا دنپر صادق آتا ہی کسی طرح فائدہ تخصیص کا نہین
دیتا پھر ایسے زوائد کلام مین افصح الفصحا کی جو بعد رسول افصح عرب مشہور تھے محال اور غیر ممکن ہین اب رہا
جواب پیغمبر خدا کا اذهب فوار اباک علی هذا اسمین بھی اباک زائد ہی اذهب فواره کافی تھا اس لیے کہ
مخبر اعرف ہی سامع سے پس شیخ اور ضال کلام مولانا علیؑ مین اور اباک کلام خیر الانام مین بے فائدہ اور
زائد اور ایسے زوائد غیر مفید الفاظ کلام فصحا مین بلا شک و لا ریب معیوب ہین کیونکر ممکن ہی کہ ایسے زوائد
کلام علیؑ و نبیؐ مین فصیح قرار پا سکین بلکہ اس حدیث سے تو ایک جاہل بھی یہ ہی سمجھے گا کہ حضرت علیؑ نے پیغمبر خدا
پر طعن کیا اور کہا کہ آپکا چچا بڈھا گمراہ کہا ورنہ ان ابی قد مات کہتے یا اگر باپ کہنا کافر کو مکروہ سمجھتے تھے

لہٰذا اباطب فدمات ... مخفی نہ رہے کہ یہ سخت عطرہ تو یہ ہی کہ پیغمبر خدا نے بھی ... جواب دیا اور وہ بھی تو ہین کی علی کی رجسکا ترجمہ شیخ ضال کے ہو وہ مرگیا یا ... اپ کا ... حاصل اس حدیث ... یہ ہوا کہ علی نے پیغمبر خدا کو طعنہ دیا اور زلو ہیبتا عمک الشیخ الضال کہا اور اسی طرح پیغمبر خدا نے بھی زد و ... طعن کے لو ہیبتا اذھب فوار ابالث فرمایا معاذ اللہ معاذ اللہ اگر یہ ہی عبارت اس حدیث کی اسی معنی مین ہو تو یہ کلام فصیحانہ ہی یا تقریر عامیانہ بلکہ صاف صاف گالی گلوج ہی کہ علی کو بسبب کفر ابوطالب کے باپ کہنا ... آیا اور مجمع عام مین پیغمبر خدا کو ذلیل کیا کہ تیرا چچا بڑھا گمراہ مرگیا اور پیغمبر برحق کو بھی یہ نسبت ناپسند ہوئی اور اسی مجمع مین اپنا عوض لے لیا کہ میرا چچا نہین بلکہ تیرا باپ بڑھا گمراہ حالانکہ ابوطالبؓ دونو صاحبون کے باپ تھے ایک صاحب کے حقیقی اور ایک صاحب کے مجازی پھر خواہ یہ انکو طعنہ دین خواہ وہ انکو مآل وا حد ہی اور نیز یہ عبارت اگر فصیح قرار دی جائے تو فصاحت اور بلاغت کا نام ہی مفقود ہو جائے پھر کسطرح یہ حدیث صحیح قرار پاسکتی ہی بلکہ اس عبارت کو نسبت بہ حدیث دینا ہی کفر ہی کہ گنوار دیہاتی بھی ایسی گفتگو کو مکروہ جانتے ہین مگر آپ چونکہ اس قسم کی گفتگو کے عادی ہین فخر و مباہات بیان کر رہے ہین کہ پیغمبر اور وصی پیغمبر مین فیما بین گالی گلوج بھی ہوتی تھی افسوس ہزار افسوس ہی ایسے معاندین و منافقین نے دین اسلام کو ذلیل و برباد کر ڈالا اور کوئی دقیقہ ذلت و خواری کا اٹھا نہین رکھا مگر حق تعالے وعدہ فرما چکا ہی بقولہ تعالیٰ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون تا قیامت یہ دین کامل باقی رہیگا اگرچہ منافقین و معاندین پردہ اسلام مین بیخ کنی اسلام کرتے ہین مگر حافظ حقیقی تا قیام قیامت اس دین اسلام کا حافظ ہی ثالثاً تھوڑی دیر کے لیے ہم فرض کیے لیتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہی اور جو مکالمہ اسمین مذکور ہی وہ خلاف شان نبی و وصی نہین ہی تو بھی جو مقصد آپکا ہی وہ حاصل نہین ہوتا کیونکہ قایل کہسکتا ہی کہ یہ سوال و جواب پیغمبر خدا اور وصی مصطفےٰ مین خاص معنون مین واقع ہوئے ہین وہ معنی یہ ہین قال امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب قلت للنبیؐ ان عمک الشیخ الضال قدمات یعنے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ مین نے عرض کیا نبیؐ سے ان عمک کہ تحقیق کہ چچا آپکے پس جناب امیر علیہ السلام نے یہ کیون نہ فرمایا کہ ان ابی الخ یعنے میرے باپ اسکا سبب یہ تھا کہ اپنے باپ کی قدر و منزلت کو اعلےٰ اور ارفع کرکے بیان فرمائین اس لیے کہ جناب ابوطالبؓ علو مرتبت اور سمو منزلت مین یکتائے زمانہ تھے کہ باپ تھے خلیفہ و داماد و برادر رسول خداؐ کے اور چچا اور مجازی باپ تھے پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلعم کے پس منسوب کیا جناب ابوطالبؓ کو سید المرسلین سے بعد اسکے فرمایا الشیخ جسکا ترجمہ اپنے وہ بڈھا رقم فرمایا حالانکہ کوئی چچا پیغمبر خدا کے جوان نہ تھے جن سے اس لفظ شیخ نے تمیز دی ہو بلکہ یہان پر شیخ کے معنے بزرگ کے ہین اور بزرگی حضرت ابوطالبؓ مین کوئی شک نہین اسلیے کہ اور مربی اور کفیل تھے رسول خداؐ کی اس سبب سے کہ صغر سنی سے پرورش کیا تھا اور ابتدا سے تا وقت وفات جناب ابوطالبؓ سید المرسلینؐ نے کوئی امر مخالف جناب ابوطالبؓ نہین کیا تھا

جناب ابوطالبؑ چاہتے تھے لے جاتے تھے جہان چاہتے تھے لٹاتے تھے سلاتے تھے جو کچھ چاہتے تھے
کھلاتے تھے پلاتے تھے پہناتے تھے جس چیز کی حضرت رسالتمآب طلب کرتے تھے جناب ابوطالبؑ
حاضر کرتے تھے حتے کہ کوئی امر آنحضرتؐ بغیر مشورہ جناب ابوطالبؑ نکرتے تھے اکثر امور دین کا ابلاغ بوساطت
ورسالت جناب ابوطالبؑ فرماتے تھے جیسا کہ مذکور ہوچکا ہی کہ عہدنامۂ کفار عرب کو دیمک نے کھا لیا اور جبرئیلؑ
نے خبر دی حبیب رب العالمین کو حبیب خدا نے اپنے حبیب کو مطلع کیا اسیوقت جناب ابوطالبؑ گئے اور
مجمع کفار مین اُس وحی کا اعلان کیا کہ محمدؐ کو اُسکے خدا نے خبر دی ہی اگر اس قول مین محمدؐ سچے ہین تو حق انکی طرف
ہی ورنہ تمکو اختیار ہی جو چاہنا کرنا غرض ان حالات سے تمام کتب تواریخ و سیر مملو ہین اور بقدر ضرورت ہم بھی
لکھ چکے ہین مراد لفظ شیخ سے یہ ہوئی کہ آپکے بزرگ اور مربی اور کفیل نے انتقال کیا اس مقام پر یہ گمان
نہ ہو کہ ہم معنی شیخ مین مربی کا لفظ اپنی طرف سے لکھ گئے نہین نہین بلکہ کلام علما مین رب کا لفظ بہ نسبت
جناب ابوطالبؑ کے متعارف ہی چنانچہ برزنجی اور زینی رقم فرماتے ہین کہ افحش عبارت سے ذکر ابوطالبؑ
کا کرنا ایذا دینا ہی نبیؐ کو لان ابا طالب رب النبی وکان یحبہ اسواسطے کہ ابوطالبؑ نے پرورش نبیؐ کی
کی تھی اور محبت رکھتے تھے اُنسے پھر بعد عمک الشیخ کے انتقال فرمایا اور آپنے ضال کے معنے گمراہ کے
لیے حالانکہ یہ معنی بھی غیر مناسب ہین اور ممیز و مفرق بھی نہین ہوسکتے اسلیے کہ اُسوقت تک جناب عباسؓ
اور حضرت ابوطالبؑ اور ابولہب بھی زندہ تھے بڈھا گمراہ اُنپر بھی صادق آتا تھا اور ابولہب تو بجمیع الوجوہ
ان الفاظ کا مستحق تھا بلکہ مراد جناب امیر المومنینؑ کی یہ تھی کہ جو آپ کا محبوب و عاشق تھا اُسنے وفات فرمائی
اسلیے کہ ضال کے معنے مغلوب اور عاشق کے ہین چنانچہ سورۂ یوسف مین حق تعالے برادران یوسف
کا مقولہ بیان فرماتا ہی کہ کہا اُنھون نے ان ابانا لفی ضلال مبین یعنے ہمارا باپ مغلوب ہی عشق یوسف
مین اور نیز حق سبحانہ تعالے فرماتا ہی اپنے حبیب سے ووجدک ضالا فھدی یعنے پایا مین نے تمکو مغلوب
اور عاشق پناپس ہدایت کی مین نے طرف رسالت کے اور کردیا تمکو خاتم المرسلینؐ پھر دوسرے مقام پر فرماتا ہی
اذا وانا من الضالین یہ لفظ ضال پسران یعقوب نے اپنے باپ کو کہا حق سبحانہ تعالے نے اپنے حبیب کو
خطاب کیا اسی لفظ ضال سے اُسیطرح حضرت علیؑ نے بھی اپنے باپ کو ضال فرمایا اب اس حدیث کی عبارت کے
یہ معنے ہوئے کہ تحقیق آپ کا چچا جو بزرگ مربی اور کفیل اور عاشق تھا اور آپ کے عشق مین مغلوب تھا تمام دنیا
ومافیہا کو بھولا ہوا تھا اُسنے وفات فرمائے اب جناب پیغمبر خداؐ نے فرمایا اذھب فوارہ یعنے لیجاؤ دفن کردو
اپنے باپ کو یہ تخصیص جو آپ کی فرمائی اُسکی وجہ بھی یہ تھی کہ جو ان اوصاف کا جامع ہی کہ مربی اور محسن ہی بیٹا
وہ تمھارا باپ ہی یعنے ایسے فخر عرب عالی ہمت والا مرتبت میرے محسن اور عاشق اور مربی کے تم فرزند ہو اگر
کہا جائے کہ ان اوصاف عالیہ کو ایسے الفاظ مین کیون ذکر کیا تو جواب اسکا یہ ہی کہ شاید مقصود یہ ہو کہ جسوقت
تک جو جو... نا وہ دعظ وپند جناب ابوطالبؑ نے تمام بنی عبدالمطلبؓ اور قریش کو کی تھی وہ ضلیع ہو...

پربادنہ ہوجائے اور قدرومنزلت انکی وصیت اور وعظ وپند کے دلون مین تمام بنی عبدالمطلب اور قریش کے
باقی رہے بالجملہ شیخ وضال کا ان معانی مین مستعمل ہونا جنکو آپنے رقم کیا ہی کسی طرح درست نہین ہوتا اسیوجہ سے
آپ کے علما بھی بناچاری ان الفاظ سے یاد کرنے کو مدارات پر محمول کرتے ہین چنانچہ برزنجی اور مرزبنجی بھی رقم
فرماتے ہین لعل علیا رضی اللہ عنہ قال ذلک بحضور سفہاء المشرکین مداراۃ لہم یعنے شاید
علی رضی اللہ عنہ نے سفہاے مشرکین کے سامنے انکی مدارات کے لیے فرمایا ہو **قولہ** ابن ابی شیبہ کی روایت
مین یون ہی موالے علی نے عرض کی ان عمک الشیخ الکافر قدمات فما تری فیہ حضور کا چچا وہ بڈھا
کافر گیا اُسکے بارے مین حضور کی کیا راے ہی یعنے غسل وغیرہ دیا جاے یا نہین سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اری ان تغسلہ وتجنہ نہلاکر دبا دو **اقول** ابن ابی شیبہ کی روایت مین کسی طرح کیون نہ ہو مومن
خالص ہونا جناب بوطالب کا ہرطرح ثابت ہی مگر آپ موالے علی فرماکر مصداق یقولون بافواہہم مالیس
فی قلوبہم کیون بنی شاید باتباع خلیفہ ثانی رضی اللہ آپنے بھی اقرار فرمایا کہ اُنھون نے بھی اقرار فرمایا تھا
اور مجمع عام مین بخ بخ لک یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولای ومولی کل مومن ومومنۃ
فرمایا تھا جسکو ہم سر العالمین امام غزالی سے نقل کرآئے ہین جسکے آخر مین امام غزالی فرماتے ہین وبعد
ہذا غلب الہوی لحب الریاستہ اب رہے کافر کے معنے ساتر کے ہین ذرا قاموس یا کوئی دوسری
کتاب لغت بھی ملاحظہ فرمائیے اور یہ امر توظاہر ہی کہ جناب بوطالب اپنے ایمان کو کفار سے پوشیدہ کیے
ہوئے تھے جیسا کہ مومن آل فرعون پس فرمانا موالے علی کا ان عمک الشیخ الکافر کوئی قباحت نہین رکھتا
معنے یہ ہوئے کہ آپ کا چچا اور مالک ومربی کہ جو اپنے ایمان کو پوشیدہ کیے ہوئے تھا اُسنے انتقال کیا اب
کیا راے ہی یہ سوال موالے علی کا استفسارًا اور استرشادًا تھا جسکے جواب مین جناب رسالت مآب نے فرمایا
جاؤ نہلاکر دفن کردو اگر جناب بوطالب اپنے اسلام کو ظاہر کرچکے ہوتے تو استفسار کی حاجت کیا تھی کہ
کہ احکام غسل وکفن ودفن مخفی نہ تھے کافر مومن کو مومن تجہیز وتکفین کرتے تھے اور اب تک وہی احکام جاری ہین
اور تفصیل اسکی آتی ہی ثانیًا برزنجی نے بہت سی روایتین نقل کین ہین جو دلالت کرتی ہین نجات جناب بوطالب
پر اور یہ بھی کہا ہی کہ اگرچہ بعض اُنمین کے ضعیف ہین مگر اپنے کثرت کی وجہ سے بعض حدیث بعض کو قوت
دیتی ہی اور اکثر اُنمین کے صحیح ہین چنانچہ ایک حدیث صحیح یہ بھی ہی کہ جسمین ذرا بھی ضعف نہین ہی اخرج ابن
سعد وابن عساکر عن علی قال اخبرت رسول اللہ بموت ابی طالب فبکی وقال اذہب
فاغسلہ وکفنہ وواراہ غفر اللہ لہ ورحمہ یعنے ابن سعد اور ابن عساکر نے علی سے روایت
کی ہی کہ فرمایا حضرت علی نے کہ مین نے خبر دی رسول اللہ کو انتقال بوطالب کی آنحضرت چلے تو رو دیے اور
پھر فرمایا کہ تم جاؤ اور غسل وکفن دیکر دفن کرو اللہ اُنکو بخشے اور اُنپر رحم کرے سیرۃ حلبیہ مین مذکور ہی کہ اسی
حدیث کو ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہ نے بھی بیان کیا تھا اور سبیرہ جوزی

تذکرہ مین ابن سعد سے اور واقدی محمد ابن اسحاق سے باسناد صحیح اور باسناد متعددہ اسی روایت کو نقل کرتے ہین
اور یہ زیادہ کیا ہی فقال له العباس یا رسول اللہ انك لترجو لہ قال ای واللہ لا رجو له
وجعل رسول اللہ یستغفر له ایاما لا یخرج من بیته یعنے بعد کفن و دفن جناب ابوطالبؓ کے
جناب عباس نے عرض کی یا رسول اللہ تحقیق آپ امید نجات ابوطالبؓ رکھتے ہین جواب دیا آپنے کہ قسم
خدا کی البتہ مین امید رکھتا ہون انکے واسطے ابن جوزی اور برزنجی طبقات ابن سعد سے اور ابن عساکر
باسناد صحیح روایت کرتے ہین وقد صح ان العباس سئل رسول اللہ اترجو لابی طالب خیرا
قال کل الخیر ارجو من ربی یعنے یہ امر ثابت ہی کہ عباس نے پوچھا جناب رسولخدا سے کہ آپ امید
خیر کی رکھتے ہین ابوطالبؓ کے واسطے فرمایا کہ مین امید کل خیر کی رکھتا ہون مین اپنے پروردگار سے نیز ابن
جوزی نے واقدی سے اور اسنے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ عارض رسول اللہ وفی لفظ
النبی عن رض جنازۃ ابیطالبؓ فقال وصلتك رحم وجزاك اللہ یا عم خیرا یعنے وقت
عارض ہونے یا عارض کے جانے جنازہ ابوطالبؓ کے پیغمبر خدا نے فرمایا صلہ رحم کیا تونے ای عم میرے
خدا تمکو جزائے خیر دے محب الدین طبری ذخائر العقبیٰ مین اور امام ابونعیم بسند صحیح ابن عمر سے روایت کرتے
ہین قال قال رسول اللہ اذا کان یوم القیامۃ شفعت لابی وامی وعمی ابیطالبؓ واخ لی
فی الجاھلیہ وصرح ابونعیم بان الاخ کان له من الرضاع پیغمبر خدا نے فرمایا جس وقت قیامت
برپا ہوگی تو شفاعت کرونگا مین اپنے باپ اور مان اور چچا ابوطالبؓ اور اپنے بھائی کی کہ جو جاہلیت مین
تھا ابونعیم نے تصریح کی ہی کہ جناب رسالتمآب کا کوئی بھائی نسبی نہین تھا اور بھائی کا خطاب اپنے برادر
رضاعی کے حق مین فرمایا ہی پس ان احادیث سے چند امور ثابت ہین اول تو یہ کہ اگر جناب ابوطالب کافر ہوتے
تو جناب امیر المومنینؑ علی کو حاجت استفسار نہ ہوتی کہ احکام اموات کے مشہور تھے کہ کافر کو کافر مومن کو مومن
دفن کرتے تھے امر ثانی خبر انتقال ابوطالب سنکر جناب رسول خدا صلعم رنجیدہ ہوکر بکا فرماتے اور بروایت
واقدی بکاء اشدیدا یعنے بیتاب ہوکر شدت سے نہ روتے امر ثالث حکم تجہیز و تکفین و تغسیل
باین الفاظ کہ جو دلالت کرتے ہین وجوب پر نہ دیتے بلکہ حکم دیتے کہ چھوڑ دو انکو درمیان طالب و عقیل
اور دیگر اقربائے کفار کے امر رابع جناب رسولخدا صلعم دعائے رحمت و مغفرت نہ فرماتے اور بدلائل
قطعیہ ثابت ہی کہ دعائے آنحضرت بلا توقف مقبول ہی امر خامس جناب عباسؓ سے وعدہ حتمی و اقرار
قطعی نکرتے اور قسم نفرماتے کہ ای واللہ کل الخیر ارجو من ربی حالانکہ خیر و نجات آخرت اصلا اور ابدا
کفار و مشرکین کے لیے ثابت نہین بلکہ بلا تخفیف عذاب درک اسفل نار انکا مقر ہی امر سادس وعدہ شفاعت
یوم القیامت اپنے والدین اور اپنے چچا جناب ابوطالبؓ اور اپنے بھائی رضاعی کے لیے نفرماتے بقوله
تعالیٰ لا تنفعہ شفاعۃ الشافعین پس شفاعت باوجود اس کفر صریح کے دو حال سے خالی نہین یا تو

بسبب قرابتی ہو یا معصیت اور یہ دونو امر لائق شان انبیا نہین ہین چہ جائیکہ سید المرسلین صلعم بلکہ ایسے کی
مغفرت کی امید بھی کر نہین سکتے بقولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک
کہ یہ آیہ عام اور قطعی ہے پس وعدہ شفاعت کرنے اور طلب مغفرت کرنے اور دیگر وجوہات مذکورہ سے صاف
صاف واضح ہے کہ جناب ابو طالب مومن تھے ثالثاً اہل سنت وجماعت کے مذہب مین ایسے کافر کو غسل و
کفن دینا اُسکے قرابت دار مسلمان کو جائز نہین کہ جسکے اقربائے کفار موجود ہون چنانچہ نیل المارب شرح دلیل الطالب
علی مذہب الامام بن حنبل مین کہ جو تصنیف شیخ الامام عبد القادر ابن عمر الشیبانی سے بھی موجود ہے کہ مسلمان میت
کافر کو غسل نہ دے اگرچہ ذمی بھی ہو اور برابر ہے کہ وہ میت کسی کافر قریب کی ہو یا اجنبی کی اسیطرح کفن دینا اور
اور اُسپر نماز جنازہ پڑھنا بھی جائز نہین کہ یہ سب امور دلالت کرتے ہین تولے پر اور دوستی پر اور حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اے مومنو دوستی نرکھو اُس قوم سے کہ جسپر حق تعالےٰ نے غضب کیا ہے اسلیے کہ نماز جنازہ پڑھنا شفاعت
چاہتا ہے اور کافر لائق شفاعت نہین ہے اور مشایعت جنازہ تعظیم ہے اور کافر لائق تعظیم نہین بلکہ جب اُس کافر کی
میت کا کوئی قریب کا دفن کرنے والا نہ ہو تو اُسکو دفن کردے خواہ وہ ذمی ہو خواہ حربی خواہ مرتد ہو خواہ
مستامن مواہب الرحمن فقہ ابی حنیفہ النعمان اور اُسکی شرح مین ہے کہ اگر کوئی کافر مرجائے اور اُسکا کوئی قریب
مسلمان ہو اور کوئی کافر قرابت دار اُسکا نہ ہو تو اُسکو غسل میت مثل ثوب نجس دے اور اُسکو ایک خرقہ مین ملفوف
کرکے ایک حفرہ مین ڈالدے اور مراعات سنت کی نہ کیجائے کہ اُسکی حیات مین بھی محافظت اُسکی نہ کی گئی تھی
ایسا ہی اُسکی وفات کے بعد بھی نہ کی جائے گی یا اُسکو اُسکے اہل مذہب کو سونپ دین کہ وہ اُسکے ساتھ وہ معاملہ
کرین جو اپنے اموات کے ساتھ کرتے تھے مراقی الفلاح بامداد الفتاح شرح نور الایضاح ونجات الارواح مین
لکھتے ہین کہ اگر کسی کافر کی میت کا کوئی ولی کافر نہ ہو اور مسلمان قریب اُسکا موجود ہو تو اُسکو مثل ثوب نجس غسل
دے اور دفن کردے کذلک فتاوائے خیریہ فی نفع البریہ علی مذہب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان مین موجود ہے
سئل فی مسلم تولی غسل میت نصرانی وتکفینہ ودفنہ فہل یلزمہ بذلک اثم او تعزیر
اولا اجاب حیث لم یراع فی ذلک ما یراعی فی غسل المسلم وتکفینہ ودفنہ لا یلزم فیہ
اثم ولا تعزیر لکن ان کان لہ اقارب من النصاری فالاولی ان یترکہ لہم ومع هذا لو لم
یترکہ فقد باشر خلاف الاولی لم یرتکب محظورا یعاقب علیہ ومن المصرح بہ ان المیت
الکافر یغسلہ قریبہ المسلم لکن غسل الثوب النجس من غیر وضوء ولا تیامن ولیس
المعنی انہ یجب علیہ بل لا باس ان یفعلہ معہ ویکفنہ فی ثوب غیر مراع سنتہ فی کفنہ و
یلقیہ فی حفرۃ من غیر لحد ولا توسعۃ فان راعی ما نصت العلماء علیہ فی غسل المسلم
وتکفینہ ودفنہ فقد ارتکب محظورا بلا شک لانہ ممنوع عنہ شرعا واللہ اعلم ترجمہ
سوال کیا کہ مسلم متولی غسل میت نصرانی ہوا اور اُسکو کفن اور دفن کرے تو اُسپر گناہ اور تعزیر لازم ہے یا نہین جواب دیا

جو [illegible] [illegible] [illegible] دفن مین لیجاتی [illegible] اُنہین [illegible] تو اُنہین کوئی گناہ بھی نہین ہوا و تعزیر بھی
نہین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہو تو وے دکہ چھوڑ دیا جائے اُنہین اور باوجود اسکے بھی
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مرتکب ہوا وہ امر محظور کا کہ جو لائق عقاب ہی اور بعضہ مصرح
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کافر کو غسل دیگا اُسکا قریب مسلم لیکن مثل غسل ثوب نجس کے بغیر وضو کے اور
معتبر نہین [illegible] [illegible] [illegible] بلکہ نہین خوشبو [illegible] کرے وہ ساتھ اُسکے اور کفن دے اُسکو ایک کپڑے
مین بغیر رعایت سنت کے اور دفن کرے اُسکو گڑہے مین بغیر لحد کے اور نہ وسیع کرے اُسکی قبر کو پس کرنا سنت
کی مسئلی کہ جو مضر کہا ہے علما نے غسل مسلم ہی اور اُسکے دفن و کفن مین پس بہ تحقیق مرتکب ہوا وہ بلاشک محظور کا
اسواسطے کہ وہ ممنوع ہی اُس سے شرعًا فقط پس واضح ہوگیا کہ میت کافر کا ولی مومن اُسوقت ماذون ہی کہ اولیے
کفار سے اُسکے کوئی نہو اور اگر موجود ہو تو اُسے سونپ دے اور اسپر بھی اُسنے نہ سونپا اور دفن و کفن کیا
تو ترک اولے کیا اور اگر رعایت سنت کی بھی کی تو لائق عقاب ہو پس کوئی مسلمان آپکی بات کو مانیگا اور یقین
کریگا کہ جناب ابو طالبؓ کافر تھے اور پیغمبر خدا نے حکم دیا اُس فعل کا کہ جو لائق عقاب تھا یا جسکا ترک اولے تھا
کہ عقیل و طالب و دیگر اقربا جناب ابو طالبؓ کے موجود تھے اب آپ یا اعتراف کرین کہ جناب رسالتمآب نے
حکم دیا فعل ترک اولے کا اور اُس فعل کا جو لائق عقاب تھا یا علماء اعلام نے خصوصًا علماء حنفیہ نے اجتہاد کیا
بمقابلہ نص کے اور فعل واجب یا مسنون کو ترک اولے اور لائق عقاب ٹھیرایا حالانکہ یہ دونو امر غیر معقول بالبداہت
ہین آپ اتنا بھی نہین جانتے کہ اصول فقہ مین ثابت ہو چکا ہی کہ اوامر آنحضرت حقیقتًا واسطے ایجاب کے ہین
کہ صیغہ امر سے ترجیح فعل کی لازم ہوتی ہی اور اباحت مین مساوات اور یہان تو ارتکاب ترک اولے کا ہی پس
کوئی جاہل بھی یہ کہسکتا ہی کہ پیغمبر برحق ایسے فعل کو واجب یا مستحب فرما دین بلکہ یہی حدیث اور یہی اقوال علما
اور یہی مسائل منقولہ مصرح اور مبین ہین کہ جناب ابو طالبؓ مومن کامل اور محب خالص اور محبوب صادق پیغمبر خدا
صلعم کے تھے پس ہر مومن کو لازم ہی کہ باتباع حضرت سید المرسلین صلعم ذکر وفات جناب ابو طالب سنکر محزون
و غمناک ہو اور بکاء شدید کرے اور غفر الله لہ و رحمہ و جزاہ الله اُنکی شان مین کہے اس لیے کہ یہ سب افعال
و اقوال آنحضرت ہین اور افعال و اقوال آنحضرت یا واجب ہین یا مستحب ہین پس بالضرور فاعل ان افعال کا
اور قائل ان اقوال کا عند الله و عند الرسول مثاب و ماجور ہوگا اور منکران امور کا منافق اور مرتد اور
موذی خدا اور رسول ہونا ثابت ہی رابعًا ہدایہ کی عبارت واذا مات الکافر ولہ ولی مسلم فانہ
یغسلہ و یکفنہ و یدفنہ و بذالک امر علی فی حق ابیہ ابیطالبؓ لکن یغسل غسل الثوب النجس
و یلف فی خرقہ و تحفر حفیرۃ من غیر مراعاۃ التکفین واللحد ولا یوضع فیہ بل یلقی
ترجمہ جب کوئی کافر مرے اور ولی اُسکا مسلمان موجود ہو تو اُسکو غسل و کفن دے اور دفن کردے اور ساتھ
اسکے حکم دے گئے علیؓ اُنکے باپ ابو طالبؓ کے حق مین لیکن غسل دے مثل غسل ثوب نجس اور لپیٹا جائے

ایک خرقہ مین اور ایک گڑھا کھودا جائے بغیر رعایت تکفین و لحد کے اور نہ رکھا جائے اُس مین بلکہ ڈال دیا جائے
اُسمین انتہی یہ عبارت ہدایہ کی خود ہی معیوب اور مقدوح ہے بچند وجہ اول وله ولی مسلم فانه یغسله
مطلق مذکور ہے اسکا ابن ہمام شیخ القدیر مین فرماتے ہین کہ جواب اس مسئلہ کا مقید ہے اور یہ ہے اذا لم یکن له
قریب کافر وان کان خلی بینه و بینهم و یتبع الجنازه من بعید یعنے جسوقت ہو اُسکا ولی
کافر اگر ہو تو چھوڑ دیا جائے درمیان اُسکے اور درمیان اُن لوگون کے اور جنازہ سے دور دور چلے
اسی قید سے جناب ابوطالبؑ کا مومن ہونا ثابت ہوگیا کہ عقیل و طالب ور دیگر اقربا کہ اُسوقت تک اسلام
سے مشرف نہ ہوئے تھے موجود تھے اگر جناب ابوطالبؑ کافر ہوتے تو بارشاد پیغمبر یہ حق فرماتی خل بینه
و بینهم دویم صاحب ہدایہ لکھتے ہین و بذالک امر فی حق ابیه ابیطالبؑ پس جب جواب اس مسئلہ کا
مقید ٹہرا تو یہ عبارت مہمل اور بے ربط ہوئی پھر اسی ہدایہ پر بہ نشان حاشیہ لکھا ہے روایت کی سعد نے طبقات
مین قال علی لما اخبرت النبیؐ بموت ابی طالبؑ بکی ثم قال لی ذهب فاغسله و کفنه و واره
قال ففعلت ثم اتیته فقال لی ذهب فاغتسل پس رونا اور محزون و غمناک ہونا اور بکا فرمانا
آنحضرت صلعم کا دلالت کرتا ہے کہ کسقدر دوست رکھتے تھے جناب ابوطالبؑ کو سیوم اور صاحب ہدایہ
کا لکھنا لکن یغسل غسل الثوب النجس یہ استثنا مستثنے ہے قول آنحضرت سے کہ حضرت نے تو فاغسله
و کفنه فرمایا ہے کوئی قید لگائی ہے نہ استثنا کیا ہے اور نیز غسل ثوب نجس واسطے تطہیر کے ہے اور تطہیر میت کافر
کی ناممکن ہے تو غسل دینا میت کافر کا عبث ہوا اور فعل عبث کا وجوب یا استحباب کیطرح ثابت نہین چہارم
صاحب نہایہ اسی ہدایہ کی شرح یون کرتے ہین کہ یہ مطلق بیان لفظ جامع صغیر ہے اور اصل مین یون ہے و
ذکر فی الاصل کافر مات وله ابن مسلم یغسله و یکفنه و یدفنه اذا لم یکن هناک من
قرابة الکافر من یتولی امره فان کان بها حد فالاولی ان یخلی مسلم بینه و بینهم یصنعون
به ما یصنعون بموتاهم ترجمہ کافر مرا اور اسکا لڑکا مسلمان ہے وہ اُسکو غسل دے کفن دے اور دفن کردے جسوقت
اُسجگہ اُسکے اقربائے کفار سے ایسا نہ ہو جو اس کام کو انجام دے سکے اور اگر ہو کوئی تو اولے یہ ہے کہ اُسکو
سونپ دے کہ جو معاملہ وہ اپنے اموات کے ساتھ کرتے ہین کرین انتہی ترجمہ اور ان سب امرون کے اصول
فقہ مین منا یہی ملاحظہ فرماسیے نور الانوار سے آنکھونکو نورانی فرمائی کہ یہ مطلق محمول ہے مقید پر عبارت منار کی
یہ ہے والمطلق محمول علی المقید یعنے مطلق مقید پر محمول ہے نور الانوار مین اسی عبارت کی شرح فرماتے
ہین المطلق هو المتعرض للذات دون الصفات لا بالنفی ولا بالاثبات والمقید هو المتعرض
للذات مع صفته منها اذا وردا فی حادثة واحدة فالمطلق محمول علی المقید ای یراد
به المقید ترجمہ اور مطلق متعرض للذات ہے سوا صفات کے نہ ساتھ نفی کے اور
نہ ساتھ اثبات کے اور مقید متعرض للذات مع الصفات ہے پس جب یہ دو کسی مسئلہ معینہ مین وارد ہونگے

تو مطلق محمول ہوگا مقید پر یعنے مراد اُس مطلق سے مقید لی جائیگی اور محشی قمر الاقمار میں اسی نور الانوار پر یہ شلون
ث لکھتے ہین قولہ محمول لان المطلق ساکت ومجمل والمقید ناطق ومفسر فیحمل المطلق علیہ
وفیہ ان المطلق لیس بساکت ولا مجمل بل ھو دال علی ثبوت الحکم فیہ ترجمہ سو واسطے کہ مطلق
ساکت ہی اور مجمل اور مقید ناطق ہی اور مفسر پس حمل کیا جائیگا مطلق اوپر مقید کے اور اسی مین ہی کہ مطلق ساکت
بھی نہین ہی اور مجمل بھی نہین ہی بلکہ وہ دلالت کرتا ہی ثبوت حکم پر کہ جو اُسمین ہی انتہی پس عبارت ہدایہ کی گرچہ
مطلق ہی مگر محمول کیجائیگی مقید پر اور ثبوت ایمان جناب ابوطالبؑ قرار پائیگی مگر ہمتو آپ کی اور آپکے اجتہاد کے
تعریف کرتے ہین سبحان اللہ کیا عبور ہی آپ کو معقول ومنقول پر اور کیسی دستگاہ کامل ہی فقہ واصول پر
اور کیا قوت دماغ آپنے پائی ہی قید وصفی کی طرف بھی ملاحظہ نہین فرماتے کتب فقہ کی جانب بھی التفات
نہین کرتے اقوال آئمہ اربعہ بھی پس پشت پھینکے دیتے ہین اپنے اجتہاد اور مہارت علمی پر کیا غرہ اللہ
کی پناہ یہ قوت حدسیہ ہی کہ اغوائے شیطانیہ مقید کو مطلق پر محمول فرما رہے ہین برعکس نہند نام زنگی کافور
کے مصداق بنے جاتے ہین خامساً محشی ہدایہ نے ابن سعد سے جو روایت نقل کی ہی اُسیکو نور الہدایہ
شرح وقایہ مین باین اسناد لکھا ہی اخبرنا محمد ابن عمر والواقدی ثنی معاویہ ابن عبداللہ ابن ابی
رافع عن ابیہ عن جدہ عن علی قال لما اخبرت النبی بموت ابی طالب بکی ثم قال اذھب فاغسل
وکفنہ ووارہ قال ففعلت ثم اتیتہ فقال لی اذھب واغتسل بعد ترجمہ کرنے اس حدیث کے
لکھتے ہین کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ غسل دینے والے کو بعد غسل میت کے غسل واجب ہوتا ہی اور ایسی ہی روایت
کی ابوداؤد نے حضرت عائشہ سے کہ تھے حضرت صلعم غسل کرتے جنابت سے اور دن جمعہ کے اور غسل میت
سے اور یہ ضعیف ہی اور روایت کی سی ترمذی نے مرفوعاً کہ جو غسل دے میت کو سو غسل کرے اور جو
اُٹھائے اُسے تو وہ وضو کرے حسن کہا اُسکو ترمذی نے اور ضعیف کہا اُسکو جمہور نے اور اس باب مین
کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی انتہی پس اسی حدیث سے مومن ہونا جناب ابوطالبؑ کا ثابت ہی کہ آخر روایت
مین جو اغتسل واقع ہی تو صاحب نور الہدایہ لکھتے ہین کہ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ غسل دینے والے کو بھی بعد غسل
میت کے غسل واجب ہوتا ہی اسیطرح دوسری روایت ابوداؤد اور عائشہ سے بھی وجوب غسل کے بابمین
مذکور ہی اور نیز ترمذی سے حدیث مرفوعاً بھی ذکر کی پھر یہ بھی کہا کہ ضعیف کہا اُسکو جمہور نے اور اس باب مین
کوئی حدیث صحیح وارد ہی نہین ہوئی جب یہ ثابت ہوگیا کہ کوئی حدیث صحیح اس بارے مین وارد ہی نہین ہوئی اور
جمہور اُسکو ضعیف فرما چکے تو یہ حدیث بدرجہ اولےٰ صحیح نہوئی کہ من جملہ اُنھین حدیثون کے ایک یہ بھی حدیث
ہی اور صاحب نور الہدایہ نے جو اغتسل سے وجوب غسل غاسل میت کا مسئلہ نکالا اور دوسری حدیثین اور اقوال
اُوسکے وجوب مین بیان کیے اُس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ جسطرح اغتسل صیغہ امر ہی اُسی طرح تو فاغسلہ وکفنہ
ووارہ بھی ہی تو جسطرح وجوب غسل کا غاسل میت پر لازم آیا اسیطرح وجوب غسل دینے کا بھی علی پر لازم ہوگیا

[illegible]

صاحب منار مبحث امر مین لکھتے ہین الامر وھو قول القائل لغیرہ علی سبیل الاستعلاء افعل یعنی
بعض اقسام خاص سے امر ہی اور وہ قول ہی قایل کا کہ اپنے غیر سے علی سبیل الاستعلاء کہے افعل صاحب نور
الانوار اُسکی شرح کرتے ہین ومن الخاص الامر یعنے مسمی الامر لانقظہ لانہ یصدق علیہ
انہ لفظ وضع لمعنی معلوم وھو الطلب علی الوجوب یعنے بعض خاص سے امر ہی یعنے مسمی
امر کا نہ لفظ اُسکا اسواسطے کہ صادق آتا ہی اُسپر کہ وہ ایک لفظ ہی وضع کیا گیا ہی واسطے معنے معلوم کے اور
وہ طلب علی الوجوب ہی پھر بعد دو سطرون کے لکھتے ہین والمراد بقولنا افعل کل ما کان مشتقا من
المضارع علی ھذا الطریق سواء کان حاضرا اوغائبا او متکلما معروفا او مجہولا ولکن بشرط
ان یکون المقصود منہ ایجاب الفعل یعنے مراد قول ماتن مین افعل سے وہ ہی کہ ہو مشتق مضارع سے
اس طریق پر برابر ہی کہ ہو حاضر یا غائب یا متکلم معروف ہو یا مجہول لیکن شرط یہ ہی کہ ہو مقصود اُس سے ایجاب
فعل کا اور نیز اصطلاح اصول مین صادق آتا ہی تہدید اور تعجیز پر اور مجرد استیلا مقصود نہین ہی بلکہ الزام فعل
مقصود ہی اور الزام فعل نہین صادق آتا مگر وجوب پر بخلاف تہدید اور تعجیز کے پھر شارح لکھتے ہین یختص
مراد الامر وھو الوجوب بصیغتہ اللازمہ للمراد یعنے مختص ہی مراد امر کی اور وجوب ہی ساتھ
صیغہ لازمہ کے کہ جو واسطے مراد کے ہی یعنے مراد اُس امر کی مختص ہی کہ طلب حتمی ہی ایسے صیغہ سے کہ خاص
کر اُس مراد کو لازم ہی اور یہ مراد بغیر امر کے پائی نہین جاتی والغرض منہ بیان الاختصاص من
الجانبین ای لا یکون الامر الا للوجوب ولا یثبت الوجوب الا من الامر اور غرض
اُس سے بیان ہی اختصاص کا جانبین سے یعنے نہین ہوتا امر مگر وجوب کے واسطے اور نہین ثابت ہوتا
وجوب مگر امر سے فقط حاصل یہ ہی کہ اس حدیث مذکور مین اذھب فاغسلہ وکفنہ وواری ہی اور یہ سب
صیغہائے امر ہین اور انسے الزام فعل مقصود ہی یعنے غسل وکفن دینا اور دفن کرنا ہی پس اسپر وجوب صادق
آتا ہی اور ظاہر ہی کہ تہدید بھی نہین اور تعجیز بھی نہین ہی اب رہا اباحت اور ندب تو اباحت بھی بیان منتفی ہی
کہ تنویر المنار مین لکھتے ہین کہ از صیغہائے امر ترجیح فعل لازم است پس منتفی شد اباحت وغیر آن و باقی ماند
مگر وجوب و ندب و ندب منتفی ست برائے اینکہ فرق ظاہر است میان استفنی و ندبتک ان استفنی برائے
اینکہ ذم کردہ میشود بہ ترک اول نہ در ثانی پس ندب منتفی شد و وجوب لازم آمد فقط پس قواعد اصول فقہ اور
حدیث مذکور سے بوضاحت ثابت ہی کہ درصورت صحت حدیث مذکور جناب ابوطالب رض مومن تھے کہ
غسل و کفن اور دفن اُنکا اُنکے ولی امیر المومنین امام المتقین علی بن ابی طالب ع پر واجب تھا کہ پیغمبر خدا صلعم
نے حکم فرمایا بصیغہائے امر کہ جسمین نہ تہدید ہی نہ تعجیز نہ اباحت ہی نہ ندب بلکہ وجوب ہی کہ الزام فعل ہی
اور نیز غاسل میت پر ہی غسل کا واجب ہونا ثابت ہو گیا اب آپ ضرور فرما دینگے کہ یہ حدیث صحیح نہین ہی
اس لیے کہ ایمان جناب ابوطالب رض تو ثابت ہوتا ہی تھا مگر غاسل میت پر بھی وجوب غسل کا ثابت ہو گیا تو

جواب ہمارا یہ ہے کہ پھر کیون آپنے اسقدر کد و کوشش کی اور نفاق مخفی کا اعلان فرما کر یحادون اللہ و رسولہ
کے مصداق بنے قولہ امام شافعی کی روایت مین ہے فقلت یا رسول اللہ انہ مات مشرکا قال اذھب
فواره عرض کی یا رسول اللہ وہ تو مشرک مرا فرمایا جاؤ دبا آؤ امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے
امام حافظ الشان اصابہ فی تمیز الصحابہ مین فرماتے ہین صححہ ابن خزیمہ اقول اولاً ابو داؤد و نسائی و اسحاق
و بزاز و ابن ابی شیبہ و سعد و احمد و امام شافعی سے جتنی روایتین ہین آپس مین مختلف ہین اور مفہوم ہر
واحد کا مختلف اور متناقض دوسرے کا ہے کسی روایت مین لفظ ضال ہے اور حکم غسل دینے کا نہین ہے
کسی مین لفظ کافر ہے اور حکم غسل دینے کا ہے کسی مین لفظ مشرک ہے مگر ذکر غسل نہین کسی مین حکم غسل دینے کا ہے
اور نیز غاسل کو بھی غسل کرنے کا حکم ہے اور یہ سب اختلافات آپکی تحریر پر تزویر سے ظاہر ہو رہے ہین پھر آپ نے
اجتہاد بھی فرمائے کہ انہین سے کون سے روایت صحیح ہے اور کونسی غیر صحیح حاصل یہ ہے کہ یہ سب روایتین موضوع
اور غیر صحیح کہ مخالف قواعد اصول فقہ اور مسائل فقہیہ ائمہ اربعہ کے ہین جیسا کہ مذکور ہوا ثانیاً تنقیح اور توضیح مین
مذکور ہے فصل فی الطعن وھو من الراوی ومن غیرہ والاول اما بان عمل بخلافہ بعد
الروایۃ یصیر مجروحا کحدیث عائشۃ الخ ترجمہ یہ فصل ہے طعن مین اور وہ طعن یا راوی کیطرف
سے ہے یا اُسکے غیر کیطرف سے اول یا تو راوی روایت کرنیکے بعد برخلاف اُس کے عمل کرے تو وہ
مجروح ہے جیسا کہ حدیث کی عائشہ نے کہ جو عورت نکاح کرے اپنے ولی کی اجازت بغیر تو نکاح اُسکا باطل ہے
بعد اس حدیث کے خود اپنے بھتیجے عبد الرحمن کے لڑکے کا نکاح کر دیا اور عبد الرحمن موجود نہ تھے تو وہ حدیث
مجروح قرار پائی اسی طرح حدیث ابن عمر رفع یدین کرنیکے اور مجاہد نے کہا کہ مین دس برس ابن عمر کی صحبت مین رہا
اور رفع یدین کرتے ہوئے انکو دیکھا مین نے مگر رکعت اولی مین اسوجہ سے یہ حدیث بھی مجروح قرار پائی
اور نیز حامی مین بھی لکھتے ہین کہ ساقط ہوتا ہے عمل اُس روایت سے کہ جسکا راوی اُس حدیث سے خلاف
کرے قولاً یا فعلاً پس حدیثین جو آپنے باختلاف الفاظ و معانی ذکر فرمائین غلط ہے مگر بعد ان حدیثون کی
خود حضرت علی اپنے تشہد مین بعد ہر نماز فرمایا کرتے تھے واغفرلی ولوالدی جسکو ہم کتاب شفا فی حقوق
المصطفےٰ اور اُسکی شرح نسیم الریاض خفاجی و اُسکی شرح للملا علی قاری سے بیان کر گئے ہین اگر جناب ابوطالب
کافر ہوتے تو کیونکر حضرت علی اپنے باپ ابوطالب کے لیے طلب مغفرت کرتے باوجود نص صریح آیہ ما کان
للنبی الخ کے جو آپ بڑے شد و مد سے لکھ گئے ہین اور اسمین بھی کوئی شک نہین ہے کہ یہ تشہد حضرت علی
حصے کا بعد وفات جناب ابوطالب تھا اور نماز بھی بعد وفات ابوطالب فرض ہوئی ہے اس سبب سے بھی
یہ حدیث مجروح ہے اور نیز اس حدیث مین اضطراب بھی ہے اور علماء حنفیہ کے نزدیک مضطرب حدیث پر عمل جائز نہین جیسا کہ حدیث قلتین پر
بسبب اضطراب کے عمل نہ کیا گیا پھر کسطرح یہ حدیث قابل اعتبار ہو سکتی ہے کہ مطعون بھی ہے مضطرب بھی ہے اور مجروح بھی قولہ اس حدیث
جلیل کو دیکھے کہ ابوطالب کے مرنے پر جو مولا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے عرض کرتے ہین کہ حضور کا

وہ گمراہ چچا مر گیا حضور نے اُسپر انکار نہین فرماتے نہ خود جنازہ مین تشریف لے جاتے ہین اقول این گل دیگر شگفت اصطلاحِ محدثین مین تو کوئی صفت حدیث کی ایسی نہین سنی کہ جسکو حدیث جلیل کہتے ہون شاید یہ اصطلاح خاص آپکی ہی ہو کہ حدیث مطعون اور مضطرب اور مجروح کو حدیث جلیل کا خطاب دیا نہ جناب امیر المومنین نے باین الفاظ خبر دی نہ سید المرسلین نے سکوت فرمایا اور بفرض صحت حدیث اور سکوت آنحضرت بھی ایمان جناب ابوطالب کو کوئی نقصان نہین پہنچتا کہ مکرر عرض کر آئے ہین کہ پسران حضرت یعقوب کو ضال فرمایا حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو ضال فرمایا اگر حبیب خدا نے اپنے حبیب کی نسبت لفظ ضال پر سکوت فرمایا تو کونسی قباحت لازم آئی جو جواب آپ حضرت یعقوب اور حضرت سید المرسلین کے بارے مین دینگے وہی جواب ہمارا ہی اور ہم تو مکرر عرض کر چکے ہین مگر آپ مصداق صم بکم عمی فہم لا یعقلون کے ہین کیا کیا جائے پھر گذارش ہی کہ بعد وفات جناب ابوطالبؑ کے بفرض تسلیم جناب علی نے ان عمک الشیخ الضال فرمایا جسکے معنے یہ ہین کہ آپکا چچا آپکا مربی آپکا عاشق جو اپنے اسلام کو پوشیدہ کیے ہوئے تھا اُسنے وفات فرمائی پھر حضور کیون انکار فرماتے بلکہ اس خبر کے سنتے ہی آپ روئے اور بروایت واقدی بیقرار ہو کر شدت سے روئے اور یہ بکائے شدید آنحضرت صلعم کا خود دلالت کرتا ہی کمال محبت پر اگر جناب ابوطالبؑ کافر ہوتے تو پیغمبر برحق اُنکو ایسا دوست نرکھتے کہ اُنکی خبر انتقال سنکر بکائے شدید فرماتے کہ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہی لا یتخذ الکافرین اولیاء من دون المومنین یعنے نہ بناوٗ تم کافرون کو دوست سوائے مومنین کے اور یہ بھی فرماتا ہی ومن یتولہم منکم فانہ منہم یعنے جو دوست رکھے گا اُنکو تم مین سے تو وہ اُنھین مین سے ہی اور فرماتا ہی لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم یعنے نہ پاوٗگے کسی قوم کو کہ ایمان لاتے ہون ساتھ اللہ کے اور یوم الاخرت پر کہ دوست رکھین وہ اُس شخص کو کہ دشمن رکھے خدا کو اور اُسکے رسول کو اگرچہ ہون وہ باپ اُنکے یا بیٹے اُنکے یا بھائی اُنکے یا اقربا اُنکے پس اب کوئی کافر بھی یہ کہہ سکتا ہی کہ باوجود ان نصوص قطعیہ کے پیغمبر خدا ایک کافر مشرک گمراہ سے ایسی دوستی رکھتے تھے کہ اُسکے مرنے پر بکائے شدید فرماتے بلکہ بلا شک ولا ریب جناب ابوطالبؑ مومن اور محب خدا ورسول تھے کہ جنپر پیغمبر برحق صلعم نے گریہ شدید فرمایا اگر پیغمبر خدا محب ابوطالبؑ نہوتے تو کیون بکائے شدید فرماتے اسی سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ خدا بھی محب ابوطالبؑ تھا کہ پیغمبر خدا دشمن خدا کو کبھی دوست نرکھتے پس ابوطالبؑ محب خدا ورسول اور خدا ورسول محب ابوطالبؑ ٹھہرے اور جو جناب ابوطالبؑ کو کافر کہے اور اُنکی مذمت کرے وہ موذی خدا ورسول ہی اور مصداق خسر الدنیا والاخرہ کا ہی حاصل یہ ہی کہ دشمن ابوطالبؑ دشمن خدا ورسول اور دشمن خدا ورسول کافر اور ربقۂ اسلام سے باہر اور جگہ اُسکی فی النار وسقر اور مشایعت جنازہ فرمانا آنحضرت صلعم کا باحادیث منقولہ سبط ابن جوزی اور واقدی جو ابن عباسؓ سے منقول ہوئی ثابت ہی اور

نیز تحقیق اسکی آتی ہی اور با این ہمہ اگر مثل بیعت جنازہ نفرمانا فرض کر لیا جائے تو بھی کوئی قباحت نہین ہی کیونکہ شا
جنازہ ابوطالبؓ اگر ممنوع یا مکروہ ہوتی تو پیغمبر خدا صلعم کیون حکم فرماتے جناب امیر المومنین علیؑ کو کہ لیجاؤ غسل و کفن
دو دفن کرو و اگر پیغمبر خدا نے افعال ممنوعہ اور مکروہہ کا بھی حکم دیا ہی بلکہ حکم دینا اور تشریف نہ لیجانا آنحضرت کا
بمصلحت اور مقتضائے وقت کے تھا اور ایسے امور بمصلحت اور بمقتضائے وقت رسول اللہ صلعم نے
اکثر فرمائے کہ جو بکثرت کتب احادیث و سیر و تواریخ مین موجود ہین چنانچہ ایک وقت بمصلحت غار مین تشریف
لیجانا اور یار غار کو اپنے ہمراہ رکھنا چھوڑ نہ جانا اسیطرح حدیبیہ مین صلح فرمانا اور بعض اصحاب کا اعتراض کرنا
اور اسیوجہ سے رسالت آنحضرت صلعم مین شک کرنا یہ سب امر بمقتضائے وقت اور بمصلحت نہین تھے تو
کیا تھے **قولہ** ابوطالبؓ کی بی بی امیر المومنینؑ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے جب انتقال کیا ہی
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اور قمیص مبارک مین انھین کفن دیا دست مبارک سے لحد
کھودی اپنے دست مبارک سے مٹی نکالی پھر انکے دفن سے پہلے خود انکی قبر مین لیٹے اور دعا کی اللہ
الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد و وسع علیھا مدخلھا
بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الرٰحمین اللہ جلاتا ہی اور مارتا ہی اور خود
زندہ ہی کہ کبھی نہ مریگا میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخشدے اور انکی قبر وسیع کر صدقہ اپنے نبی کا اور مجھسے پہلے
انبیا کا تو سب مہربانون سے بڑھکر مہربان ہی رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم
وصححہ وابونعیم فی الحلیہ عن انس ونحوہ ابن ابی شیبہ عن جابر والشیرازی فی الالقاب
وابن عبد البر وابی نعیم فی المعرفہ والدیلمی بسند حسن ابن عباس وابن عساکر عن علی
رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین **اقول** یہ جو کچھ آپنے بنسبت فاطمہ بنت اسدؓ کے رقم فرمایا کہ حضور اقدس
نے قمیص مبارک کا کفن دیا دست مبارک سے قبر کھودی مٹی نکالی پہلے خود لیٹے پھر دفن کیا پھر دعا کی یہ سب
افعال جو آنحضرت سے واقع ہوئے یہ سب مبین اور مصرح ہین کہ کمال محبت اور نہایت شفقت اور رحمت
فرمائی اپنی ماں فاطمہ بنت اسد پر اور امی فاطمہؓ فرمایا اور قدر و منزلت اور بزرگی انکی سب پر مثل آفتاب
نمایان کردی مرتبہ انکا ہر ظلوم وجہول پہ ہویدا ہوگیا مگر یہ بھی یاد رہے کہ جو محنت و مشقت اور حفاظت
و حراست اور پرورش مین صعوبتین جناب ابوطالبؓ نے اٹھائین اور جو جو جان فشانیان اور مشقتین
جناب ابوطالبؓ نے اظہار نبوت آنحضرت مین اٹھائین اپنی جان اور مال و اولاد کو فدائے آنحضرت
کیا افراد بشر مین سے کسی نے بھی نہین کیا اور جو محبت فیما بین جناب ابوطالبؓ اور پیغمبر برحق کی تھی کسی کو
بھی حاصل نہ تھی کونسا شرف ایسا تھا جو جناب ابوطالبؓ کو حاصل نہ تھا حتی کہ آپ ایسے دشمن تک مقر ہین محبت
جناب ابوطالبؓ کی تو مشہور اور معروف ہی اور محبت جناب پیغمبر خدا صلعم کو حق تعالے نے بنص صریح
ظاہر کردیا من احببت فرماکر پھر اظہار محبت اور شفقت کی کیا احتیاج رہی اب رہا شرف و منزلت تو اگر

چادر اور قمیص مبارک کا کفن جناب فاطمہ بنت اسد کو دیا تو اکثر پوشاک جناب ابوطالبؓ کو خود آنحضرت صلعم
نے پہنائی اور پھر اسی پوشاک کو جناب ابوطالبؓ نے پہنائی ایک فرش پر بلکہ سینہ جناب ابوطالبؓ پر آنحضرت نے
آرام فرمایا ہی ایک ظرف مین غذا نوش فرمائی ہی تمام جسم جناب ابوطالبؓ کا جسم مبارک حضرت رسالت مآب
سے ہمیشہ مس رہا ہی کسی وقت آنحضرتؐ کو تنہا نہین چھوڑا گود یون مین رات دن پرورش فرمایا ہی کونسا شرف
ایسا ہی جو جناب ابوطالبؓ کو حاصل نہ تھا بلکہ ابتداء ولادت آنحضرت صلعم سے تا وقت انتقال ابوطالبؓ جو جو
شرف و منزلت کہ اقربا اعزا مہاجر انصار کو حتیٰ کہ اصحاب کبار کو حاصل ہوئے تھے وہ سب جناب ابوطالبؓ
کو حاصل ہو چکے تھے اب رہا دعائے مغفرت فرمانا کہ خدایا تو بخشدے میری مان فاطمہ بنت اسد کو اور اُنکی قبر کو
وسیع کر تو اُسی طرح جناب ابوطالبؓ کے لیے بھی طلب رحمت اور غفران فرمائی ہی غفر اللہ لہ ورحمہ
فرمایا ہی جزاک اللہ یا عم خیرا بھی اُن کی شان مین فرمایا ہی کل الخیر ارجو من ربی بہ قسم ارشاد فرمایا ہی
گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ اور اسقدر سندین اور اقوال جو بہ نسبت مناقب و فضائل
جناب فاطمہ بنت اسد کے آپنے رقم فرمائے انکا کسنے انکار کیا ہی اور وہ مابہ النزاع بھی نہین ہین پھر
اسقدر سندین بیان کرنا تضیع اوقات کے سوا کیا نفع دیتا ہی ہم بھی یہ ہی کہتے ہین کہ صحیح اور صحیح اور صحیح اور
پھر جناب ابوطالبؓ کو کیا نقصان پہنچتا ہی آپ اگر اصحاب آنحضرت صلعم مین سے کسی کے فضائل و مناقب
رقم فرمائینگے تو کیا دیگر اصحاب کی مذمت سمجھی جائیگی آپکو پہلے تو یہ لازم تھا کہ آپ فاطمہ بنت اسد کے اُن
افعال کا ذکر فرماتے کہ جنکی وجہ سے پیغمبر برحق نے قمیص مبارک کا کفن دیا قبر کھودی پھر اُسمین لیٹے پھر دفن کیا
پھر دعا کی فقط اسلام فاطمہ بنت اسد تو ان مخصوصات کا سبب ہو سکتا ہی نہین کہ اکثر مسلمین اور مومنین نے
انتقال کیا ہی اُن سب کے ساتھ یہ افعال مخصوصہ آنحضرت صلعم سے وقوع مین نہین آئے **قولہ** کاش
ابوطالبؓ مسلمان ہوتے **اقول** کاش آپ اسلام سے خارج اور محبوط الکفر نہ ہوتے اور یوذون اللہ
ورسولہ کے مصداق نہ بنتے **قولہ** کیا سید عالم اُنکے جنازے مین تشریف نہ لیجاتے **اقول** کہانتک
آپکی تحریر پر تدبر پر سر مغزی کیجائے ہان صاحب مصلحت اور مقتضائے وقت یہ ہی تھا کہ تشریف نلیجاتے
تشریف لیجانے مین خوف فتنہ و فساد تھا منافق آپ کی ایذا دہی پر آمادہ تھے اور ایسے امور رحمۃ للعالمین
سے بکثرت واقع ہوئے ہین افعال آنحضرت صلعم پر اعتراض کرنا دلیل کفر ہی چنانچہ ابھی ہم عرض کر آئے ہین
کہ ایک وقت ایسا بھی آ گیا تھا کہ بمصلحت نماز پہ استغفار فرمایا تھا ایک وقت ایسا بھی تھا کہ صلح فرمائی تھی اور
قلم مبارک سے لفظ رسول اللہ کو حک فرمایا تھا جس سبب سے بعض اصحاب کو رسالت آنحضرت صلعم
مین شک پڑ گیا تھا اور نیز مشایعت جنازہ نفرمانا اور حکم کرنا علیؑ کو کہ لیجاؤ غسل و کفن دو اور دفن کرو خدا
اُن کی مغفرت کرے اُنپر رحمت نازل کرے اسمین بھی یہ مصلحت تھی کہ ظلوم وجہول پر بھی ثابت ہو جائے کہ
غسل و کفن اور دفن ابوطالبؓ کا اُنکے ولی امیر المومنین پر واجب ہی تنویر المنار جو اصول فقہ مین ہی ملاحظہ ہو

تنویر المنار مطبوعہ کانپور
ص ۱۴۳

بحث امر مین لکھتے ہین لا نتفا الخیرۃ عن المامور بالامر بالنص یعنے امر برائے وجوب است برائے اینکہ
منتفی است اختیار از مامور بہ پس چون اختیار منتفی شد پس اتیان مامور بہ واجب شد اور اگر جناب رسالتمآب
مشایعت جنازہ فرماتے اور حضرت علیؑ کو حکم نکرتے تو یہ سب افعال آنحضرت صلعم قرار پاتے اور سب افعال
آنحضرتؐ واجب نہین ہین نور الانوار اور دابیر الوصول ملاحظہ ہو لکھتے ہین کہ الامر وھو قول القائل لغیرہ
علی سبیل الاستعلاء افعل حتی لا یکون الفعل موجبا ای فعل النبی موجبا یعنے امر قول ہے قائل
کا علی سبیل الاستعلاء اپنے غیر کے واسطے افعل کر تو حتی کہ فعل نہین ہوتے تھے نبی صلعم کے واجب فقط اگر
افعال آنحضرتؐ واجب ہوتے تو قمیص مبارک کا کفن دینا اپنے ہاتھ سے قبر کھودنا مٹی نکالنا اور پہلے خود لیٹنا
پھر دفن کرنا یہ سب فعل واجب قرار پاتے حالانکہ کل افعال آنحضرتؐ واجب نہین ہو سکتے اسی سبب سے
حضرت صلعم نے حکم فرمایا اذھب فاغسلہ وکفنہ وواراہ تاکہ کور باطن یہ نہ کہین کہ پیغمبر خدا نے تلافی کی اُن
احسانات کی جو جناب ابوطالبؑ نے کیے تھے اور بالاتفاق ثابت ہی کہ کسی کافر کا غسل و کفن اور دفن کسی
مسلم پر واجب نہین ہی پس واجب ہونا غسل و کفن اور دفن کا علیؑ پر دلیل واضح ہی کہ ابوطالبؑ مومن تھے
قولہ انتہی ہی ارشاد پر قناعت فرمائی کہ جاؤ دبا آؤ **اقول** اتنے ارشاد فرمانیکی آپ کے نزدیک کچھ حقیقت نہین
ہی جب تک دو چار سنتیں ارشاد سے پہلے نہ جائین اور پھر بھی اگر آپ کی رائے سے مخالف ہون تو کیا عجب ہی
کہ صفت فرمان سے آپ آنحضرتؐ کو متصف فرمائین علمائے اسلاف تو آپکے فقط افعل کو علی سبیل الاستعلاء واجب
فرماتے ہین مگر آپ کیسے سچے مسلمان اور پکے مومن ہین کہ تمام اوامر و نواہی آنحضرتؐ کو اتنا سا ارشاد کہکر اوڑا
دیتے ہین اور اسکے اتنے ارشاد پر کب قناعت فرمائی پہلے تو خبر وفات سنتے ہی بکائے شدید فرمایا پھر حکم فرمایا
لیجاؤ غسل و کفن دو دفن کرو پھر غفر اللہ لہ ورحمہ فرمایا پھر جزاک اللہ یا عم خیرا فرمایا پھر حضرت عباس سے تقسم
فرمایا کل الخیر ارجو من ربی باین ہمہ آپ مصداق ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم
غشاوہ کے ہو جائین اور اس سب کو اتنا سا ارشاد قرار دیں تو کیا کیا جائے غرض یہ سب جواب تو بہ تسلیم
صحت روایات مذکورہ اور عدم مشایعت جنازہ کے ہین ورنہ اتنے سے ارشاد نے جسکی آپ کے نزدیک
کچھ حقیقت نہین ہی غسل و کفن اور دفن جناب ابوطالبؑ کا اُنکے ولی امیر المومنینؑ پر واجب کردیا اور پھر
مشایعت جنازہ بھی فرمائی چنانچہ ملا معین کاشفی لکھتے ہین نقل است از اہلبیتؑ کہ ایشان اتفاق دارند بر
آنکہ ابوطالبؑ با یمان رفتہ پھر بعد دو تین سطرون کے لکھتے ہین روایت است کہ آنحضرت صلعم بغایت ملول شد
بر مفارقت ابوطالب و بگریست و ہمراہ جنازہ اش میرفت ومی فرمود اے عم من صلہ رحم بجائے آوردے
و در حق من ہیچ تقصیر نکردی ترا خدائے تعالے جزا خیر دہاد پھر لکھتے ہین چون ابوطالبؑ را دفن کردند پیغمبر
عقب جنازہ او باز گشت بنا بر وعدہ کہ فرمودہ بود مرا ابوطالب را در حالت رفتن کہ از برائے تو آمرزش
خواہم طلبید روضۃ الصفا جلد ۲ بہت ہی از ابن عباس منقول است کہ آنحضرتؐ پیش پیش جنازہ ابوطالبؑ میرفت

دی گفت اے عم صلہ رحم بجالائے اور دی وبیکوہائے کردی جزاک اللہ خیرا سید علی ہمدانی ابن ہشم سے نقل فرماتے ہین قال سمعت یقول علی تبع ابوطالب عبد المطلب فی کل حوالہ حتی خرج من الدنیا علی ملتہ داوصانی ان ادفنہ فی قبرہ فاخبرت رسول اللہ قال ذهب فوارہ فانفذ ما اوصی بہ فاغسلہ وکفنہ وحملہ الی الحجون فنبشت قبر عبد المطلب فرفعت الصفیح فاذا ہو موجہ الی القبلۃ فحمدت اللہ علی ذلک واطبقتہ الصفیح علیہما ہو وصی الاوصیاء وخیر ورثۃ الانبیاء کہا ابن ہشم نے کہ سنا مین نے فرماتے ہوئے علی کو کہ پیروی کی ابوطالب نے عبد المطلب کی سب امرون مین یہانتک کہ انتقال کیا دنیا سے ملت عبد المطلب پر اور مجکو وصیت کی کہ بعد غسل وکفن قبر عبد المطلب مین مجکو دفن کرنا پس مین نے خبر دی رسول اللہ صلعم کو فرمایا جاؤ غسل وکفن دو دفن کرو اور نافذ کرو وصیت انکی اور غسل وکفن دوا اور لیجاؤ حجون مین فرماتے ہین حضرت علی کہ مین نے کھولا قبر عبد المطلب کو پس صفیح یعنی تختہ قبر کو ہٹایا ناگاہ دیکھا مین نے کہ عبد المطلب قبلہ کی طرف متوجہ ہین ابوطالب کے لینے کیواسطے بعض نسخ مین ہی کہ عبد المطلب متوجہ اور رو بقبلہ مدفون تھے پس حمد الٰہی بجالایا مین اور قبر کو ساتھ اسی صفیح کے مطبق کردیا مین نے اور وہ وصی الاوصیا اور بہترین ورثہ انبیا تھے مناہج النبوت خواجہ عبد المجید کہ جو ترجمہ ہی مدارج النبوۃ مصنفہ شیخ عبد الحق دہلوی کا وہ لکھتے ہین اور یہ بھی لایا ہی روضۃ الاحباب والا کہ سید عالم ابوطالب کے جنازہ کے ساتھ ساتھ جاتے تھے اور فرماتے تھے ای چچا میرے صلہ رحم میرا بجالایا تو اور میرے حق مین تجھسے کوئی قصور واقع نہین ہوا خدائے تعالے تیرے تئین جزائے خیر دیوے ان روایات سے ثابت ہوگیا کہ اتنے ہی ارشاد پر قناعت نہین فرمائی بلکہ جناب رسالت مآب صلعم گریہ کنان دعائین دیتے ہوئے طلب مغفرت فرماتے ہوئے انکی صلہ رحمی کو یاد فرماتے ہوئے ہمراہ جنازہ تا حجون تشریف لیگئے جزاک اللہ یا عم خیرا زبان مبارک پہ جاری تھا پس ان روایات سے خصوصًا حدیث منقولہ سید علی ہمدانی سے تو کوئی شک باقی نرہا کہ جناب ابوطالب اوصیائے خلیل الرحمان سے تھے بایں وجہ کہ حضرت عبد المطلب اوصیائے ابراہیم سے اور ابوطالب وصی عبد المطلب تھے اسی سبب سے آپنے علی ملۃ عبد المطلب فرمایا ملت عبد المطلب ملت ابراہیم تھی اور ملت ابراہیم پیغمبر صلعم بھی تھے آیہ فاتبع ملۃ ابراہیم ناطق ہی تصدیق نبوت آنحضرت صلعم کی ابوطالب تو ابتدا سے حاصل تھی بمصلحت وہ مثلی لفاظ مین تصدیق فرمائی اس بحث کو ہم توضیح تمام بیان کرآئے ہین دوسرا علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس حدیث کو اصابہ مین بیان کیا ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ یہ حدیث شیعونکی ہی اسکا جواب بھی عسقلانی نے خاتمہ سداد مین لکھا ہی کہ سلسلہ شیعہ و ر غلات کا اس حدیث کی سند مین ہونا جو علامہ ابن حجر نے بیان کیا ہی تو کوئی مضائقہ نہین ہی اسلیے کہ ہر شیعہ اور غالی جھوٹھ نہین بولتا بلکہ اکثر شیعہ اور غلات سے وہ لوگ ہین جنسے صحاح ستہ مین روایتین لی گئی ہین اور خصوصًا اس روایت کی شاہد تو اور بھی روایتین ہین آئمہ اہلسنت وجماعت بھی اس روایت کے راوی ہین پھر اس روایت کی صحت مین کیا عذر ہو سکتا ہی اور ہمارا جواب یہ ہی کہ اگر ضعف تو بالمثل ضعیف الاوسط غیر

خدمت پیغمبر خدا صلعم مین بھیجتے ہین اور صحت حدیث کی کر لیتے ہین بلکہ اکثر حدیثین جو قواعد کی پابندی سے صحیح
ٹھہین وہ غیر صحیح اور غیر صحیح صحیح ہو گئی ہین پھر اس حدیث کو خود سید علی ہمدانی نے کتاب مودۃ مین نقل فرمایا ہی
اور اُنکا سلطان الاولیا صاحب کشف وکرامات ہونا بالاتفاق ہی جسکو ہم بیان کر آئے ہین پھر یہ حدیث کیونکر صحیح
نہ ہوئے بلکہ اس حدیث کی صحت تو یقینی ہو گئی سند حدیث کیطرف ملتفت ہونا ہی بیکار ہو گیا **قولہ** امیر المومنین
کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کی قوت ایمانی دیکھیے کہ خاص اپنے باپ نے انتقال کیا ہی اور خود حضور پر قدس صلی اللہ
علیہ وسلم غسل کا فتوے دے رہے ہین اور یہ عرض کرتے ہین کہ یا رسول اللہ وہ تو مشرک مرا **اقول** آپ تو
کور باطن ہین یقولون بافواھھم کے مصداق ہین آپکے امیر المومنین تو معاویہ ہین کیا آپ کو معلوم نہین
کہ جب صلحنامہ صفین مین امیر المومنین علی ابن ابیطالب لکھا گیا تو معاویہ اور اعوان معاویہ اور اعوان و
انصار معاویہ نے قبول نہین کیا چنانچہ روضۃ الصفا مین لکھتے ہین کہ عبید اللہ ابن ابی رافع کاتب امیر المومنین
علی ابن ابی طالب نے لکھا ھذا ما صالح علیہ امیر المومنین علی ابن ابیطالب معاویہ گفت چہ بد مردی
باشم کہ باوجود یکہ دانم علی امیر المومنین است با او مقاتلہ نمایم عمر عاص گفت لفظ امیر المومنین را محو باید کرد علی
گفت اللہ اکبر صدق رسول اللہ نظیر این قضیہ بدست من اجرا یافتہ چہ در روز حدیبیہ کہ صلح نامہ می نوشتم
در قلم آوردم کہ این صلحی است کہ محمد رسول اللہ میکند سہیل ابن عمرو بروایتے با اہل مکہ سہیل ابن عمرو گفت کہ لفظ رسول اللہ
را محو باید کرد جسپر پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا یا علی امح ثم قال لک یا ما ثلی می ھذا ایسا ہی حبیب السیر دیز شرح
نہج البلاغہ مین مذکور ہی اور یہ بھی معاویہ اور عمر عاص سرحدار اسلام وسنت جماعت ہین اور بالاتفاق ثابت
ہی کہ معاویہ و عمرو عاص و شبیہ و اشباہ و امثال اُنکے علی کو امیر المومنین نہ جانتے تھے اور نہ کہتے تھے
تو مومنین سنت جماعت جو امثال آپکے ہین وہ علی کو کسطرح امیر المومنین کہہ سکتے ہین گو آپ امیر المومنین اس مقام پر
لکھ گئے مگر دل و زبان کا مختلف ہونا کہ جو صفت خاص آپکی ہی ظاہر ہی کہ اپکے سرحدار مذہب و ممکنک اس صفت کی
اسم مبارک حضرت علی سے ہین پھر آپ کیونکر مصداق ہو سکتے ہین آپکا علی کو امیر المومنین لکھنا اور اُنکی قوۃ ایمانی کا اقرار کرنا
مصداق آمنوا بافواھھم ولم تومن قلوبھم کا ہی بلکہ بقول سرحداران ممدوحین آپ تو بدترین مردم روزگار
قرار پاتے ہین کہ اُنھون نے بئس الرجل انا ان اقررت انہ امیر المومنین ثم قاتلتہ فرمایا اور
آپ تو امیر المومنین بھی کہتے جاتے ہین اور اُنکی قوت ایمانی کا بھی اقرار کرتے جاتے ہین اور کوئی دقیقہ اُن کی
توہین و تذلیل کا باقی نہین چھوڑتے جیسا کہ انھین پانچ چار سطر و مین آپنے در پردہ کیا سخت الزام دیا ہی مولانا علی
کو جسکو ہم ظاہر کیے دیتے ہین خاطر جمع رکھیے اور حضرت امیر المومنین کی قوۃ ایمانی کا ذکر ہی کیا ہی وہ تو نمونہ قدرت
یزدانی ہین جنکی ایک ضرب یوم الخندق افضل ہی عبادت ثقلین سے اور بعض دیگر روایات مین افضل من عبادۃ امتی
الی یوم القیامۃ ہی یعنے افضل ہی میری امت کی عبادت سے جو قیامت تک کریگی تو تمام مہاجرین و انصار
اور کل اُمت رسول مختار کی عبادت سے ایک ضربت علی افضل ہی جن کی شان مین اللہم ادر الحق حیث دار

مادا وارد ہوا ہی اور القرآن مع علی و علی مع القرآن لن یفترقا [illegible]
پھرتے ہین اُس طرف حق پھرتا ہی اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی [illegible] تھے یا ہین وجوہ
ایمان جو حق ہی وہ تو پیرو ہی علیؑ کا بلکہ حق وہ ہی جو ظاہر ہوا افعال و اقوال علیؑ سے اُنھین کی محبت کا نام
تو ایمان ہی اُنھین کے بغض کو نفاق کہتے ہین اگر آپ مومن ہوتے تو در پردہ ایسا الزام نہ دیتے
اور نہ لکھتے کہ حضور اقدس تو غسل کا فتوی دے رہے ہین اور یہ عرض کرتے ہین کہ وہ تو مشرک مرا
حاصل اس عبارت سرا پا ضلالت کا یہ ہوا کہ حضور تو حکم فرماتے ہین اور فتوی دیتے ہین اور علیؑ
اتیان ماموربہ سے انکار فرماتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ حکم فرمانے سے آنحضرت صلعم کے ختیار
منتقی ہو گیا ہی یا حضور اقدس کے فتوی کو ناجائز سمجھ کر عرض کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا آپ کیسا
فتوی دے رہے ہین یا جناب ختم المرسلینؐ جناب ابوطالبؑ کو مومن جان کر اُنکے غسل و کفن و دفن کا
فتوی دیتے ہین اور یہ آگاہ کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا یا اتیان امر کو آنحضرتؐ کے واجب نہین جانتے
سبحان اللہ کیا خوب قوت ایمانی امیر المومنین علیؑ کا آپ نے ثبوت دیا بجمیع الوجوہ مورد الزام اُنھین کو
ٹھہرایا اور غرض بھی آپ کی یہی ہی کہ علیؑ اتیان ماموربہ کو آنحضرتؐ کے واجب نہ جانتے تھے اور
احکام پیغمبرؐ پر اعتراض کرتے ہی تھے **قولہ** ایمان ان بندگان خدا کے تھے کہ اللہ اور رسولؐ
کے مقابلہ مین باپ بیٹی کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسولؐ کے مخالفون کے دشمن تھے اگرچہ
وہ اپنا جگر ہو دوستان خدا کے اور رسولؐ کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر رہا **قول**
اولا اگر یہی ہی تعریف ایمان کامل کی تو جناب ابوطالب کے مومن کامل ہونے مین کیا تردد باقی رہا
مطابق آپ ہی کے قول کے جو ابتداے رسالہ مین آپ نے تحریر کیا ہی کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان
ہو گیا تھا پھر آپ ہی فرمایئے کہ اُس وقت مین کون کون بندگان خدا مین ایسا تھا جس نے بمقابلۂ خدا
و رسولؐ کے باپ بیٹی قوم و قبیلے اپنے پرائے سے علاقہ اُٹھا لیا ہو اور تمام کفار عرب کے مقابلہ
مین تنہا کھڑا ہوا ہو اور یا علان کہا ہو واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب
دفینا اور کون ایسا تھا کہ اللہ و رسولؐ کے دشمنون کا دشمن اور اُنکے دوستون کا دوست بن بیٹھا ہو
اور کون ایسا تھا کہ جس نے اول اول حضور کو رسولؐ کموسی اور آپ کے دین کو خیر الادیان کہا ہو یہ
اوصاف تو اُسی بندۂ خدا کے باپ کے ہین جسے نصیری خدا لکھتے ہین جسکا اسم مبارک ابوطالب ہی
جو خیر البشر کا خیر العم ہی ثانیا ان بندگان خدا سے آپ کی کیا مراد ہی اگر آپ کی مراد فقط حضرت علیؑ ہی
تو بندگان خدا کہنا اور بندۂ خدا مراد لینا خالی صفاہت سے نہین اور اگر بندگان خدا سے دیگر
مہاجر و انصار بھی مراد لی ہی تو آپ ہی بتایئے کہ بندگان خدا مین کون کون ایسے تھے کہ جنکی محبت
ایمان جنکا بغض نفاق تھا جو مولی کل مومن و مومنہ کے تھے جنکی ایک ضرب تمام امت محمدی کی

ماداد وارد ہوا ہی اور القرآن مع علی وعلی مع القرآن لن یفترقا حتی یردا علی الحوض تو حق ساتھ قرآن کے
پھرتے ہین اُس طرف حق پھرتا ہی اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علی کے ساتھ پایا گیا وجہ یہ
ایمان جو حق ہی وہ تو پیرو ہی علیؑ کا بلکہ حق وہ ہی جو ظاہر ہوا افعال و اقوال علیؑ سے اُنھین کی محبت کا نام
تو ایمان ہی اُنھین کے بغض کو نفاق کہتے ہین اگر آپ مومن ہوتے تو در پردہ ایسا الزام نہ دیتے
اور نہ لکھتے کہ حضور اقدس تو غسل کا فتوی دے رہے ہین اور یہ عرض کرتے ہین کہ وہ تو مشرک مرا
حاصل اس عبارت سراپا ضلالت کا یہ ہوا کہ حضور تو حکم فرماتے ہین اور فتوی دیتے ہین اور علیؑ
اتیان مامور بہ سے انکار فرماتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ حکم فرمانے سے آنحضرت صلعم کے خفیا
منتقی ہو گیا ہی یا حضور اقدس کے فتوی کو ناجائز سمجھ کر عرض کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا آپ کیسا
فتوی دے رہے ہین یا جناب ختم المرسلینؐ جناب ابوطالبؑ کو مومن جان کر اُنکے غسل و کفن و دفن کا
فتوی دیتے ہین اور یہ آگاہ کرتے ہین کہ وہ تو کافر مرا یا اتیان امر کو آنحضرتؐ کے واجب نہین جانتے
سبحان اللہ کیا خوب قوت ایمانی امیر المومنین علیؑ کا آپ نے ثبوت دیا بجمیع الوجوہ مورد الزام اُنھین کو
ٹھہرایا اور غرض بھی آپ کی یہی ہی کہ علیؑ اتیان مامور بہ کو آنحضرتؐ کے واجب نہ جانتے تھے اور
احکام پیغمبرؐ پر اعتراض کرتے ہی تھے **قولہ** ایمان ان بندگان خدا کے تھے کہ اللہ اور رسولؐ
کے مقابلہ مین باپ بیٹی کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا اللہ و رسولؐ کے مخالفون کے دشمن تھے اگرچہ
وہ اپنا جگر ہو دوستان خدا کے اور رسولؐ کے دوست تھے اگرچہ اُن سے دنیوی ضرر ہو **قول**
اولا اگر یہی ہی تعریف ایمان کامل کی تو جناب ابوطالبؑ کے مومن کامل ہونے مین کیا تردد باقی رہا
مطابق آپ ہی کے قول کے جو ابتداے رسالہ مین آپ نے تحریر کیا ہی کہ ایک عالم حضور کا دشمن جان
ہو گیا تھا پھر آپ ہی فرمایئے کہ اُس وقت مین کون کون بندگان خدا مین ایسا تھا جس نے بمقابلہ خدا
و رسولؐ کے باپ بیٹی قوم و قبیلے اپنے پرائے سے علاقہ اُٹھا لیا ہو اور تمام کفار عرب کے مقابلہ
مین تنہا کھڑا ہوا ہو اور یا علان کہا ہو واللہ لن یصلوا الیک بجمعھم حتی اوسد فی التراب
دفینا اور کون ایسا تھا کہ اللہ و رسولؐ کے دشمنون کا دشمن اور اُنکے دوستون کا دوست بن بیٹھا ہو
اور کون ایسا تھا کہ جس نے اول اول حضور کو رسولؐ کموسی اور آپ کے دین کو خیر الادیان کہا ہو یہ
اوصاف تو اُسی بندۂ خدا کے باپ کے ہین جسے نصیری خدا لکھتے ہین جسکا اسم مبارک ابوطالبؑ ہی
جو خیر البشر کا خیر العم ہی ثانیا ان بندگان خدا سے آپ کی کیا مراد ہی اگر آپ کی مراد فقط حضرت علیؑ ہی
تو بندگان خدا کہنا اور بندۂ خدا مراد لینا خالی صفاہت سے نہین اور اگر بندگان خدا سے دیگر
مہاجر و انصار بھی مراد لی ہی تو آپ ہی بتایئے کہ بندگان خدا مین کون کون ایسے تھے کہ جنکی محبت
ایمان جنکا بغض نفاق تھا جو مولی کل مومن اور مومنہ کے تھے جنکی ایک ضرب تمام اُمت محمدی کی

ترکہ مسلمان کو نہیں پہونچتا فقط **اقول** اولاً تو یہ حدیث مضطرب اور منکر اور منقطع ہی اضطراب حدیث تو ظاہر ہی کہ حضرت عثمان کے دو فرزند تھے ایک کا نام عمر بضم العین تھا دوسرے کا نام عمرو بفتح العین تھا مالک کا قول تو عمر بضم العین ہی اور جمیع اصحاب ابن شہاب عمرو بفتح العین کہتے ہین چنانچہ علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین لکھتے ہین کہ مالک نے حدیث اسامہ مین تفرد اعمر بالضم اختیار کیا ہی اور صواب عمرو بالفتح ہو وقال امام الائمہ فی اسنادہ شئی اور منکر ہونا اس حدیث کا تو ایسا واضح ہی کہ حتی جعل ابن الصلاح ذلک مثالا للمنکر یعنی ابن صلاح نے اس حدیث کو مثال منکر مین وارد کیا ہی انقطاع حدیث مین بھی کوئی تردد نہین کہ انقطاع دو حال سے خالی نہین یا ظاہری ہی یا باطنی اس حدیث مین دونون موجود ہین انقطاع ظاہری تو یہ ہی کہ اس حدیث کی مقبولیت مین اختلاف ہی اور انقطاع باطنی یہ ہی کہ صحابہ اور تابعین اور نیز جو بعد انکے ہین ان سب نے توریث مسلم من الکافر مین اختلاف کیا ہی چنانچہ شریفیہ شرح سراجیہ صفحہ ۱۷ سطر ۲ مطبوعۂ مصطفائی مین موجود ہی والثالث اختلاف الدینین فلا یرث الکافر من المسلم اجماعا فاما المسلم من الکافر علی قول علی وزید وعامۃ الصحابۃ والیہ ذہب علماؤنا والشافعی لقولہ علیہ السلام لا یتوارث اہل الملتین شتی والقیاس ان یرث کقولہ ع الاسلام یعلو ولا یعلی ومن العلو ان یرث المسلم من الکافر ولا یرث الکافر منہ والیہ ذہب معاذ بن جبل ومعاویۃ بن ابی سفیان والحسن ومحمد بن الحنفیۃ ومحمد بن علی بن الحسین ومسروق التابعی رحمہم اللہ تیسرے اختلاف ہی مذہب مورث اور وارث کا پس نہ وارث ہوگا کافر مسلم سے اجماعًا اور نہ مسلم کافر سے اوپر قول علی وزید و عامۂ صحابہ اور اسی طرف ہمارے علماء بھی گئے ہین اور شافعی رح لقولہ کہ نہین وارث ہوتے صاحب دو مختلف ملتون کے اور قیاس یہ چاہتا ہی کہ وارث ہون لقولہ ع الاسلام یعلو ولا یعلی اور علو اسلام یہ ہی کہ وارث ہو مسلم کافر سے اور نہ وارث ہو کافر مسلم سے اور یہ مذہب ہی معاذ ابن جبل اور معاویہ اور حسن اور محمد ابن حنفیہ اور محمد بن علی بن الحسین اور مسروق کا نووی نے مسلم کی شرح مین کہا ہی اجمع المسلمون علی ان الکافر لا یرث المسلم واما المسلم فلا یرث الکافر ایضا عند جماہیر العلماء من الصحابۃ والتابعین ومن بعدہم وذہبت طائفۃ الی توریث المسلم من الکافر وہو مذہب معاذ بن جبل ومعاویۃ وسعید ابن المسیب ومسروق وغیرہم وروی ایضا عن ابی الدرداء والشعبی والزہری والنخعی نحوہ علی خلاف بینہم فی ذلک و الصحیح عن ہؤلاء بقول الجمہور یعنی اجماع ہی مسلمانون کا کہ کافر مسلمان کا وارث نہین ہوتا لیکن مسلمان پس وہ بھی کافر کا وارث نہین نزد جمہور صحابہ و تابعین و جو انکے بعد ہین انکے نزدیک اور ایک طائفہ کا مذہب ہے

نزدیک اور ایک طائفہ کا مذہب ہی کہ مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہی اور وہ مذہب ہی معاذ بن جبل اور
معاویہ اور سعید بن مسیب کا اور مسروق وغیرہ کا اور نیز مروی ہی ابی الدرداء اور شعبی اور زہری اور
نخعی سے مثل اسی کے کہ آپس مین اختلاف کیا ہی اور صحیح قول جمہور ہی ثانیاً اسامہ بن زید کا
احوال بھی مشہور ہی کہ باوجود اجماع کے مخالفت کی اور بیعت حضرت علیؑ نہ کی وہ اس حدیث
کے راوی اور ادراج بھی اُنھین کی طرف سے ثابت ولو بالشک اور اُسپر طرہ یہ کہ جب اُنھون نے
پوچھا کہ این تنزل فی دارک بمکہ تو پیغمبرؐ خدا نے فرمایا ھل ترک عقیل من رباع سوال تو
این تنزل فی دارک بمکہ ہی جسکے ترجمہ مین آپ نے غلطی فرمائی ہی کہ من رباع اور دور
کا ترجمہ یون فرمایا ہی حضور کل مکہ معظمہ مین اپنے محلہ کے کون سے مکان مین نزول اجلال فرمائینگے
حالانکہ ٹھہرا دیا رباع یعنی محلہ ہی یا مکانات جس سے شک راوی ظاہر ہی آپ نے خوب معنی اپنے
مطلب کے موافق گڑھ لیے کہ محلہ کے کون سے مکان مین حاصل یہ ہی کہ آپ اپنی فریب دہی سے
نہ چوکے غرض اس سوال اسامہ اور جواب رسول اللہ سے تو یہ پایا نہین جاتا کہ عقیل کسی طرح بھی
اپنے باپ ابوطالب کے وارث ہوے بلکہ اس حدیث کا مطلب اور معنی تو صاف صاف ہین کہ اسامہ
نے سوال کیا کہ آپ اپنے کس مکان مین اُترینگے حضرت نے جواب دیا کہ عقیل نے ہمارا کوئی مکان
چھوڑا ہی لیکن ہم آپ ہی کے معنی بتائے ہوے تسلیم کیے لیتے ہین کہ عقیل اپنے باپ ابوطالب
کے وارث ہوے اور وراثت بھی شرعی شارع کے حکم سے واقع ہوئی پھر فرمائیے کہ پیغمبر خداؐ نے
کیون فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لیے کوئی محلہ یا مکان چھوڑا ہی وارث کو خود ہی نے تو میراث کا
وارث کیا اور خود ہی نے فرمایا کہ اُسنے ہمارے لیے کچھ چھوڑا ہی وارث جو میراث پاتا ہی تو یہ نہین
کہا جاتا کہ وارث نے کچھ نہین چھوڑا وارث اگر اپنی میراث کو چھوڑ دے تو اُسنے اپنا حق چھوڑ دیا
اور حق کو چھوڑنا حق کو ناحق کرنا ہی اگر عقیل اپنا حق چھوڑ دیتے تو پیغمبر کو کیا نفع ملتا کیا وہ پیغمبرؐ
کا حق ہو جاتا کیا حق کو ناحق کرنا جائز ہی وائے ہو آپ کی عقل و علم پر کہ خود ہی تو رسول برحق نے
عقیل کو [illegible] کف ابی طالب [illegible] کہ اُنکا وارث قرار دیا اور خود ہی تاسف سے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے
لیے کچھ [illegible] ہو تو آپ [illegible] تو یہ ثابت ہو رہا ہی کہ عقیل نے پیغمبرؐ برحق کے حق کو بھی
[illegible] ابوطالب کے ملک کو برباد کیا اُسی طرح پیغمبر خداؐ کے حق کو بھی برباد کیا
ثالثاً عبارت [illegible] وکان عقیل ورث ابا طالب تین حال سے خالی نہین یا تو یہ توریث شرعی بحکم
شارع واقع ہوئی ہی یا یہ توریث غیر شرعی اور من جہۃ الکفر واقع ہوئی یا یہ توریث ذو جہتین واقع ہوئی
اگر من جہۃ الاسلام بحکم شارع واقع ہوئی تو جو مستحق اُسکا تھا اُسکو پہونچے مثل مشہور ہی حق بحقدار رسید
پھر اُسی شارع نے تاسف کیون فرمایا اور بغیر استحقاق کس لیے فرمایا کہ ھل ترک عقیل من

رباع اور دو رکیا کوئی مسئلہ اجتہادی آپ کا ایسا بھی ہی کہ وارث شرعی کو جب شارع اسکا حق دے
تو وہ حق دار اپنے حق کو شارع کے لیے چھوڑ دے اور اگر یہ توریث من جہۃ الکفر واقع ہوئی کہ عقیل
و طالب بسبب اپنے کفر کے وارث بن بیٹھے ابو طالبؑ کے اور جعفر و علیؑ کو بسبب اپنے غلبہ کے
کچھ نہ دیا اعم اسسی کہ جعفر و علی علیہ السلام بحکم اسلام بھی مستحق وراثت رہے ہون یا نہ رہے ہون اور
مورث بھی کافر ہو یا نہ ہو اس حال مین تو وارث ہونا عقیل و طالب کا ثابت اور نہ وارث ہونا جعفر
و علیؑ کا بھی ثابت مگر ایک بڑی سی بڑی قباحت یہ لازم آئی کہ فکان عمر بن الخطاب یقول لا
یرث المومن الکافر اور بلفظ ابن ماجہ وطحاوی فکان عمر من اجل ذلک یقول لا یرث المومن
الکافر اور بلفظ اسماعیلی فمن اجل ذلک کان عمر یقول لا یرث المومن الکافر جسکا ترجمہ آپ نے
فرمایا اسی بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم فرمایا کرتے تھے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہین پہونچتا او قسطلانی
نے اسکی شرح کی فکان یقول عمر مما ہو موقوف علیہ یعنی یہ قول حضرت عمر کا موقوف علیہ ہی بس
یہ توریث تو من جہۃ الکفر قرار پائی اس بنا پر امیر المومنین عمر فاروق اعظم کا لا یرث المومن الکافر
فرمانا بنائے کفر کو مومنین پر جاری کرنا اور فرق بین الحق والباطل نہ کرنا بنائے فاسد علی الفاسد ہی
اس اتہام کی سزا روز قیامت عمر فاروق آپ کو ضرور دینگے قبصر آور اگر یہ توریث از جہتین واقع
ہوئی کہ طالب و عقیل بسبب اپنے کفر کے اور غلبہ کے کل ملک و مال جناب ابو طالب دبا بیٹھے اور بغیر
استحقاق وارث بن گئے اور جعفر و علیؑ بحکم شارع اور بحکم اسلام وراثت سے محروم ہوے تو بھی
وہی قباحت لازم آئی کہ خود ہی تو آنحضرت نے ترک وراثت کا حکم دیا علی اور جعفر کو کہ مسلمان کافر کا
وارث نہین ہوتا تم ابو طالب کے وارث نہین ہوا اور پھر بغیر استحقاق وراثت خود متاسف ہوکر فرمایا
ھل ترک لنا عقیل من ظل اور رباع او دو ر بلکہ توارث شرعی تو ثابت ہو سکتا ہی نہین کہ بعد وفات
جناب ابو طالبؑ وہ غلبہ ہوا کفار کا کہ اللہ کی پناہ ام مصائب عظیم کا سامنا ہوا کہ جسکی انتہا نہین
کون سی سختی تھی جو کفار عرب نے اٹھا رکھی حتی کہ پیغمبر خدا نے جب دیکھا کہ کفار ایذا دہی و ضرر رسانی
پر آمادہ ہوگئے تو یاد کیا اپنے حامی و ناصر و عاضد دیا ور عم بزرگوار کو اور فرمایا یا عم ما اسرع ما
وجدت فقدک کہ آپ کے بعد اے چچا جو کچھ مجھ پر پڑنے والی تھی کیسی جلد آن پڑی غرض تمام کتب
احادیث وسیر اس حال سے مملو ہین اسی سال کو جس مین جناب ابو طالب نے وفات فرمائی آنحضرت
نے عام الحزن نام رکھا اور اسقدر جرأت اور بے ادبیان کفار اشرار نے شروع کین اور ایسا مبالغہ
کیا ضرر رسانی اور ایذا دہی مین کہ مکہ چھوڑنا پڑا ہجرت فرمائی ایسے وقت مین نفاذ احکام اسلام کفار
پر محال تھا پھر طالب و عقیل پر کیونکر توریث جاری فرمائی اور وہ دونون باوجود کفر کے اور غلبۂ کفار
کے کیون محکوم اور مغلوب ہوے احکام اسلام کا مومنین پر اجرا مشکل تھا کفار کا ذکر ہی کیا ہی اب سے

جعفرؑ و علیؑ تو خود جناب رسالت مآب صلعم نے تو اپنے مولد و مسکن اور کل املاک و مال وغیرہ کو چھوڑ کر
ہجرت فرمائی کذلک اکثر مومنین نے بھی اپنے مکانات اور کل املاک چھوڑ دی اپنی اپنی جانین لیکر
ہجرت کی کہ جانون کا بچانا محال ہو گیا تھا ابوسفیان اور دیگر کفار تمام مہاجرین کے کانہ وارث بنگئے
اور کل املاک برباد کرڈالی بیچڈالی توریث شرعی کے جاری کرنے کا کیا محل تھا اور اگر اسی کا نام وراثت
ہے تو کان عقیل ورث ابا طالب ہو و طالب کے مقام پر کل من ہاجر من المومنین حتی
النبی صلعم ورث قریبہ الکافر صادق آتا ہے اور جناب ابوطالب اس مسئلہ توارث مین
مومنین اور مہاجرین کے شریک ہین رابعا عدم ارث کافر من المسلم اور بعکس ہمکا اور توریث المسلم من
الکافر بلکہ اکثر احکام جو مستقر ہوے ہین بعد استیلاے اسلام اور فتح مکۂ معظمہ کے واقع ہوے ہین
اور مومنین مہاجرین کے احکام جو ما بین ہجرت واقع ہوے اور حق سبحانہ تعالی نے حکم فرمایا بقولہ ان
الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اوّوا ونصروا
اولئک بعضھم اولیاء بعض الآیہ جسکی شرح مین قسطلانی نے طولانی تقریر بیان کی ہے اور لکھتے
ہین وکان المہاجرون والانصار یتوارثون بالھجرۃ والنصرۃ دون الاقارب حتی نسخ
ذلک بقولہ واولی الارحام بعضھم اولی ببعض پھر لکھتے ہین والذی یفھم یعنی وہ معنی کہ جو
آیۂ سابقہ سے سمجھے جاتے ہین کہ مومنین آپس مین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہین اور یہ لازم نہین
آتا اس سے کہ ان المومنون لا یرث الکافر لیکن مستفاد ہوتا ہے بقیۂ آیہ سے وہی قولہ والذین
امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شیٔ حتی یھاجروا یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے
ہین اور انھون نے ہجرت نہین کی تم کو انکی وراثت سے کوئی حصہ نہین ہے یہان تک کہ وہ
لوگ ہجرت کرین فمن لم یکن مھاجرا کانہ لیس مومنا فلھذا لم یرث المومن المہاجر
یعنی جس نے ہجرت نہین کی وہ گویا مومن ہی نہین ہے اور اسی سبب سے مہاجر وارث نہین ہوتا
غیر مہاجر کا پس اس حکم مین نہ عقیلؑ و طالبؑ شریک ہین نہ جعفرؑ و علیؑ بلکہ مومنین غیر مہاجر شامل کفار
ہوے جاتے ہین اور وفات ابوطالبؑ قبل ہجرت واقع ہوئی ہے بلکہ سبب ہجرت آنحضرتؐ وفات
جناب ابوطالبؑ ہے جو مومنین لیس مومنا کے مصداق بنائے گئے ہین ان مین بھی جناب ابوطالبؑ
شریک نہین ہوسکتے اور تفسیر بیضاوی مین اولیاء بعض پر حاشیہ پیشتر سے لکھا ہے کہ ابن عباس و
مجاہد اور قتادہ اور سدی اور عبدالرحمن اور ایک جماعت نے اس آیہ کو حمل کیا ہے وراثت پر وقالوا
کان التوارث فی الابتداء بالمواخات فانہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حین قدم المدینۃ اٰخیٰ بین المہاجرین والانصار فجعل کل مہاجری اخا انصاریا
وبما کانوا یتوارثون بالقرابۃ اذا لم یکن معہا ھجرۃ فکان لا یرث مہاجر من غیر مہاجر

ولا غیر المہاجر من المہاجر وان کان قریبین حتی کان یوم فتح مکہ فسقطت فرضیۃ الہجرۃ و نزلت آیۃ المواریث بالقرابات یعنی اُن سب نے کہا کہ تھا توارث ابتداً مین بالمواخات پس پیغمبرؐ خدا جب مدینہ پہونچے تو بین المہاجرین مواخات کی یعنی آپس مین ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا پس ہر مہاجر کا بھائی ایک انصار ہوا اور نہ تھے وہ لوگ کہ وراثت لیتے آپس مین بالقرابۃ جب تک کہ قرابت کے ساتھ ہجرت نہ ہوتی پس نہ وارث ہوتے تھے مہاجر غیر مہاجر کے اور نہ غیر مہاجر مہاجر کے اگرچہ ہوتے تھے وہ دونون قرابت دار یہانتک کہ ہوا یوم فتح مکہ تو ساقط ہو گئی فریضیۃ ہجرت کی اور نازل ہوئی آیہ مواریث اولی الارحام کی انتہی حاصل یہ ہی کہ توارث بالمواخات تا زمانہ فتح مکہ متحقق اور بعد فتح مکہ حکم توارث بالمواخات اور فرضیت ہجرت دونون منسوخ اور ساقط پس کیونکر صادق آیا کان عقیل ورث ابا طالب بلکہ توارث درمیان علیؑ و پیغمبرؐ کے فی الدنیا والآخرۃ متحقق اور ثابت کہ مشکوۃ مین ترمذی سے منقول ہی عن ابن عمر قال آخی رسول اللہ م بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ فقال آخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال رسول اللہ م انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی روایت ہی ابن عمر سے کہ برادری لگائی رسولؐ خدا نے اپنے اصحابون مین پس آئے علی روتے ہوئے اور کہا کہ مواخات قرار دی آپنے اپنے اصحاب مین اور میرا کوئی بھائی مقرر نہ کیا فرمایا حضرتؐ نے کہ تو بھائی میرا ہی دنیا و آخرت مین پس ان آیات مذکورہ اور ان کی تفسیر اور تشریح اور حدیث سے چند امور ثابت ہین اول تو ابتداے بعثت مین ہجرت جزو ایمان تھی جن مومنین نے ہجرت نہین کی کانہ لیس بمومن قرار پائے اگرچہ حق تعالی اُن لوگون کو والذین امنوا ولم یہاجروا خطاب کرتا ہی اور جناب ابو طالب اعم اس سے کہ ایمان لائے تھے یا نہین وہ قبل ہجرت انتقال فرما چکے تھے دوسرے مومنین مہاجرین مین اور اُن مومنین مین کہ جنھون نے ہجرت نہ کی تھی توارث منقطع کیا گیا تھا حتی کہ وہ ہجرت کرین اسوجہ سے بھی جناب ابو طالب کا مستثنی ہونا ظاہر ہی کہ ہجرت کا سبب ہی وفات جناب ابو طالب ہوئی تھی تیسرے فیما بین المہاجرین والانصار اخوت لگائی گئی کہ ایک دوسرے کا وارث اور یاور [illegible] جناب ابو طالب کو کوئی واسطہ نہین ہی چوتھے فیما بین علیؑ و دیگر مہاجرین و انصار مین اخوت [illegible] سبب حضرت علیؑ نے محزون و آبدیدہ ہو کر عرض کی تو حضرتؐ نے فرمایا انت اخی فی الدنیا والآخرۃ [illegible] تو میرا بھائی ہی دنیا و آخرت مین اس سے یہ ثابت ہوا کہ حاجت مواخات کی فیما بین [illegible] واسطے توارث اور نصرت کے تھی اس سبب سے حضرت علیؑ کا [illegible] اور مواخات مفید بزمانہ ہجرت تھا اور وقت استفسار [illegible] آخرت مین تو مراد یہ ہوئی کہ فیما بین میرے اور تیرے

سو اخات اور توارث تاقیامت باقی ہی کہ قید دنیا و آخرت کی ہو نہ ہجرت کی پانچوین بالاتفاق ثابت
ہی کہ حکم فرضیت ہجرت اور توارث بین المہاجرین والانصار بعد فتح مکہ منسوخ ہوا اور توارث
اولی الارحام جاری ہوگیا مگر منسوخیت اخوت علیؑ و نبیؐ اور توارث فیما بین فی الدنیا والآخرۃ محکم
اور باقی رہا مگر کسی طرح سے کان عقیل ورث ابا طالب ثابت نہین ہوتا اور نسبت ادراج کی جو
امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف آپ دے رہے ہین یہی آپ کا خام خیال ہی یہ تو ادراج بھی
نہین ہی بلکہ اتہام نامعقول کسی دشمن خاندان رسول کا عم رسول مقبول پر ہی اور ایسے اتہام کی نقل
کرنا اور بیان کرنا کسی طرح ممنوع نہین ہی حق تعالی کلام مجید مین اقوال کفار کو کس طرح بیان کرتا ہی
نقل کفر کفر نہین ہی امام زین العابدین علیہ السلام کا راوی حدیث مع عبارت ادراج ہو تا کوئی نقصان
نہین رکھتا نہ کوئی منفعت بخشتا ہی خامسا برزنجی خاتمہ سداد مین لکھتے ہین کہ ان جعفر قد هاجر
الی الحبشه وعلی کان صغیرا فی حجر النبی و قد کان عقیل اغتصب المال و ترک رسول الله
المخاصمه دفعا للشر فان قریشا بعد موت ابی طالب نالوا من النبی ما ارادوا من الاذی
کما هو معلوم یعنی تحقیق کہ ہجرت کی جعفر نے حبشہ کی طرف اُس وقت علیؑ خورد سال تھے اور پرورش
مین آنحضرتؐ کی رہتے تھے اور عقیل نے کل مال ابوطالب کا غصب کر لیا تھا اور قابض ہو بیٹھے
اور پیغمبر خداؐ نے دفعا للشر مخاصمہ کو ترک کیا اور قریش بعد وفات ابوطالبؑ اپنی مراد کو پہونچے اور
ایذا دہی پر قادر ہوے اور جو کچھ ایذائین دین وہ مشہور اور معلوم ہین پھر کونسا مومن سنت جماعت
قبول کریگا اس بنا پر عمر فاروق فرماتے تھے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہین پہونچتا سادسا برزنجی خاتمہ
سداد مین ایک وجہ یہ بھی لکھتے ہین کہ یمکن انہم لما هاجروا و ترکوا العقار استولی عقیل
اور نیز ممکن ہی کہ جب ہجرت کی رسول اللہؐ نے تو محلہ گھر بار سب چھوڑ کر چلے گئے اور عقیل اُس پر
قابض ہو گئے اور بیچ ڈالا اُن سب کو اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ یوم الفتح عقیل مسلمان تھے تو پیغمبر خداؐ
کو اپنا فخر سمجھ کر اُنھین مکانون مین اُتارتے اور پیغمبر برحق بھی ضرور بطیب خاطر اُنھین مکانون مین
اُترتے اس سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ عقیل نے بسبب اپنے غلبہ کے مکانات جناب ابوطالبؑ اور
نیز مکانات جناب رسول اللہ غصبا بیع کر ڈالے تصرف طالب و عقیل کا از روے تو ریث شرعی
کے نہ تھا سابعا جن مکانات مین آنحضرتؐ سے اُترنے کا سوال کیا گیا وہ خود مملوک تھا آنحضرتؐ کا
جیسا کہ برزنجی نے احکام سلطانیہ مین ذکر کیا ہی حیث قال ورث النبی من امه امنه بنت وهب
دارا تها بمکه وهی التی بین الصفا والمروة التی خلف سوقها لعطارین فاما البلد و سر
فبا عها بعد هجرة رسول الله ص یعنی وارث ہوے نبی صلعم اپنی مان آمنہ بنت وہب کے مکانون کے
کہ جو مکہ معظمہ مین بین الصفا والمروہ عقب بازار عطارین واقع ہین جب آپ نے ہجرت فرمائی تو کل

سو اخات اور توارث تا قیامت باقی ہی کہ قید دنیا و آخرت کی ہی نہ ہجرت کی پانچوین بالاتفاق ثابت
ہی کہ حکم فرضیت ہجرت اور توارث بین المہاجرین والانصار بعد فتح مکہ منسوخ ہوا اور توارث
اولی الارحام جاری ہوگیا مگر منسوخیت اخوت علیؑ و نبیؐ اور توارث فیما بین فی الدنیا والآخرۃ محکم
اور باقی رہا مگر کسی طرح سے کان عقیل ورث ابا طالب ثابت نہین ہوتا اور نسبت اوراج کی جو
امام زین العابدین علیہ السلام کی طرف آپ دے رہے ہین یہی آپ کا خام خیال ہی یہ تو اوراج بھی
نہین ہی بلکہ اتہام نامعقول کسی دشمن خاندان رسول کا عم رسول مقبول پر ہی اور ایسے اتہام کی نقل
کرنا اور بیان کرنا کسی طرح ممنوع نہین ہی حق تعالی کلام مجید مین اقوال کفار کو کس طرح بیان کرتا ہی
نقل کفر کفر نہین ہی امام زین العابدین علیہ السلام کا راوی حدیث مع عبارت ادراج ہونا کوئی نقصان
نہین رکھتا نہ کوئی منفعت بخشتا ہی خامسا برزنجی خاتمۂ سداد مین لکھتے ہین کہ ان جعفر قد ھاجر
الی الحبشۃ وعلی کان صغیرا فی حجر النبی و قد کان عقیل اغتصب المال و ترک رسول اللہ
المخاصمۃ دفعا للشر فان قریشا بعد موت ابی طالب نالوا من النبی ما ارادوا من الاذی
کما ھو معلوم یعنی تحقیق کہ ہجرت کی جعفر نے حبشہ کی طرف اُس وقت علیؑ خورد سال تھے اور پرورش
مین آنحضرتؐ کی رہتے تھے اور عقیل نے کل مال ابو طالب کا غصب کرلیا تھا اور قابض ہو بیٹھے
اور پیغمبر خداؐ نے دفعا للشر مخاصمہ کو ترک کیا اور قریش بعد وفات ابو طالبؑ اپنی مراد کو پہونچے اور
ایذا دہی پر قادر ہوے اور جو کچھ ایذائین دین وہ مشہور اور معلوم ہین پھر کونسا مومن سنت جماعت
قبول کریگا اس بنا پر عمر فاروق فرماتے تھے کہ کافر کا ترکہ مسلمان کو نہین پہونچتا سادسا برزنجی خاتمۂ
سداد مین ایک وجہ یہ بھی لکھتے ہین کہ یمکن انہم لما ھاجروا و ترکوا العقار استولی عقیل
اور نیز ممکن ہی کہ جب ہجرت کی رسول اللہؐ نے تو محلہ گھر بار سب چھوڑ کر چلے گئے اور عقیل اُس پر
قابض ہوگئے اور بیچ ڈالا اُن سب کو اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ یوم الفتح عقیل مسلمان تھے تو پیغمبر خداؐ
کو اپنا فخر سمجھ کر اُنھین مکانون مین اُتارتے اور پیغمبر برحق بھی ضرور بطیب خاطر اُنھین مکانون مین
اُترتے اس سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ عقیل نے بسبب اپنے غلبہ کے مکانات جناب ابو طالبؑ اور
نیز مکانات جناب رسول اللہ غصبا بیع کر ڈالے تصرف طالب و عقیل کا ازروے تو ریث شرعی
کے نہ تھا سابعا جن مکانات مین آنحضرتؐ سے اُترنے کا سوال کیا گیا وہ خود مملوک تھے آنحضرتؐ کے
جیسا کہ برزنجی نے احکام سلطانیہ مین ذکر کیا ہی حیث قال ورث النبی من امہ امنہ بنت وھب
دارا تھا بمکہ و ھی التی بین الصفا والمروۃ التی خلف سوق العطارین فاما المدد و سر
فباعھا بعد ھجرۃ رسول اللہ صلعم یعنی وارث ہوے نبی صلعم اپنی ماں آمنہ بنت وہب کے مکانون کے
کہ جو مکہ معظمہ مین بین الصفا والمروہ عقب بازار عطارین واقع ہین جب آپ نے ہجرت فرمائی تو کل

اگر ان سب مکانون کو بیع کر ڈالا تھا اور اختلاف واقع ہوا ہے کہ آنحضرت نے عقیل کو کیون مخصوص کیا اور
انکے تصرف کو جاری رکھا پس کہا گیا کہ چھوڑ دیا تفضلاً اور کہا گیا کہ چھوڑ دیا اسکے مائل ہونے کے واسطے
اور انکی تالیف قلوب کے واسطے اور کہا گیا کہ تصرف جاہلیت کے قائم رکھنے کے واسطے جس طرح کہ
رکھے گئے انکے نکاح انتہی تشریح ابن حجر سے بھی ثابت ہے کہ طالب و عقیل دونون متصرف ہوے
مال ابو طالب پر اور ملک نبی پر اور سب بیچ ڈالا جو کچھ کہ تھا اور جب حکم اسلام مقرر ہوا ترک توریث
مسلم من الکافر تو بالاستمرار مال ابو طالب اور ملک پیغمبر پر عقیل قابض رہے اگر جناب ابو طالب کافر
تھے اور حکم توریث حضرت نے جاری کیا تو اپنی مان آمنہ اور اپنے باپ عبداللہ کا مال و ملک کیون
نہ لے لیا عقیل مال پیغمبر کے کیونکر وارث ہوے اور یوم فتح مکہ تو جعفر و علی و عقیل سب اسلام سے
مشرف ہو چکے تھے مگر آپ کو تو تعصب نے عداوت خاندان رسالت پر مدہوش کر دیا ہے آپ کی سمجھ
مین کیونکر آئے ذرا حواس خمسہ درست فرمائیے اور دیکھیے کلام معجز نظام پیغمبر کو آپ نے فرمایا ھل ترک
لنا عقیل من رباع او دور یعنی عقیل نے ہماری مان آمنہ اور باپ عبداللہ اور چچا ابو طالب سب کا
مال و ملک برباد کر دیا ہمارے لیے کچھ نہین چھوڑا فتبصر فقط **قولہ** تنبیہ لاشک ان قوله وکان
عقیل ورث اباطالب مدرج فی الحدیث ولم یبین قائله فی الکتب الذی ذکرنا و
اختلفت انه للامام زین العابدین وقال الامام العینی فی العمدة قوله وکان عقیل
ادراج من بعض الرواة ولعله من اسامة کذا قال الکرمانی اه والصواب ما ذکرته فقط
اقول فانتبه ان هداک الله تعالی لایلحق الشک الا بالمشکاک والحق حق وان ترک
حتی اعترفت ان قوله وکان عقیل ورث اباطالب مدرج فی الحدیث ولم یبین قائله
فی الکتب الذی ذکرنا فبای وجه اختلفت انه من الامام زین العابدین رض وخالفت
فی ذالک الامام العینی کذا العلامة الکرمانی مع انهما کانا مجتهدین فی العلوم العقلیة
والنقلیة وما ذا بعد الحق الا الضلال لعلک زعمت نفسک مجتهدا فی العلوم هذا
زعم فاسد وجهل مرکب ولیس لک قدرة فی اللغة العربیة وقواعدها لانک ...!
شحنت بالخطأت بایراد لفظة الذی فی صفة الکتب افعلی هذا تقیس انک مجتهد
فی العلوم لا تقس لقول الصادق اول من قاس ابلیس ولا تکن مصداق الذی یوسوس
فی صدور الناس اما تری انک مثل ما فیک الکرمانی والعینی فحاشا ثم حاشا این الثریا
من الثری واین المدر من الحصی واین صاحب العلم والفضل من الغوی الغبی الاعنی
الجاهل الذی کذب بقولی قوله والصواب ما ذکرته **اقول** ما ذکرت بعید من الصواب
بل هو علیک عذاب لانه یستلزم تکذیب اقوال علمائک والمجتهدین الراسخین فی العلوم

كالامام العينى والكرمانى وابن حجر والبخارى بل يلزمه تكذيب قول الغفار وقد
الا نظهر ايضا لانه ... تحقيق الادراج ... من الامام زين العابدين فكيف يصدق فى جملة
... لا يرث المسلم الكافر الخ وقد كتبت على هامش العمدة
ما ... محصل ليس بمحل للاعتبار عند الغفار فعليك ستنبت ما
سطرت فى هذه الاسطار قوله اقول بل هو من على بن الحسين رض بينه مالك فى موطاه
فانه اسند ... ابن شهاب ... ذكر فى الكتاب اعنى صحيح البخارى ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لا يرث المسلم الكافر ثم قال مالك عن ابن شهاب عن
على ابن الحسين بن على بن ابى طالب انه اخبره انما ورث ابا طالب عقيل وطالب ولم
يرثه على قال فلذا تركنا نصيبنا من الشعب ... وكذا رواية محمد فى موطاه عن مالك
عمر ... احسن الله اليه والينا به امين اقول قولك هذا
مردود وليس لك شعور فى ايراد الاحاديث التى تنفعك بل هى حجج قاطعة وبراهين
ساطعة للجمهور ... فاظهر هذا مما ذكرناه سابقا وانفا ومما سنذكره لاحقا انشاء
الله المتعال وان اوردت هذا الحديث من على ابن الحسين غفلت عن مقتضاه بوجوه
الاول انه لا يعلم ان الامام زين العابدين سمع هذه الالفاظ المدرجة من عمر او عمرو
ابنى عثمان ابن عفان عن اسامة فاطنب بين لك ابن شهاب فكيف يكون مفهوم الادراج
عن على ابن الحسين لديك حجة بل يلزم عليك اقامة الدليل وليس لك الى ذلك سبيل
والثانى فى قولك بينه مالك فى موطاه انظر الى ما قال العلامة الزرقانى فى شرح
هذا الموطاه قال مالك عمر بضم العين وجميع اصحاب ابن شهاب يقولون عمرو بفتح العين
ولابن القاسم عمرو بفتح العين وليحيى ابن بكير عن مالك بالشك عمر ابن عثمان او
عمرو ابن عثمان والثابت عن مالك عمر بضمها ثم قال الزرقانى قال احمد بن الزبير
خالف مالك الناس قال لنا ابو عبد الله وكذا حكم مسلم وغيره على مالك بالوهم
فيه وروى ابو الفضل السليمانى عن معن بن عيسى قال قلت لمالك الناس يقولون
انك تخطى فى اسامى الرجال تقول عبد الله الصنابحى وانما هو ابو عبد الله وتقول
عمر بن عثمان وانما هو عمرو وتقول عمر بن الحكم وانما هو معاوية فقال مالك هكذا
حفظنا وهكذا وقع فى كتابى ونحن نخطى ومن يسلم من الخطاء وقد جعل ابن الصلاح
ذلك مثالا للمنكر انتهى وفى التقريب قال ابن حجر عمر بن عثمان ابن عفان فى حديث
اسامة صوابه عمرو وتفرد مالك بقوله عمر قال امام الائمة فى اسناده شئ انتهى

فهل علمت وعرفت من مدار صحة مالک واسناد هذا الحدیث ووهمه وخطاءه حتی
اعترف هو بنفسه وقال هکذا وقع فی کتابی ونحن نخطی ومن یسلم من الخطاء فکیف
یحصل لک مع وهمه وخطاءه صواب ولا ادری ای شئ یکون اعجب من هذا
العجاب لانه لما ثبت انه کان مالک خاطیا وواهما فی اسماء الرجال فلن یکون لک
عاصند الا فی الضلال ولانه اذا ثبت فی الحدیث اضطراب ونکارة وانقطاع و
اختلال فکیف یصح به الاستدلال بل هو ساقط عن الاعتبار والاعتلال وان کان
بینه مالک عن ابن شهاب کما لا یخفی علی اولی الالباب والثالث قال صاحب نور الانوار
فی شرح صفحه ۱۵۶ سطر ۱ قول صاحب المنار وان کان ای النقصان بالعرض بان
خالف الکتاب او السنة المشهورة او الحادثة المشهورة او اعرض عنه الائمة من الصدر
الاول یعنی ان الصحابة اذا تکلموا فیما بینهم بالراء ولم یلتفتوا الی الحدیث کان ذلک
دلیل انقطاعه وکان مردودا منقطعا انتهی قال الصحابة ومن بعدهم قد اختلفوا
فی توریث المسلم الکافر کما یظهر من کلام العلامه عبد الحی فی التعلیق الممجد علی موطا
محمد قال اما عدم ارث الکافر من المسلم فامر مجمع علیه لقوله تعالی لن یجعل الله للکافرین
علی المومنین سبیلا واما عکسه فمذهب علی وعامة الصحابة وذهبت طائفة
الی توریث المسلم من الکافر وهو مذهب معاذ ابن جبل ومعاویه وسعید بن المسیب
ومسروق والحسن ومحمد بن الحنفیة ومحمد بن علی بن حسین وایضا عن ابی
الدردا والشعبی والزهری والنخعی ونحوه علی خلاف بینهم فی ذلک انتهی فثبت
ان الصحابة والتابعین ومن بعدهم تکلموا فی هذه المسئلة ولم یلتفتوا الی هذا
الحدیث فکان مردودا منقطعا ایضا فکیف تحتج به والرابع کما رواه مالک عن ابن شها
بن علی بن الحسین کذلک نقل الحافظ ابن حجر فی باب توریث دور مکه من فتح
الباری شرح صحیح بخاری فی کتاب الحج عن روایة عن ابن مدینی عن سفیان بن
عیینه عن عمرو بن دینار عن محمد بن علی بن حسین قال قیل للنبی حین قدم مکه
این تنزل قال هل ترک لنا عقیل من ظل قال علی بن المدینی ما اشک ان محمد بن
علی ابن الحسین اخذ هذا الحدیث عن ابیه وقد ثبت فی الاصول کل حدیث اذا عمل
راویه بخلافه فهو ساقط عن الاعتبار وقد اوضحناه فیما قبل ان مذهب الامام محمد
بن علی بن الحسین توریث المسلم من الکافر وکذلک مذهب الزهری فسقط العمل
به فکان اسناد مالک مردودا الخامس وان قلت قول علی بن الحسین قلت انا ترکنا

نصيبا من الشعب مثبت لادراجه فاقول وان سلم صدور هذا القول من علی بن الحسين
فايضا لا يلزم انتساب الادراج اليه لان احمد بن محمد القسطلانی قال فی ارشاد
الساری فی شرح هل ترک عقیل من رباع او دور والرباع جمع ربع المحلة والمنزل
المشتمل علی ابيات او دور وحينئذ فيکون قوله او دور تاکيدا او شکا من الراوی ثم قال
القسطلانی وقيل ان هذه الدار کانت لهاشم بن عبد مناف ثم صارت لابنه
عبد المطلب فقسمها بين ولده ومن ثم صار للنبی حق ابی عبد الله وفيها ولد النبی
قاله الفاکهی وظاهر قوله وهل ترک لنا عقيل من رباع انها کانت ملکه واضافها الی
نفسه فيحتمل ان عقيلا تصرف فيها کما فعل ابو سفيان بدور المهاجرين ويحتمل غير ذلک
وقد فسر الراوی ولعله اسامة المراد بما ادرجه عنا انتهی فثبت ادراج الاسامة و
انهما ملک علی علی بن الحسين وايضا ثبت انه کان فی الدور حق النبی عن ابيه و لما
هاجر تصرف فيها عقيل کما تصرف ابو سفيان بدور المهاجرين ثم قال القسطلانی
فی شرح قوله وکان عقيل ورث اباه ابا طالب اسمه عبد مناف هو واخوه طالب
المکنی به عبد مناف ابوه ولم يرثه ای ولم يرث ابا طالب ابناه جعفر طيار ذو الجناحين
ولا علی ابو تراب رضی الله عنهما شيئا لانهما کانا مسلمين ولو کانا وارثين لنزل عليه
الصلوة والسلام فی دورهما وکانت کانها ملکه لعلمه بايثارهما اياه علی انفسهما و
کان قد استولی طالب وعقيل علی الدار کلها باعتبار ما ورثاه من ابيهما لکونهما کانا
لم يسلما او باعتبار ترک النبی صلی الله عليه وسلم لحقه منها بالهجرة وفقد طالب ببدر
فباع عقيل الدار کلها ثم قال القسطلانی وقال الداودی وغيره کان کل من هاجر
من المومنين باع قريبه الکافر داره فامضی النبی صلی الله عليه وسلم تصرفات الجاهلية
تاليفا القلوب من اسلم منهم انتهی فاذا قد ثبت بالاقوال والاخبار والاثارات الدور
المذکورة کانت ملک النبی وترکها بالهجرة وباع عقيل وترک النبی نصيبه وکذا
هاجر المهاجرون فعل ابو سفيان ما ذکر ترکوا نصيبهم وکل ذلک فعلوا امضی التصرفات
الجاهليه وتفضلا عليهم وتاليفا لقلوبهم کذلک قال علی بن الحسين تاسيا
لرسول الله ص الکريم وهداية الی الطريق المستقيم فلذا ترکنا نصيبا من الشعب
فکيف استدللت انه من علی بن الحسين الناصبی لقد عظمت غباوة ذهنک
قساوة قلبک وغشاوة ابصارک لا ادری ای الامرين اعجب من هذا الاستدلال علی
ادراج علی بن الحسين عن هذا الحديث بشهادة انه مضطرب منقطع منکر سنا قطعن

العمل ومع هذا انما بين مالک سند الحدیث ولا عن ابی شہاب ثم عن ابن شہاب عن علی بن الحسین فہو احد من رواۃ هذا الحدیث فمن این حکمت بدلالۃ علی ادراجه وایضا لا اجد فی ما وردت من اقوال العلماء حتی ما استند لا ل ادراج علی بن الحسین علیه السلام فکیف اخترت وقلت انه الامام زین العابدین لعمری انما تهمت علی ابن سبط النبی الکریم ونسبۃ الادراج الیه بهتان عظیم فاستعذ بالله من شر الوسواس الخناس الشریر الذی یوسوس فی صدر رایک فاحترز من تلبیس الشیطان الرجیم لاحول ولا قوۃ الا بالله العلی العظیم السادس وان سلم قولک انه الامام زین العابدین قادراجه ایضا ادراج والادراج عندک لیس بحدیث فان الحدیث فی اصطلاح المحدثین انما هو قول النبی او فعله او تقریره هل عندک الکلمات المدرجۃ قول النبی ام فعل النبی ام تقریر النبی هل انت عالم بمصطلحات المحدثین ام لا فاعلم ان الکلمات المدرجۃ لیست بحدیث انما هی من اقوال بعض الرواۃ فکان عندک ادراجه کذلک فکیف زعمته حدیثا واوردته فی اثبات کفر ابی طالب الذی کان عم الرسول الله وعاضده وناصره باتفاق الامۃ ولو کان کافرا لما اتخذه النبی عضدا لقوله تعالی وما کنت متخذ المضلین عضدا ولا واحد من معاضدی رسول الله ص وناصریه بکافر فحصل ان ابا طالب لیس بکافر فکیف یکون استدلالک صحیحا بهذه الکلمات المدرجۃ لاسیما اذا کان قائلها مجهولا فتبصر ولا تغفل **قوله** حدیث ۱۸ ذهبی عمر ابن شیبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی اور ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ عن هشام بن حسان عن محمد بن سیرین قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہما میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی قال فلما مد یدہ یبایعه بکی ابوبکر فقال النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم ما یبکیک فقال لان تکون ید عمک مکان یدہ ویسلم ویقر الله عینک احب الی من ان یکون یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنا دست انور ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ روئے حضور پرنور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو عرض کی انکے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور انکے اسلام لانے سے اللہ تعالی حضور کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی حاکم نے کہا یہ حدیث بشرط شیخین صحیح ہے حافظ العسقلانی نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا سندہ صحیح فقط **اقول** یہ حدیث خوانہ محل النظر ہے

ب
العمل ومع هذا انما بین مالک سند الحدیث اولا عن ابی شہاب ثم عن ابن شہاب عن علی بن الحسین فهو احد من رواة هذا الحدیث فمن این حکمت بدلالته علی ادراجه وایضا لا اجد فی ما اوردت من اقوال العلماء حتی ما اتخذ استدلال ادراج علی بن الحسین علیه السلام فکیف اخترت وقلت انه الامام زین العابدین لعمری انما تهمت علی ابن سبط النبی الکریم ونسبة الادراج الیه بهتان عظیم فاستعذ بالله من شر الوسواس الخناس الشریر الذی یوسوس فی صدرک فاحترز من تلبیس الشیطان الرجیم لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم السادس وان سلم قولک انه الامام زین العابدین فادراجه ایضا ادراج والادراج عندک لیس بحدیث فان الحدیث فی اصطلاح المحدثین انما هو قول النبی او فعله او تقریره هل عندک الکلمات المدرجة قول النبی ام فعل النبی ام تقریر النبی هل انت عالم بمصطلحات المحدثین ام لا فاعلم ان الکلمات المدرجة لیست بحدیث انما هی من اقوال بعض الرواة فکان عندک ادراجه کذلک فکیف زعمته حدیثا واوردته فی اثبات کفر ابی طالب الذی کان عم الرسول الله وعاضده وناصره بالاتفاق الامة ولو کان کافرا لما اتخذه النبی عضدا لقوله تعالی وما کنت متخذ المضلین عضدا ولا واحدا من معاضدی رسول الله وناصریه بکافر فحصل ان ابا طالب لیس بکافر فکیف یکون استدلالک صحیحا بهذه الکلمات المدرجة لا سیما اذا کان قائلها مجهولا فتبصر ولا تغفل **قوله** حدیث ۱۰ نے ذہیم عمر ابن شیبہ کتاب مکہ میں اور ابو یعلی اور ابو بشر اور سمویہ اپنے فوائد اور حاکم مستدرک میں بطریق محمد بن سلمہ عن هشام بن حسان عن محمد بن سیرین قصہ اسلام ابی قحافہ والد امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہما میں انس ابن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی قال فلما مد یدہ یبایعه بکی ابو بکر فقال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ما یبکیک فقال لان تکون ید عمک مکان یدہ ویسلم ویقر اللہ عینک احب الی من ان یکون یعنی جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنا دست انور ابو قحافہ سے بیعت اسلام لینے کے لیے بڑھایا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ روئے حضور پر نور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کیوں روتے ہو عرض کی انکے ہاتھ کی جگہ آج حضور کے چچا کا ہاتھ ہوتا اور انکے اسلام لانے سے اللہ تعالی حضور کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا تو مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ یہ بات عزیز تھی حاکم نے کہا یہ حدیث بشرط شیخین صحیح ہے حافظ العسقلانی نے اصابہ میں اسے مسلم رکھا اور فرمایا سندہ صحیح فقط **اقول** یہ حدیث خواہ مخواہ محل نظر ہے

صدیق اکبر نے پیغمبر خدا کو یاد دلایا تو لازم تھا حضور انور بھی سن کر محزون ہوتے اور رونے لگتے حالانکہ
آنحضرت کا حزن و ملال کہین سے بھی ثابت نہین ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہو کہ آپ کے صدیق اکبر جناب
ابو طالب کو پیغمبر خدا سے بھی زیادہ دوست رکھتے تھے کہ پیغمبر خدا نے آزردہ ہونا اور رونا تو کیا
آپ کے صدیق اکبر کو کلمات صبر سے تسکین بھی نہین دیتی جیسا کہ غار مین لاتحزن ان اللہ معنا فرما کر
تسکین دی تھی تالثا جناب ابو طالب وفات فرما چکے تھے امید اُنکے اسلام لانے کی بھی صدیق اکبر
کو باقی نہ تھی اور وہ یہ بھی جانتے تھے کہ پیغمبر خدا جناب ابو طالب کو نہایت دوست رکھتے تھے اور
اُنکے ایمان لانے سے مایوسی بھی ہو چکی تھی پس ایسے امور گذشتہ محزون و غمناک کرنے والے یاد
دلانا موذی خدا و رسول بنا ہی بناہ خدا ایسی نسبتین صدیق اکبر کو دینا باعث کفر مخاطب نہ ہو جائے
رابعا بالفرض اگر ابو قحافہ کے ہاتھ کے مقام پر ابو طالب کا ہاتھ ہوتا تو ظاہر ہو کہ ابو قحافہ مشرف باسلام
نہ ہوتے اور کافر رہتے تو کیا صدیق اکبر اپنے باپ کے جہنم واصل ہونے سے مسرور ہوتے اور کیا
اسلام ایسا مضیق تھا کہ صدیق اکبر کے باپ کے ہاتھ کی جگہ باقی رہ گئی تھی اسلام ختم ہو چکا تھا کیا
خدا نے اپنے محبوب کو رنجیدہ ہی رکھا اور اُنکی آنکھون کو ٹھنڈھا نہین کیا اور اس نعمت عظمی سے محروم
ہی رکھا اور پھر اتممت علیکم نعمتی بھی فرما دیا خامسا ہم ابتدا سے بدلائل قطعیہ ثابت کر آئے
ہین کہ جناب ابو طالب اوصیاے انبیا مین سے تھے ہمیشہ سے ملت ابراہیم رکھتے تھے اوائل بعثت
سے تصدیق نبوت خاتم المرسلین اُسکو حاصل تھی اور اقرار لسانی اُنکا اُنکے کلام سے ثابت ہو کہ
جناب پیغمبر برحق کو رسول کو موسی اور آپ کے دین کو خیر الادیان فرمایا اُس وقت مین کہ کسی زید و عمرو
نے حتی کہ کسی نے ان اوصاف سے متصف نہ کیا تھا بلکہ مجنون و ساحر آپ کا نام رکھا تھا اور یہ
صفت خیر الادیان مساوی ہو آنحضرت کی صفت خیر البشر سے جس صفت سے آنحضرت ایک
مدت کے بعد مخاطب ہوئے ہین اور نیز جناب ابو طالب کا رسول کو موسی فرمانا کیا دلالت نہین کرتا کہ انبیاء
سلف کا اقرار کیا اور آنحضرت کو رسول کہا نبی بھی نہین کہا اور بہ مصلحت حفاظت و حراست اور اعلان امر
حق کے اور ابلاغ احکام حق کے کفار پر اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھا سادسا اگر بفرض محال اس حدیث
کو صحیح بھی تسلیم کر لین تو کیا ممکن نہین ہو کہ آپ کے صدیق اکبر کو بھی اطلاع اُنکے اسلام کی نہ ہوئی ہو
کہ جناب ابو طالب نے کتمان اپنے اسلام کا کفار سے فرمایا تھا اور جو کفار مین سے مشرف باسلام ہوئے
تھے اُن سے بھی توریہ اور ابہام فرماتے تھے کہ مبادا کوئی منافق یا مرتد اعلان کر دے اور مصالح مطلوبہ
مین تعطل واقع ہو جائے فتنہ و فساد برپا ہو جائے پھر یہ حدیث کس طرح دلیل کفر جناب ابو طالب ع
ہو سکتی ہو سابعا ہشام بن حسان کے حفظ مین کلام ہو جس سے حدیث لی گئی ہو حافظ ابن حجر فتح الباری
کے مقدمہ مین لکھتے ہین کہ شیعہ کلام کرتے تھے ہشام کے حفظ مین و قال ابن معین کان یتقی

حدیثہ عن عکرمہ وعطاء عن الحسن البصری وقال یحیی القطان ہشام فی الحسن دون محمد بن عمرو ھو ثقۃ فی محمد بن سیرین و قال ایضًا ھو فی ابن سیرین احب الی من عاصم الاحول وخالد الحذاء ابن معین کہتے ہین کہ حدیث انکی پرہیز کیجاتی ہے عکرمہ سے اور عطا سے اور حسن بصری سے اور یحیی اقطان کہتے ہین کہ ہشام حسن مین ادون ہین محمد ابن عمر سے اور ثقہ ہین محمد ابن سیرین مین اور کہا قطان نے کہ وہ ابن سیرین مین محبوب ہین مجھکو عاصم احول سے اور خالد خدا سے فقط علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین لکھتے ہین ہشام ابن حسان الازدی القردوسی بالقاف وضم الدال ابو عبداللہ البصری ثقۃ من اثبت الناس فی ابن سیرین وفی روایۃ عن الحسن وعطا مقال لانہ قیل کان یرسل عنھما من السادسۃ مات سنۃ سبع او ثمان واربعین یعنے ہشام ابن حسان ازدی قردوسی بالقاف وضم الدال جنکی کنیت ابو عبداللہ بصری ہی ثقہ ہین اور لوگون سے زیادہ ثابت ابن سیرین مین اور انکی روایت مین حسن اور عطا سے مقال ہی کہ ارسال کرتے ہین اُن دونون سے طبقہ سادسہ سے ہین انتقال کیا سنہ سینتالیس یا اڑتالیس مین اور یہ ثابت ہوچکا ہی کہ سوئے حفظ کی سبب سے حدیث ضعیف ہوجاتی ہی اگرچہ جلالت شان راوی اور اُسکے صدق مین کوئی شک نہین ہوتا پس یہہ ہشام باوجود سوئے حفظ کے ارسال بھی کرتے تھے اور انکی روایت پرہیز کی جاتی ہے عکرمہ اور عطا اور حسن بصری سے اگرچہ ابن سیرین مین ثقہ بھی ہون اور اصول حدیث مین ثابت ہوچکا ہے اذا اجتمع الجرح والتعدیل یغلب الجرح یعنے جرح اور تعدیل جب جمع ہون تو جرح غالب کیجائے چنانچہ نور الانوار صفحہ ۱۵۶ مین کہ اصول فقہ مین ہی بحث انقطاع مین موجود ہی کہ ارسال کی چار قسمین ہین ایک تو ارسال صحابی کا اور وہ مقبول ہی دوسرے ارسال قرن ثانی اور قرن ثالث کا اور وہ مقبول حنفیہ ہی اور عند الشافعی غیر مقبول تیسرے من دون ہولاء اسمین اختلاف ہی کرخی کے نزدیک مقبول اور ابن ابان کے نزدیک غیر مقبول چوتھے من وجہ دون وجہ اس چوتھی قسم مین یہہ عبارت ہی والذی ارسل من وجہ واسند من وجہ مقبول عند العامۃ کحدیث لانکاح الا بولی رواہ اسرائیل بن یونس مسندًا وشعبہ مرسلًا فتعلق اسنادہ علی رسالہ وقیل لایقبل لان الاسناد کالتعدیل والارسال

کالجرح واذا اجتمع الجرح والتعدیل یغلب الجرح یعنے ارسال من وجہ دون وجہ عند العامہ مقبول ہی مثل حدیث لانکاح الا بولی مین کہ روایت کیا اُسکو اسرائیل ابن یونس نے مسنداً اور شعبہ نے مرسلاً پس غالب ہوئے اسناد اسرائیل کے ارسال پر شعبہ کے اور کہا گیا کہ حدیث مقبول نہین اسواسطے کہ اسناد مثل تعدیل کے ہی اور ارسال مثل جرح کے اور جسوقت جمع ہون یہہ دونون تو غالب ہو جائیگی جرح حاصل یہ ہی کہ یہ قاعدہ مذکورہ اُسوقت مین ہے کہ ایک راوی مسنداً بیان کرے اور ایک مرسلاً اور یہہ درجہ مساوات کا روات مین ہی اس سے بڑھکر تو یہ ہی کہ اکثر حدیثین ایسی ہین کہ بہت سی سندون سے مسند ہین اور ایک ہی سند سے غریب سمجھی گئین ہین جیسا کہ حدیث ابو ہریرہ کی کہ جو جنازہ کے ساتھ جاوے اُسکو ایک قیراط ہی اور جو فراغت کرے اُسکے کام سے اُسکو دو قیراط ہین کہا ابو عیسیٰ نے یہہ حدیث مروی ہوئی کئی سندون سے بواسطہ حضرت عائشہ کے اور غریب سمجھی گئی ہین فقط اسناد سائب سے کہ وہ حضرت عائشہ سے وہ نبی سے روایت کرتے ہین اور فقط اسناد سائب سے غریب سمجھی گئی ہی حاصل یہ ہی کہ اس حدیث مانحن فیہ مین تو ہشام ابن حسان ہین کہ شعبہ کلام کرتے تھے جنکے حفظ مین اور ابن معین پرہیز کرتے تھے اُنکی حدیث سے یحیی قطان انھین ہشام کو ادون جانتے تھے محمد ابن عمر سے پھر یہ ہی ہشام اگرچہ ثقہ بھی ہون ابن سیرین مین مگر عکرمہ اور عطا اور حسن بصری مین ارسال اُنکا ثابت ہی بالاتفاق اور اُنکی حفظ مین بھی کلام ہی جیسا کہ مذکور ہوا پس بالضرور ارسال اُنکا اُنکی اسناد پر اور وثقیت و ثوق پر غالب ہی اور سوے حفظ ارسال ور اسناد دونون پر غالب ہی اور کیونکر نہ ہوگا کہ شعبہ کا ارسال اسناد پر اسرائیل کے بقاعدہ مقررہ اصول حدیث و در اصول فقہ غالب کیا گیا اور ایک راوی کا ارسال دوسرے راوی پر غالب سمجھا گیا تو ہشام ابن حسان کا ارسال کرنا عکرمہ اور عطا اور حسن بصری سے اور ابن سیرین مین ثقہ ہونا یہ دونون صفتین انھین کی ذات مین مخصوص ہین تو ارسال اُنکا کالجرح اور ثقہ ہونا ابن سیرین مین کالتعدیل بلا اشک ولاریب ہی کہ جب دونون صفتین شخص واحد مین جمع ہو گئین تو بالضرور جرح غالب کیجائیگی تعدیل پر اور یہ تو ظاہر ہی کہ جب حدیث بہت سی سندون سے مسند ہو اور ایک سند سے غریب ہو وہ غریب سمجھی جائے حالانکہ رواۃ حدیث ایک دوسرے سے مغائر ہون تو یہان ہشام خود ہی متصف یہ واثقیت و ثوق ہین اور اُسیطرح یہ ہے کہ صفت سوے حفظ سے بھی موصوف ہین اور عطا و حسن بصری و عکرمہ مین ارسال انکا عند الجمہور ثابت

[illegible]

اور ابن معین کا انکی حدیث سے پرہیز کرنا بھی ثابت پھر انکی حدیث کیونکر مقبول ہو سکتی ہی
اور کیونکر جرح التیام پا سکتا ہی بلکہ اس صفت سوئے حفظ نے تو انکی وا تقیت و ثوق کو
مجروح کیا شہید بھی کر ڈالا اس لیے کہ کیا اعتبار ہو سکتا ہی اور کیونکر ثابت ہو سکتا ہی کہ جو
روایت انھون نے ابن سیرین سے بیان کیے وہ ابن سیرین سے ہے یا نہین ممکن ہی کہ ابن
سیرین سے روایت کرین بسبب سوئے حفظ کے اور وہ عطا یا حسن یا عکرمہ یا ان کے
غیر سے ہو حاصل یہ ہی کہ آپکو دشمنی خاندان رسالت نے مدہوش کر رکھا ہی کہ جس قول
ضعیف کو اور مجروح و مقدوح معلول اور موضوع کو آپ پاتے ہین صحیح ترین صحاح ستہ قرار
دیکر دلیل لاتے ہین اتنا بھی نہین جانتے کہ استدلال ایسے احادیث سے مابین مناظرہ دلیل
صحیح نہیں بلکہ مغالطہ ہی قولہ حاکم نے کہا یہ حدیث بشرط شیخین صحیح ہی حافظ الشان نے
اور ذہبی نے اسے مسلم رکھا ہی اور فرمایا سندہ صحیح اقول حاکم کے آپ محکوم ہین صحت حدیث
منحصر ہی قواعد منضبطہ علم حدیث اور اصول حدیث پر وہ بیان منقود جیسا کہ مذکور ہوا
کہ ہشام ابن حسان کے حفظ مین کلام ہی انکی حدیثین قابل پرہیز ارسال انکا ثابت اب
رہے محمد ابن سیرین جنمین ہشام ثقہ ہین انکی نسبت صحیح بخاری مین موجود ہی کان ابن
سیرین یری ان عامۃ ما یروی عن علی الکذب میزان الاعتدال مین موجود
ہی وقال ابن ایوب کان ابن سیرین یری ان عامۃ یروی عن علی باطل
صحیح بخاری مین ہی کہ ابن سیرین کے نزدیک عام روایت علی کی کذب ہی اور میزان
الاعتدال مین ہی کہ ابن ایوب کہتے تھے کہ ابن سیرین کے نزدیک جو روایت علیؑ سے
ہی وہ باطل ہی بس ایسے جاہل و متعصب کی روایت کیونکر مانی جائیگی انس بن مالک
کا احوال بھی ہم بتصریح بیان کر آئے ہین کہ بسبب کتمان شہادت حدیث من کنت مولاہ
کے مبروص ہو گئے تھے اور یہ کلام سبط ابن جوزی کا انہین انس بن مالک کی نسبت ہی کہ
کیا حقوق رسول خداؐ کے انس بن مالک پر اتنے بھی نہ تھے کہ منع کرتے ابن زیاد کو چھڑی
مارنے سے دندان مبارک پر سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کے اور بیعت نکرنا انس کا
جناب امیر علیہ السلام سے بھی ثابت ہی اور انحراف ان دونون صاحبونکا اہلبیت طاہرین
سے مثل شمس آشکارا ہی سندہ صحیح کہنا کسی طرح صحیح نہین بلکہ بالکل لغو اور غلط ہی فتبصر

لا تکن مصداق فلا تبصرون

حدیث دوازدہم

قولہ حدیث دوازدہم ابو قرہ موسی بن طارق موسی بن عبیدہ و عبد اللہ بن دینار

ع ص ۱۰۷ جلد ۱
دار لنقفار

وحضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے راوی قال جاء ابوبکر بابی قحافہ یقودہٗ یوم فتح مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم الا ترکت الشیخ حتی ناتیہ قال ابو بکر اردت ان یاجرہ اللہ والذی بعثک بالحق لا نا کنت اشد فرحا باسلام ابو طالب لو کان اسلم منی بابی یعنے صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ فتح مکہ کے دن ابو قحافہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے خدمت اقدس حضور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مین حاضر لائے حضور اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس بڈھے کو وہین کیون نہ رہنے دیا کہ ہم خود اس کے پاس تشریف فرما ہوتے صدیق نے عرض کی مین نے چاہا کہ اللہ انکو اجر دے قسم اسکی جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا ہی مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ ابو طالب کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوتی اگر وہ اسلام لے آتے اقول محصل حدیث یازدہم اور دوازدہم واحد ہی فرق لفاظ کا ہی حدیث یازدہم نکلی ابوبکر اور پوچھنا آنحضرت کا وما یبکیک ہی اور حدیث ہذا یعنے دوازدہم مین فرمانا آنحضرت کا الا ترکت الشیخ حتی ناتیہ اور جواب ابو بکر کا اردت ان اجرہ اللہ ہے اور بعد اسکے عبارت والذی بعثک بالحق لا نا کنت اشد فرحا باسلام ابی طالب لو کان اسلم منی بابی کیا بے ربط اور بے محل ہی اس لیے کہ رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین تو ابوبکر کو مسرور اور معزز اور ممتاز فرمائین کہ تمھارے باپ سے بعیت اسلام لینے کو ہم خود تشریف فرما ہوتے اسکا شکریہ یہ ہی تھا کہ کہا تمھارے چچا ابو طالب مسلمان ہوتے اسلام لاتے تو مین اپنے باپ کے مسلمان ہونے سے زیادہ خوش ہوتا یہ جواب ابو بکر کا تین حال سے خالی نہین یا جناب ابو طالب سے ابو بکر کو اس حد کی دوستی تھی کہ حالت کفر مین اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھتے تھے یا حالت کفر مین بھی دوست رکھتے تھے اور بعد اسلام بہ سبب دوست رکھنے پیغمبر خدا کے اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھنے لگے یا فقط اس وجہ سے کہ پیغمبر خدا جناب ابو طالب کو دوست رکھتے تھے لہذا ابو بکر بھی دوست رکھنے لگے وجہ اول اور ثانی مردود ہین کوئی سبب طرفین سے عقلاً اور نقلاً دوستی کا پایا نہین جاتا رہا امر ثالث کہ جناب رسول برحق ابو طالب کو نہایت دوست رکھتے تھے یہ امر بلاشک ولاریب اظہر من الشمس اور بدیہی ہی کہ آپ ایسے دشمن بھی معترف ہین اور اس سے بڑھکر کیا ثبوت ہوگا کہ بنا بر آپ کے خیال کے حق تعالےٰ نے انک لا تہدی من احببت فرما کر دوست رکھنا اپنے حبیب کا ابو طالب کو ثابت کر دیا اور نیز یہ امر متواترات سے بھی ہی پس سلمنا کہ بہ سبب دوست رکھنے پیغمبر خدا کے ابو بکر بھی انکو دوست رکھنے لگے

مگر اس سے بھی اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھنا ثابت نہین ہوتا بالفرض اگر محبت پیغمبر خدا
مین ابو بکر جناب ابو طالب کو اپنے باپ سے زیادہ دوست رکھنے لگے تو کیا خوب دوستی پیغمبر خدا
یہ ہی تھا کہ یوم فتح مکہ بسبب حصول فتح کے حضرت رحمۃ للعالمین تو حالت فرحت و سرور
مین فرحان و شادان ہو رہے ہین کہ احاطہ تحریر سے باہر ہی اور جوق جوق اپنے اور
بیگانے اسلام سے مشرف ہوتے جاتے ہین سورہ انا فتحنا کی تلاوت جاری ہی اشراف
مہاجرین و انصار تحت رایت رسول مختار مجتمع ہین آپس مین ایک دوسرے کو مبارکباد
دے رہے ہین پیغمبر خدا صلعم سجدہ شکر بارگاہ ایزدی مین فرما رہے غلغلہ تکبیر سے مہاجرین
و انصار کے ہر صغیر و کبیر و ہر برنا و پیر کو رعشہ ہو رہا ہی تمام شہر لرز رہا ہی کل مسلمان طواف
بیت اللہ سے شرف یاب ہو رہے ہین خانہ کعبہ انجاس و ارجاس سے بتون کے پاک و
صاف ہو رہا ہی حیدر کرار سوار دوش رسول مختار ہو کر بت شکنی فرما چکے ہین تمام
اہل مکہ کو رحمۃ للعالمین بشارت الیوم یغفر اللہ لکم و ھو ارحم الراحمین دے
رہے ہین ایسی حالت فرحت و سرور مین ابو بکر اپنے باپ ابو قحافہ کو بیعت اسلام کیواسطے
لائے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ سرور و فرحت و بہ شفقت و محبت فرما رہے ہین
کہ تم کیون بڈھے کو لائے ہم خود بیعت اسلام لینے کو وہین رونق افروز ہوتے ایسی حالت
فرحت و سرور مین ابو بکر جواب دیتے ہین کہ ہمارا باپ تو اسلام لایا مگر آپکا چچا ابو طالب
اسلام نہ لایا اگر وہ اسلام لاتا تو مین اپنے باپ کے اسلام لانے سے زیادہ خوش ہوتا
سبحان اللہ اس جواب سے ابو بکر کے تمام خاندان جناب رسالتمآب صلعم ہاشمی و
مطلبی خصوصاً جو جو مشرف بہ اسلام ہوئے ہونگے اظہار سرور کرتے ہونگے علے الخصوص
رحمۃ للعالمین کو تو بے حد و انتہا مسرت و فرحت حاصل ہوئی ہوگی اور غلغلہ محبت ابو بکر
سے تمام مہاجر و انصار وجد مین آگئے ہونگے کہ یہ مرتبہ فنا فی اللہ تو پیغمبر خدا کو بھی حاصل نہین
ہوا کہ وہ تو فرماتے ہین کہ مین بہترین خلق ہون از روے خلقت کے اور قبائل اور بیوت کے اور
میری شان مین حق تعالے وتقلبک فی الساجدین فرماتا ہی آیہ انما یرید اللہ
لیذھب عنکم الرجس اھل البیت میرے اہلبیت کی شان مین نازل ہوئی ہی یہان تو
ابو بکر نے تمام قلعی کھولدی کہ میرا باپ تو اسلام لایا ہی وہ تمھارے چچا سے افضل ہی تمھارا
چچا رجس شرک و کفر سے طاہر نہین ہوا اور باوجود ان امور مذکورہ کے پیغمبر برحق یہ
بھی فرما چکے تھے کہ لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات اور جلد دوم منابع النبوت
ترجمہ مدارج النبوت مصنفہ شیخ عبد الحق مین احوال اسلام عکرمہ یون مرقوم ہی کہ بعد فتح

جب حضرت سید المرسلین نے اپنے نور باطن سے دریافت کیا کہ عکرمہ مومن و مہاجر آتا ہے اصحاب سے فرمایا کہ اُسکے باپ کو سب نکرو کہ عکرمہ متاذی ہوگا اور اسی روایت کو جلد دوم روضۃ الصفا مین اور اکثر کتب سیر مین بہ این عبارت نقل کیا ہی یاتیکم عکرمہ ابن ابی جہل مومنًا مہاجرا ولا تسبوا اباہ فان سب المیت یوذی الحی ولا یبلغ المیت یعنے عکرمہ تمھارے پاس مومن اور مہاجر آتا ہی اُسکے باپ بوجہل کی سب نہ کرنا کہ سب میت ایذا دیتی ہی زندہ کو اور میت کو کچھ ایذا نہین پہونچتی پس ابوبکر نے ذکر کفر ابیطالب سے ایسے وقت فتح اور بحالت فرحت و سرور مین ایذا دی آنحضرت کو کہ راحت شاد کام او مسرور کیا یا محزون و غمناک مدح و ثنا کی آنحضرت کی کہ ہو حق دوستی ادا کیا کہ در پردہ دشمنی کی ذلت دی مجمع مہاجر و انصار مین کہ عزت افزائی کی جب عکرمہ کے سامنے اُن کے باپ ابوجہل تک کو کافر کہنا ایذا دہی عکرمہ ٹھہرا تو ذکر کفر ابوطالب سے کیونکر ایذا نہ پہنچی اور راحت ہوئی آنحضرت کو آپ ہی فرمایئے کہ ذکر منافی طبع اقدس تھا کہ ملایم طبع مہیج غم والم تھا کہ مسکن غم والم اتنا بھی نہین خیال کیا جاتا کہ تصور کفر اور عدم اسلام ابوطالب ایسا مولم اور موذی اور مہیج غم والم تو تھا کہ ابوبکر تاب نہ لائے بیساختہ رونے لگے حالانکہ کچھ بھی اگر انکو محبت تھی تو بتوسط محبت جناب رسالت مآب تھی پس ذکر اس تصور کا روبروئے پیغمبر خدا کیونکر موذی اور مولم مہیج غم والم نہوا ہوگا اور صدمہ روحانی آپ کو نہ پہونچا ہوگا کہ جناب ابوطالب چچا تھے اور اکیلے چچا جو مربی اور محافظ و ناصر و عاشق و معاضد آنحضرت کے تھے اور محبت و مودت جو مابین جناب ابوطالب و حضرت ختمی مرتبت تھی اُسکو ہم متعدد مقامو نپر بقول خدا و رسول ثابت کر آئے ہین اور خیرہ چشمون کی بصیرت کیواسطے یہان بھی عرض کیے دیتے ہین کہ جو محبت و مودت کہ جناب ابوطالب کو آنحضرت سے تھی وہ تو مستغنی عن البیان ہی اور دوست رکھنا پیغمبر خدا کا جناب ابوطالب کو بنا بر زعم مخاطب آیہ انک لاتھدی من احببت سے ثابت ہی اور رکھا ابوبکر مصدق اور مصرح اور مبین اُسکا ہی اور بالاتفاق ثابت ہی کہ ایذا دینے والا توہین کرنے والا آنحضرت کا کافر مخلد فی النار ہی پس مومنین سنت جماعت اپنے صدیق اکبر کو کسطرح قابل مقولہ ہذا قرار دیسکتے ہین بلکہ منسوب کرنا اس مقولہ کا اپنے صدیق اکبر کی طرف کفر ہی اور با وجود علم جو ایسی نسبت دے اُنکو وہ بلاشک کافر مخلد فی النار ہی اور اس حدیث کا موضوعات سے ہونا مثل شمس آشکار ہی ثانیًا جناب ابوطالب و حضرت رسالت مآب کا آپس مین ایک دوسرے کے واسطے حبیب و محبوب ہونا بنص کلام مجید اور باتفاق اُمت ثابت ہوگیا تو لازم آیا کہ کل

حبیب اور محبوب خاتم الرسل بھی حبیب و محبوب خدا ہین اور اسکا عکس بھی صادق ہی
اسلیئے کہ صدق قضیہ کو صدق عکس لازم ہی حتی کہ مفروض الصدق قضیونکو مفروض الصدق
ہونا اُنکے عکسونکا لازم ہی اور عکس اسکا یہ ہی کہ بعض حبیب و محبوب خدا حبیب و محبوب
خاتم الرسل ہین یہان اور بھی اتنا ظاہر کرنا لازم ہی کہ موجبہ مطلقا خواہ کلیہ ہو خواہ جزئیہ
عکس جزئیہ ہی اُنکا اس وجہ سے کہ ایجاب و اجتماع ہی درمیان موضوع اور محمول
کے پس وہ افراد کہ جنمین موضوع اور محمول کا اجتماع ہوتا ہی وہ مشترک ہوتے ہین لفظین
دونون مین اور ظاہر ہی کہ جب محمول کل افراد موضوع پر اور اُسکے بعض پر صادق ہُیگا
تو موضوع بھی بعض افراد محمول پر صادق آئیگا کہ وہ دونون مشترک بالضرور لفظین بعض مین
ہین اور جزئیۃ حاصل ہوگی اور موجبہ کلیہ کا عکس کلیہ نہین آتا الجی ازعموم المحمول
فی الحملیۃ والتالی فی الشرطیۃ والا لازم آتا ہی کہ اخص جمیع افراد اعم پر صادق آوے
حملیہ مین اور جمیع تقادیر شرطیہ مین اور یہ غیر جائز ہی اور بعض مواد مین جو عکس موجبہ کلیہ کا
کلیہ پایا جاتا ہی اور صادق بھی آتا ہی تو وہ بسبب خصوصیت مادہ کے اور عکس کو لازم
ہی کہ جمیع مواد مین اصل سے مخالف نہو پس ما نحن فیہ مین عکس صادق ہی اور نقیض اُسکی
باطل و کاذب اور مستلزم محال ہی اور وہ محال ہی اور جس طرح صدق قضیہ کو صدق
عکس لازم ہی اُسیطرح صدق عکس نقیض بھی لازم ہی اور صورت اُسکی عند المتقدمین یہہ
کل لاحبیب اللہ ولا محبوبہ لا حبیب خاتم الرسل ولا محبوبہ اور عند المتاخرین نقیض جزو
ثانی کو اصل کے جزو اول کردین اور عین اول کو ثانی مع مخالفت فی الکیف و موافقۃ فی
الصدق حاصل یہ ہی کہ وہ صفت صلبی کا اثبات کرتے ہین اور یہ صفت ایجابی کا سلب پس
چونکہ تفصیل قول متاخرین مین اور اُسکے اثبات مین اور بیان اعتراضات مین طول ہی
اور با این ہمہ طریقہ قدما سے استغنا بھی حاصل ہوتا ہی پس بطریقہ متقدمین اگر فرض کیا جائے
کہ عکس نقیض قضیہ مذکورہ صادق نہین ہی تو چاہیے کہ اُسکی نقیض ثابت آوے اور وہ نقیض
یہہ ہی کہ بعض لاحبیب اللہ ولا محبوبہ لیس بلا حبیب خاتم الرسل ولا محبوبہ تو وجود خاص کا بدون
اعم کے ہے اور یہ باطل ہی اور جب لازم نقیض کو ضم کرین اصل کے ساتھ اور کہین کہ
بعض لاحبیب اللہ ولا محبوبہ حبیب خاتم الرسل و محبوبہ ہین اور کل حبیب خاتم الرسل و محبوبہ
حبیب اللہ و محبوبہ ہین تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ بعض لاحبیب اللہ ولا محبوبہ حبیب اللہ و محبوبہ ہین
اور اُسکا عکس آوے گا کہ بعض حبیب اللہ و محبوبہ لاحبیب اللہ ولا محبوبہ ہین ان دونون
سلب شی عن نفسہ لازم آتا ہی اور اجتماع نقیضین ہوجاتا ہی اور وہ باطل ہی لیس اصل قضیہ

مع العکس و عکس النقیض صادق ہو اب بھی اگر کوئی اعتراض کرے کہ قضیہ مع العکس وغیرہ بقواعد عقلیہ مفروض الصدق ہی لیکن حقیقت مین اگر اسکی نقیض کو اگر مفروض الصدق قرار دین تو بھی وجوہ مذکورہ وہ بھی اسی طرح صادق آویگی تو جواب اسکا یہ ہی کہ نصوص قطعیہ اور احادیث متعددہ سے حبیب اور محبوب ہونا بابین حضرت رسالتمآب اور جناب ابوطالب ثابت ہی اور امتناع و انقطاع مودت مین کفار ون کی آیات کثیرہ ناطق ہین بقولہ تعالے لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین اور من یتولہم منکم فانہ منہم اور لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم واخوانہم وعشیرتہم اور وما کنت متخذ المضلین عضدا با وجود اِن نصوص قطعیہ کے سید المرسلین کو متہم کرنا کہ وہ ایک مشرک کو دوست رکھتے تھے اور حق تعالے فرماتا ہی کہ جو دوست رکھیگا مشرک کو وہ انھین مشرکون مین سے ہی اور جناب ابوطالب کی نسبت آیہ بھی نازل فرمایا ہی کہ اے پیغمبر تو ابوطالب کو دوست رکھتا ہی یہ اجتماع نقیضین کس طرح ممکن ہی معاذ اللہ معاذ اللہ حبیب رب العالمین اور مشرک کو دوست رکھین اور ماوراے ان آیات کے بکثرت آیات واحادیث اس باب مین وارد ہین جنکا ذکر باعث طول ہی حاصل یہہ ہی کہ حبیب خدا کا حبیب اکمل افراد مومنین ہی پھر اس قضیہ کے عقلاً اور نقلاً صادق ہونے مین کیا شک ہو سکتا ہی اور جناب ابوطالب کا اپنے جان اور مال اور اولاد سے پیغمبر صلعم کو زیادہ عزیز اور دوست رکھنا مشہورات اور مسلمات اور متواترات سے ہی کہ دشمن بھی انکار نہین کرسکتے پھر اس قضیہ کے یقینی اور صادق ہونے مین کیا شک رہا اور قید مفروض الصدق ہونیکے واسطے تعلیم اور افہام اور تفہیم کے ہی کہ بحث اس علم مین قواعد کلیہ سے کیجاتی ہی اور قضایاے صادقہ اور کاذبہ دونون کو مفروض الصدق والکذب کہہ سکتے ہین بلکہ فرض محال بھی محال نہین ہی اور باتفاق عقلا ثابت ہی کہ خطا فی الفکر سے نجات ملنے کی اور حق وباطل کے ظاہر ہونیکی کامل راستی اور کلی قاعدے یہہ ہی کہ علوم عقلیہ ہین دیکھیے جب قضایاے کاذبہ مفروض الصدق ہونے سے مفروض التصدیق ہو جاتے ہین تو قضایاے صادقہ کی تصدیق مین کیا عذر ہو سکتا ہی پس نقیض قضیہ متنازعہ فیہا کے مفروض التصدیق تو ہو جائیگی مگر جو اس قضیہ کے نقیض کو مفروض الصدق قرار دیگا تو پہلے وہ مفروض الکفر قرار پاوے گا اب ان قضایاے مذکورہ کو مرکب کرکے قیاس بناے اور اشکال اربعہ نکالے تو شکل اول باتفاق علما وعقلا مطبوع اور بدیہی الانتاج اور پسندیدہ ہی

استدلال ہین اور ضروب منتجہ شکل اول کے چار ہین ضرب اول موجبتین کلیتین سے مرکب ہو ضرب ثانی موجبۂ
کلیہ اور سالبۂ کلیہ سے ضرب ثالث موجبۂ جزئیہ اور موجبۂ کلیہ سے ضرب رابع موجبۂ جزئیہ اور سالبۂ
کلیہ سے اور ایجاب و سلب دو کیفیتین ہین ایجاب اشرف ہو اور سلب اخس ہی اور کلیہ و جزئیہ
دو کیفیتین ہین کلیہ اشرف ہی اور جزئیہ اخس ہی پس شکل اول کی ضرب اول بجمیع الوجوہ افضل اور
بدیہی الانتاج اور پسندیدہ ہوئی علوم و استدلال ہین بہ نسبت ضروب ثلثہ کے کہ وہ مرکب ہین
کیفیات اور کمیات شریفہ او رخسیسہ سے حاصل یہ ہی کہ شکل اول کی ضرب اول مرکب ہی دو موجبون
کلیون سے مثلاً کل حبیب خاتم الرسل ومحبوبہ حبیب اللہ ومحبوبہ وکل حبیب اللہ ومحبوبہ
مومن فکل حبیب خاتم الرسل ومحبوبہ مومن یہ شکل مع اپنے نتیجہ کے ملازم ہی اور صدق
قضیہ کو صدق عکس اور صدق عکس النقیض لازم اور فرض صدق نقیض کو محال اور سلب شی لنفسہ اور
اجتماع نقیضین لازم پس ان دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے بھی جناب ابو طالب کا مومن اور محبوب خدا و
رسول ہونا اور حامی و ناصر و معاضد دین خدا و رسول ہونا ثابت اور یقینی اور جو منکر ہی ان اوصاف
جناب ابو طالب کا وہ منکر بدیہیات اور عدو ہے خالق علام اور دشمن خیر الانام اور معاند دین اسلام
ہی فتبصر ولا تکن من العادین قولہ اللہ اللہ یہ محبوب ہین فناے مطلق کا مرتبہ ہی صدق
اللہ والذین امنوا اشد حباً للہ اقول اللہ اللہ بلکہ اعوذ باللہ اولاً تو آپ کی تحریر سے ٹپک رہا ہی
کہ آپ بھی سلوک و عرفان ہین ہم پلۂ اولیاے عظام ہین اور عالم وجد ہین لکھ رہے ہین تفرقہ و تمیز آپکا
زوال پاچکا ہی حق و باطل حدوث و قدم کا فرق وغیرہ آپ کی ذات ہین باقی نہین رہا محبوب ہین فناے
مطلق کے مرتبہ کے علامات کیا خوب بیان فرمائے سبحان اللہ سبحان اللہ اصطلاحات عارفین او رمسالک
سالکین اور مذاق عارفین سے بھی آپ کو کامل مہارت حاصل ہی واے ہو آپ کی معرفت پر اتنا بھی نہین
جانتے کہ فنا اور فناء الفنا اور نفی اور نفی النفی اور مدارج و معارف و مراتب و انکشافات و مراقبات اور
علامات انکے کیا ہین اور سلوک طرق ولایت او رحصول منازل ہدایت اور وصول حقائق معرفت کس کو
کہتے ہین باوجود اس سفاہت و جہالت کے تدلیس و اغواے عوام کالانعام اور اظہار طرق ضلالت و
بغاوت اور توہین و تذلیل خاندان رسالت ہین یکتا اور بے مثال باین ہمہ سلوک و معرفت ہین دعوے
ہمہ دانی اور ہمپایگی اولیاے عالیمقام ہین لن ترانی اتنا بھی ادراک آپکو نہین کہ یہ وہ مدارج و معارف
اور مقامات و مراتب ہین کہ سالکین و عارفین بھی مخبوط الفکر والذکر ہو جاتے ہین اور متحیر اور مبہوت
ہوکر ایسے گرداب تحیر ہین غرق ہوتے ہین کہ پتا نہین لگتا اولاً تو لطائف ستہ گانہ کی ترتیب سے ذکر

سلہ یہ مضامین اور اصطلاحات کتاب احیاء العلوم امام غزالی اور نیز صراط مستقیم اور رسالۂ انیس العارفین سے
نقل کیے ہین ۱۲

نفی و اثبات کا مرحلہ طی کرنا دشوار اگر بکثرت مشقت اور توجہ بعد ان مراتب کو طی کیا اور نفی تمام عالم اور
نفی بدن کہ مشغل تر از نفی عالم ہی اور اثبات ذات حق سبحانہ تعالی حاصل ہوئی اور بمشقت کثیر اکمال کو
بھی پہونچائی تو فقط انکشاف دوائر کا ہوا یہ وہ مرتبہ ہی کہ کمال نفی سے بجز انوار دوائر کے کچھ باقی نہین
رہتا کہ عدم وجدان بدن کمال ہی بعد اسکے شغل دوائر ہی اور اُسکے مراقبات ہین دائرہ امکان سے
مراقبہ احدیت کی ابتدا ہی اور اثر اسکا یہ ہی کہ ایک نور جانب فوقانی قلب سے ممتد ہو کر عرش مجید
تک پہونچتا ہی اور محیط عالم ہو کر عالم امکان سے تجاوز کر جاتا ہی بعد اسکے دائرہ ثانیہ ہی اُسکو ولایت
صغری کہتے ہین اس دائرہ مین مراقبہ اقربیت ہی اثر اسکا یہ ہی کہ روزن تحتانی قلب کھل جاتا ہی اور تمام
قلب مثل آفتاب ہو جاتا ہی اور اُس قلب کے ہر مقام سے نور درخشان ہوتا ہی اور نور تمام جہات سے
درخشندہ ہو کر بدستور دائرہ اول کے موجودات ممکنہ سے متجاوز ہو کر حد لامکان کو پہونچکر غیر متناہی ہو جاتا
ہی اور قلب مصدر انوار بجمیع الجہات بن جاتا ہی اور اسرار توحید واضح و منکشف ہوتے ہین اور روح
تمامی ممکنات واجب تک ہوتا ہی بعد اسکے دائرہ ثالثہ ہی جسکو ولایت کبری کہتے ہین یہ دائرہ متضمن
ہی تین دائرون کا اور ایک قوس کا دائرہ اول مراقبہ معیت ذات پاک حق سبحانہ تعالی ہی اس مین اختلاف
ہی اسوجہ سے کہ معیت کو اقربیت لازم ہی اور اقربیت کو معیت لازم نہین پس سیر اور سلوک مین اقربیت
مقدم ہی معیت پر غرض جب اس مرتبہ پر پہونچیگا تو لحاظ معیت اوسبحانہ تعالی ذہن مین راسخ ہوگا اور یہ
معیت اُسوقت علامت ولایت کبری ہی کہ تو اسکا دائرتین مذکورتین سے بدرجات بیشمار زیادہ ہی اور
فی الحقیقت انوار مختلفہ حجب ذات پاک ہین جب اُنکو طی کریگا تو حصول قرب و معیت وغیرہ کا ہوگا اور اسکا
اکمال مثل دائرتین مذکورتین نہین ہی گو حصول اُن آثار کا ایک گمان عجیب اور نہایت مرغوب ہے لیکن
حقیقت دائرہ کمال کو نہین پہونچتی پس تکمیل دوائر منحصر ہی دو امر دن پر ایک تو انکشاف دوائر اور دریافت
انوار دوسرے آثار قرب و معیت و محبت اور نفی ولایت کے جو مقصود اور مطلوب سلوک سے ہی وہ بدون
انکشاف کے انوار دوائر حاصل نہین ہو سکتا پس بعد فایز ہونے مراتب انکشاف کے مراقبہ یحبہم و یحبونہ ہے
یعنی محبت اپنے بذات حق سبحانہ تعالے اور محبت حق تعالی کی اپنے ساتھہ اور یہ ایک دائرہ ہوا اس مقام
مین دو دائرہ اور ایک قوس ہے وجہ اُس کی یہ ہے کہ محبت کے تین درجہ ہین اول درجۂ ابتداے محبت اس مرتبہ
مین محب نفع اپنا اور خوشنودی محبوب کے دونون کا لحاظ رکھتا ہی اور اپنا پاس اور اپنے محبوب کا پاس
دونون ملحوظ و منظور رکھتا ہی اور جب محبت ترقی کرتی ہی تو جانب محب کو اضمحلال پیدا ہوتا ہی اور فنا ہونے
لگتی ہی یہ علامت ہی تمامی دائرہ اول اور شروع دائرہ ثانی کے اس دائرہ ثانی مین ترجیح جانب حق بجانب
خود اور بجانب تمامی مخلوقات پیدا ہوتی ہی اور اضمحلال و فنا مرتبہ اعلی پر پہونچتا ہی اور نشان جانب محب کا
باقی رہتا یہ علامت ہی اتمام دائرہ دوم اور شروع قوس کے یہ نصف دائرہ ہی اسکو قوس اس سبب سے

کہنے ہین کہ جانب محب اس ہین باقی نہین رہنی اس مرتبہ مین خیال اضمحلال اور فناے جانب محب نسیًا منسیًا
ہوجاتا ہی اور کمال قوس محبت ہی اور اس مقام مین فنا د الفنا حاصل ہوتی ہو بعد اسکے مراقبہ اسم الظاہر
ہی حق سبحانہ تعالی کے دو نام پاک ہین ایک ظاہر دوسرا باطن اور مظاہر اسکے بیشما رہین پھر تسبیح سبحان
اللہ عدد خلقہ سبحان اللہ رضا نفسہ سبحان اللہ زنۃ عرشہ سبحان اللہ مداد کلماتہ ہی اس مراقبہ کی مزاولت
کما ینبغی کرے کہ لطیفہ نفس بالاصالت اور سائر لطائف کہ بالتبع ہین اُن سب سے کما ینبغی مستفیض ہو اور
مظاہر اسم الظاہر کا ادراک عقل پر ہی اور مظاہر اسم الباطن کا وصول بجز کشف اور الہام کے نہین ہی اور
بعد انفراغ مراقبہ اسم ظاہر کے تجلیات اسم باطن کے نمایان ہوتے ہین پھر سیر ہی تجلی ذاتی دائمی کی اور اس
تجلی مین ظہور ہی کمالات انبیا اور مرسلین اور اولوالعزم کا اور اس سیر تجلی ذاتی دائمی مین تبدل انوار کا ضروری
ہی اس سیر کے تین درجہ ہین درجۂ اول سیر تجلی بلحاظ منشائیت کمالات انبیا علیہم السلام کے ہی اس مین
رویاے صادقہ کہ وہ ادنی درجہ نبوت ہی اُس سیر فائز ہونا درجۂ دوم سیر تجلی بلحاظ منشائیت کمالات
رسالت ہی اس مین الہام ادنی درجہ رسالت ہی اس پر فیضیاب ہو کر تفہیم اور تعظیم و مناظرہ غافلان و
جاہلان و معاندان پر فائز ہوگا درجۂ سوم سیر تجلی بلحاظ منشائیتہ کمالات اولوالعزم ہی اس مین ہمت قویہ
کا حصول ہی واسطے اہلاک عصاۃ اور متمردین اور معاندین کے اور انعام و اکرام مطیعین و مخلصین رب
العالمین کے حاصل یہ ہی کہ جس اسم کو اسماے الٰہی سے مراقبہ کریگا تو کوئی حصہ بھی اُسکا ضرور پائیگا اور
منتہاے سیر پر ہر مقام کے پہونچنے کی تین چیزین ہین اول تبدل انوار کا دوسرے تبدل صفات کا
تیسرے منجملہ تبدل صفات کے کسی صفت اور شان کا اُن اوصاف مذکورہ سے کہ جو خصائص مخصوصہ ہین
نبوت اور رسالت اور اولوالعزم کے حاصل ہوتا ہی اور بعد اسکے بھی مراقبات اسماے الٰہی ہین اور
مراقبات حضرت ذات باعتبار ظہور حقیقت کعبہ اور مراقبۂ ذات باعتبار ظہور حقیقت قرآنی اور مراقبہ
بلحاظ منشائیت حقیقت صلوات اور مراقبۂ معبودیت صرفہ اور مراقبۂ ذات بلحاظ منشائیت حقیقت
ابراہیمی اور مراقبہ ذات بلحاظ منشائیت حقیقت موسوی ہی اب یہ بھی واضح ہونا چاہیے کہ محبیت کے
بھی تین درجہ ہین اول محبیت صرفہ ہی کہ سرحد محبوبیت تک نہ پہونچے دوم محبیت کہ سرحد محبوبیت کو
پہونچے مگر محبوبیت کو نہ پہونچے اور اعلاے درجۂ محبیت مین واصل ہو بطرزیکہ اگر پیش قدمی کرے
محبوبیت کو پہونچے اور یہ خلت ہی سوم محبیت کہ محبوبیت کو پہونچے یہ خود درجۂ خلت سے بلند تر ہی
اور یہی منشاے حقیقت محمدیہ ہی حاصل یہ ہی کہ ان سب مراحل و مسالک اور مراقبات اور [illegible]
اور اشغال کو طی کرے اور سیر حقائق اور معارف سے فیضیاب ہو کر مدارج اور مراتب عالیہ پر فائز
ہو کر مقام معرفت ذات پر پہونچے تو بھی باوجود حصول مراتب اور وصول مدارج مذکورہ کے جو کمال
کہ مطلوب اور مقصود ہی حاصل نہین ہو سکتا بعد ان مراقبہ حضرت ذات بلحاظ محبیت و محبوبیت جمعیہ

کہ منشاے حقیقت محمد یہ ہی پھر مراقبہ حضرت ذات بلحاظ محبوبیت محض ہے انتزاج محبیت ہی اور حقیقت احمد یہ ہی بعد اسکے مراقبہ جب صرفہ ہی پھر مراقبہ لاتعین ہی اس لیے کہ حق تعالی کی ذات پاک کا وہ مرتبہ ہی کہ کسی طرح بیان اور تعبیر کرنا اُسکا ممکن نہین ہی اور بعد وصول وحصول سلوک اول سلوک ثانی ہی اسلیے کہ راہ ولایت مین دو سلوک ہین اور مقصود اصلی منتہاے سلوک ثانی ہی کہ جسکو سیر فی اللہ کہتے ہین پھر سلوک طریق نبوت ہی اور سالک راہ نبوت جب اس سلوک پر فائز ہوتا ہی تو ایک نور قدسے اُسکے نفس مین پیدا ہوتا ہی کہ ادراک ہر نسبت کا صاحب نسبت کے کر سکتا ہی اور سالک اس طریق کو ترقیان اور مقامات حاصل ہوتے ہین اور وہ زمرۂ مقبولان بارگاہ ایزدی مین محسوب ہوکر بسبب اُنھین ترقیات کے اور مقامات کے سائر مقبولان سے امتیاز حاصل کرتا ہی نزد متصوفین مین ان مقامات کے القاب مخصوص ہین چنانچہ منتہاے مقام کو قطب ارشاد خطاب کرتے ہین اور عارف کامل اور سالک واصل جب ان مقامون پر پہونچتا ہی تو جس چیز کی طرف التفات کرتا ہی اُسکی کنہ اور دقائق پر کماحقہ بشرح وبسط تمام واقف ہو جاتا ہی گویا کہ پیش نظر اُسکے ہی اور جمیع نسب ولایت کمال سالک راہ نبوت مین مندرج ہوتے ہین اور ادنی التفات سے حقائق اشیا پر بشرح وبسط تمام واقف ہوتا ہی گویا کہ وہ اُسکو دیکھ رہا ہی اور کمالات راہ نبوت سے کشف والہام وخرق عادات ہی اور کمالات راہ ولایت سے نفس طالب مین ایک اثر حادث ہوتا ہے کہ بسبب اوسکے عالم قدس سے ارتباط رکھتا ہے اور وہ دائم نفس طالب مین موجود رہتا ہی اور یہ کل امور بسبب توارد ثمرات اشغال اور ریاضات اور مراقبات اور اذکار ومجاہدات کے حاصل ہوتے ہین اور انکشافات اور تجلیات اور کمالات سے الہام وخرق عادات پر فائز ہوکر عارف کامل ہو جاتا ہی حاصل یہ ہی کہ دریاے بے پایان عرفان کے چند طرق اور بعض اصطلاحات اور مدارج معارف اور مسالک اور مجاہدات اور ریاضیات اور انکشافات اور تجلیات اور کمالات اور سیر کو مجملاً مشتے نمونہ از خروارے بدون تفصیل بخیال اختصار رخیز تحریر مین لائیے آب ہم چند اقوال عارفین عظام اور اولیاے عالی مقام اہل سنت بھی عرض کردین تاکہ جو لوگ اُنکے معتقد ہین وہ آگاہ ہو جائین حضرت ابو یزید فرماتے ہین کہ محب نہ دنیا کی محبت کرتا ہی نہ آخرت کی بلکہ اپنے مولی سے مولی ہی کو چاہتا ہے حضرت خواص رح فرماتے ہین کہ محبت ارادون کا مٹانا اور سب صفات اور حاجات کا جلا دینا ہی حضرت شبلی کا قول ہی کہ محبت لذت مین مدہوشی اور تعظیم مین حیرت ہی بعض اولیاے کرام کا مقولہ ہی کہ محبت اُسکا نام ہی کہ اپنا آپ سے نشان مٹا دے یہان تک کہ کوئی چیز ایسی باقی نہ رہے کہ جسکا مائل اور راجع ہو حضرت رابعہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ رسول مقبول سے کیسی محبت رکھتے ہین فرمایا کہ مجھ کو محبت تو بہت ہی مگر خدا کی محبت نے مجھ کو مخلوق کی محبت سے روک رکھا ہی ایک بہت بڑے بزرگ کے احوال مین ہی

کہ وہ ساٹھ برس تک روتی رہی اور توبہ کرتی رہی اور کہتی تھی کہ مجھسے بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے کسی نے پوچھا کہ وہ کون سا گناہ ہے جس کے سبب آپ ساٹھ برس سے توبہ کرتی ہیں اور روتی ہیں جواب دیا کہ ایک بات ہوگئی تھی میں نے کہا ہوتی تو خوب ہوتا بعض سلف کا قول ہے وہ کہتے تھے کہ اگر میرا بدن مقراض سے کاٹا جاوے تو مجھکو محبوب ہے اس امر سے کہ جو چیز اللہ نے کی ہو اور میں کہوں کہ نہ کرتا تو خوب تھا سعد ابن ابی وقاص مستجاب الدعوات تھے اور نابینا تھے عبداللہ ابن صائب ان کے پاس گئے اور کہا کہ چچا آپ تو غیروں کے واسطے دعا کرتے ہیں اور دعا آپ کی مقبول ہوتی ہے آپ اپنی بینائی کے سبب سے دعا کیوں نہیں کرتے آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ بیٹا خدا ے پاک کی رضا میرے نزدیک بینائی سے بہتر ہے حاصل اس تحریر کا یہ ہے کہ صدیق اکبر بسبب بیعت فرمانے کی اور سبقت کرنے سے اسلام لانے کے اور شفقت کرنے سے حضرت سید المرسلین کے سب محنت و مشقت باستعداد ان حضرت ان سب مدارج اور مقامات عالیہ پر فیض یاب ہوچکے تھے اور مقام شکر و صبت پر فائز ہو کر اور متجاوز ہوکر بکمال اصطفا و اجتبا درجہ مقبولیت اور محبوبیت پر پہونچے تھے اور بندہ خاص اور عبد یا اختصاص سے ملقب ہوگئے تھے اعمال و افعال و اقوال اون کے باستر رضا حضرت ذوالجلال واقع ہوتے تھے مداسح کمالات بیمثال اور صفات کمال میں کوئی کمال ایسا متخیل اور متوہم نہیں ہوتا جو باقی رہ گیا ہو تمام اوصاف اولیا و انبیا سے متصف تھے اور انصرام و انتظام اور اجراء احکام الٰہیہ کے مستحق ہوچکے تھے اور والذین امنوا اشد حبا للہ کے اور ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کے مصداق تھے اور بسبب سابقیت اسلام مومنین متصفین سے ممتاز تھے حتی کہ بعد وفات خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین حبیب رب العالمین باجماع امت خلیفہ برحق اور نائب انکے قرار دیے گئے پس جو جامع اوصاف اور فائز بکمالات اور کامل اور عارف اور واصل ہوگا اسکو زید عمرو بکر سے کیا علاقہ کہ نفی اور نفی النفی اور فنا اور فنا الفنا اور فناے مطلق کے علامات سے تو غفلت محض اور نابودگی اور تعطل قواے مدرکہ ہے اس لیے کہ فنا سے تو تفرقہ اور تمیز اور حدوث قدم کا فرق حاصل ہوگیا نفی النفی و فنا الفنا کہ نیستی محض کو کہتے ہیں کچھ باقی نہ رہا سیر فی اللہ سے مستغنی ہوے حب نفسانی کہ ملقب بعشق ہے کہ منتہی ہے اسکے مقام ولایت تک اور حب ایمانی کہ ملقب بہ حب عقلی ہے کہ منتہی ہے مقام نبوت تک ان سب پر فیضیاب ہوے معاذاللہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت ابوبکر باوجود ان فضائل و مناقب کے اپنے باپ کے اسلام لانے پر اور پیغمبر برحق صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دست مبارک بڑھاتے پر واسطے بیعت لینے کے اور بیعت بھی کون سی بیعت کہ جس بیعت سے صدیق اکبر ان مراتب پر پہونچے ہوں گر یہ فرمائیں اور وقت استفسار فرمائیں کہ اگر ہوتا سب کا ہاتھ میرے باپ کے ہاتھ کے مقام پر ہوتا تو مجھ کو محبوب زیادہ تھا کیوں حضرات اسی کا نام غفلت اور ربودگی اور فناے مطلق ہے اسی کو محبوب میں فناے مطلق کا مرتبہ کہتے ہیں محبوب سے آپ نے کیا مراد لی ہے کیا آپ کی اصطلاح خاص میں محبوب سے مراد وہ کافر ہے

جو اپنے کفر پر مرجائے جیسا کہ جناب ابوطالب کی بنسبت آپ کا زعم باطل ہی یا مراد آپ کی محبوب سے ذات خاتم المرسلین ہی تو بھی حضرت رابعہ سے مقام عرفان مین پست تر ہوتے ہین کہ وہ فرماتی تھین کہ خالق کی محبت نے ہم کو مخلوق کی محبت سے روک رکھا ہی یا مراد آپ کی محبوب سے ذات حق سبحانہ تعالی ہی تو بھی یہ قباحت لاحق ہی کہ پھر اپنے باپ کا کافر رہنا اور جناب ابوطالب کا اسلام لانا کیونکر محبوب ہوا باوجود عدم امکان کے اور مخالف رضاے محبوب کے اور کیا تجلیات ربانیہ سے فیضیاب ہونا مقام شکر محبت سے تجاوز کرنا کمال اجتبا اور اصطفا سے درجۂ مقبولیت اور محبوبیت پر فائز ہونا منشاء حقیقت ابراہیمیہ اور موسویہ اور عیسویہ اور احمدیہ سے ممتاز ہونا اسی کا نام ہی مقام معرفت ذات پر پہونچنا اور تمام افعال و اعمال و اقوال باستر ضاے حضرت ذوالجلال واقع ہونا اسی کو کہتے ہین کہ جو امر بمشیت ایزدی واقع ہو چکا ہو وہ تو مخالف طبع اقدس ہوا اور محبوب نہ ہوا اور مخالف مشیت محبوب محبوب ہوا زیادہ حضرت سعد وقاص تو اپنی نابینائی کو دوست رکھین واسطے رضاے حق تعالی کے عارفین و عابدین ساٹھ ساٹھ برس تو بہ کرین اور گریہ کرین فقط اتنے امر پر کہ جو بات ہو گئی تھی اور اُنکے منھ سے نکل گیا تھا نہ ہوئی ہوتی تو خوب تھا اور اُسکو ایسا گناہ عظیم سمجھے کہ ساٹھ ستر برس تک توبہ کرین اور آپ ایسے امر کو محبوب مین فناے مطلق کا مرتبہ فرمائین اولیاے عظام اور عرفاے عالی مقام تو کہین کہ اگر تمام بدن مقراض سے کترا جائے تو مجھے محبوب ہی اس امر سے کہ جو چیز اللہ نے کی ہوا اور مین کہون کہ نہ کرنا تو خوب تھا حاصل یہ ہی کہ آپ دشمن ایمان ہین آپ کا شیوہ ہی کہ پردۂ اسلام مین وہابیت کو ترقی دیتے ہین فقط خاندان رسالت کے آپ دشمن نہین ہین بلکہ تمام آل و اصحاب آنحضرتؐ کے بھی عدو باطنی ہین فرق اتنا ہی کہ خاندان رسالت مین بعض سے تو عداوت کا بلا تکلف اظہار ہی اور بعض سے در پردہ اور یہ بعض چونکہ باتفاق اہل اسلام زمرۂ اصحاب مین محسوب و معدود ہین عداوت و دشمنی ظاہری سے بچے ہین مگر بغض و عداوت جو مخفی اور مستتر ہی آپ کی ذات مین وہ اعم ہی جمیع اصحاب کبار اور خاندان رسول مختار سے دیکھیے آپ اپنے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کیسی کیسی نسبتین دے رہے ہین اور کس کس طرح کی تمثیلون سے ممثل فرما رہے ہین اور ظاہر مین اُنکو مدح اور منقبت کے قالب مین لاکر روغن قاز جو مشہور ہی مل کر کیسا چلتا اور چوڑا اور چمکدار کرکے دکھا رہے ہین اور فرماتے ہین کہ یہ فناے مطلق کا مرتبہ ہی اور اُسپر آیۂ کلام مجید بھی وارد کرتے ہین باین نہج کہ صدق اللہ الذین امنوا اشد حبا للہ پس اس قول حق سبحانہ تعالی کی تصدیق تو عموماً کل اہل اسلام کو حاصل ہی لیکن آپ کو وقت تسوید حدیث ہذا حاصل ہوئی کہ آپ نے بھی [illegible] اللہ زبان اور قلم پر جاری کیا یہ اقرار آپ کا اجمالاً بہت مناسب تھا اگر مفصلاً [illegible] جو آپ نے تحریر کیا تو آپ کے ارتداد اور کفر کی دلیل ہو گئی بنظر التفات

ملاحظہ ہو کہ محصل قول حق تعالی تو یہ ہی کہ جو لوگ ایمان لائے ہین محبت اُنکی نسبت بخدا بیشتر ہے مشرکون کی محبت سے جو اُنکو بتون کے ساتھ ہی اور آپ کی تمثیل سے ثابت ہوتا ہی کہ جو لوگ ایمان لائے ہین اور بت پرستون اور کافرون کو دوست رکھتے ہین وہ مصداق اشد حبا للہ ہین کہ حضرت صدیق ایسے خیرخواہ اور دوست تھے جناب ابوطالب کے کہ اُنکے اسلام نہ لانے پر گریہ فرمایا اور اپنے باپ سے بھی جناب ابوطالب کی محبت زیادہ رکھتے تھے کہ اپنے باپ کے اسلام لانے سے ابوطالب کے اسلام لانے کو زیادہ دوست رکھتے تھے وہ مصداق اشد حبا للہ ہوے جہان تک جو شخص مومنین سے دوست رکھے کافرون کو وہ اُنھین مین شامل ہی اور آیات متعددہ ہم ذکر کر آئے ہین اسی مضمون مین پس جو شخص خاتم المرسلین کو اور صدیق اکبر کو نسبت دے کہ وہ کافرون کو دوست رکھتے تھے وہ باتفاق مذہب سنت وجماعت اور بوجہ شامل ہونے پیغمبر صلعم خدا کے کل اہل اسلام کے نزدیک مرتد منافق مکذب کلام خدا موہن رسول کبریا مذلل آل و اصحاب باصفا ہی سبحان اللہ کیا آپ کی تحقیق اور تصدیق ہی اور کیا خوب فناے مطلق کے مرتبہ کو آپ سمجھے ہین کہ جو مجمع عام مین مہاجرین وانصار کے عین حالت فرحت و سرور مین یوم فتح مکہ منہ در منہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کے اموات کی سب کرے اور کہے کہ ہمارا باپ تو ایمان سے مشرف ہوا اور آپ کا محبوب باپ یعنی چچا کافر رہا اس قول کا کہنے والا موذی خدا و رسول اور عدوے آل و اصحاب مقبول ہوا یا مرتبۂ فناے مطلق پر پہونچا اور اشد حبا للہ کا مصداق بنا کیا مصداق اس آیۂ شریفہ اور مرتبۂ فناے مطلق کے کیا وہ ہی مومنین تھے کہ جو مجمع مہاجر و انصار اور اقربا و اغیار مین آنحضرت صلعم کے اموات کی سب کرتے تھے اور کفار سے پوشیدہ اور ظاہر دوستی رکھتے تھے اگر اسی کا نام مرتبۂ فناے مطلق ہی تو آپ کو اور آپ کے امثال کو مبارک رہے **قولہ** اسی طرح امیر المومنین فاروق اعظم نے سیدنا عباس رض عم رسول اللہ سے کہا انا باسلامك اذا اسلمت افرح منی باسلام الخطاب

اقول یک نہ شد دو شد آپ نے صدیق اکبر کو تو متہم کیا تھا حضرت فاروق کو بھی نہ چھوڑا اولاً تو آپ کا رقم فرمانا کہ اسی طرح امیر المومنین رض فاروق اعظم الخ یہ بھی غلط اور کذب صریح ہی کہ صدیق اکبر نے رو رو کر اور بپردۂ اظہار محبت ابوطالب مین مجمع اقربا و اغیار اور مہاجرین مین کفر ابوطالب کا اعلان فرمایا پیغمبر برحق کو حالت فرحت فتح مکہ مین کفر جناب ابوطالب یاد دلا کر محزون و غمناک فرمایا اور قلب منور آنحضرت صلعم کو ایذا دی اور فاروق اعظم نے رفع مطلب حضرت عباس رض کیا اور خاموش رہو خاموش رہو کہکر التجا اخفا فرمایا اور اسی ضمن مین اظہار محبت اسلام حضرت عباس رض کیا پس اسی طرح کہنا آپ کا کیونکر لغو اور کذب اور غلط نہ ہوا اور اس تمثیل سے جو آپنے مرتبۂ فناے مطلق کا اظہار کیا تو ہم پہلے ہی ثابت کر چکے ہین کہ آپ کو اصطلاح ...

اجنبیت ہی اور وہ ہمارے بیان سابق سے آپ پر منکشف ہو گیا ہو گا تکرار بیان کی حاجت نہین ہی اور حق یہ ہی کہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہی کہ آپ اصحاب باصفا کی مدح بالزم فرمارہے ہین اور عوام جہلا کو دام مکر مین گرفتار کر رہے ہین آپ کو لازم تھا کہ حدیا رسم تام یا ناقص محبوب مین فنا سے مطلق کے بیان فرما کر حضرت فاروق کے کلام کے شان نزول کو تحریر کر کے تمثیلاً پیش فرماتے کہ یہ محبوب مین فنا سے مطلق کا مرتبہ ہو اگر آپ سچے دوست فاروق اعظم کے اور پکے سنت جماعت ہوتے تو اس قول فاروق اعظم کو نقل ہی نہ کرتے اور اگر یہ فعل و قول حضرت شیخین کا مرتبۂ اعلیٰ اور فنا سے مطلق آپ کے زعم مین ہوتا تو ضرور آپ لکھتے کہ کس مقام پر کس وجہ سے کس حالت مین کون سی ضرورت لاحقہ کے سبب سے فاروق اعظم نے انا یا سلامک الخ فرمایا تاکہ انکشاف مرتبۂ شیخین ہر شخص پر ہو جاتا مگر حقیقت مین درپردہ آپ انکی توہین کر رہے ہین الله الله اس فنا سے مطلق نے آپ کو درجۂ جہل مرکب سے بھی متجاوز کر دیا ہو اور خودی نے آپ کو آپ سے باہر کر دیا ہی تفرقہ اور تمیز حدوث قدم کا آپ سے ایسا زائل ہوا ہی کہ جس نے آپ کی نوعیت سے بھی آپ کو خارج کر دیا ہی بلکہ ختم الله علی قلوبھم کا مصداق بناڈالا ہی اور لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور آپ کی شان مین صادق آتا ہی یہ سؤال وجواب سیدنا عباس اور حضرت فاروق کے تمام کتب سیر مین مندرج ہین چنانچہ رکن چہارم باب یازدہم وقائع سال ہشتم ہجری معارج النبوۃ صفحہ ۴۰۲ مین اور روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۴۴۳ ملاحظہ فرمایئے اور خلاصہ اسکا یہ ہی کہ جب سیدنا عباس نے ابوسفیان کو امان دیکر بخدمت حضرت رحمۃ للعالمین لائے اور حضرت فاروق نے انکو آتے دیکھا تلوار میان سے کھینچ کی اور ابوسفیان کے قتل کرنے کو چلے حضرت عباس مانع ہوے حضرت عمر نے جلدی کی کہ مجھ سے پہلے خدمت آنحضرت مین پہونچکر اجازت قتل ابوسفیان حاصل کرون اور سیدنا عباس بھی بہ تعجیل تمام برابر ہی پہونچ گئے اور عرض کیا یا رسول الله ابوسفیان کو مین اپنی امان مین لایا ہون اور فاروق اعظم بھی بار بار اجازت خواہ ہوتے تھے کہ ابوسفیان کو قتل کرون اور پیغمبر برحق خاموش تھے اور کچھ نہ فرماتے تھے جب سیدنا عباس نے بےچینی اور تعجیل حد سے زیادہ دیکھی حضرت عمر کی تو کہا کہ ای عمر اسقدر اضطراب جو قتل ابوسفیان مین کرتے ہو تو اس لیے کہ وہ بنی عبد مناف ہی اگر قبیلہ بنی عدی سے ہوتا تو اتنی زیادتی اور مبالغہ نہ کرتے جواب دیا حضرت فاروق نے کہ خاموش رہو اس لیے کہ جس روز تم اسلام لائے تھے تو اسلام تمہارا میرے نزدیک محبوب زیادہ تھا اسلام سے اپنے باپ خطاب کے اس گفت وشنید سے جو مابین حضرت عباس اور فاروق اعظم کے واقع ہوے اسکا مطلب کالشمس فی نصف النہار آشکار ہی کہ حضرت عباس نے سبب اضطراب و تعجیل کو حضرت عمر کے ظاہر فرمایا کہ تم کو بنی عبد مناف سے دشمنی ہی حضرت عمر نے اسکا انکار کیا اور تمثیلاً بیان کیا کہ انا؟

یا سلامک اذا اسلمت افرح منی با سلام الخطاب مطلب اس تمثیل کا یہ ہی کہ مین بنی عبد مناف کا
دشمن نہین ہون اگر دشمن ہوتا تو تمھارے اسلام لانے سے اتنا خوش نہ ہوتا کہ تم بھی بنی عبد مناف ہو
پس کلام حضرت عمر سے نہ کوئی بزرگی پائی جاتی ہی نہ اونکی علو ہمتی اور خدمت خدا نہ رسول نہ کوئی
مرتبہ عرفان ہی پھر محبوب مین فناے مطلق کا مرتبہ فقیہ کہان سے مل گیا سبحان اللہ یہ عرفان و
سلوک کی مذمت ہی نہ مدح ہی عارفین و سالکین کی تحقیر ہی کہ تعریف یہ اصحاب آنحضرت کی منقبت
ہی کہ مذمت اور کیا تعجب ہی کہ فرمانا سیدنا عباس کا کہ تم بسبب عداوت بنی عبد مناف کے
تعجیل کرتے ہو قتل ابو سفیان مین اسوجہ سے ہو کہ خود حضرت عمر اپنا اقرار خدمت سید المرسلین
مین عرض کر چکے تھے کہ یا رسول اللہ حضرت کو روشن ہی کہ قریش کی عداوت مجھسے کس درجہ مین
ہی اور شدت و غلاظت میری اس قوم سے کس مرتبہ مین ہی یہ ہی کلام حضرت عمر اور یہ ہی اقرار عداوت قریش
کا یاد دلایا یہ قصہ اکثر کتب احادیث اور سیر مین نہایت توضیح سے موجود ہی مناہج النبوۃ صفحہ ٢٤٢
مین اور روضۃ الصفا جلد ٢ صفحہ ١٢٢ مین مذکور ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ خواجہ عالم نے فرمایا کہ ای عمر تمھین
جانا چاہیے اور کہنا چاہیے کفار عرب سے کہ ہم داعیہ جنگ نہین رکھتے عمرے کی زیارت کو آئے ہین
جواب دیا حضرت عمر نے کہ یا رسول اللہ حضرت کو روشن ہی کہ قریش کی عداوت مجھسے کس درجہ ہی اور
شدت و غلاظت میری اس قوم سے کس مرتبہ میں ہی فلعتبروا یا اولی الابصار مخاطب وحید الدہر
فرید العصر کی تحقیق سے عرفان و سلوک کی یہ قدر و منزلت ہی محبوب مین فناے مطلق کا یہ مرتبہ ہی احیاء
العلوم فی الدین جسکا ترجمہ مذاق العارفین ہی صفحہ ٣٧٥ و صفحہ ٣٧٦ مین حبیب خدا ہونے کی بہت سی
علامتین لکھی ہین کہ جن سے انکا محبوب ہونا ثابت ہوتا ہی چنانچہ ایک علامت یہ ہی کہ خدا تعالی کے
لقا کو کشف اور مشاہدہ کے طور پر دار السلام مین اچھا جانے اس لیے کہ یہ نہین سکتا کہ دل کسی محبوب
کو چاہے اور اسکے مشاہدہ کو اور لقا کو نہ چاہے اور معلوم ہی کہ بدون دنیا سے کوچ اور مفارقت
سے یہ آرزو پوری نہ ہو گی تو چاہیے کہ موت سے محبت رکھے اور اس سے نفرت نہ کرے اسواسطے
کہ عاشق کو اپنے وطن سے سفر کرنا اور محبوب کے دیار مین اسکے دیدار سے بہرہ ور ہونے کو جاتا
گران نہین معلوم پڑتا اور موت دیدار کی کلید اور مشاہدہ کے جانے کا دروازہ ہی آنحضرت فرماتے
ہین من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ اور ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ
صفا اور ماورا اسکے ہم بہت سے علامات اور مثالین اور اقوال عارفین بیان کر آئے ہین جن سے
کتب مملو ہین کاش کسی سے بھی آپ کا بیان مثل اور مشابہ ہو جاتا کہ محبوب مین فناے مطلق کے
درجہ سے مشابہ یا منجملہ اسکا کہلاتا آپ کی تقریر و تحریر کا منشا تو یہ ہوا کہ قریش سے انتہا درجہ کی
شدت اور غلظت کرنا بنی عبد مناف کے قتل مین تعجیل و مبالغہ کرنا سیدنا عباس کے اسلام کو ۔ ۔

باپ کے اسلام سے زیادہ دوست رکھنے کا اقرار کرتا یہ مرتبہ محبوب ہین فناے مطلق کا ہی فاعتبروا یا
اولی الابصار ثانیاً سند حدیث مین موسی ابن طارق مین علامہ ابن حجر تقریب تہذیب مین رقم فرماتے
ہین موسی بن طارق الیمانی ابو قرہ بضم القاف الزبیدی بفتح الزاء القاضی ثقۃ یغرب
من التاسعۃ اور موسی ابن عبیدہ بضم اولہ ابن نشیط بفتح النون وکسر المعجمہ بعدھا
تحتانیۃ ساکنۃ ثم مہملۃ الی اء بفتح الواء والموحدۃ ثم معجمۃ ابن عبد العزیز المدنی
ضعیف لا سیما فی عبد اللہ ابن دینار وکان عابدا من الضعفاء من السادسۃ مات سنۃ
ثلث وخمسین پس غریب وضعیف ہونا اس حدیث کا ایسا ظاہر ہو کہ کسی کو مجال دم زدن نہین
اور ایسی بے سروپا ٹوٹی پھوٹی حدیثون سے دلیل کفر مومن اغرب اور اعجب ہی ہان عوام جہلا کے
سمجھانے کو اور حدیثون کے گنوانے کو کہ اتنی حدیثون سے ہم نے ثابت کر دیا کافی ہوسکتا ہی
مگر مکرم بندہ صاحبان بصیرت کے نزدیک آپ کے سب کی اور توہین کا باعث ہی کہ مابین مناظرہ احادیث
مجروحہ اور غریبہ اور ضعیفہ سے آپ دلیل لاتے ہین اور اسپر یہ تعلی کہ اصحاب کبار کی طرف ان لغویات
کی نسبت دیکر انھین حدیثون سے انکے مدارج اور معارف اور مراتب اور فضائل اور کمال ولایت
کا ثبوت دیتے ہین اتنا نہین خیال فرماتے کہ جب یہ حدیثین خود لائق اعتبار نہین تو انکے مدلولات کا
کیا اعتبار ہوسکتا ہو وما علینا الا البلاغ **قولہ** حدیث سیزدہم یونس ابن بکیر فی زیادات
مغازی ابن اسحق عن یونس ابن عمرو عن ابی السفر قال بعث ابو طالب الی النبی صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فقال اطعمنی من عنب جنتک فقال ابو بکر ان اللہ حرمہا علی الکافرین
یعنی ابو طالب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر بھیجی کہ مجھے اپنی جنت کے انگور
کھلائیے اسپر صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا بیشک اللہ نے انھین کافرون پر حرام کیا ہی
فقط **اقول** اولاً تو آثار و احادیث مین بھی آپ تمیز نہین کرتے باتفاق جمہور محدثین آپ اس قول کا
حدیث ہونا ثابت فرما دیجیے پھر حدیث سیزدہم فرمائیے اور عند البعض جو قول وفعل وتقریر صحابہ
اور تابعین کو حدیث شمار کرتے ہین تو بھی اگر وہ منتہی ہو آنحضرت تک تو اسکو مرفوع کہتے ہین
اور جو منتہی ہوا صحابہ تک اسکو موقوف کہتے ہین اور جو منتہی ہو تابعین تک اسکو مقطوع کہتے ہین
اور موقوف ومقطوع دونون اصطلاح محدثین مین مشہور آثار ہین آپ کا حدیث سیزدہم لکھنا
دلالت کرتا ہو کہ محدثین کی اصطلاح مشہور سے بھی آپ کو اجنبیت ہی ثانیاً بالفرض جناب ابو طالب
انگور جنت اپنے بھتیجے خاتم المرسلین صلعم سے طلب کرین اور صدیق اکبر خواہ مخواہ جواب دینے مین رسول اللہ
پر سبقت فرمائین یہ سبقت اور مبادرت کیسی حرکت گستاخانہ ہی اور یہ تعجیل وسبقت صدیق اکبر کی کتنی
مشابہ ہو اسی تعجیل فاروق اعظم سے جو انھون نے قتل ابو سفیان مین کی تھی اور حضرت عباس نے

جواب دیا تھا کہ یہ بھی عہد متاخر سے ہے اسی سبب سے اسکے نقل میں تعجیل کرتے ہو اگر یہی حدیث سے ہوتا تو اتنی تعجیل نہ کرتے اس نقل کو ہم حدیث دہم دیکھ چکے جواب اسکا نقص پہنچا بیان کر چکے ہیں قالتا قلت ابو بکر ان اللہ حرمہا علی الکافرین یہ مقال بھی قال رسول اللہ سے خالی ہے بالفرض اسی قول صدیق کی تصدیق کی جائے کہ حدیث ہے اور یہ بھی فرض کر لین کہ یہ قول پیغمبر خدا صلعم سے سنا تھا تو بھی یہ اعم ہے کل کافرین شامل ہین لیکن تخصیص انکو رکی کر لیا اور مصداق ابو طالب کو قرار دینا یہ دونون امر صدیق اکبر سے متعلق ہین کہ حدیث میں ... حرمہا ہے اور تفسیر اسکی اے طعامہا و شرابہا موجود ہے اور ہم پہلے ہی ثابت کر آئے ہین ... کہ ایمان جناب ابو طالب صدیق اکبر پر بھی مخفی رہا ہو اور انھون نے مطابق اپنے علم کے جواب میں تخصیص انکو رکی ہو اور مصداق اسکا جناب ابو طالب کو قرار دیدیا ہو اور بزعم خود کافرین میں شمار کر لیا ہو اور جب امکان اس احتمال کا ہوا تو ظاہر ہے کہ احتمال مسقط استدلال ہے کہ جو کچھ صدیق اکبر نے کہا مطابق اپنے علم کے کہا نہ فی الحقیقت بس کسی طرح یہ آپ کی حدیث سیزدہم دلیل کفر ابو طالب نہین ہوسکتی رابعًا علامہ ابن حجر تقریب و تہذیب میں لکھتے ہین یونس ابن بکیر واصل الشیبانی ابو بکر الجمال الکوفی صدوق یخطی یعنی یونس ابن بکیر ابن واصل شیبانی ابو بکر جمال کوفی صدوق ہین مگر خاطی ہین خطا کرتے ہین اور سعید بن محمد ابو السفر ضعیف ہین سبحان اللہ ناقل و راوی حدیث تو خاطی و ضعیف اور اس حدیث کا ایسا آپ کے نزدیک صحیح ہونا کہ اس سے استدلال کرنا یہ آپ کی عقل کا قصور ہے شاید آپ کو علم رجال میں بھی دخل نہین ہے کہ آپ اسناد کو اور صحت اور عدم صحت کو بھی نہ سمجھے اور اگر جان بوجھ کر فریب عوام کے واسطے اور حدیثین گنوانے کے واسطے اس حدیث کو آپ لائے ہین تو دلیل ہے آپ کے نفاق قلبی کی اور خطاکاری کی اور یہ خیال بھی ضرور تھا کہ حدیث ضعیف و غریب و منقطع جسکے راوی تک ضعیف و خاطی ہین وہ کیونکر قابل استدلال ہوسکتی ہے اور ایسا بہیمہ دلیل لانا آپ کا دلیل سفاہت و جہالت ہے اور جناب ابو طالب کا مومن اور سابق الاسلام ہونا ثابت **قولہ** حدیث چہاردہم الی احدی من حدیث موسی بن عبیدۃ قال اخبرنا محمد ابن کعب القرظی قال بلغنی انہ لما اشتکی ابو طالب شکواہ التی قبض فیہا قالت لہ قریش ارسل الی ابن اخیک یرسل الیک من ھذہ الجنۃ التی ذکرھا یکون لک شفاء فارسل الیہ فقال رسول اللہ ان اللہ حرمہما علی الکافرین طعامہا و شرابہا یعنی ابو طالب کے مرض الموت میں کافران قریش نے صلاح دی کہ اپنے بھتیجے صلی اللہ سے عرض کر بھیجو کہ یہ جنت جو وہ بیان کرتے ہین اس میں سے تمہارے لیے کچھ بھیجین کہ تم شفا پاؤ ابو طالب نے عرض کر بھیجی حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اللہ تعالی نے جنت کا کھانا پانی کافروں پر

حرام کیا ہی **اقول** اولاً کافران قریش کا جناب ابو طالب کو صلاح دینا اور اُنکا اُس صلاح پر عمل کرنا بعید از قیاس ہی دوسرا تمام صحیح ہی کہ مرتے دم تک تو ابو طالب اُن سب کو وصیت کرتے کہ محمدؐ صدوق ہین اُنکی پیروی کرو فلاح پاؤ گے اور تمام عرب کو نصیحتین اور وصیتین کرتے رہین اور وہ صلاح قریش پر عمل کرین اور با این ہمہ فرض کر لین کہ کفار قریش نے صلاح دی تو صلاح دینا کفار قریش کا چند وجہ سے خالی نہین (۱) یا تو کفار قریش کو تجربہ حاصل تھا اور طعام و شراب جنت سے اُنکو شفا حاصل ہوئی تھی اور یہ محال بالبداہۃ ہی (۲) یا جناب رسالت مآب صلعم نے اپنے اصحاب اور مومنون کی بیماری مین طعام و شراب جنت سے علاج فرمایا تھا اور مشہور ہوگیا تھا کہ طعام و شراب جنت سے مریض صحت پاتے ہین یہ بھی ثابت نہین یا پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ طعام و شراب جنت کل امراض کی دوا ہی اور واسطے ہر مریض کے اُس مین شفا ہی یہ بھی ثابت نہین پھر صلاح دینا کفار قریش کا کیونکر معتبر ہو سکتا ہی اب رہی یہ وجہ کہ کفار قریش نے از روے طعن کے استہزا اور تمسخر کیا اور صلاح دی تو ظاہر ہی کہ جناب ابو طالب ایسے جلیل القدر عظیم الشان تھے کہ باوجود اپنی کثرت اور اتفاق کے کفار قریش نے کوئی کلمہ گستاخانہ سامنے جناب ابو طالب کے نہین نکالا چہ جائیکہ تمسخر و استہزا اور اگر اس صلاح سے تکذیب اور تمسخر پیغمبر خدا مطلوب تھے تو کون سی عقل باور کریگی کہ اُس صلاح کو جناب ابو طالب سنین اور تصدیق تکذیب کفار قریش کے واسطے اُس صلاح پر عمل کرین واہ رے آپ کی عقل پر کہ یہ وہ ابو طالب ہین کہ تنہا تمام کفار عرب کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر فرمائین

فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ وابشر بذاک وقر منک عیونا واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا

اور بہ نسبت اقوال اور اخبار جناب ابو طالب کے جو انھون نے قبل بعثت اور بعد بعثت تا وقت وفات فرمائے ہین اور خبرین دی ہین اور نصیحتین اور وصیتین کی ہین اور وہ سب مطابق واقع ہوئی ہین تنبیہاً ایک فصل مستقل مین بیان کر دینگے کہ جناب ابو طالب کس مرتبہ پر تھے تا جہلا اور بعض علما متعصب جو حالت مغلط مین گرفتار ہین رہائی پائین اور راہ راست پر آئین ثانیاً فرمانا پیغمبر برحق کا ان اللہ حرمہما علی الکافرین یعنی اللہ نے طعام و شراب جنت کافرون پر حرام کیا ہی کیا اسکا مفہوم آپ کے ذہن مین یہ ہی کہ مسلمین طعام و شراب جنت سے اس دنیا مین سیر و سیراب ہوتے ہین اور کافرین پر حرام ہی تو تمثیلاً دو چار ہی اسم مبارک مسلمین یا مومنین یا انصار یا مہاجرین مین سے ارقام فرمایئے کہ کون کون سیراب ہوے یا حضرت طعام و شراب جنت بعد حصول جنت ہی اور حصول جنت بعد مرگ علی الایمان جو داخل جنت ہوگا وہ طعام و شراب جنت سے سیر و سیراب ہوگا اگر فرمائین کہ دنیا مین بھی بعض مومنین طعام و شراب جنت سے سیر و سیراب ہوے ہین تو جواب اُس کا یہ ہی کہ وہ مومنین وہ ہی اہل بیت ہین جنکا اجماع ہی

ایمان ابوطالب پر یہ وہ مومنین ہین جنھون نے مدۃ العمر اصنام پرستی نہین کی جسے شرک اور دنس کفر
سے طاہر و مطہر ہین جو اصلاب و ارحام طاہرہ رکھتے ہین پیغمبر برحق نے جنکو خیر قرون اور خیر بیوت
خطاب فرمایا ہی جنکی شان مین اللھم ھؤلاء اھل بیتی فرمایا ہی جنکی شان مین آیہ تطہیر نازل
ہوا ہی جو مصداق ابناءنا و نساءنا و انفسنا ہین وہ ہر وقت مستحق جنت اور طعام و شراب
جنت کے تھے بلکہ جنت خود انکی مشتاق تھی اور حق انکے ساتھ پھرتا تھا اور ظاہر ہی کہ اکثر کفار
جب مشرف باسلام ہوتے ہین مستحق جنت قرار پاتے ہین اور جب اُن سے ارتداد و نفاق ظاہر
ہوتا ہی مستحق جہنم ہو جاتے ہین پھر کیونکر ممکن ہی کہ ہر مسلمان طعام و شراب جنت سے قبل موت
اس دنیا مین سیر و سیراب ہو سکے اور ان اللہ حرمھما علی الکافرین کو اگر حدیث صحیح بھی فرض
کرین تو مراد اُس سے کل کافرین ہین کہ نہ وہ داخل جنت ہونگے نہ طعام و شراب جنت سے سیر و سیراب
ہونگے پھر یہ نہین ہو سکتی کہ اگر جناب ابوطالب ایمان لائے ہین تو طعام و شراب جنت سے سیر و سیراب
بھی ہوں اور شفا بھی پائین ثالثاً برزنجی اور ذہبی اور نبیرہ جوزی ابن سعد سے کہ امام الحدیث
والسیر ہین اور خطیب اور ابن عساکر عمرو بن سعد سے روایت کرتے ہین ان اباطالب قال کنت
بذی المجاز مع ابن اخی فادرکنی العطش فشکوت الیہ ولا اری عندہ شیئاً قال فثنی
ورکہ ثم نزل فاھوی بعقبہ الی الارض فاذا بالماء و قال اشرب یا عم فشربت ماءً
بارداً ما شربت مثلہ قط یعنی تحقیق کہ کہا ابوطالب نے کہ ہم مقام ذوالمجاز مین تھے اپنے بھتیجے
محمدؐ کے ساتھ کہ مجھکو پیاس معلوم ہوئی مین نے پیاس کا شکوہ کیا اپنے بھتیجے سے حالانکہ اُنکے پاس
بھی پانی نہ تھا پس اُنھون نے حرکت کی اور اُترے اور اپنی ایڑی زمین پر ماری فوراً چشمہ نمایان ہوا
اور کہا اُنھون نے اشرب یا عم پس پیا مین نے وہ پانی کہ جو نہایت سرد و خوشگوار شیرین تھا کہ مدۃ العمر
مین مین نے نہ پیا تھا برزنجی و ذہبی کہتے ہین کہ اگر ابوطالب مومن اور موحد نہ ہوتے تو حق تعالی کبھی
انھین سیراب نہ کرتا اُس پانی سے جو افضل تھا ماء کوثر و زمزم سے معارج النبوۃ رکن ۲ باب ۲ فصل ۳
وقائع سال ہشتم مین ملا معین کاشفی نے بھی نقل کیا ہی واخرج ابن عدی عن انس بن مالک
قال مرض ابوطالب فعادہ النبیؐ فقال یا ابن اخی ادع اللہ ان یعافینی فقال اللھم اشفہ
فقام کانما نشط من عقال الخ ابن عدی نے انس بن مالک سے روایت کی ہی کہ کہا انس نے کہ
ابوطالب بیمار ہوے اور انکی عیادت کو آنحضرت تشریف لائے پس ابوطالب نے کہا یا ابن اخی خدا سے
میری صحت کی دعا کرو پس آنحضرت نے فرمایا خدایا میرے چچا کو شفا دے پس وہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوے
اس طرح کہ جیسا کوئی [illegible] سے شادمان ہو فرمایا [illegible] ہی کہ ان دونون روایتون
[illegible] کہ تجاہل [illegible] ثابت ہی

کہ جناب ابو طالب اُس پانی سے سیراب ہوئے کہ جو بہتر تھا مادر مرحومہ آنحضرت کو شربت سے اور آپ کفن ہوئے کہ
وصی عبد المطلب اور مربی و عاشق آنحضرت تھے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آنحضرت نے دعا کی صحت
جناب ابو طالب کی اور صحت پائی آنحضرت نے بسبب صلاح کفار سے اپنی شفا کے واسطے انکو جنت
طلب کرنا بعید از قیاس ہے کہ جناب ابو طالب اگر طالب صحت ہوتے تو خواہش دعا کرتے آنحضرت صلعم
سے کہ اس دعا کا تجربہ انکو حاصل ہو چکا تھا نہ خواہش انکو جنت اور طعام و شراب جنت افسوس ہے ان
بے بصیرتون پر کہ جو جنت سے اور طعام و شراب جنت سے محروم جانتے ہین اُس وحید و فرید سابق
الاسلام مومن کامل کو اور اُسکے کفر پر فتویٰ دیکر مفتی بنتے ہین کہ جو ہمیشہ افضل طعام و شراب جنت
سے فیضیاب رہا حتی کہ اپنی گودیون مین آنحضرت صلعم کو پرورش کیا ایک ظرف مین اکل و شرب
رہا جب تک آنحضرت صلعم ابتدا فرماتے تھے جناب ابو طالب اُس طعام کو نوش نہ فرماتے
تھے کیا پس خوردہ جناب رسالت مآب کا طعام و شراب جنت سے افضل نہین تھا کیا جسم ابو طالب
مرتبہ مین جنت سے کم تھا جسپر پیغمبر خدا شب کو آرام فرماتے تھے کیا وہ سینہ مخزن اسرار الٰہی نہ تھا جس
سینہ سے جناب رسالت مآب صلعم ایک دم جدا نہ ہوتے تھے قولہ ثم اتاہ فعرض علیہ الاسلام
فقال لولا ان تعیر بہا قریش فیقال جزع عمك من الموت لاقررت بہا عینك و
استغفر لہ بعد مامات فقال المسلمون ما یمنعنا ان نستغفر لابائنا ولذوی قراباتنا
قد استغفر ابراھیم علیہ السلام لابیہ ومحمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لعمہ فاستغفروا
للمشرکین حتی نزلت ما کان للنبی والذین امنوا الایۃ یعنی پھر تشریف لاکر ابو طالب پر سلام پیش
کیا ابو طالب نے کہا لوگ حضور پر طعنہ کرینگے کہ حضور کا چچا موت سے گھبرا گیا اسکا خیال نہ ہوتا تو مین
حضور کی خوشی کر دیتا جب وہ مر گئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکے لیے دعاے مغفرت کی
مسلمانون نے کہا ہمین اپنے والدون قریبون کے لیے دعاے بخشش سے کون مانع ہے ابراہیم علیہ
الصلوۃ والسلام نے اپنے باپ کے لیے استغفار کی محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے چچا کے لیے استغفار
کر رہے ہین یہ سمجھ کر مسلمانون نے اپنے اقارب مشرکین کے واسطے دعاے مغفرت کی اللہ عز وجل نے
آیت اُتاری کہ مشرکون کے لیے دعا کرنا نہ نبی کو روا ہے نہ مسلمانون کو جبکہ روشن ہو گیا کہ وہ جہنمی ہین

اقول اولاً تو متواترات سے ہے کہ جناب ابو طالب کو انتہا درجہ کی محبت اور کمال معرفت نبوت آنحضرت صلعم
حاصل تھی باوجود اسکے اگر فرض کر لیا جائے کہ آنحضرت صلعم نے عرض اسلام مجمع کفار مین حالت علالت
مین کیا اور جناب ابو طالب نے جواب دیا کہ لولا ان تعیرہا قریش فیقال جزع عمك من الموت
لاقررت بہا تو بھی اس جواب مین نہ کہین تکذیب آنحضرت ہے نہ انکار بلکہ اقرار اور تصدیق اور تنبیہ ہے اور
کیسا کلام متین ہے کہ جمیع کفار قریش کو متنبہ کر دیا کہ بعد میرے طعنہ دوگے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کو یہ بھی سمجھے

گوارا نہین ہی چہ جائیکہ ایذا دہی اور یہ بھی ظاہر فرمایا کہ بجز خوف اظہار ایمان بھی کوئی عذر نہین ہی اور یہ بھی اس
ضمن مین ظاہر کردیا کہ تمھارے طعن کو کوئی علاقہ دین اور ایمان سے نہین ہی اور نیز یہ کہ خوف موت سے
ایمان کو قبول نہین کیا بلکہ بعرفان ویقین اور یہ سب کوششین اسواسطے تھین کہ قریش متنبہ ہون
اور ترک طعن کر کے امر حق کو شاید قبول کرلین پس یہ کل امور مذکورہ جواب جناب ابو طالب سے بادنیٰ
توجہ حاصل ہوتے ہین کہ امتناع جملۂ ثانیہ کا بشرط وجود جملۂ اولی کے ہی اور جملۂ اول فقط خوف تعییر ہی
اور ظاہر ہی کہ کسی قسم کا خوف مانع تصدیق قلبی نہین ہو سکتا اس لیے کہ کوئی شی ممدوح اور مذموم اور
مقدوح اور معیوب اور مطعون نہین ہو سکتے جب تک وہ مدرک بحواس خمسۂ ظاہری نہ ہوا ور کل افعال و
اعمال و اقوال عند الناس جب ہی متصف بصفات مذکورہ ہو سکتے ہین کہ وہ مدرک ہون اور ادراک
بحواس خمسہ بعد وقوع و اظہار فی الخارج ہوتا ہی اسوقت یہ سب صفتین اسکو لاحق ہو سکتی ہین عام
اس سے کہ وہ فی الحقیقت بھی متصف ہون یا نہ ہون اسوجہ سے کہ ایک ہی شی عند البعض ممدوح ہوتی
ہی اور وہی عند البعض مذموم اور اسی سے یہ بھی ظاہر ہی کہ اظہار و استتار یہ دونون صفتین ہین
کہ بعد وقوع قول و فعل و عمل لاحق ہوتی ہین پس بالضرور اظہار و اعلان سبب تعییر کا ہو سکتا ہی اور خوف
تعییر علت ہی عدم اظہار کی اور عدم اظہار مستلزم عدم تصدیق نہین ہی اور وجود اس علت اور معلول کا
بعض اوقات مین اور عدم انکا اکثر اوقات مین ثابت ہی کہ اجتماع کفار قریش اور منافقین اہل اسلام
کا بعض اوقات مین ہوتا تھا اور ارتفاع اکثر اوقات مین حاصل تھا پس ارتفاع خوف تعییر بلا
شک و لاریب مستوجب تقریر عین آنحضرت تھا ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؀ چشمۂ آفتاب را
چہ گناہ ؁ اب اگر یہ کہا جائے کہ جناب پیغمبر خدا نے عرض اسلام کیا اور جناب ابو طالب نے
عذر طعن قریش کیا اسی کا نام عدم تصدیق ہی تو ہم پہلے ہی عرض کر آئے ہین کہ عدم اقرار بھی
مستلزم عدم تصدیق کا نہین ہی اور نیز یہ بھی ثابت کر چکے ہین اور عند الکل مقبول بھی ہی کہ جناب
رسالت مآب اور جناب ابو طالب آپس مین ایک دوسرے کے حبیب اور محبوب تھے اور ایک
دوسرے کے رازدار تھے جس طرح اور جس مصلحت سے جناب ابو طالب کو اخفاے اسلام منظور
تھا جناب رسالت مآب کو بھی اسی مصلحت سے اخفا اور استتار انکے ایمان کا منظور تھا پس مجمع
عام مین کفار قریش کے باوجود علم اسلام ابو طالب عرض اسلام فرمایا تو منظور یہ ہوا کہ روبروے کفار
قریش استتار ثابت ہو جاے پس جناب ابو طالب نے ویسا ہی جواب دیا کہ یہ لوگ آپ کو طعنہ
دینگے ورنہ مجھ کو اسلام سے روگردانی نہین ہی اور کفار قریش کو کیسا مسخر کیا کہ تمھاری خاطر سے
باوجود حصول تصدیق قلبی کے مین اقرار نہین کرتا اور یہ سوال و جواب اسی وجہ سے تھا کہ کفار قریش
نصائح اور وصایا پر عامل رہین یکایک آنحضرت صلی اللہ پر ظلم تعدی نہ کرین اگرچہ بعضے ظلم و جور پر آمادہ

ہوں تو بعض میری وصیت پر عمل کرے کہ حفاظت بھی کرین افسوس ہی آپ پر اور آپ کے امثال پر کہ مصداق افلا یعقلون اور افلا یبصرون کے بنے جاتے ہین اور باتباع کفار قریش انھین مین شامل ہوئے جاتے ہین اور انکے مثل حضرت ابوطالب کو کافر قرار دیتے ہین اور آپکا ناقل حدیث ہذا واحدی ہی ہین جو احادیث موضوعہ تفاسیر مین درج کرتے ہین اپنی ایسی جنس پر فائق ہین چنانچہ علامہ محمد الملقب بالحنفی شرح رسالہ سید شریف جرجانی جو علم اصول حدیث مین ہی فرماتے ہین وقد اخطاء المفسرون فی ایداع ہذہ الاحادیث الموضوعۃ ودرجہا فی تفاسیرہم کالواحدی الا من عصمہ اللہ تعالی کصاحب المدارک یہ قول انھین واحدی کی نسبت مین ہی کہ جسکو ہم بحث آیات مین بیان کر آئے ہین پھر اس حدیث کے موضوع ہونے مین کیا شک رہا اسپر طرہ یہ ہی کہ موسی بن عبیدہ جنکا احوال حدیث دوازدہم مین گذرا کہ ضعفا مین سے ہین سبحان اللہ واحدی تو ناقل حدیث اور موسی بن عبیدہ روایت کرنے والے اور آپ ان سے استدلال کرنے والے اس سے بڑھ کر کون سی دلیل کفر ابی طالب ہوسکتی ہو اور ملاحظہ فرمائیے کہ علامہ عبد الاول بن علامہ حسینی اپنے رسالہ مختصرہ مین جو بزبان فارسی اصطلاحات علم حدیث مین ہو لکھتے ہین کہ دونون حدیث یعنی سیزدہم اور چہاردہم منقطع ہین پھر لکھتے ہین بلکہ منکرات سے ہین یہ آپ کا مذہب اور یہ آپ کی تحقیق اور اسپر اثبات کفر جناب ابوطالب کے ہوس اتنا بھی نہین خیال فرماتے کہ ان الباطل کان زھوقا؟ حق تعالی فرماتا ہی فتبصرہ ولا تکن من الغاوین **قولہ** حدیث پانزدہم ابونعیم حلیہ مین امیر المومنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کانت مشیۃ اللہ عز وجل فی اسلام عمی العباس ومشیتی فی اسلام عمی ابی طالب فغلبت مشیۃ اللہ مشیتی یعنی اللہ تعالی نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابوطالب مسلمان ہو اللہ تعالی کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابوطالب کافر رہا اور عباس رضی اللہ تعالی عنہ مشرف باسلام ہوئے فللہ الحجۃ البالغۃ **اقول** وباللہ التوفیق اولا تو آپ اثبات کفر حضرت ابوطالب مین ایسے مدہوش ہین کہ آپ کو مراتب ومدارج وعزت وحرمت رسول جلیل کا بھی پاس ولحاظ نہین یہ حدیث ہی کہ مذمت ہی رسول برحق کی ادنی ادنی صحابیون کے عرفان وسلوک اور انکی احبیت اور محبوبیت مین دفتر کے دفتر سیاہ اور کمالات عارفین اور مدارج سالکین مین وہ لن ترانیان کہ اللہ کی پناہ مدعیان ولایت وتصوف کی وہ صفتین کہ العظمۃ للہ اور حبیب رب العالمین خاتم النبیین کی نسبت یہ اتہام کہ انکی مشیت وارادہ مخالف مشیت وارادہ خدا تھا اور بعض متصوفین کی یہ شان ہین کہ وہ بغیر استرضائے حضرت ذو الجلال تکلم ہی نہ کرتے تھے کیا پیغمبر برحق کو مراتب ومدارج عرفان وسلوک مین دخل ہی نہ تھا کیا افعال واقوال آنحضرت مخالف استرضائے حضرت

ذو الجلال ہی واقع ہوا کرتے تھے فقط نام ہی نام کے حبیب اللہ سے کیا مراتب ومدارج حقیقت
محمدیہ واحمدیہ مین اُن حضرت کا حصہ ہی نہ تھا مطابق اصطلاح عارفین جو مراتب حقیقت محمدیہ اور احمدیہ
کے مقرر کیے گئے ہین اُس مین سے کوئی مرتبہ حاصل ہی نہ تھا فقط نام ہی نام کے حبیب اللہ او محمدؐ اور
احمدؐ مشہور تھے پناہ خدا یہ عقائد مومنین اور مسلمین کے ہین یا کفار ومشرکین کے ثانیاً موضوعیت اور
رکاکت حدیث من حیث المفہوم اظہر من الشمس ہی اسواسطے کہ حدیث مذکورہ تین حال سے خالی
نہین اول یہ کہ مشیت اللہ تعالی اسلام عباس مین تھی اعم اس امر سے کہ ابوطالب اسلام لاوین
یا نہ لاوین کذلک مشیت رسولؐ کو قیاس کرین کہ یہ بنسبت ابوطالبؑ کے اسلام کے اور نہ بنسبت
عباسؓ کے اعم مشیت تھی کہ اسلام لاوین یا نہ لاوین دوسرے یہ کہ مشیت اللہ اسلام عباسؓ مین
تھی فقط قطع نظر اسلام وکفر ابوطالبؑ کے اسی طرح مشیت رسولؐ اسلام ابوطالب مین تھی فقط
قطع نظر اسلام وکفر عباسؓ کے تیسرے یہ کہ مشیت خدا اسلام عباس اور کفر ابوطالب مین تھی
اور مشیت رسول اللہ اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین تھی صورت اول مین اسلام وکفر ابوطالب
کا مخالف ارادہ خدا نہین ہوتا اور اسلام وکفر عباس کا مخالف ارادہ رسول خدا نہین ہوتا اور
بدون تخالف وتعارض کے غالب اور مغلوب ہونا محال پس کیونکر صحیح ہوگا کہنا کہ مشیت خدا
غالب ہوئی مشیت رسولؐ پر اور صورت ثانیہ مین مشیت خدا اسلام عباس مین تھی فقط وہ
اسلام لائے اور مشیت رسولؐ اسلام ابوطالب مین تھی فقط وہ اسلام نہ لائے اس مین بھی قاہر
وغالب ہونا مشیت اللہ کا اور مقہور ومغلوب ہونا مشیت رسولؐ کا ثابت نہین ہوتا اسواسطے
کہ مشیت خدا اسلام عباس مین تھی اور مثلاً عباس کافر تھے تو اُنکا ارادہ کفر پر مستقل تھا پس مشیت
خدا کا غلبہ کیا مشیت عباس پر مشیت خدا غالب اور مشیت عباس مغلوب ہوئی اسی طرح قیاس کیا
جائے کہ مشیت رسول اللہ اسلام ابوطالب مین تھی اور مشیت ابوطالب مثلاً کفر مین پس مشیت
ابوطالب نے قہر وغلبہ کیا مشیت رسول اللہ پر مشیت ابوطالب غالب اور مشیت رسول اللہ مغلوب
قرار پائے مگر مشیت خدا کا غالب ہونا مشیت رسولؐ پر اور مشیت رسول کا مغلوب ہونا دونون
صورتون مین ثابت نہین ہوتا اب رہی صورت ثالثہ کہ مشیت خدا اسلام عباس اور کفر ابوطالب
مین تھی اور مشیت رسول اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین اور یہ دونون مشیتین متخالف زمانہ
واحد مین واقع ہون کہ ایک دوسرے پر قہر وغلبہ کرے پس بالضرور یا دونون وقتاً معارضہ
ساقط ہو جاوینگے یا ایک قاہر وغالب اور دوسرے مقہور ومغلوب ہو جاوینگے اور یہ صریح البطلان
ہی کہ وفات جناب ابوطالب اور اسلام جناب عباس مین فاصلہ دراز ہی اور یہ امر تو ظاہر ہی کہ
وقت وفات جناب ابوطالب جناب عباس کافر تھے مشیت خدا کا غالب ہوتا اور مشیت

رسول خدا کا مغلوب ہونا ثابت ہو سکتا ہے اور نیز یہ بھی لازم آتا ہے کہ بعد وفات جناب ابوطالب
بھی مشیت رسول اللہ اسلام ابوطالب میں واقع نہ ہوئے ہمیشہ اُنکا کفر ہی مدنظر رہا اتنی دشمنی بھی
جناب عباس اور حضرت رسالتمآب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ ثالثاً یہ حدیث موضوع ہے اور
تہمت ہے آنحضرت پر اور مخالف عقل و نقل ہے اسواسطے کہ پہلے مشیت کو سمجھنا چاہیے کہ مشیت
کس کو کہتے ہیں لہذا مختصراً عرض کیا جاتا ہے کہ امکان صدور فعل اور ترک کو قدرت کہتے ہیں اور
حکمانے بھی قدرت کی تعریف اسطرح کی ہے کون الشئ ان شاء فعل وان شاء لم یفعل حاصل
یہ ہے کہ جب تک نظر فاعل میں فعل اور ترک دونوں متساوی ہیں اُسوقت تک وہ فاعل قادر ہے مثلاً
کہیں کہ زید قادر ہے کتابت پر جب چاہے کتابت کرے اور اگر چاہے کتابت نہ کرے اسی کا نام ممکن
ہے اور یہ امکان اور تساوی بالقوت ہے ضرور مانع ہو گی فعل کی بھی اور ترک کی بھی اسواسطے کہ
قادر جس طرف کو یعنی فعل یا ترک کو اختیار کریگا ترجیح بلا مرجح لازم آئیگی پس لامحالہ کسی مرجح کا
ہونا لازم ہوا کہ جو فعل کا باعث ہو یا ترک کا اور یہ منحصر ہے شعور منفعت و مضرت و مصلحت و مفسدہ
پر جس وقت قادر کو بعد شعور منافع اور مضار اور مصالح اور مفاسد حاصل ہو گی تو اگر وہ فعل کا
باعث ہے تو اُسکو ارادہ اور مشیت کہتے ہیں اور اگر ترک کا باعث ہے تو اُسکو کراہت کہتے ہیں
پس مشیت خدا اقوی اور غالب ہے کل بندوں کی مشیت پر اب اتنا اور بھی عرض کرنا لازم ہے کہ
مشیت حضرت رسالتمآب کو متساوی یا اقوی سمجھنا مشیت خدا سے کفر ہے کہ آنحضرت سنی ایک
متساوی یا اقوی قرار پاتے ہیں جو صریح البطلان ہے بلاشک و بلاریب مشیت الٰہی اقوی ہے کل
مشیت مخلوق و ذی شعور سے پس اگر کہا جائے کہ مشیت الٰہی اسلام عباس اور کفر ابوطالب میں
واقع ہوئی اور مشیت رسول اسلام ابوطالب اور کفر عباس میں اور دونوں صاحبوں نے پیروی
کی مشیت الٰہی کی تو جناب عباس اور جناب ابوطالب دونوں مطیع خدا ہوئے کہ طاعت کہتے ہیں
امتثال امر اور فرمان برداری کو تو جناب عباس اور جناب ابوطالب نے اسلام و کفر بارادہ و حکم
الٰہی قبول کیا ہاں ارادہ رسول خدا جو مخالف اور معارض ارادہ و مشیت خدا واقع ہوا وہ
البتہ بمخالفت ارادہ الٰہی نافرمانی اور معصیت قرار پایا نعوذ باللہ من ذلک الاعتقاد
اور مطابق آپکے مذاق کے تسلیم کر لیا جائے کہ ارادہ رسول خدا اسلام ابوطالب اور کفر عباس
میں مخالف اور متضاد اور متعارض ارادہ الٰہی واقع ہوا تو یہ بھی دو حال سے خالی نہیں کہ اگر یہ
ارادہ رسول خدا بارادہ خدا واقع ہوا تو لازم آیا کہ ارادہ خدا مخالف اور معارض و رسنا قض
ارادہ خود خدا واقع ہوا اور اگر ارادہ رسول خدا بغیر ارادہ خدا واقع ہوا تو لازم آیا کہ ارادہ
رسول خدا محتاج ارادہ خدا نہ تھا اور یہ باطل ہے اسلیے کہ شان آنحضرت میں حق تعالیٰ ما ینطق

عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی فرماتا ہی اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ بغیر ارادہ تعلق نہین واقع ہوتا اور
کیونکر ممکن ہی کہ ارادہ رسول خدا اسلام ابو طالبؑ اور کفر عباسؓ مین واقع ہوتا اسواسطے کہ علم اصول
مین ثابت ہی کہ لا یکون المطاع الا من امر یعنی طاعت عبارت ہی امتثال امر اور فرمانبرداری حکم سے
اور امر الٰہی متعلق ہی ارادہ الٰہی سے جیسا نچہ حق تعالی کلام ناطق مین فرماتا ہی انما امرہ اذا اراد
شیئا ان یقول لہ کن فیکون اور اسی بنا پر یہ ہی کہ تکلیفات عباد مین امر الٰہی کو ارادہ اور نہی الٰہی
کو کراہت کہتے ہین پس تکلیفات مین اگر ارادہ مکلف کا مطابق امر الٰہی ہو تو وہ طاعت اور اسکے فاعل
کو مطیع کہتے ہین اور اگر ارادہ مکلف کا مخالف ارادہ خدا ہو تو وہ معصیت اور اسکے فاعل کو عاصی
کہتے ہین پس خاتم النبیین کہ مکلف بہ احسن تعلق تھے اگر ارادہ انکا مخالف ارادہ خدا ہوتا تو
حضرتؐ مرتکب معصیت اور عاصی قرار پاتے اور باوجود اسکے خود اعتراف بھی فرماتے کہ میرا
ارادہ مخالف و معارض ارادہ خدا ہوا اور میرا ارادہ مغلوب ہوا اور کس طرح ممکن ہی کہ ارادہ رسول خدا
مخالف اور معارض ارادہ خدا ہوتا خصوصاً اسلام و کفر جناب ابو طالب اور جناب عباس مین
کہ یہ دونون عموی بزرگوار آنحضرت تھے اور پیغمبر صلعم مامور اور محکوم بعدل تھے چنانچہ حق تعالی
فرماتا ہی قل امر ربی بالقسط یعنی کہہ تو ای محمدؐ کہ پروردگار نے مجھکو حکم کیا ہی عدل کا یعنی
جمیع اقوال و اعمال و افعال مین منصف بعدل رہون پس یہ دونون امر افراط و تفریط کے پھر کیونکر
ممکن ہی کہ دو چچا آنحضرتؐ کے ہون اور آنحضرت ایک کا اسلام اور ایک کا کفر چاہین العیاذ
باللہ اسی طرح ارادہ خدا اسلام جناب عباس اور کفر جناب ابو طالبؑ مین کہنا یہ بھی مخالف عقل و
نقل ہی اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہی شہد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم
قائما بالقسط یعنی خدا نے گواہی دی ہی باین طور کہ نہین ہی کوئی خدا سوے برحق مگر وہی وحدہ
لاشریک ہی اور ملائکہ اور صاحبان علم نے در انحالیکہ وہ خدا قائم بالقسط یعنی بالعدل ہی یا وہ
خدا اور ملائکہ اور اولوا العلم سب قائم بالعدل ہین اور نیز اپنے بندون کو بھی حکم عدل کرنیکا فرماتا
ہی کقولہ تعالی واوفوا الکیل والمیزان بالقسط جب یہ آیہ نازل ہوا تو بعض اصحاب آنحضرت
نے عرض کی کہ یا حضرت عدل کیل و میزان مین دشوار ہی کہ اگر ایک دانہ رائی کے برابر بھی
فرق ہوگا تو ہم گنہگار ہونگے اور ہم سے یہ امر محال ہی تو حق تعالی نے وحی کی آنحضرت کو کہ لا
یکلف اللہ نفسا الا وسعہا کہ اللہ کسی کو تکلیف نہین دیتا مگر اسکی وسعت کے موافق اس سے
ثابت ہو گیا کہ کسی نفس کو تکلیف اسکی وسعت سے زیادہ نہین دیتا پس اگر خدا اپنے بندون مین
ارادہ کفر کا کرے اور پھر انکو امر باسلام کرے تو کیونکر وہ کفار بندے کہ جو ترک کفر اور اختیار
اسلام پر قدرت اور قوت نہین رکھتے اور انکی وسعت سے جو امر باہر ہین اسکے کیونکر محکوم

ہوسکتے ہین اور بدیہی امر ہی کہ ایسی تکلیف مالایطاق سے بڑھکر کون سی تکلیف ہوسکتی ہی کہ باوجود عدم قدرت اور قوت کے ترک کفر اور اختیار اسلام پر محکوم اور مجبور کیے جائین اور نیز یہ بھی ظاہر ہی کہ اگر بندون کے تمام اقوال و اعمال و افعال بدون متوسطات اور موافق مشیت و ارادۂ خدا ہوتے تو تمام انبیا و مرسلین کو واسطے ہدایت خلق کے پیدا کرنا عبث قرار پاتا اور اُن انبیا و مرسلین کا کل کفار و مشرکین کو مثل نمرود و فرعون و ابوجہل وغیرہ کو دعوت اسلام کرنا اور اُن سے ترک کفر و شرک چاہنا اور اُنپر جہاد کرنا خلاف مشیت و ارادۂ خدا ہوتا پس بالضرور بسبب عدم اطاعت امر الٰہی وہ سب عاصی ہوتے کہ خلاف مقصود و مراد الٰہی کے طالب ہوے اور وہ سب کفار و مشرکین جنتی قرار پاتے کہ مطابق مقصود و مراد حقتعالی کے شرک و کفر کو قبول کیا اور مطیع خدا ہوے علی ہذا القیاس کل اعمال و افعال مثل قتل و زنا و شرک وغیرہ کا فاعل خدا ہوتا پس قاتل و زانی و کافر نعوذ باللہ خود خدا قرار پاتا ہی پھر یہ الزام و ایلام اور حدود دنیا مین اور عذاب شدید آخرت مین اور خلود فی النار اور وعدہ و وعید ناحق و نارو ابندگان ضعیف پر کیون مقرر کرتا اس سے زیادہ کوئی ظلم صریح واجب البطلان نہین ہوسکتا اور لایکلف اللہ نفسا الا وسعہا کا دعوی کاذب ہوجاتا تعالی اللہ عن ذلک پس کیونکر ممکن ہی کہ حق تعالی اسلام عباس اور کفر ابوطالب چاہتا یہ قول اُنھین صاحبون کا ہوگا کہ جنکے قلوب اور ابصار پر نشان یعنی مہر کردی گئی ہی کہ یوم النشور وہ پہچانے جاوین کہ اہل نار ہین انتہی ترجمۂ حدیث مذکور مین مخاطب والا فرماتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ اللہ تعالی نے میرے چچا عباس کا مسلمان ہونا چاہا اور میری خواہش یہ تھی کہ میرا چچا ابوطالب مسلمان ہو اللہ تعالی کا ارادہ میری خواہش پر غالب آیا کہ ابوطالب کافر رہا اور عباس رضی اللہ مشرف باسلام ہوے فللہ الحجۃ البالغۃ اس ترجمہ مین بھی آپ نے مکر و فریب کیا ہی اور تہمت کی ہی آنحضرتؐ پر اسواسطے کہ آنحضرت صلعم نے عمی العباس و عمی ابوطالب دونون مقام پر فرمایا ہی درحالیکہ اس مزخرفات کو حدیث تسلیم کرین پس باوجود اسلام جناب عباس و کفر جناب ابوطالب الفاظ مین کچھ فرق مراتب کا نہین ہی لیکن آپ نے بہ نسبت جناب عباس کے میرے چچا اور بہ نسبت جناب ابوطالب کے میرا چچا اور عباس رضی اللہ مشرف باسلام ہوے اور ابوطالب کافر رہا لکھا ہی حالانکہ اُن حضرت کے کلام مین وہی عدل پایا جاتا ہی غرض اس ترجمہ کے بعد آپ فرماتے ہین فللہ الحجۃ البالغۃ پس کیا مشیت خدا سے حضرت عباس کا اسلام لانا اور مشیت خدا سے حضرت ابوطالب کا کافر رہنا یہ حجۃ بالغہ ہی یا خود خدا کا ایک مین فاعل اسلام ایک مین فاعل کفر ہونا اور ایک کو بہشت اور ایک کو دوزخ دینا

اسکا نام حجۃ بالغہ ہی یا تمام کفار و مشرکین مین شرک و کفر اور زانی مین زنا اور تمام دیگر قبائح اور مفاسد کا باعث ہونا اور پھر اُنکو حکم اسلام کا کرنا اور اُنکو سنانا کہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اور پھر اُنکو تکلیف مالا یطاق کا مکلف بنانا اور پھر اُن سب مجبورون کو جہنم واصل کرنا یہ حجۃ بالغہ ہی یا یہ ایسی حجۃ بالغہ ہی کہ سواے پیران نابالغ کے کہ جو امثال آپ کے تھے اور ین کوئی سمجھ ہی نہین سکتا بالغ کے معنی تو جید و نافذ پہونچنے والے پہونچانے والے وغیرہ کے ہین اور حجۃ دلیل و برہان کو کہتے ہین پس کیا برہان جید اور دلیل نافذ پہونچنے والے پہونچانے والے اسی کا نام ہی کہ کافر مشرک کو شرک و کفر پر مجبور کرنا اور پھر اُنپر حکم اسلام لانے کا کرنا اور چونکہ وہ مجبور ہین بہ سبب عدم اقتدار کے اسلام نہ لا سکین تو داخل جہنم کرنا یہ حجۃ بالغہ ہی کہ اس سے بڑھ کر کوئی ظلم و ستم بھی ہی حاصل یہ ہی کہ آپ کہہ دینگے کہ اسلام جناب عباس ثابت کرنا اور کفر جناب ابوطالب ثابت کرنا یہ سب مشیت الٰہی سے واقع ہوا اور فللہ الحجۃ البالغہ بھی اُسی خدا کی مشیت سے لکھا یہ سب فعل اُسی خدا کے ہین آپ تو مجبور اور مقہور اور مخبوط ہین یا حضرت ہوش حواس آپ کے کسی وقت درست بھی ہوتے ہین یا ہر وقت عالم وحدہ مین تفرقہ و تمیز آپ کا حدوث و قدم سے برطرف ہی رہتا ہی لیکن آیات حق سبحانہ تعالی کی قطع و برید خوب یاد رہتی ہی کہ لا تقربوا الصلوۃ اور فللہ الحجۃ البالغہ سے خدا کا فاعل اسلام ہونا حضرت عباس مین اور فاعل کفر ہونا حضرت ابوطالب مین اور ایک کو خلود بہشت اور ایک کو دخول نار کا فتوی دیتے ہین ذرا ہوش حواس کو درست کیجیے کوئی کلام مجید مترجم ہی اُٹھا کے دیکھ لیجیے کہ آیۂ فللہ الحجۃ البالغہ آپ کی تائید مین ہی کہ آپ کی رد مین یا حضرت حق سبحانہ تعالی عالم ہی تمام کلیات اور جزئیات کا اور تمام مخلوقات کو اُسی نے پیدا کیا ہی اور علم الٰہی مین گذر چکا ہی کہ امثال آپ کے الزام دین کے اور کل مفاسد اور قبائح کا فاعل ذات حق تعالی کو قرار دینگے لہذا یہ آیۂ وافی ہدایہ اُنکی اور آپ کی رد مین نازل فرمایا ہی قبل اسکے کہ ہم اُن آیات کا ذکر کرین افادۃً ایک امر یہ بھی ذکر کر دین کہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ جو کچھ معلوم خدا ہی اُسی کے مطابق دنیا مین واقع ہوتا ہی اگر اُسکے مخالف واقع ہو تو علم مبدل بہ کذب و جہل ہو جائے تو لازم ہوا کہ اُسکا خالق بھی وہی ہو تو جواب اُسکا یہ ہی کہ علم کی تاثیر معلوم مین کلیۃً نہین پائی جاتی اور یہ بدیہیات سے ہی کہ ہم جانتے ہین کہ آگ جلانے والی ہی اور آفتاب صبح کو مشرق سے نکلیگا اور وقت معائنہ آگ کو جلانے والا اور وقت صبح آفتاب مشرق سے نکلا اور یہ دونون امر مطابق ہمارے علم کے واقع ہوے مگر کوئی تاثیر ہمارے علم نے معلوم مین نہین کی پس علم الٰہی مین جو کچھ گذرا ہی وہ ضرور ہوگا مگر یہ لازم نہین ہی کہ کل معلومات کا فاعل اور کل تاثیرات کا مؤثر بھی وہی ہو حاصل یہ ہی کہ آنحضرت کے

وقت مین بھی امثال آپ کے تھے اسی واسطے حق سبحانہ تعالی نے انکی رد کی اور اپنے حبیب کو
متنبہ کیا کقولہ تعالی سیقول الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا ولا اباؤنا ولا حرمنا
من شیء یعنی قریب ہی کہ کہین گے وہ لوگ جو شرک و کفر کرتے ہین کہ اگر خدا چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے
اور ہمارے آباے سلف بھی شرک نہ کرتے اور نہ حرام کرتے ہم کسی شی کو یعنی اگر مراد و مشیت
حق سبحانہ تعالی ہمارے اسلام مین ہوتی تو ہم اور آباے سلف ہمارے شرک و کفر و حرام وغیرہ
نہ کر سکتے یہ جو کچھ ہو گیا اور ہو رہا ہی شرک و حرام وغیرہ دیگر مفاسد و قبایح یہ بمشیت و مراد
حق تعالی سے ہو رہا ہی ہم مجبور و لاچار ہین بعد اسکے حق سبحانہ تعالی اپنے حبیب کی تسلی کرتا ہی
کہ یہ تمھاری ہی تکذیب نہین کرتے ہین کذلک کذب الذین من قبلھم حتی ذاقوا باسنا اسی طرح
تکذیب انبیا علیہم السلام کرتے تھے وہ لوگ کہ قبل انکے تھے یہان تک کہ چکھا انھون نے ذائقہ
عذاب شدید کا اب حق تعالی اپنے حبیب کو جواب تعلیم فرماتا ہی قل ھل عندکم من علم فتخرجوہ لنا
کہہ تو اے حبیب ہمارے ان لوگون سے کہ آیا تمھارے پاس کوئی علم ہی یعنی دلیل و برہان قطعی ہی کہ
اسکو حجت گردان سکو اور پیش کر سکو اس مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہی کہ بغیر حجۃ و برہان کوئی
دعوی مقبول نہین پھر حق تعالی فرماتا ہی ان تتبعون الا الظن وان انتم الا تخرصون یعنی تم
پیروی نہین کرتے مگر ظن یعنی گمان کی اور نہین ہو تم مگر دروغگو بعد ان آیات کے حق تعالی فرماتا ہی
قل فللہ الحجۃ البالغۃ یعنی کہہ تو اے محمدؐ ان مشرکین سے کہ تم تو شرک و کفر پر اپنے کوئی دلیل نہین
لا سکتے کہ تم سے شرک و کفر و افعال قبیحہ جو واقع ہوتے ہین وہ بہ مشیت و ارادہ و مقصود خدا واقع
ہوتے ہین پس واسطے خدا کے حجۃ بالغہ ہی یعنی خدا کی حجۃ کامل و وحید اور نافذ اور پہونچنے والی ہی
ہر حکم پر اور ہر امر پر بعد اسکے حق تعالی فرماتا ہی فلو شاء لھدٰکم اجمعین پس اگر خدا چاہتا تو
ہدایت کرتا تم سب کو یعنی ایھا الغافلون منجملہ حجج بالغہ ایک حجۃ فلو شاء لھدٰکم اجمعین بھی
ہی اسواسطے کہ جب کفار و مشرکین نے کہا کہ لو شاء اللہ ما اشرکنا یعنی اگر خدا چاہتا تو ہم شرک
نہ کرتے ہمارا شرک بہ مشیت و مقصود خدا ہی ہم مجبور ہین تو گویا یہ جواب دیا حق تعالی نے کہ
اگر یہ مشیت میری اور مقصود میرا تمھارا شرک و کفر جبراً قہراً ہوتا تو ہر آئینہ تم سب کو جبراً قہراً
ہدایت اسلام کرتا لیکن شرک و کفر و اسلام و ایمان تمھارا بالجبر مقصود و مطلوب نہین ہی بلکہ وہ
امور اختیاری اور ارادی کہ تمھارے اختیار اور ارادہ سے ہون وہ مقصود ہین تاکہ مطیع اور متمرد اور
مسلم و مشرک مین فرق ہو اور مدح و ذم و ثواب و عقاب کے مستحق ہون چنانچہ حق تعالی نے متعدد
مقامون پر تصریح فرمائی ہی کقولہ تعالی من شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر یعنی جو شخص
چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے اور دوسرے مقام پر بھی مثل اسی کے خبر دی

لقوله تعالی فاذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا اباؤنا والله امرنا بها یعنی جس وقت وہ
افعال فاحشہ اور قبیحہ کرتے تھے تو کہتے تھے کہ ہمارے آباے سلف بھی ایسا ہی کرتے تھے
اور خدا نے ہم کو ان افعال پر حکم دیا ہے یعنی بہ مشیت و ارادہ و مقصود خدا ہم سے یہ افعال
صادر ہوتے ہین اسکا جواب حق تعالی فرماتا ہے قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء یعنی کہہ ای محمدؐ کہ
تحقیق کہ خدا امر و ارادہ فواحش و قبائح کا نہین کرتا اور لغت مین الفاحشة الزنا وما یشتد
قبحه من الذنوب ہے اور زمخشری نے لکھا ہے الفاحشة الزنا وما تبالغ فی قبحه من الذنوب
اور بیضاوی لکھتے ہین الفاحشة الفعلة المتناهية فی القبح كعبادة الصنم وكشف
العورة فی الطواف وغیرہ امام فخر الدین رازی کہتے ہین الفحشاء عبارة عن كل معصية
كبيرة فيدخل فيه جميع الكبائر یعنی اس آیہ سے یہ ہے کہ تحقیق کہ خدا امر بفواحش و قبائح و
قبائح جیسے شرک و کفر وغیرہ کا نہین کرتا اور ثابت ہوچکا ہے کہ امر و نہی کہ فعل خدا ہین مسبوق بالعلم
والارادة ہین خدا و مشیت [illegible] سے کہ امر و نہی و فعل خدا موقوف ہین تحقیق علم و ارادہ پر کہ آیہ
انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له كن فیكون اس پر دال ہے پس کیونکر مشیت خدا اسلام
عباس اور کفر ابوطالب مین اور مشیت رسول خدا اسلام ابوطالب اور کفر عباس مین واقع
ہو سکتی ہے هذا دلیل فلله الحجة البالغة اور نیز آیہ کریمہ لا اکراہ فی الدین ای لا اجبار
فی الہدایت بھی اسی کا مصرح ہے پس آپ کا قصہ شیخ بالبلاغۃ سے دلیل لانا سفاہت ہے کہ تمام
ادلہ [illegible] ونتیجہ [illegible] آپ کے اسی قول حق تعالی سے مردود ہو گئے اور آپ اتقولون علی اللہ ما
لا تعلمون کے مصداق ہوئے اعاذنا اللہ والمومنین عن هذه العقيدة الفاسدة القبيحة بتوفيقه [illegible]

فصل جاننا مراتب انسان اور اسکے کمالات کا اور فرق فراست اور الہام اور وحی کا بنا بر
مذاق حکما اور پہچاننا مرتبہ جناب ابوطالب کا اور انکے افعال و اقوال و اعمال کا کہ متعلق بعض سے
تھے کہ بالہام و وحی اور یہ موقوف ہے چند امور پر کہ بایجاز و اختصار عرض کیے جاتے ہین اول
جاننے کو جاننا چاہیے جسکو عربی مین علم و ادراک کہتے ہین اور معنی ادراک مکرر بیان کیے گئے
اور بقدر ضرورت خاص پھر عرض کیے جاتے ہین ادراک الشیء ہو کون حقیقة الشیء
متمثلة عند المدرک یعنی حقیقت شی کا متمثل ہونا ہے عند المدرک خواہ حقیقة سے وجود
فی الخارج رکھتی ہو یا نہ رکھتی ہو اور اسکی چار قسمین ہین محسوسات متخیلات متوہمات معقولات
پس ادراک مدرکات ثلاثہ اولی کا متعلق ہے جزئیات سے اور صور مدرکات جزئیہ مرتسم ہوتے
ہین آلات حواس ظاہری اور باطنی مین اور ادراک معقولات کا خاص ہے ذات نفس ناطقہ سے
یعنی صور معقولات ذات نفس ناطقہ مین مرتسم ہوتے ہین اور مذہب محققین یہ ہے کہ مدرک

کلیات اور جزئیات کا نفس ناطقہ ہی معقولات کو بلا توسط اور جزئیات کو بتوسط حواس ادراک
کرتا ہی اور نسبت ادراک کی ساتھ حواس ظاہر و باطن کے مجازاً ہی نہ حقیقۃً ثانیاً نفس ناطقہ
ایک جوہر ہی مجرد جسم و جسمانی نہین ہی اور تغیرات بدن سے کہ فساد اور بطلان اور نقصان و
تشویش ہی اعضا بدن کے ضعیف ہو جاتے ہین اور وہ اعضا آلات اور محل قوی ہین اُنکے
ضعف سے فساد و بطلان و نقصان و تشویش قوی ہین پیدا ہو جاتا ہی مگر نفس ناطقہ کو کسی طرح
کا تغیر نہین ہوتا ثالثاً اتفاق حکما ہی کہ قوی مخصوصہ نفس ناطقہ سے ایک قوت عاملہ ہی اور دوسری
قوت عاقلہ ہی قوت عاملہ کو عقل عملی اور قوت عملیہ اور نفس کہتے ہین کہ وہ محرک بدن انسان ہی
افعال جزئیہ کی طرف ساتھ فکر اور احساس اور حدس کے اور قوت عاقلہ کو عقل نظری اور قوت
نظری کہتے ہین کہ بسبب اُسکے کلیات کا ادراک ہوتا ہی اُسکے چار مرتبہ ہین عقل ہیولانی عقل
بالملکہ عقل بالفعل عقل مستفاد عقل ہیولانی وہ قوت ہی کہ استعداد قابلیت معقولات و ادراک
کلیات رکھتی ہو اور فی نفسہ سب سے خالی ہو عقل بالملکہ وہ قوت ہی کہ جب حاصل ہون نفس انسان
کے واسطے معقولات اولیہ یعنی بدیہیہ بسبب احساس جزئیات کے اور وہ قابل و مستعد ہو کہ فیضان
ہو صور کلیہ اور اُنکے احکام کا اور قادر ہو اکتساب نظریات پر کہ معقولات ہین ساتھ فکر و حدس
کے عقل بالفعل وہ قوت ہی کہ جو معقولات ثانیہ اُسکو حاصل ہوے ہون قادر ہو اُسکے استحضار
پر کہ جسوقت چاہے اُسکو حاضر کر دے اور اکتساب جدید کی اُسکو حاجت نہ ہو عقل مستفاد وہ
قوت ہی کہ جو معقولات مکتسبہ ہین اور وہ ذہن مین پیدا ہوے ہین وہ مخزون اور متمثل و حاضر
رہین اور حضور معقولات کمال نفس ہی بہ نسبت نفس انسان کے پس عقل مستفاد مقصد اصلی اور
غایت قصوی اور رئیس مطلق ہی کہ تمام قواے نباتیہ و حیوانیہ و انسانیہ اُسکے خادم ہین رابعاً فکر
حرکت کرنا ہی نفس کا معانی مین باستعانت تخیل کہ بہ ترتیب معلومات طالب حد اوسط ہو اور اُن
چیزون کا جو قائم مقام اُنکے ہون اور اکتساب مجہولات کا کرے اعم اس سے کہ پہونچے مطلوب تک
یا نہ پہونچے خامساً حدس اور وہ متمثل ہونا ہی حد اوسط کا ذہن مین دفعۃً بدون حرکت کرنے نفس
کے یعنی بغیر فکر و نظر ایکبارگی ذہن مین در آئے اور مطلوب تک پہونچا دے اور فکر و حدس کے
دو طرف ہین ایک طرف نقصان اور ایک طرف کمال طرف نقصان یہ ہی کہ بجز بدیہیات کے کچھ نہ
جانے اور طرف کمال یہ ہی کہ جن علوم کے علم کا امکان بنی نوع انسان کو ہی وہ سب حاصل ہون اور
اس مرتبہ کمال حدس کو قوت قدسیہ کہتے ہین سادساً اتفاق عقلا ہی کہ قواے جسمانیہ قابل قسمت ہین
کہ جمیع اجسام قابل تجزیہ ہین پس قواے جسمانیہ منقسم دو جزون کی طرف ہو سکتے ہین کہ ایک جز مدرکہ
ہو اور دوسرا حافظہ بخلاف قوت عاقلہ کے کہ وہ قابل قسمت نہین ہی اور تعقل اُسکا محتاج آلات

جسمانی کا نہین ہی اور کبر سن اور ضعف بدن سے کسی طرح کا ضعف اور کلال قوت عاقلہ کو نہین ہوتا
جیسا کہ قواے بدنیہ مین بعد چالیس برس کے ضعف اور نقصان ظاہر ہونے لگتا ہی مگر اُس سن مین
قوت عاقلہ کو کمال شروع ہوتا ہی اور نیز یہ بھی ثابت ہی کہ قوت عاقلہ جسم و جسمانی نہین کہ انقسام
محل سے انقسام حال لازم آئے اور نیز یہی مدرک کلیات اور معقولات بھی ہی پس ممکن نہین کہ یہی
قوت مدرک بھی ہو اور حافظ بھی ہو پس بالضرور لازم ہوا کہ سوا قواے جسمانیہ کے کوئی شی حافظ معقولات
ہو اور یہ شی بھی جسم و جسمانی نہ ہو کہ ان دونون مین ارتسام معقولات ممتنع ہی پس یہ حافظ معقولات
کہ جس مین جمیع صور معقولات مرتسمہ بالفعل موجود اور مخزون اور حاضر ہین اُسکو عقل فعال کہتے ہین
اور عقل فعال ایک جوہر ہی کہ جس مین تمام معقولات بالفعل مرتسم ہین کما قال الشیخ فی الشفاء ان
النفس الناطقة کمالها الخاص بها ان یصیر عالما عقلا مرتسما فیها صور الکل والنظام
المعقول فی الکل والخیر الفائض فی الکل یعنی شیخ نے شفا مین بیان کیا کہ تحقیق کہ نفس ناطقہ کا کمال
جو اُس سے مخصوص ہی یہ ہی کہ وہ عالم ہو عاقل ہو اور مرتسم ہون اُس مین صور کل اور نظام معقول کل اور
خیر فائض کل ثم قال وافضل الناس من استکملت نفسه عقلا بالفعل محصلا والاخلاق
التی تکون فضائل عملیة اور افضل ناس وہ شخص ہی کہ مستکمل ہو نفس اُسکا از روے عقل بالفعل
کے در انحالیکہ حاصل ہون اُسکو اخلاق ایسے کہ ہوتے ہین فضائل عملیہ وافضل هولاء هو
المستعد لمرتبة النبوة وهو الذی فی قوة النفسانیة خصائل ثلثة هی ان یسمع کلام
الله ویری ملائکة الله ویعلم جمیع المعلومات او اکثرها من عند الله وان یطیعه
مادة الکائنات باذن الله یعنی افضل ان سب کا وہ شخص ہی جو مستعد ہو واسطے مرتبہ نبوت کے
اور وہ وہ شخص ہی کہ جسکی قوت نفسانیہ مین تین خصلتین ہون ایک تو یہ کہ سنے کلام خدا کو اور
دیکھے ملائکہ خدا کو دوسرے عالم ہو جمیع معلومات یا اکثر معلومات کا من عند اللہ اور تیسرے
مطیع ہو اُسکا مادہ کائنات باذن اللہ حاصل کلام یہ ہی اور نیز اتفاق حکما اور عقلا ہی کہ نفس ناطقہ
کو کمال اُسوقت حاصل ہوتا ہی کہ اُسکو اتصال حاصل رہے عقل فعال سے اور معقولات کو
ہمیشہ دریافت کرتا رہے اور عقل فعال کو عقل فلک قمر بھی کہتے ہین اور نیز ثابت ہی کہ جمیع
صور جزئیات اور جو کچھ اس عالم مین پیدا ہوتا ہی سب منقوش اور مرتسم ہی عالم عقلی مین کلیة اور
اجمالا اور یہ بھی ثابت ہی کہ جو کچھ عالم عقلی مین منتقش ہو نفس انسانی مین منتقش ہو سکتا ہی بشرطیکہ
مشاغل حسیہ ظاہرہ و باطن کی طرف التفات کم ہو اور اتصال حاصل ہو عالم عقول سے تو نفس مین
صور غیبیہ عقول کے ساتھ ایک صورت کے بر وجہ کلی ظاہر ہونگے اور وہ صور تخیل مین آئینگی بعدہ
پھر وہ بصور جزئیہ کہ جو مناسبت رکھتی ہو صورت کلی سے حس مشترک مین منتقش ہونگے اور کمال

قوت ادراک جزئی خصوصًا متخیلہ کا یہ ہی کہ بغایت قوی اور بنہایت منقاد و مطیع ہو قوت عقلیہ کے
اور اسکی طرف منجذب ہو جائے بحدیکہ جو صورت ذات نفس مین مرتسم ہو اور جو کچھ مدرک ہو صورت
اسکی خیال اور حافظہ مین منتقش اور مرتسم اور مستقر ہو یا جو صورتین معقولات کی اسی نفس
مین مرتسم ہون اور اسکو اتصال عقل فعال سے ہو تو وہ صور مرتسمہ ذات نفس مین اگر
بعنوان تجرد و کلیۃ کے ہین تو مثالین و شبیہ اسکی متخیلہ مین بعنوان تمثل و جزئیہ کے
مرتسم ہون اور وہ متخیلہ حکایت کرے مدرکات قوۃ عقلیہ کا اس طرح سے کہ اگر وہ ذوات
مجردہ ہین تو نیکی کو بصورۃ حسن اور بدی کو بصورۃ قبیح متمثل کردے مثلاً ذوات مجردۂ
حسنہ کو بصورۃ انسان خوبصورت اور نیک سیرت متمثل کردے اور اگر معانی مجردہ ہون
یا احکام کلیہ تو انکو بقوالب الفاظ فصیحہ و بلیغہ متمثل کردے اور کمال نطیع اور ارتسام قوت
متخیلہ کا یہ ہی کہ صور ذوات مدرکہ کو حس بصر مین اور الفاظ مدرکہ کو حس سمع مین اداکرے اس
حیثیت سے کہ گویا کہ کوئی شخص بہ نہایت حسن و خلق روبرو کھڑا ہوا القا کرتا ہی اور بالفاظ فصیحہ
و بلیغہ کلام کرتا ہی اور ذوات مجردۂ کلیہ اور معانی و احکام مجردۂ کلیہ متمثل بجزئیہ اس طرح ہوتے
ہین جس طرح سے مثلاً مادیات مین اول ایک شخص خارج مین دکھائی دیتا ہی بعد ازان متخیل ہوتا
ہی اور بعد اسکے معقول ہوتا ہی یعنی کلی ہو جاتا ہی اور حیوان ناطق اس پر صادق آتا ہے
اسی طرح مجردات مین اول مجرد کلی معقول ہوتا ہی بعد ازان متخیل ہوتا ہی پھر محسوس ہوتا ہی اور تشخص
اسپر صادق آتا ہی حاصل یہ ہی کہ افاضۂ عقل فعال اول قلب مین بعدہ خیال مین پھر حس مین
پھر بصورت انسان متشخص محسوس ہوتا ہی اسی طرح حصول معانی مجردہ کا اول قلب مین پھر خیال
مین بعدہ حس مین پھر وہ معانی یا الفاظ فصیحہ و بلیغہ مسموع ہوتے ہین اور ان سے وہ معانی
سمجھے جاتے ہین اور جب کمال حاصل ہوا قوۃ تعقل یعنی نفس ناطقہ اور تخیل کو تو اس مین دو
خاصیتین حاصل ہوئین ایک توجاننا جمیع علوم کا یا اکثر علوم کا بغیر توسط بشر دوسرے دیکھنا
ذوات مجردہ متشخص اور سننا کلام کا بالفاظ فصیحہ و بلیغہ پس یہ ذوات متشخصہ ملائکہ ہین اور کلام
کلام خدا ہی اور یہی وحی اور الہام اور رویاے صادقہ ہی اور ایک امر یہ بھی قابل گذارش ہی کہ
عند الحکما ایک قوت تحریک ہی اور کمال قوت تحریک یہ ہی کہ نفس ناطقہ قوت اور فعل اور شدت
تاثیر مین اس مرتبہ پر پہونچے کہ جو کچھ تصور کرے اور جو صورت کہ خیال مین منتقش ہو اور اسکے وجود
فی الخارج سے ارادہ متعلق ہو وہ فوراً موجود ہو جائے اور بدیہی ہی کہ ہر ایک نفس اپنے بدن مین
تاثیر کرتا ہی بمجرد شہوت و تنفر و غضب و خوف و رجا و حیا و خجالت وغیرہ کے اسی سے ثابت ہوا
کہ نفس مذکورہ ہر بدن اور ہر مادہ مین بمجرد تصور اور تعقل کے ارادہ تاثیر کا کر سکتا ہی اور جب یہ

نسبت متحقق ہوئی تو خاصیت ثالثہ بھی حاصل ہوگی تو ضرور مادۂ کائنات بھی اُسکا مطیع ہوگا اس
حیثیت سے کہ جس صورت کی وہ خواہش کریگا بحکم خدا وہ فوراً موجود ہو جائیگی اور جب قوت تحریک
اس مرتبۂ کمال پر پہونچیگی تو نفس ناطقہ کو قابلیت وحی الٰہی حاصل ہوگی اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہی کہ
نقش موجودات اور جو کچھ کہ پیدا ہوتا ہی سب عالم عقول مین موجود اور ثابت ہی جیسا کہ مذکور ہوا اور
عالم عقول کو جواہر عقلیہ اور عالم روحانی اور جواہر روحانی اور لوح محفوظ اور عالم علوی بھی کہتے ہین
پس اقتضاے مراتب کمالات کمالات انسانی یہ ہی کہ جامع ہو خواص ثلاثہ مذکورہ کا اور قادر
ہو کہ محسوسات عالم سفلی کی طرف بھی متوجہ رہے اور عالم علوی اور معقولات کا بھی ناظر رہے اور
ایک دوسرے پر غالب نہ ہونے دے اور ایک حائل دوسرے کا نہ ہو پس ایسے ہی نفوس کاملہ
قابل مراتب نبوت و رسالت ہوتے ہین بحسب تفاوت خواص مذکورہ کے کمال و نقصان و شدت
وضعف مین اور بتفاوت مراتب انبیا کو اطلاع غیب پر یا بہ رویاے صادقہ یا بالقا یا با لہام یا
بوحی ہوتی ہی اور صورت رویاے صادقہ کی اس طرح واقع ہوتی ہی کہ نفس ناطقہ حالت نوم مین
شغل خواص سے فارغ ہوتا ہی پس اتصال حاصل ہوتا ہی اُسکو عالم روحانی سے کہ نقش موجودات
اور جو کچھ کہ پیدا ہوتا ہی اُس مین ثبوت اور موجود ہی پس بمجرد اتصال وہ سب نفس ناطقہ مین منعکس ہوتا
ہی اس طرح سے کہ جیسے دو آئینہ مقابل مین ایک دوسرے کے ہون تو ایک دوسرے مین منعکس ہونگے
اور حصول اُنکا اس طرح ہوگا کہ اول ذوات مجردہ اور یا معانی مجردہ معقول ہونگے پھر متخیل ہونگے پھر
محسوس ہونگے حس بصر یا حس سمع مین پس انسان مشاہدہ کریگا اشکال مختلفہ کا اور سماعت کریگا
اصوات اور کلمات متنوعہ کا اور اسی صورت حاصلہ کو رویاے صادقہ کہتے ہین اور اگر یہی حالتین
بیداری مین حاصل ہونگے کہ فیضان عقل فعال پہلے قلب مین بعدہ متخیلہ مین پھر حس سمع مین ہوگا تو
وہ القا اور الہام ہی اور اگر یہی حالتین بیداری مین اس طرح واقع ہون کہ ذوات مجردہ متشخص ہو کر
محسوس ہون اور معانی مجردہ بقوالب الفاظ فصیحہ و بلیغہ بترتیب و تنظیم مسموع ہون تو وحی ہی پس
جناب ابو طالب اور اُنکے ہر ہر قول و فعل و عمل سے ثابت ہی کہ وہ جناب جامع خصائل ثلاثہ تھے
اور اقتضاے مراتب کمالات انسانی پر فائز تھے اور ہر قول و فعل و عمل اُنکا یا بالقا یا بالہام یا
بوحی واقع ہوتا تھا چنانچہ مادری اُن معاملات اور سانحات کے جو بعد وفات بلکہ قریب وفات
حضرت عبد المطلب سے واقع ہوے ایک امر یہ بھی ہی کہ پندرہ برس قبل بعثت آنحضرت صلعم مجمع
عام مین کیسے کیسے فضائل و مناقب و مدارج عالیہ کے خبر دیتے تھے اور وقت عقد آنحضرت ہمراہ
جناب خدیجہ کبری جو خطبہ فرمایا ہی اُس مین فرماتے ہین الحمد للہ الذی جعلنا من ذریۃ
ابراھیم و زرع اسمعیل و ضیئضی معد و عنصر مضر و جعلنا حضنۃ بیتہ و سواس حرمہ

وجعل لنا بیتا محجوجا وحرما امنا وجعلنا الحکام علی الناس یعنی جمیع حمد ثابت ہی واسطے اُس اللہ کے کہ جسنے ہم کو ذریت ابراہیم اور اولاد اسمعیل ور اصل معد اور بنیاد مضر سے گردانا اور کیا ہم کو اپنے مکان کا محافظ اور سیاست کرنے والا اپنے حرم کا اور گردانا ہمارے لیے ایک مکان جسکا لوگ حج کرتے ہین اور ایک حرم امن دینے والا اور ہم کو تمام آدمیون کا حاکم کیا پھر فرماتے ہین ثم ان ابن اخی هذا محمد بن عبد اللہ لا یوزن برجل الا رجح شرفا ونبلا وفضلا وعقلا وهو واللہ بعد هذا له نباء عظیم وخطر جسیم پس تحقیق یہ میرا بھتیجا محمد ابن عبد اللہ ہی کہ نہین ہم پلہ ہو گا اُسکا کوئی شخص مگر یہ کہ یہی غالب ہو گا اُسپر شرافت اور عظمت اور فضل وعقل مین یعنی کوئی اُسکا مقابلہ نہین کر سکتا اور قسم ہی خدا کی علاوہ اسکے اُسکے واسطے شہرت عظیم اور بزرگی جسیم حاصل ہوگی پس جناب ابوطالب نے بو پندرہ برس قبل بعثت باین فصاحت وبلاغت بقسم فرمایا کہ وهو واللہ بعد هذا له نباء عظیم وخطر جسیم پس یہ خبر کیسے مطابق واقع ہوئی اور اسی خبر کی تصدیق ایمان قرار پائی پھر یہ مخبر صادق اگر مصدق اس خبر کا نہ تھا تو بقسم کیونکر اُسکا اظہار اور اعلان کیا یہ کیا کم ثبوت ہی جناب ابوطالب کے صاحب القا اور الہام ہونیکا اور اس سے بڑھ کر کونسی تصدیق ہوگی کہ قبل بعثت آنحضرت اُنکی تصدیق بقسم ظاہر فرمائی اللہ اکبر یہ وہ ابوطالب ہین کہ جب عقلاء قریش عمارہ ابن ولید کو لیکر آئے اور کہا جناب ابوطالب سے کہ بالعوض محمدؐ کے آپ اسکو لیکر پرورش کرین اور محمدؐ کو ہمین دید یجیے کہ ہم قتل کرین اُسوقت جناب ابوطالب نے فرمایا ما انصفتمونی یا معشر قریش اخذ ابنکم اربیه واعطیکم ابنی تقتلونه یعنی واہ کیا انصاف کیا تم نے ای گروہ قریش کہ تمھارے لڑکے کو تو مین لیکر پرورش کرون اور اپنا فرزند تم کو دیدون کہ تم قتل کرو اور اسی وقت متوجہ ہوے طرف اُنحضرت کے اور فرمایا واللہ لن یصلوا الیک بجمعهم حتی اوسد فی التراب دفینا یعنی قسم ہی خدا کی ہرگز نہ پہونچ سکین گے تجھ تک یہ لوگ باوجود اپنی جمعیت کے جب تک کہ مین زمین مین دفن نہ ہو جاؤن کیا کلام بلاغت نظام ہی جناب ابوطالب کا کس بشاشت اور شجاعت اور اطمینان قلب سے بقسم فرمادیا کہ یہ لوگ باوجود جمعیت تمھارا کچھ نہین کر سکتے اس اطمینان کا سبب وہی الہام تھا ورنہ کیا ممکن بھی ہی کہ تمام قبائل عرب اور خصوصًا وہ لوگ جو شجاعان زمانہ سے شمار کیے جاتے ہون وہ اُن حضرت کے قتل پر آمادہ ہون اور جناب ابوطالب تن تنہا اُن سب کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر اُنکو غیرت دلائین کہ باوجود جمعیت تم کچھ نہین کر سکتے اور فی الواقع وہ کچھ نہ کر سکین کیا قلب مطمئن تھا جناب ابوطالب کا کہ لیطمئن قلبی کی بھی حاجت نہ ہوئی اور فورًا بے دہشت امر حق کا اظہار کر دیا اور مصرع ثانی مین بھی ایک امر مخفی کی خبر دی ہی کہ جب تک مین زندہ ہون یہ لوگ کچھ نہین کر سکتے یعنی بعد میرے تم کو آزار پہونچیگی پھر فرماتے ہین

فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ وابشر بذاک وقر منک عیونا یعنی پس اپنے امر کو ظاہر کرو نہین ہی تم پر کوئی پستی اور خوف ذلت ونقصان اور بشارت ہو تم کو ساتھ اسکے اور خنک رکھو اپنی آنکھونکو جاسے انصاف ہی کہ جو شخص اظہار امر رسالت کا حکم فرمائے اور کہے کہ اس سے خوش ومسرور وخنک چشم رہو وہ تو کافر بنایا جاوے اور جو اُن حضرت کی تکذیب کرے اور اُنکی رسالت مین شک کرے وہ پکا مسلمان اور قائم مقام اُسی رسول کا کیا جاوے پھر فرماتے ہین جناب ابوطالب ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت ثم امینا اور تم نے مجھے دعوت کی اور جانتا ہون مین کہ تحقیق تم صادق ہو اور تم نے سچ کہا اور ہو تم اس جگہ (یعنی نزدیک خدا کے) امانت دار ولقد علمت بان دین محمد + من خیر ادیان البریۃ دینا اور بہ تحقیق جانا مین نے کہ دین محمدؐ بہترین ادیان خلق ہی از روے دین کے لولا الملامۃ او حذار ملامۃ + لوجدتنی سمحا بذاک مبینا اگر نہ ہوتا خوف دشنام کا اور ملامت کا تو آپ پاتے مجھکو جوانمرد ساتھ اُس دین کے ظاہر بظاہر حاصل یہ ہی کہ ہم ان اشعار کی تشریح کر آئے ہین یہان پر مکتفیاً یہ اشعار عرض کیے کہ ان اشعار سے کیسی شجاعت اور حکمت ٹپک رہی ہی اور راس ورئیس فضائل عملیہ یہ ہی شجاعت اور حکمت اور عفت وعدالت ہی پس جناب ابوطالب کے صاحب الہام ہونے مین کیا شک باقی رہا ہان جو لوگ رسالت جناب خاتم المرسلین مین شک کرین یا اُنھین کے تابعین مین ہون تو وہ مصداق ختم اللہ قرار پائین گے اول یہ وہ ابوطالب ہین کہ جب محاصرہ کیا قریش نے شعب کا اُسوقت اُس جناب نے ایک خطبہ طولانی انشا فرمایا اُس مین فرماتے ہین الا ابلغا عنی علی ذات بیننا + لویا وخصا من لوی بنی کعب یعنی اے میرے دونون دوست پہونچاؤ میری طرف سے یہ خبر باوجود اُس مخالفت کے کہ جو ہمارے درمیان مین ہی بنی لوی کو اور خصوصاً بنی لوی سے قبیلۂ بنی کعب کو الم تعلموا انا وجدنا محمدا + رسولا کموسی خط ذلک فی الکتب کیا تم نہین جانتے کہ پایا ہم نے محمدؐ کو رسول مثل موسی کے اور یہ ثابت ہی کتب سماویہ سے کیون حضرات جاے انصاف ہی کہ جو آنحضرت صلعم کو رسول کموسی جانتا ہو اور بدلائل کتب سماویہ اُن حضرت کی رسالت کو تمام عرب پر ثابت کرے اور خود معترف ہو کہ ہم نے محمدؐ کو رسول مثل موسی کے پایا وہ تو کافر بنایا جاوے اور جو حسبنا کتاب اللہ کہے اور چھوڑ دے اُس رسول کو اور معاذ اللہ اُسکی شان مین ان الرجل لیھجر کہے وہ خلیفۂ رسول اور کامل مسلمان سمجھا جاوے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پھر فرماتے ہین جناب ابوطالب وان علیہ فی العباد مودۃ ولا خیر ممن خصہ اللہ بالحب یعنی بہ تحقیق کہ اوپر اُسکے بندگان خدا کی محبت ہی اور نہین ہی بہتر اوس شخص سے

کہ جسے مخصوص کیا ہو اللہ نے ساتھ اپنی دوستی کے یعنی جو خاص بندگان خدا ہین وہ اُنکو دوست
رکھتے ہین اور یہ خاص حبیب خدا ہین کیونکہ حضرات خیر البشر اور حبیب خدا اول اول کس نے کہا
آنحضرت کو کیا یہ الفاظ بغیر الہام جاری ہوے زبان جناب ابوطالب پر پھر فرماتے ہین فلسنا
ورب البیت نسلم احمد العزاء من عض الزمان ولا کرب پس قسم ہو رب کعبہ کی
ہم کبھی نہ دینگے احمد کو بہ سبب کسی مصیبت زمانہ کے اور نہ بہ سبب کسی سختی زمانہ وکرب کے افسوس
ہی اُن بے بصیرتون پر کہ جو ایسے ایسے مضامین اور الفاظ کو جو بغیر الہام جاری ہو سکتے ہی
نہین فقط ایک لفظ فراست کہکر ٹال دیتے ہین یہ وہ ابوطالب ہین جو فرماتے ہین وشق لہ
من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود وھذا محمد یعنی مشتق کیا اُن حضرت کے نام کو اپنے
نام سے تاکہ اُنکی بزرگی ہو پس صاحب عرش یعنی خدا محمود ہی اور یہ محمدؐ ہین کیونکہ صاحبو جناب
ابوطالب کو بغیر الہام کیونکر معلوم ہوا کہ حق تعالی نے اس نام کو اپنے نام سے مشتق کیا تاکہ
اُنکی بزرگی ہو یہ وہ ابوطالب ہین کہ اُسی زمانۂ محاصرہ مین دوسرا قصیدہ فرمایا ہی کہ جسکی
بعض علما نے اسّی بیتین لکھی ہین اور بعض نے سو بیتون سے بھی زیادہ لکھی ہین تیمناً وتبرکاً چند
بیتین عرض کی جاتی ہین کہ ان ابیات کا ایک ایک لفظ دلالت کرتا ہی جناب ابوطالب کے الہام پر الہ
مکرر گذارش ہو چکا کہ جناب ابوطالب خود ملہم لنفسہ اور اوصیا انبیا اور مستودعین مین سے تھے
فرماتے ہین وابیض یستسقی الغمام بوجھہ + ثمال الیتامی عصمۃ للارامل یعنی محمدؐ وہ ماہرو
ہی کہ جسکے چہرہ کے وسیلہ سے بادلون سے پانی طلب کیا گیا جاے پناہ ہی یتیمون کی اور ملجا ہی بیواؤن
کے لیے یلوذ بہ الھلاک من ال ہاشم + فھم عندہ فی نعمۃ وفواضل یعنی پناہ گزین ہونگے
اُس سے وہ لوگ جو قریب بہلاکت ہون آل ہاشم سے پس وہ لوگ اُسکے پاس نعمتون اور احسانات
مین بسر کرینگے مراد یہ ہی کہ آل ہاشم کو بسبب اُنکے احسانات بزرگ اور نعمتین ملینگی کیونکہ حضرات یہ
اخبار جو مطابق واقع ہوے اُس وقت کے ہین کہ جسوقت انتہاے سختی اور مصیبت مین تھے پھر بدون
الہام و وحی یہ اوصاف آنحضرتؐ اور یہ اخبار کیونکر مطابق واقع ہوے پھر فرماتے ہین لعمری لقد
کلفت وجدا باحمد واحببتہ + حب المحب المواصل قسم ہی اپنی حیات کی تحقیق کہ تکلیف
دی گئی ہی مجھے محبت کی احمد کے ساتھ (یعنی خدا نے مجھے مامور کیا ہی اُنکی دوستی پر) اور دوست رکھا
مین نے اُسکو اُس محبت اور دوستی سے کہ جو محب ہمدم رکھتے ہین وقد علموا ان ابننا لا مکذب
لدینا + ولا یعزی لقول الاباطل اور یہ تحقیق کہ سب جانتے ہین کہ ہمارا فرزند جھوٹا نہین ہے
ہمارے نزدیک اور نہ قول اباطیل کی طرف منسوب ہو سکتا ہی فمن مثلہ فی الناس ای مؤمل
اذا قاسہ الحکام عند التفاضل سبحان اللہ کیا کلام ہی جناب ابوطالب کا کون مثل تھا جناب موصوفؐ کا

فصاحت اور بلاغت اور شجاعت اور حلم اور عفت مین اور بدیہی ہی کہ سردار تھے تمام عرب کے
اور قبیلۂ بنی ہاشم مین کون انکا نظیر تھا باوجود اسکے فرماتے ہین کہ کون ہو اُسکا مثل یعنی جناب
محمد مصطفے کا آدمیون مین یعنی فی العرب نہین فرمایا بلکہ فی الناس فرمایا یعنی نوع انسان مین اور کون
ہی جو محل امید ہو جسوقت قیاس کرین حکم لگانے والے ایک دوسرے پر فضیلت دینے کا یعنی سواے محمدؐ
کے کسی کو فضیلت نہین دے سکتے پھر فرماتے ہین حلیم رشید عاقل غیر طائش + یوالی الٰہا
لیس عنہ بغافل یعنی بردبار نیک راہ پانے والا عقلمند ہی سبک مزاج نہین ہی اور ایسے خدا کا
محب ہی جو کسی وقت اُس سے غافل نہین یعنی تم لوگ ایسے خدا کو دوست رکھتے ہو جو غافل ہین کہ وہ
لائق خدائی نہین ہین! اللہ اکبر یہ وہ کلام معجز نظام ہی جناب ابوطالب کا کہ بجز اوصیاے انبیا کے
کوئی قدرت نہین رکھتا کہ مثل اسکا کہہ سکتا یا کہہ سکے فرماتے ہین واجبہ فبینا احمد فی ذروۃ
تقصر عنہا سورۃ المتطاول یعنی احمد ہم مین نکلا ہی ایسی اصل سے کہ قاصر ہو گئے اُس سے نیزے
طالب جاہ وحشمت سے کے فجدت بنفسی دونہ وحمیتہ ودافعت عنہ بالذری والکلاکل
یعنی اپنی جان دینے کو مین اُسکی حمایت مین تیار ہو گیا اور دفع کیا مین نے اُس سے ہر سختی والم
کو اُسکے سینہ سے کذبتم وبیت اللہ نبزی محمدا ولما نطاعن دونہ ونناضل جھوٹے
ہو تم قسم ہی بیت اللہ کی کیا چھوڑ دینگے ہم محمدؐ کو جب تک نیزون اور تیرون سے اُسکے دشمنون کا
مقابلہ نہ کرلین ونسلمہ حتی نصرع حولہ + ونذہل عن ابنائنا والحلائل قربان شجاعت و
حفاظت وحراست جناب ابوطالب فرماتے ہین اور کیا ہم تمہارے سپرد کردینگے اُسکو یعنی محمدؐ کو جبتک
کہ گرد اُسکے ایسی جانفشانی اور مقابلہ نہ کرین کہ جس مین مرکر گر پڑین اور اپنے بچون اور عورتون کو
بھول جائین اللہ اللہ کیا قوت قدسیہ عطا فرمائی تھی حق سبحانہ تعالی نے جناب ابوطالب کو اور کس رتبہ
استکمال پر پہونچے تھے قوت نفسانیہ آپ کی ازروے اخلاق اور عقل اور علم کے انتہا یہ ہی کہ ہر قول
جناب ابوطالب کا نطق یا الہام ہی ایک دوسرے قصیدے مین فرماتے ہین اذا اجتمعت یوما قریش
لمفخر + فعبد مناف سرہا وصمیمہا یعنی جسوقت جمع ہون قریش واسطے فخر کے یعنی ایک
دوسرے پر فخر کرنے کو جمع ہون تو عبد مناف سارے قریش مین خالص اور برگزیدہ ہین فان حصلت
انساب عبد منافہا + ففی ہاشم اشرافہا وقدیمہا پس اگر عبد مناف کے نسب حاصل
ہون تو اولاد ہاشم شریف اور سردار اُنکے ہین وان فخرت یوما فان محمدا + ہو المصطفی
من سرہا وکریمہا اور اگر اولاد ہاشم کسی دن فخر کرین تو بتحقیق محمدؐ برگزیدہ اور کریم اُن سب مین ہین
مبصرین بنظر انصاف دیکھین کہ ایک زمانہ دراز کے بعد حضرت ختمی مآبؐ نے ایک حدیث طولانی
مین ان سب مراتب کا ذکر فرمایا ہی اور آخر مین واصطفانی من بنی ہاشم فرمایا ہی اور یہ امر تو

ظاہر ہی کہ حدیث بھی مثل وحی بلکہ وحی ہی اب مین اُس وصیت جناب ابوطالب کو لکھتا ہون کہ جو قریش کو مکرر وصیت کی ہی اور قریب وفات تو عظما و سرداران قریش اور بنی عبد المطلب اور بنی ہاشم کو جمع کیا ہی اور کما حقہ اُنکو نصیحت اور وصیت کی ہی اُسکے الفاظ و معانی و مطالب کو دیکھنا چاہیے کہ جو جو اخبار کلیہ اور جزئیہ اور مجملاً اور مفصلاً جس فصاحت و بلاغت سے فرمائے ہین کیا کسی فرد بشر کی بجز انبیا اور اوصیا کے مجال ہی کہ مثل جناب ابوطالب کے بیان کر سکے اور یہ وصیت جناب ابوطالب کی مثلاً ایک معجزہ کے ہی کہ قیامت تک باقی رہیگی اور دلائل واضحہ سے ہی کہ جناب ابوطالب کا نطق نطق بالالہام تھا اور وہ جناب مرتبۂ وصایت پر پہونچے ہوے تھے اور مطابق تحقیق محققین حکما بھی ثابت ہوتا ہی کہ قوت نفسانیہ جناب ابوطالب خصائل ثلثہ معتبرہ حکما حاصل تھے یعنی سنتے تھے کلام خدا کو اور دیکھتے تھے ملائکۃ اللہ کو اور من عند اللہ عالم سے جمیع معلومات یا اکثر معلومات کے اور دلیل اُسپر یہی وصیت ہے جناب ابوطالب کی فرماتے ہین یا معشر قریش انتم صفوۃ اللہ من خلقہ وقلب العرب فیکم السید المطاع وفیکم المقدام الشجاع والواسع الباع یعنی ای گروہ قریش تم برگزیدۂ خدا ہو مخلوق خدا سے اور قلب عرب ہو تم مین سردار قابل اطاعت ہوتا ہی اور تم مین دلاور اور شجاع اور فراخ دست ہوتے ہین واعلموا انکم لم تترکوا للعرب فی المآثر نصیبا الا احرزتموہ ولا شرفا الا ادرکتموہ اور جانو تم کہ نہین چھوڑا تم نے عرب کی خوبیون مین سے کوئی حصہ مگر جمع کر لیا تم نے اُسکو اور نہ کوئی شرف چھوڑا مگر لے لیا تم نے اُسکو فلکم بذلک علی الناس الفضیلۃ ولہم بہ الیکم الوسیلۃ والناس لکم حرب وعلی حربکم الب پس تم کو اسی سبب سے سب آدمیون پر فضیلت ہی اور اُن سب کا انھین سببون سے تم تک وسیلہ ہی اور لوگ تمھارے دشمن ہین اور تمھارے جدال کے وقت تمھارے مقابل مین مجتمع ہوتے ہین وانی اوصیکم بتعظیم ھذہ البنیۃ یعنی الکعبۃ فان فیہا مرضاۃ للرب وقواما للمعاش وثباتا للوطاۃ اور بہ تحقیق وصیت کرتا ہون مین تم کو کہ تعظیم کرو اس مکان یعنی کعبہ کی پس تحقیق کہ اُس مین خوشنودی ہی پروردگار کی اور نظام ہی واسطے معاش کے اور ثبات ہی واسطے رفتار کے وصلوا ارحامکم فان فی صلۃ الرحم منساۃ ای فسحۃ فی الاجل وزیادۃ فی العدد اور صلۂ رحمی کرو ذوالارحام سے پس بہ تحقیق صلۂ رحمی مین تاخیر ہی یعنی وسعت ہی عمر کی اور زیادتی ہی عدد یعنی نسل کی واترکوا البغی والعقوق ففیہما ھلکۃ القرون قبلکم اور ترک کرو بغاوت اور نافرمانی کو کہ ان دونون مین تم سے پہلے بہت سے قرون ہلاک ہوگئے ہین واجیبوا داعی اللہ اور قبول کرو اُسکی دعوت کو جو اللہ کی طرف

دعوۃ کرنے والا ہی واعطوا السائل فان فیہ اشرف الحیاۃ والممات اور عطا کرو سائل کو پس بتحقیق
ان دونون مین یعنے اجابت داعی اللہ اور اعطاء سائل مین شرف حیات و ممات ہی وعلیکم
بصدق الحدیث واداء الامانۃ فان فیہما محبۃ فی الخاص و مکرمۃ فی العام اور تمپر
لازم ہی سچ بولنا اور ادا کرنا امانت کا کہ ان دونون مین خواص سے محبت اور عوام مین عزت ہی
حضرات متوجہ ہون کہ کس شد و مد سے اور کس فصاحت و بلاغت سے مراتب وعظ و پند اور
ہدایت کو کیسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے کنایۃً اور صراحۃً جناب ابو طالب نے ادا
فرمایا ہی کہ کسی کو مجال انکار نہ رہے اور اس پر بھی اگر انکار کرین جحدوا بہا واستیقنتہا
انفسہم کے مصداق ہو جائین ختم حجۃ کر دیا ہی جناب ابو طالب نے ابلاغ و اظہار رسالت
ختمی مرتبت صلعم مین اب بگوش دل سماعت فرمائیے کہ فرماتے ہین واوصیکم بمحمد خیرا
اور وصیت کرتا ہون مین خیر و نیکی کی ساتھ محمد صلعم کے فانہ الامین فی قریش والصدیق فی العرب
کہ بتحقیق وہ امین ہی قریش مین اور تمام عرب مین صدیق ہی وھو الجامع لکل ما اوصیتکم بہ
اور وہ جامع ہی کل ان وصیتون کا جو مین نے تم کو کی ہین وقد جاء بامر قبلہ الجنان و
انکرہ اللسان مخافۃ الشنان اور بتحقیق وہ ایسا امر لیکر آیا ہی کہ قبول کر لیا ہی اسکو دل نے اور
انکار کرتے ہے زبان خوف سے دشمنی کی اس مقام پر اعمی القلوب اقرار لسانی جناب ابو طالب
کا انکار کرتے ہین اتنا بھی نہین سمجھتے کہ قبلۃ الجنان روبرو تمام قبائل قریش اور بنی
عبد المطلب اور بنی ہاشم کے اور ان سب کو مخاطب کرکے فرمایا ہی یا نہین پس یہ فرمانا جناب
ابو طالب کا اقرار لسانی ہی اس امر کا جسکو انکے قلب نے قبول کیا ہی برخلاف اس جملہ
کے وانکرہ اللسان مخافۃ الشنان کہ اسمین اثبات جملۂ اولی یعنی انکرہ اللسان موقوف
ہی اثبات جملۂ ثانیہ پر یعنی مخافۃ الشنان پر مراد یہ تھی جناب ابو طالب کی کہ جب تک دشمن طعن
کرنے والے موجود ہون اسوقت تک انکار لسانی سمجھو اور جسوقت تم ایمان قبول کر و یا چلے جاؤ
تو عدم مخافۃ شنان کے ساتھہ ہی انکرۃ اللسان بھی معدوم ہی اور عدم انکار مستلزم اقرار ہی حاصل
یہ ہی کہ بعد اسکے جناب ابو طالب اخبار گذشتہ اور پند و نصیحت سے فارغ ہو کر آیندہ کی خبر دیتے
ہین وایم اللہ کانی انظر الی صعالیک العرب واھل الاطراف والمستضعفین من
الناس قد اجابوا دعوتہ وصدقوا کلمتہ وعظموا امرہ یعنی قسم ہی خدا کی گویا کہ مین
دیکھہ رہا ہون منصفین بنظر انصاف نظر کرین کہ وہی خصائل ثلثہ مین سے دوسری صفت ہی کہ
جسکو علمائی ہی نے لکھا ہی کہ ویعلم جمیع المعلومات او اکثرھا من عند اللہ کہ جناب
ابو طالب اسے خدا کی قسم سے فرماتے تھے کہ جانتا ہون مین گویا کہ دیکھہ رہا ہون یعنی قوت نفسانیہ

جناب ابوطالب کو کمال اتصال حاصل تھا عقل فعال سے کہ جمیع صور جزئیات اور کلیات عالم عقلی کا مشاہدہ فرما رہے تھے اور آئندہ کی خبر دیتے تھے حتی کہ مجملاً اور مفصلاً جو کچھ کہ جناب ابوطالب کے بعد ہونے والا تھا زمانۂ رسالت آنحضرتؐ مین ان سب کی خبر فرما دی افسوس ہے اون علما پر کہ جنھون نے ایسے نفس ذکی صاحب الہام کو متہم بکفر کیا ہی اور اُس جناب کی نطق بالالہام کو فراست سے خطاب کیا ہی مین نہایت ادب سے پوچھتا ہون کہ یہ تفرس مخصوص جناب ابوطالب ہی کے ساتھ تھا یا افراد بشر مین زید عمر بکر یا مثلاً کسی اور کو بھی حاصل تھا افسوس کیسا نفاق سے نابینا کر دیا ہی الغرض جناب ابوطالب فرماتے ہین کہ قسم ہی خدا کی گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ فقرائے عرب نے اور گرد و نواح کے باشندون نے اور جو مستضعفین شمار کیے جاتے ہین آدمیون مین اُن سب نے قبول کر لیا ہی اُسکی دعوت کو اور تصدیق کی ہی اُسکے کلام کی اور تعظیم کی ہی اُسکے حکم کی فخاض بهم غمرات الموت فصارت روساء قریش وصنادیدها اذنابا ودورها خرابا وضعفاءها اربابا یس کو دیڑا ہی اور گھس گیا ہی اُن سب کو لیکر غمرات موت مین اور سب رؤساء قریش اور صنادید قریش ذلیل و خوار ہو گئے ہین اور مکانات اُنکے خراب و برباد ہو گئے ہین اور ضعفا و فقرا جو تھے جنھون نے دعوت کو قبول کر لیا وہ سردار اور بزرگ کنندہ بن گئے ہین واذا اعظمهم علیه احوجهم الیه وابعدهم منه احظاهم عندہ اور جو بزرگی کرتے تھے اُس محمدؐ پر وہ سب اُسکے محتاج ہو گئے ہین اور جو بہت بعید تھے اُس محمدؐ سے وہ بہرہ مند ہو گئے ہین اُسکی نزدیکی سے پھر فرماتے ہین جناب ابوطالب قد محضته العرب ودادها واعطته قیادها اور خالص دوستی اُنکی کر لی ہی عرب نے اور دیدی ہی اپنی زمام اختیار اُنکو یا معشر قریش کونوا له ولاة ولحزبه حماة اے گروہ قریش ہو جاؤ تم سب اُسکے دوست اور حامی ہو جاؤ اُسکے گروہ کے پھر جناب ابوطالب بقسم فرماتے ہین والله لا یسلك احد سبیله الا رشد ولا یاخذ احد بهدیه الا سعد یعنی قسم ہی خدا کی کوئی نہ چلیگا اُسکی راہ پر مگر جو رشید ہوگا اور نہ لیگا کوئی اُسکی ہدایت کو مگر جو سعید ہوگا اللہ اکبر فرماتے ہین جناب ابوطالب ولو کان لنفسی مدة ولاجلی تاخیر لکففت عنه الهزاهز ولدفعت عنه الدواهی یعنی اگر میری زندگی کی کچھ مدت باقی ہوتی اور میری اجل تاخیر کرتی تو بیشک سختیون کو روکتا اسکی شدائد کو اور دفع کرتا مین اُس سے بلاؤن کو وقال لهم مرة لن تزالوا بخیر ما سمعتم من محمد وما اتبعتم امره فاطیعوه ترشدوا اور ایک مرتبہ اُن سب سے فرمایا کہ تم ہمیشہ اچھے رہو گے جب تک سنتے رہو گے کلام محمدؐ کا اور پیروی کروگے تم اُنکی پس اطاعت کرو تم اُنکی اور رشید بن جاؤ

تمت

قطعۂ تاریخ

از نتیجہ فکر جناب سید سجاد حسین صاحب تلمیذ جناب میر خورشید علی صاحب نفیس مرحوم

آن ذاکرِ حسین حکیم دقیقہ رس کز یک سخن ہزار مطالب برآورد

از حرف حرفہائے غرائب دہد ظہور وز نقطہ نکتہائے عجائب برآورد

آن جوہر خزانہ مخفی کہ مختفی است چون حاضرے ز مکمن غائب برآورد

رنگ موافقت فگند بر مخالفان از نامناسب آنچہ مناسب برآورد

گر دعوۂ ثبات قدم رکہند کسے آن را از رعب خائف و ہارب برآورد

گندم نمائے کند ار جو فروشیے آن را ز بزم خاسر و خائب برآورد

گہ جان از درون معاند برون کشد گہ دود از دمار مخاطب برآورد

حیرت بچشم و لرزہ در اندام افگند ہوش از دماغ و قلب ز قالب برآورد

اینک رُخِ کلام بشرح مطالب است صد ردّ و قدح شرح مطالب برآورد

این شیر بیشۂ اسد اللہ غالب است دشمن ہزار مکر ثعالب برآورد

بر ہر یکے سخن سخن آرد سخن سخن گر در سخن سخن ز معائب برآورد

بر حرف حرف حرف ہمے آورد اگر حرفے ز رائے سالم و صائب برآورد

گاہے بدل الوف شدائد دہر رجوع گاہے بجان ہزار مصائب برآورد

دشمن بہ بدگمانے خود صد یقین کند گر از دلش شکوک و شوائب برآورد

باید بحکم قلب و دل نظر کنیم جز دردِ سر چہ طول مطالب برآورد

تاریخ طبع نسخہ کان فتح غالب است سنجیدا ز رسالۂ غالب برآورد

۱۳ ھ ۲۹

قطعہ تاریخ

از نتیجۂ فکر جناب حکیم مرزا علی صاحب تلمیذ جناب میر خورشید علی صاحب نفیس مرحوم مغفور

چو جان بوده برابر بهر دو ریحان ابیطالب
جهان ممنون احسان نبیؐ و هم علیؑ لیکن
بهر دو بهر اندوه دست مصطفیؐ بوده
بعالم حفظ جان آن دو تن را از دل و از جان
خموش ای طبع موزون هست بس ترسے آخر ولن
ز فتح الغالب از چه غافلے آیا نمی دانے
کتابی هست در اثبات ایمان یادرخشان نسخه
چو پرسد میرزا هر کس بگو با آن که بنوشته
ز فتح الغالب اسلام ابوطالب بہین عادل

سنہ ۱۹۱۱ ع

نبیؐ جان ابیطالبؑ علیؑ جان ابیطالبؑ
نبیؐ و هم علیؑ ممنون احسان ابیطالبؑ
بسان دست حق بد امان ابیطالبؑ
چو جان انگاشته جانم بقربان ابیطالبؑ
ز هر چه گفتم و گویم از آن شان ابیطالبؑ
کتابی هست در اثبات ایمان ابیطالبؑ
بچرخ اوج ایمان مهر تابان ابیطالبؑ
دو تاریخش بیک مقطع تو ناخوان ابیطالبؑ
ادیب پاک ثابت کرده ایمان ابیطالبؑ

سنہ ۱۳۲۹ ھ